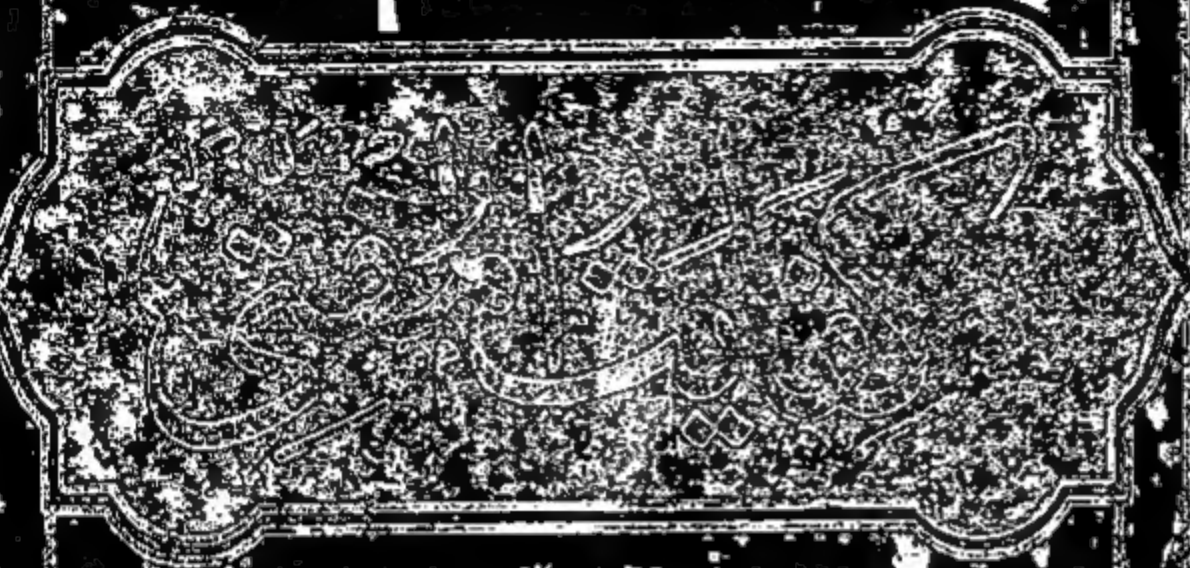


دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے زیر نگرانی
دانش کی تحریک و ترقی و ترقی یافتہ اور کمال یافتہ کمال



مع عنوانات

مفت محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی
محکم کفایت اللہ و ہدای

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد دوم

کتاب العلم، کتاب السلوک والطریقہ، کتاب لتفسیر والتجوید
کتاب الحدیث والاثار، کتاب التاریخ والسیر، کتاب الجہاد، کتاب الحدود
والجنايات، کتاب الاکرام والاضطرار، کتاب للقیط واللقطۃ، کتاب الیمین و
النذر، کتاب لقضاء والافتاء، کتاب الظہار، کتاب الختان والخفاح،

دارالاعینا ۸ اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تشکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھرو ڈلاہور
نکشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اوروالپنڈی
یونیورسٹی بک اسٹجسکی خیبر بازار پشاور

دیباچہ

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على نبيه الامي الامين وعلى

آله واصحابه الطاهرين المهديين

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد دوم قائمین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المفتی پر نمبر بھی ہے اور مفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعۃ سے لیے گئے ہیں، ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ لکھا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد دوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۲۲۹ الجمعۃ سے ۵۵ متفرق ۸۷ کل ۳۷۱

کفایت المفتی جلد اول اور جلد دوم کے کل فتاویٰ کی تعداد سات سو نوے (۷۹۰) ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد سوم بھی جلد شائع ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

احقر حفیظ الرحمان واصف

۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

فہرست مضامین کفایت المفتی جلد دوم

کتاب العلم

پہلا باب : دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول : تعلیم کی فضیلت

- (۱) دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے سے 'تعلقات ختم کر دینے چاہئیں' ۲۹
- (۲) (۱) تبلیغ کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے ۳۰
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے "
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں
- (۴) پست اقوام کے نو مسلم بھی عام مسلمانوں کے بھائی ہیں "
- (۵) ہر مسلمان پر بقدر معلومات تبلیغ لازمی ہے ۴
- (۳) مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے ۳۱
- (۴) (۱) کیا مروجہ طریقہ 'تبلیغ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی تھا؟ ۳۲
- (۲) صحابہ کرام فرد افراد اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے ۴
- (۳) تبلیغ فرض کفایہ ہے ۴
- (۴) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟ ۴
- (۵) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں ۴
- (۶) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟ ۴
- (۷) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے ۴
- (۵) خواتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم ۳۵

فصل دوم : تعلیم قرآن

- (۶) (۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۴
- (۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے ۴
- (۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے ۴
- (۷) قاعدہ "یسرنا القرآن" بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ ۳۶
- (۸) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۳۷

صفحہ	مضمون
۳۸	(۹) بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں.....
۴	(۱۰) مجلس میں تلاوت و نظم وغیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے.....
۳۹	(۱۱) کیا غیر مسلم کو قرآن مجید پڑھانا جائز ہے؟.....
۴	(۱۲) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا.....
۴	(۱۳) دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کرایا جائے.....
	دوسرا باب : تعلیم کے احکام و آداب
	فصل اول : تعلیم کا معاوضہ لینا
۴۰	(۱۴) دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے.....
۴۱	(۱۵) (۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے تراویح و شبینہ کی جائز نہیں.....
۴	(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے.....
۴	(۳) شبینہ پڑھانا کیسا ہے.....
۴۳	(۱۶) (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے؟.....
۴	(۲) تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا.....
۴	(۳) غریب اور مالدار دونوں کو تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت کرنے پر ثواب ملے گا.....
۴	(۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے.....
۴	(۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم.....
	(۶) ”میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا“ ”تم اللہ واسطے تنخواہ دو“ سوال ممنوع میں
۴	داخل نہیں.....
۴	(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک قول کی تشریح.....
	(۸) حضور ﷺ بھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ
۴۴	کہ بطور اجرت.....
۴	(۱۸) طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے.....
۴۵	(۱۹) (۱) داخلہ فیس کا حکم.....
۴	(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے.....
۴	(۲۰) متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے.....
	فصل دوم : آداب تعلیم

صفحہ	مضمون
۵۰	(۲۱) عید گاہ میں بچوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟
۵۱	(۲۲) شریعت میں عاق کرنے کا اختیار کسی کو نہیں
	تیسرا باب : تعلیم زنان
"	(۲۳) اسلام میں خواتین کی تعلیم
"	(۱) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے؟ اور مشتبہ کب ہوتی ہے؟
۵۲	(۲) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق
"	(۳) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل
"	(۴) قرآن و حدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟
"	(۵) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے
"	(۶) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟
۶۹	(۲۴) مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں
"	(۲۵) پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت گار خیر میں حصہ لے سکتی ہے
"	(۲۶) بچی سے مجمع میں تلاوت کرانا
۷۰	(۲۷) لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم
	چوتھا باب : متفرقات
"	(۲۸) بھشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے
۷۱	(۲۹) علماء کو شیطان بد معاش ظالم کہنے والا فاسق ہے
"	(۳۰) نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے
۷۳	(۳۱) غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے
۷۴	(۳۲) کیا حکومت کا مدج صحابہ کور و کنابد اخلاص فی الدین نہیں
"	(۳۳) فحش گو فساد و غلط کرنے کے لائق نہیں
۷۵	(۳۴) بچوں کو "قاعدہ یسرنا القرآن" پڑھانا کیسا ہے؟
	کتاب السلوک والطریقة
	پہلا باب : اذکار و اشغال
	فصل اول : ذکر جلی و خفی اور ختم و غیرہ
۷۷	(۳۵) عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے

صفحہ	مضمون
۷۷	(۳۶) (۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں.....
۷۸	(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے.....
۷۸	۳۷ حکم انعقاد الحافل الموسومہ بحلقۃ الذکر.....
۸۰	۳۸ (۱) ختم قرآن کے بعد چند سورت اور صل علی نبینا الخ پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟.....
۷۸	(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں.....
۷۸	(۳) مجلس ذکر میں انبیاء اور اولیاء کے ارواح کے آنے کا عقیدہ کیسا ہے؟.....
	فصل دوم : اسماء حسنی
۸۱	۳۹ اسم اعظم کے ورد سے حضرات کا حکم.....
۷۸	جواب از مولوی وزیر الدین چشتی.....
۷۸	جواب از حضرت مفتی اعظم.....
	فصل سوم : توسل
۸۴	۴۰ آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟.....
۸۵	۴۱ توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک.....
۷۸	۴۲ بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے.....
۸۶	۴۳ ”حق النبی وآلہ الامجاد“ سے دعا کا حکم.....
۷۸	۴۴ مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول ﷺ کا نام شریک کرنا جائز نہیں.....
۸۷	۴۵ نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر ہر نماز کے بعد اسے بوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں.....
۷۸	۴۶ حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں.....
۸۸	۴۷ حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم.....
۷۸	۴۸ (۱) نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل اور اس کو شائع کرنے کا حکم.....
۷۸	(۲) نام سے پہلے ”خادم دربار محمدی“ لکھ دینا کیسا ہے؟.....
۷۸	(۳) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں.....
۹۰	۴۹ معروف نقشہ کیا حضور اکرم ﷺ کے نعل ہی کا ہے اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟.....
	خط و کتابت ماخوذ از اتمام المقال
۹۲	نقشہ نعل مبارک سے توسل کے مسئلہ پر حکیم الامتہ کے نام مفتی اعظم کے مکتوب کا خلاصہ.....
۷۸	جواب مکتوب از حکیم الامتہ.....

صفحہ	مضمون
۹۴	مکتوب حکیم الامتہ نام مفتی اعظمؒ
۹۵	جواب مکتوب از حضرت مفتی اعظمؒ
۹۶	مکتوب از حکیم الامتہؒ
	فصل چہارم: درود دعائے گنج العرش وغیرہ
۹۹	۵۰ درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں
۱۰۰	۵۱ حضور اکرم ﷺ کا تعلیم کردہ ورد کیا ہے؟ اور ”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“ کا حکم
۱۰۱	۵۲ ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام بے اصل ہے
۱۰۲	۵۳ جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم
۱۰۳	۵۴ کیا درود شریف کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟
۱۰۴	۵۵ درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں
۱۰۵	۵۶ (۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے
۱۰۶	(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر انکی اسناد بے اصل ہیں
	دوسرا باب: پیری و مریدی
	فصل اول: بیعت
۱۰۷	۵۷ بیعت توبہ مسنون ہے معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے
۱۰۸	۵۸ ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں
۱۰۹	۵۹ (۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
۱۱۰	(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرانا حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین اور نہ کسی بزرگ سے ثابت ہے
۱۱۱	(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں
۱۱۲	۶۰ کبار کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں
۱۱۳	۶۱ کبار کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں
۱۱۴	۶۲ مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑھتا
۱۱۵	۶۳ پیری و مریدی کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

صفحہ	مضمون
۱۰۷	۶۴ نستحب السبحة فی طریق من طرق المشایخ
۱۰۸	۶۵ (۱) مرید ہونے کا مطلب
۶	(۲) مرید ہونا مستحب ہے
۶	(۳) ریت کرنا مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے
۶	(۴) آیا غیر مرید سوئے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟
۶	(۵) امرید ہونا ضروری نہیں
۶	(۶) حذف شرع حرکات کرنے والے بیروں کا مرید ہونا جائز نہیں
۱۰۹	۶۶ مر فعال کے مرتکب پیر کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے
	فصل دوم ریاضت
۱۱۰	۶۷ تزکیہ نفس سے کئے جانے والے مرتبے میں ناجائز کام نہ ہو تو مباح ہے
۱۱۱	۶۸ تصور شیخ کا حکم
۶	۶۹ نماز یا مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم
	تیسرا باب متفرقات
	۷۰ شعر "مد کے پے میں سوئے وحدت اخ" محذوہ ہے کی غزل خوانی و مجوس میں
۱۱۲	شرکت سے چھ ضروری کی ہے
	۷۱ تتبع شرح امام کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا گنہگار ہے تصوف شرعی سووم میں داخل ہے
۱۱۴	۷۲ پمفلٹ میں مذکور تمام نہیں صحیح ہیں
۱۱۵	۷۳ کیا بائبل نفس و دن سکتا ہے؟
۸	۷۴ کرامت حد موت ممکن ہے
۱۱۶	۷۵ حضور اکرم ﷺ کا نام سن کر گلوٹھے چومنے سے نکھوں پر لگانے کا حکم
۶	۷۶ شجرہ و قبر میں دفن کرنا جائز نہیں
۱۱۷	۷۷ نامحرم عورت کا مرتد نے ساتھ رہنا جائز نہیں
۱۱۹	۷۸ ۱۔ توروخاف تا مات شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے عید ماثور میں اختیار ہے
۶	۷۹ مخصوص وقت میں جہاں طور پر درود شریف پڑھنے کا سزم درست نہیں
	۸۰ حضور اکرم ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبد القدوس جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر
۶	برقی یسور سونے کا واقعہ جمہاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے

صفحہ	مضمون
۱۲۰	۸ سماع متعارف، قوالی، ذحول، طبلہ سارنگی سننا ممنوع ہے
	کتاب التفسیر والتجوید
	پہلا باب: آیات کی تشریح
۱۲۲	۸۲ آیت "ولو عدم اللہ فیہم حیرا لاسمعہم (الایہ)" کا صحیح مسبب
	۸۳ "قل انما انا بشر مملکم" کا ترجمہ کہہ دو تحقیق نہیں ہوں بشر مانند تمہارے کرنا غلط اور
۱۲۳	تحریف ہے۔
۱۲۴	۸۴ آیت "وآت دالقریٰ حفہ (الایہ) و مالوالدین احسانا (الایہ)" وغیرہ کی تشریح
۱۲۵	۸۵ آیت "ان عبادی لس لک عیبہم (الایہ)" "لاغو سہم اجمعین" میں شبہ تعرض کا رفع
۱۲۶	۸۶ () آیت "بعسی انی متوفیک ورافعت (الایہ)" کا صحیح معنی
	(۲) آیت 'مرح البحرین' سے علیٰ اور فاطمہؑ اور 'یخرج سہما الذولؤ والمرحان'
"	سے حسن و حسینؑ مراد لینا غلط ہے
۱۲۷	۸۷ () قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جنکا حکم موقت تھا
"	(۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں
	دوسرا باب: رموز اوقاف
"	۸۸ قرآن مجید میں مواضع وقف کرنا حکم
۱۲۸	۸۹ "غشوة" پر سانس ٹوٹنے میں "ہم" سے ابتدا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں
۱۲۹	۹۰ یہی لفظ پر سانس ٹوٹنے جہاں وقف نہ ہو تو اعادہ افضل ہے
"	۹۱ یضاً
"	تیسرا باب: مخارج حروف
"	۹۲ ضاد اکثر صفات میں ظاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے
۱۳۱	۹۳ ضاد کو مشابہ ظا پر سانس درست ہے یہاں پر پڑھنا
"	جواب از قاری محیٰ لدین پانی پتی
۱۳۲	جواب از مفتی اعظم
"	جواب از قاری سید طاہر حسین
۱۳۳	۹۴ "ضاد" اکثر صفات میں مشابہ "ظاء" ہے ضاد کو دال پر پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی
"	۹۵ ضاد کو مشابہ ظا پر پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

صفحہ	مضمون
۱۳۳	۹۶ "ضاد" صحیح مخرج سے داکیا جائے مشابہ "ظا" ہوگی یا نہ؟ "ضاد" کو مشابہ "وال" پڑھنا کیسا ہے؟
۱۳۴	جواب از مہر ناخدا مرسوس ہونی
۱۳۵	جواب از حضرت مفتی عظیم
"	۹۷ جواب دیگر
"	۹۸ غیر مغضوب یاں "ضالین" میں "ضاد" کو قصداً "ظا" پڑھنا غلط ہے صحیح د کیا جائے تو
"	مشابہ خاصوگی
۱۳۶	۹۹ جواب دیگر
"	۱۰۰ "ضاد" کوئی ص "ظا" یا "دل" پڑھنا غلط ہے
۱۳۷	۱۰۱ "ضالین" کو "و" یا "ضالین" (بغضاً) پڑھنا غلط ہے
"	۱۰۲ "ضالین" کو "و" یا "ضالین" پڑھنا درست ہے یا ادو الین؟
"	چوتھا باب اعراب قرآن
۱۳۹	۱۰۳ قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد گائے گئے؟
"	۱۰۴ پیش کو او معروف اور زیر یو یا معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جاوے
۱۴۰	۱۰۵ جواب کی توضیح
"	پانچواں باب متفرقات
"	۱۰۶ سورہ قہقہ کی بند میں سورہ بقرہ من سارخ پڑھنا ثابت نہیں
"	۱۰۷ سورہ نذر احمد دہوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں
۱۴۱	۱۰۸ آیت نمر کی یک آیت ہے
"	۱۰۹ آیت "وما نزل علی الملک سہل ہاروت و ماروت (الابہ)" کی صحیح تشریح
۱۴۲	۱۱۰ عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کا ترجمہ تالیف کرنے کا حکم
۱۴۳	۱۱۱ قرآن کریم کو خوش آواری سے پڑھنا جائز ہے
"	۱۱۲ کیا حروف مقطعات کے معنی کا علم حضور ﷺ کو تھا
"	۱۱۳ سورہ بقرہ سے پہلے اسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ
"	کتاب احادیث و آثار
"	پہلا باب متفرق احادیث کی تشریح
"	۱۱۴ حدیث شریف کی تعلیم فرض عاہیہ ہے صحیحہ کرام کے زمانہ میں تدوین حدیث کا

مضمون

صفحہ

پہلا باب سیرت و شاکل (علی صاحبہا التحیة)

۲۹ آیت "واقصد فی مسیت" ورحہ یث "ادامسی نکھا تکھوا کاسما یسط من

صب" الح کی تحقیق

۱۳۰ کیا حضور کرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی دستہ کے نام خط لکھایا دستخط کیا ہے؟

۱۳۱ حضرت نبویہ کا حکم

۱۳۲ حضور اکرم ﷺ مت کے ورثہ نہیں شفع ہیں

۱۳۳ () حضور کرم ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فردا فرما دیا کی گئی سب سے پہلے ابو بکر و عمر و عثمان نے ادا کی

دوسرا باب اہل بیت و اہل قریش

۱۳۴ روایت صحیحہ سے و طاب کاحات نفر پر مرثات ہے

۳۵ کیا قدموا قبرشا ولا تعدموھا" الح صحیح حدیث ہے؟ اس کا صحیح مصعب کیا ہے؟

۱۳۶ بن ریدہ کا حضرت حسین کے سر کو بیت مارنا ثابت ہے

۱۳۷ میدان ربا میں شہرہ سے صف اوں کے آدمیوں کا سرتن سے جد کرنے کے وقوع وغیرہ

کی نسبت حضرت حسین کی طرف صحیح نہیں

۱۳۸ حضرت علی حضور کرم ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے وید و طاب حضور ﷺ

کے پچا تھے

۱۳۹ قتلان حسین کو گاں دینا کیسا ہے؟

۱۴۰ یزید بن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسین کی شہادت سن کر مکہ رہو

تیسرا باب : صحابہ و تابعین

۱۴۱ حضور کرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرم کی تعدد ایک لکھ سے متجاوز تھی

۴۲ (۱) سچہ اور اہل بیت دونوں فضائل حدیث میں موجود ہیں

(۲) حضرت معویہ صلی علیہ وسلم میں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں

(۳) حضرت علی کے ہاتھ کی حالت میں یمان نے پر عترت لگو ہے

(۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے

(۵) حضرت علی کے حسین کو حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے بھیجنے کو دکھاؤ خیر کرنا

بدگمانی ہے

صفحہ	مضمون
۱۴۳	کیا حکومت کا مدح صحابہ سے روکنامہ اخلاص فی الدین نہیں؟ ان حالات میں مسلمانوں کو
۱۴۱	کیا کرنا چاہیئے؟
۱۴۲	جواب از مولانا محمد اسباط
۱۴۶	جواب از مفتی ذرا علوم دیوبند
۱۴۷	جواب مفتی اعظم
۱۴۷	جواب : مفتی مظاہر علوم
۱۴۳	کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنامہ اخلاص فی الدین نہیں؟ مسلمانوں، خصوصاً طلبہ
۱۴۷	دارالعلوم دیوبند کون حالات میں کیا کرنا چاہیئے؟
۱۴۸	صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری تا بعین کا یک سو ستر ہجری، ورتع تا بعین کا دو سو بیس ہجری تک ہے
۱۴۶	شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال
۱۴۷	حضرت معاویہؓ کا رز خلیفہ تھے ان سے یہ یہ کوئی عہد بنانے میں اجتہاد کی غلطی ہوئی
	چوتھا باب : ائمہ و مجتہدین
۱۴۸	اہم "و حنیفہ" کی تاریخ و ذمت کیا ہے؟
۱۴۹	ابن الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب "فتح القدیر" نہایت مستند و معتبر کتاب ہے
۱۵۰	علامہ ابن امیر عجمی حنفی مذہب و رائے حاج صاحب مدخل کی ہیں
	پانچواں باب متفرقات
۱۵۱	مسجد قصبی بیت المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد قصبی کے مشابہ نہیں
۱۵۲	قصص الانبیاء اور تذکرۃ لوسیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں؟
	کتاب اجمہاد
	پہلا باب : ہجرت و جہاد
۱۵۳	حکم الهجرة من الهند والجهاد فیہا
	دوسرا باب : شہادت
۱۵۴	کیا قومی مفاد کے لئے خود کشی کرنا گناہ کبیرہ ہے؟
۱۵۵	دارالاحرب میں غیر مسلم شاتم رسوں کی سز قتل ہے یا معافی بھی ہو سکتی ہے؟
۱۵۶	بانیوں کے ہاتھوں سے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں
۱۵۷	مذہبی معاملہ پر مسلمان اور گوتہمدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ و دربر کی حکومت کی

صفحہ	مضمون
۱۸۹	فارنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے حکام جاری ہوں گے یا نہیں ؟
۱۹۰	۱۵۸ تخریب کتبہ میں غلام راجہ نے ۱ مسلمان شہید ہے
۱	۱۵۹ غلام راجہ نے ۱ مسلمان ثوب شہادت کا مستحق ہے
	تیسرے باب غلام و جاریہ
۱۹۱	۱۶۰ اہل یحور سوا المرأه المسرکہ میں ابو یہا المشرکین - نسمن معلوم ؟
۹۷	۱۶۱ ہندو شرن میں خریدی ہوئی باندی سے ہمسٹری کا حکم
۹	۱۶۲ ہندو عورت کو شہر سے چھڑ کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں
۱۹۸	۶۳ آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں
"	۱۶۴ نیپاں اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں صوں شرعی کے موافق ہونٹیں نہیں
	چوتھے باب متفرقات
۱۹۹	۱۶۵ ملکات کی ٹرائی شرعی جہاد نہیں فساد ہے
"	قد می جہاد بھی جائز ہے
	کتاب اعد و دوا الجنایات
	پہلے باب : اقامت حدود شرعیہ
۲۰۳	۶۶ اور الحرب میں زانی سے توبہ کر لینا کافی ہے
	دوسرے باب عزیر
"	۶۷ استاذ شاگرد کو کتنا مار سکتا ہے ؟
۲۰۴	۶۸ بداعذر منکوحہ باغ کی رخصتی نہ کرنے والا قہر مواخذہ ہے
	تیسرے باب : عزیر یا خذ امال
۲۰۵	۶۹ بیخ کا بھروسہ سے جرمانہ میناجز نہیں جراثیم وقت توبہ قطع تحقق جائز ہے
۲۰۶	۷۰ مانی جرمانہ جائز نہیں
"	۷۱ مجرم سے مان جرمانہ میناجز نہیں تا وقت توبہ قطع تعلق کر لینا جائز ہے
۲۰۷	۷۲ مان جرمانہ جائز نہیں
"	۷۳ قضی کو مان جرمانہ کرنے کا حق نہیں
۲۰۸	۷۴ جبر فیصد کرنے کی جرت و مان جرمانہ لینا جائز نہیں
"	۷۵ مانی جرمانہ جائز نہیں

صفحہ	مضمون
۲۰۹	۷۶ جرمہ میں ہونی رقم مالک کو واپس کی جائے
"	۷۷ (۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پرمان جرمہ جائز نہیں
"	(۲) تہمت لگانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں
"	۷۸ مان جرمہ جائز نہیں رقم مالک کو واپس کی جائے
"	۷۹ مان جرمہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے
	چوتھا باب : قصاص و دیت
۲۱۱	۸۰ شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت مغلطہ و رکفرہ لازم ہے
"	۱۸۱ توار سے بھی تیز آہ سے قصاص لینا بہت تیر کے لوں ہے
	۱۸۲ مظلوم مقتول حمہ لڑنے والے کو بھی قاتل کرے تو ظالم کا خون رائیگان ہے مظلوم کا
۲۱۳	قصاص و دیت واجب ہے
۲۱۵	۸۳ ستاذ کے جائز ڈرانے و ہمکانے سے بچہ جان دیدیے تو استاذ پر گناہ نہیں
	پانچواں باب : قتل اور خودکشی
	۸۴ قاتل غیر سلائی حکومت کے فیصلہ پر اس سال سزا کاٹ کر تیر دہو جائے تو گناہ سے بری اندمہ
"	سمجھ جائے گا؟ یورپاء کو خون بہا دینا ہوگا؟
۲۱۶	۸۵ کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ کبیرہ ہے؟
۲۱۷	۱۸۶ خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورنہء صدقہ و استغفار کریں
۲۱۸	۱۸۷ قاتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے
	چھٹا باب : سرقت
"	۱۸۸ پوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے
"	۱۸۹ ایضا
۲۱۹	۱۹۰ سرقت مان مالک کو واپس کرنا یا اس سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے
"	۱۹۱ بغیر اجازت کاٹی ہوئی سرکاری جنگلات کی مکڑیوں کا خریدنا درست نہیں
۲۲۰	۱۹۲ شرکاء سے جوڑی چھپے شرکت کام بیچنے والے سے خریدنا جائز نہیں
	ساتواں باب : بدکاری و زنا
۲۲۱	۱۹۳ رنا کرنے والا ذوق ہے ایسے شخص سے تو وقت توبہ قطع تعاقب کیا جائے
"	۱۹۴ جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے جانور بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے

صفحہ	مضمون
۲۲۲	حواب، گیر
۲۲۲	۱۹۵ء الحارب میں زانی و زانیہ بر حد جاری نہیں ہو سکتی ان سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے
۲۲۳	۱۹۶ء کیر زانی اور زانیہ کو فیصلہ کے بغیر قتل کرنا جائز ہے ؟
۲۲۳	۱۹۷ء بیٹے کی وجہ سے ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے
۲۲۴	۱۹۸ء جو عورت بہ کاری کرنے والا فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے
۲۲۴	۱۹۹ء اس سے رونا کے قرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے
۲۲۵	۲۰۰ء گنہ پر تمت رونا گانے والے گناہ گار ہیں
۲۲۵	کتاب الاکراہ اور اضطراب
۲۲۵	پہلا باب : مجبوری میں ارتکاب کفر
۲۲۸	۲۰۱ء احکامات میں کلمہ کفر سے کی اجازت ہے
۲۲۸	جواب : مذکور نامہ عییم شہ
۲۲۸	جواب : حضرت مفتی اعظم
۲۲۹	۲۰۲ء احکامات کراہ میں رمان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے
۲۳۰	۲۰۳ء حالت اضطرر کے ساتھ احکامات میں رمان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں
۲۳۰	دوسرا باب : بیچارگی میں ارتکاب حرام
۲۳۰	۲۰۴ء حالت اضطرر میں سوا کی قرض لینے کا حکم
۲۳۱	۲۰۵ء مسلمان ہر معائنہ کی کاسدین شرب میں منحصر بناوے تو شرب سے علاج کی اجازت ہے
۲۳۱	کتاب البقیط واللقطہ
۲۳۱	پہلا باب : پر کی ہوئی چیز پانا
۲۳۳	۲۰۶ء مٹی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معصوم ہو تو بھی وہیں کرنا ضروری ہے
۲۳۳	۲۰۷ء مالک سے ناامیدی کے بعد مٹی ہوئی چیز صدقہ کی جائے
۲۳۳	۲۰۸ء مٹی ہوئی چیز کے اعدان کے عداوت کے لئے پانے والا محتاج ہو تو خود استعمال کرے ورنہ
۲۳۴	کسی فقیر کو دیدے
۲۳۴	کتاب الیمین والنذر

صفحہ	مضمون
	سہلاباب عمد و پیمان اور صف
	فصل اور حلف کی تشریحات
۲۰۹	دوسرے کے قسم دینے پر بیت قسم "ہاں نہ نہ" تو قسم نہیں ہوگی ..
۲۱۰	قرآن مجید کی قسم کہ کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا ..
۲۱۱	گھر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد گھر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا ..
۲۱۲	یک جائز معاہدہ کے بعد دوسرے معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں ..
۲۱۳	قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے بھر جانا گناہ ہے ..
۲۱۴	"بیوی سے زندگی کروں تو اس کے نطفہ سے ہوں" کا حکم ..
۲۱۵	گوشت نہ کھانے کی قسم کھانی تو مرغ مایہ کھانے سے حانت نہ ہوگا ..
۲۱۶	حلف باقرآن جائز ہے حانت مٹانے پر کفارہ لازم ہوگا ..
۲۱۷	فرائض کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی ..
۲۱۸	تسبیح کا نام کرنے کی قسم کا حکم ..
۲۱۹	خدا کی قسم کھانے سے کفارہ واجب ہوگا ..
۲۲۰	ذرا کے گھر کا کھانا تو بھروسہ سے شفاعت نصیب نہ ہو "قسم کا حکم
	فصل دوم قسم توڑنے کا کفارہ
۲۲۱	قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو
۲۲۲	تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے ..
۲۲۳	خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو
۲۲۴	تین دن مسلسل روزہ رکھنا واجب ہے ..
۲۲۵	مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا ..
۲۲۶	بیعت کرنے کی قسم کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہوگا ..
۲۲۷	یک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا ..
	دوسرا باب منت ماننا
۲۲۸	بیماری سے سخت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم ..
۲۲۹	بیعت القادر بیدائی کے مزر پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم ..
۲۳۰	یصح التصحیۃ بالشاء المنثورۃ قبل ایام التحریر سبۃ التصحیۃ الواحیۃ ..

صفحہ	مضمون
۲۵۱	۲۲۹ مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں
۲۵۲	۲۳۰ نذر کی قربان میں عید قربانی کی شرائط کا ہونا ضروری ہے
۲۵۳	۲۳۱ حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں
۲۵۴	۲۳۲ نذر کی قربانی میں قربانی اور حقیقہ کے جانور کی شرائط کا لحظہ ضروری ہے
۲۵۵	۲۳۳ (۱) بحر کی سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے
۲۵۶	(۲) پانچ سو ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے
۱۵۲	۲۳۵ کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے اجزا ہو تو کیا حکم ہے؟
۲۵۷	۲۳۶ مسجد میں چراغ جودنے اور کھانا رکھنے کی نذر واجب الاداء نہیں
۲۵۸	۲۳۷ نذر کا بحر حقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں
۲۵۹	۲۳۸ عزیز کی ہمدستی و پستی پر جانور کی نذر ماننی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے
۲۶۰	۲۳۹ بحر اذبح کرنے کی نذر کے بعد بھی ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی
۲۶۱	کتاب لقضاء وارفقاء
۲۶۲	پہلا باب ثالث بنانا
۲۶۳	۲۴۰ فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے
۲۶۴	۲۴۱ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۵	۲۴۲ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۶	۲۴۳ (۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دوں تو کیا حکم ہے؟
۲۶۷	(۲) دی ہوئی حد قوں کی حد اد میں شوہر تک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟
۲۶۸	(۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟
۲۶۹	(۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے
۲۷۰	(۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو عالم سے مسئلہ معلوم کر کے اسکے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے
۲۷۱	۲۴۴ پنجائیت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے۔
۲۷۲	۲۴۵ رضامندی سے بنایا گیا ثالث کفار فتح کر سکتا ہے
	دوسرا باب عمدہ قضاء

صفحہ	مضمون
۲۴۶	(۱) مسلمان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟
۲۴۷	(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے یا نہیں؟
۲۴۸	(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے۔
۲۴۹	(۱۲) عمدہ قضاء کے لئے صلاحیت و استعداد شرط ہے۔
۲۵۰	(۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے وہ نہ ہو تو مسلمان جماعت کو
۲۵۱	(۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہیے؟
۲۵۲	(۵) قاضی کے خدمات اجازت کے بغیر کسی کو انجام نہیں دینی چاہیے۔
۲۵۳	زوجین کے درمیان نگرینی عداوت کے مسم جج تفریق کر سکتے ہیں۔
۲۵۴	(۱) کبار کے مرتکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں
۲۵۵	(۲، ۳) فاسق کے گھر کو محکمہ شرعیہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے آنا جائز نہیں۔
۲۵۶	(۴) کبار کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے۔
۲۵۷	(۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چند دینا موجب فسق ہے۔
۲۵۸	(۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے۔
۲۵۹	(۷) تبع شرع عام دین کی توہین سخت گنہ ہے۔
۲۶۰	میسرلاب دعویٰ اور گواہی
۲۶۱	۲۵۰ ٹیلی فون پر عادل گواہوں کی گواہی بھی مقبول نہیں۔
۲۶۲	۲۵۱ جس گواہی سے حقوق بعد ضائع ہوں گے کا چھپانا حرام ہے۔
۲۶۳	۲۵۱ (۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طمانہ و خوراک نہیں لینا چاہیے۔
۲۶۴	(۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے۔
۲۶۵	(۳) عدالت میں موجود شخص چال و چلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا۔
۲۶۶	(۴) رشوت کی تعریف۔
۲۶۷	(۵) زبانی کوشش سے ہو سکے والا کام کی احرت لینا کیسا ہے؟
۲۶۸	۲۵۲ ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں
۲۶۹	۲۵۲ طلاق یہودی کو پہنچنے کی گواہی دینا جائز بعض صورتوں میں واجب ہے۔

صفحہ	مضمون
۲۷۵	۲۵۵ شرعی شہادت دینے کے لئے جرت یزاج نہیں
"	۲۵۶ رڑھی منڈے کی شہادت یہ کالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے . .
۲۷۶	۲۵۷ مدعی یک اور مدعی عیب دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے
"	۲۵۸ ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو میاں وہی کی منکر ہوں تو کیا حکم ہے ؟
۲۷۸	۲۵۹ عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا فیخ نکاح قضاء صحیح ہوگا . .
۲۷۹	۲۶۰ دست پر مبنی شہادت مدعا جب تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے . .
"	۲۶۱ (۱) مرثیہ موت میں ممد کہ زمین ایک بیٹے کے ، بھ فروست کرنا جاڑ ہے
"	(۲) خرید و فروست پر دو ہوں کی گواہی معتبر ہے
"	(۳) شہادت کے لئے لفظ "اتسد" کافی ہے .
"	(۴) وہ کی گواہی پر کذب کا عقلی ختم شرعاً مرفاً معتبر نہیں
۲۸۰	۲۶۲ عورت، مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں
	چوتھا باب منصب فقہاء
۲۸	۲۶۳ مطہقہ مغلطہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حد نہیں ہوتی
۲۸۲	۲۶۴-۲۶۵ غیر علم نے فتویٰ دینا حرام ہے . .
"	۲۶۶ یہ فیصلہ کرنا اہل شوریٰ کا کام ہے کہ فلان کام دار حکومت کے لئے مضر ہے یا نہیں ؟
۲۸۳	۲۶۷ مسئلہ پچھنے پر عام کا یہ من "جاہ میں مسئلہ نہیں جانا" کیا ہے ؟
"	۲۶۸ مفتی پر زبانی جواب جب ہے تحریری نہیں . .
۲۸۳	۲۶۹ (۱) مفتی کے سے صاحب مسم نامہ "انوار زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے
"	(۲) غیر عام فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلکہ تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے
"	(۳) مفتی کا قصد کسی مسند کے خلاف نام کی تشریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے
"	(۴) تکبر اور نام و نمود کے لئے اپنی حریف شائع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے
۸۵	۲۷۰ دینی مسئلہ بغیر مسم کے بتانا سخت گناہ ہے
"	۲۷۱ فتویٰ کو مدعا جب نہ ماننا موجب فسق اور محض صورتوں میں مودب کفر ہے
"	۲۷۲ ایضاً
۲۸۶	۲۷۳ بغیر مسم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے .
"	۲۷۴ جواب کے آخر میں "واللہ اعلم" لکھنا عہاء کا طریقہ مسہوکہ ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا

صفحہ	مضمون
۲۸۶	۲۷۵ غیر قاضی کا فیصلہ قضا، نہیں
۲۸۷	۲۷۶ ایک شخص مدعی نکاح ہو، سمورت اور اس سے وہ منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟
	کتاب الطہارۃ
	پہلا باب: حوض اور کنویں کے احکام
۲۹۰	۲۷۷ بحری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے۔
	۲۷۸ کنویں میں بحری یا اونٹ کی کتلی بینیں گر جائیں تو ناپاک ہوگا۔
	۲۷۹ چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکاح ضروری ہے
۲۹۱	۲۸۰ کنویں میں پیشاب کا ڈھیر گر جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے
	۲۸۱ کنویں میں جو تاگر جائے تو کیا حکم ہے؟
	۲۸۲ کنویں کے قریب نجس بانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو
۲۹۲	کنواں پاک ہے
	۲۸۳ جب تک ناپاک کا یقین نہ ہو محض ہندو کھٹیک کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔
۲۹۳	۲۸۴ کنواں جو تگر کرنے سے ناپاک نہ ہوگا
	۲۸۵ بہشت میلوس کا رقبہ ۱۰۰۰ ہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے
۲۹۴	۲۸۶ (۱) نواں میں عورت گر کر زندہ نکال لی جائے تو کنواں پاک ہے
	(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکاح ضروری ہے۔
۲۹۵	۲۸۷ نواں چھٹکی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا
۲۹۶	۲۸۸ حوض کے وہ درود ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہو ناکافی ہے خواہ جس تکل میں ہوں
	۲۸۹ غیر مسلم کو نسلادھل کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا
۲۹۷	۲۹۰ شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوگا ہے
	۲۹۱ ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا
	۲۹۲ وہ درود فقہ یا اس سے زیادہ رقبہ کے تا اب میں نجست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس میں وضو و غسل جائز ہے
۲۹۸	۲۹۳ چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکاح ضروری ہے
	۲۹۴ اوپر سے تنگ ندر سے کشادہ حوض میں نجست گرے تو اس سے وضو کا کیا حکم ہے؟
۲۹۹	۲۹۵ کنویں میں مر ہوا تاگر جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے

۲۹۹	۲۹۶ میلنڈک کے مرنے سے کنواں نپاک نہیں ہوتا
۴	۲۹۷ کنویں سے زندہ ہمارا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکال جائے ؟
۴	یوں کے رے مرنے سے پھروں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے
۳۰۰	۲۹۸ وہ درد کی گرائی کتنی ہونی چاہیے ؟
	دوسرا باب : انسان اور اس کے عوارض
	فصل اول : یوں و براز کے حکام
۴	۲۹۹ شیرخوار بچہ اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے
۳۰۱	۳۰۰ وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم
۴	۳۰۱ پیشاب کی پاکی کے لئے اذیہ پانی کا منہر فضل ہے
	فصل دوم : حیض و نفاس
۴	۳۰۲ ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان کو ہاتھ لگانا جائز نہیں
۳۰۲	۳۰۳ ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے ساتھ وہ ترم ازکار پڑھ سکتی ہے
۴	۳۰۴ شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں
	۳۰۵ نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے والے دیگر حرم فحش
۴	کے مرتکب شخص سرداری سے لائق نہیں
	۳۰۶ عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چائیس دن سے زیادہ آئے تو کتنے دن نفاس کے شمار
۳۰۳	ہوں گے
۳۰۴	تتمہ سوم
	فصل سوم : آدمی کا جسم اور جھوٹا
۳۰۵	۳۰۷ بھگی یا چہار نما دھار یا ک کر یا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں
۳۰۶	۳۰۸ (۱) بھگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھگی ہے ناجائز نہیں
۴	(۲) بھگی سے مسجد میں جھڑو لوانا کیسا ہے ؟
	۳۰۹ بھگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا جائز ہے تبیعی مقصد کے پیش نظریہ
۳۰۷	عمل قبل تحسین ہے
	۳۱۰ غیر مسم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا جائز ہے تبیعی مقصد کے
۴	پیش نظریہ عمل مستحسن ہے

صفحہ	مضمون
۳۱۱	۳۱۱ کا فرک بدن پاک ہو تو اس کا جھٹا اور یکایا ہوا کھانا جائز ہے تبلیغی مقصد سے یہ غسل
۳۰۸	موجب اجر ہے
۳۱۰	۳۲ نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کفر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے
۳۱۳	۳۱۳ جواب دیگر
	فصل چہارم: وضو غسل اور تیمم
۳۱۲	۳۲ اعضاء تیمم پر غیر آلودہ تھ پھر نماز میں ہے کوئی عضو رہ جائے تو تیسری ضرب کی
۳۱۱	ضرورت نہیں
۳۱۵	۳۱۵ نختوں سے نیچے پا جامہ رکھا سخت گناہ ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا
۳۱۲	۳۱۶ غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچنا ضروری نہیں
	جواب دیگر
۳۱۷	۳۱۷ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ
۳۱۸	۳۱۸ دانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل وضو نہیں
۳۱۹	۳۱۹ حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو یا تھوہ و منہ دھو کر کھلی جائے
۳۲۰	۳۲۰ دانت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے ہاں ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے
۳۲۱	۳۲۱ (۱) وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہیے؟
	(۲) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے
۳۲۲	۳۲۲ وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے
۳۲۳	۳۲۳ دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو استعمال نہیں کرنا چاہیے
۳۲۴	۳۲۴ ناک اور آنکھوں سے نکلنے والے پانی کا حکم
۳۲۵	۳۲۵ سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں
۳۲۶	۳۲۶ سیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً نقص وضو ہے
۳۲۷	۳۲۷ وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے خواہ باقی
۳۲۸	۳۲۸ عضو خشک ہو یا نہ
۳۲۹	۳۲۹ دخول حشفہ سے بیوی پر بھی غسل واجب ہو گا
۳۳۰	۳۲۹ جنائز کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے
	(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھنا جائز ہے زیہنت کے لئے مکروہ ہے

صفحہ	مضمون
۳۱۷	(۲) انتوں پر چڑھنا ہونے کا حول مانع غسل وضو نہیں
۳۱۸	۳۳ گرنے کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدال کا کوئی ثبوت نہیں
"	۳۳۲ بنی کے ماتھ پاک ہوں تو اس کا پھیا ہو کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں
۳۱۹	۳۳۳ مزہ روڑھے کو پانی کے استعمال سے سخت دھوئی کا اندیشہ ہو تو غسل کے سے تیمم کر سکتے سے
"	۳۳۴ خضبہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہیوں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے
۳۲۱	۳۳۵ دانت صاف کرنے کے لئے سے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرم ہے۔
"	۳۳۶ نخت و نی یا سوئی موزے جن پر پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز سے
۳۲۱	۳۳۷ حالت جنابت میں ٹیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا
۳۲۲	۳۳۸ مسوک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے برش پاک ہو تو اس کا استعمال مباح ہے
"	۳۳۹ تمباکو نوشی و رنہ رنہ سے وضو نہیں ملتا
"	۳۴۰ شیر میں مبتلا شخص جس کے کپڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے
۳۲۳	۳۴۱ بدن سے نجاست نازل کئے بغیر نماز نہ ہوگی
"	فصل پنجم حد بوغ
"	۳۴۲ لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغ ہو جاتی ہے
"	۳۴۳ (۱) لڑکی حیض آنے یا ہند م یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغ ہو جاتی ہے
"	(۲) مرنے یا برناف کا ظاہر ہونا حد مت بوغ نہیں
"	(۳) میر تقی دی تہ لڑکی حیض آنے کے بعد بھی باکرہ کہلے گی
"	(۵) مرتق اور مرتقہ کی پہچان کیا ہیں؟
"	(۶) کن کن مائت ملوغ
"	تیسرے باب برتنوں اور پٹروں کی پاکی
۳۲۴	۳۴۴ معذورین کے پٹے کب تک پاک شمار ہوں گے
۳۲۵	۳۴۵ خرید و موکوٹ ہا تک کا پیدا ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں
"	۳۴۶ مٹی کے برتن میں تانہ یا اب تو میں مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا
۳۲۶	۳۴۷ کفار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں دے سکتے ہیں جھٹکے کے واسطے
"	بحری ن کے ہاتھ فروخت آماج نر ہے
"	۳۴۸ کافروں کے دھبے ہونے پٹوں کے پاک نہ ہونے کا مذہب گمان ہو تو ن میں نماز جائز ہے

صفحہ	مضمون
۳۲۷	تہنج و پیتل اور وہ ہے کے برتن جائز تقاریب کے لئے غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے
۳۵۰	جنبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے
۳۵۱	دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے
۳۲۸	چوتھو باب : صابون وغیرہ
۳۵۲	وایتی صابن جس میں خنزیر کی چربی بڑتی ہے کے استعمال کا حکم
	پانچواں باب : متفرقات
۳۳۲	مستعمل پانی سے وضو کا حکم
۳۳۵	یلوں کے پیشاب سے غصہ کو پاک کرنے کے لئے غصہ کی کوئی مقدار نکال دینا
۳۳۶	راستوں کے کچھڑ اور پانی میں آثار نجاست نہ سوں قویاں ہیں
۳۵۶	جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا تھوڑا منہ دھو کر کھانا کھائے
۳۵۷	(۱) مشرکوں میں نجاست عقد دی ہے ان کا جھوٹا پاک ہے
	(۲) بی کا جھوٹا مکروہ ہے
۳۳۷	کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں
۳۳۸	تویہ یا روم سے پاؤں یا جوتا بھاڑنے کے بعد چہرہ پر نہ چھنایا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے
۳۶۰	مقعد میں تھرمائیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا
۳۳۲	در کی پینٹ جو پختہ نہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ
۳۶۲	جتنے نور میں کتا مرے اور جل کر مر جائے تو تور کا کیا حکم ہے
	کتاب اختان و خفاض
۳۳۳	بے ختنہ بالغ شخص دوسرے سے ختنہ کر سکتا ہے
۳۶۴	ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں
۳۶۵	کیا عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے؟
۳۳۵	(۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے؟
	(۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے
	(۳) بے ختنہ مسلمان کی وادکان کا حج بے ختنہ مسلمان کی او سے جائز ہے
	(۴) بالغ نو مسلم کا ختنہ کر دینا بہتر ہے
	(۵) بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے سختی کی جاسکتی ہے

صفحہ	مضمون
۳۳۵	(۶) بے ختنہ کے پیشاب کی پاکی اور مہار درست ہو سکتی ہے
"	(۷) بے ختنہ بالغ مسلمان کا ختنہ جائز ہے
"	(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے
"	(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان طہارت میں حقیقہ کرے تو باختہ مسلمانوں کی ہمت کر سکتا ہے
۳۳۷	۳۶۷ ختنہ کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے
"	۳۶۸ کیا عورت کا ختنہ مسنون ہے؟
۳۳۸	۳۶۹ ختنہ کی دعوت جائز ہے
"	۳۷۰ ختنہ آرائش اور مسلمانوں کا شعر ہے بداعذر نہ کرنے والوں سے قطعہ تحقیق کیا جائے
۳۳۹	۳۷۱ غیر مسلم ہمارے اکثر سے ختنہ کرانا جائز ہے

تم الفہرست بعون اللہ تعالیٰ و منہ العمیم والحمد للہ علیٰ ذلک

کتاب العلم

پہلا باب، دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول، دینی تعلیم اور تبلیغ کی فضیلت

دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے شخص سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں (سوال) ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے ایک مدرسہ قائم ہے جس کی آمدنی کے یہ ذریعہ ہیں کہ ہم سب بستی والے اس کا چندہ بھی دیتے ہیں اور گو ملک (بھی ہر ایک کے یہاں رہتی ہے اور آٹے کی چنگی بھی لی جاتی ہے گو ملک میں ہر شخص حسب حیثیت و قناعت کچھ ڈالنا بتاتا ہے سال بھر کے بعد گو ملک سب سے واپس لی جاتی ہے لہذا مسکمی عمر و جو بستی میں ایک سربراہ اور وہ آدمی ہے اس کے پاس جب محصل چندہ گو ملک لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تو ماہوار کی چندہ گو ملک سے دیتا ہوں محصل کے پوچھنے پر کہا کہ میرے والد بھی سی طرح دیتے تھے میں تو ان کی تقلید کروں گا محصل نے کہا کہ وہ تو وعدہ کر چکے تھے کہ گو ملک مگ دیں گے اور چندہ الگ دیں گے عمرو نے کہا کہ جہان کی قبر پر پوچھو۔ محصل واپس آیا جب اس کو منتظران مدرسہ نے زیادہ کہا تو اس نے کہا چندہ کار جسٹ دکھاؤ، منتظران نے کہا کہ تم کو پہلے جواب دینا چاہیے تھا پھر ہم جسٹ دکھائیں گے غرضیکہ اس پر بہت دیر تک جھگڑا رہا اور اس نے جواب نہ دیا بعدہ عمرو نے دو چار دیگر لوگوں سے مل کر گاؤں میں گھر گھر یہ اعلان کر لیا کہ جو کوئی شخص مدرسے میں چنگی اور گو ملک دیگا، اس سے ہم سمجھ لیں گے۔ لہذا سو یہ ہے کہ اس شخص سے اسلامی تعلقات منقطع کر دینا چاہیے یا نہیں؟

بنیاد تو جروا

(جواب ۱) فی زمانہ جب کہ دیگر اقوام روز بروز اسی فکر میں ہیں کہ ترقی کی جائے اور نعوذ باللہ من ذلک اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ بھی ایسے اسباب مہیا کریں جس کی وجہ سے دیگر اقوام کو ان کے مقابلے میں اور توجرت مقابلہ ہی نہ ہو سکے اور اگر کسی وقت جرأت کر کے آگے بڑھیں تو ان کو پسپائی نصیب ہو ورنہ اسباب جن کی وجہ سے مخالف اقوام کا وار مسلمانوں پر نہ چل سکے ان کی اپنی دینی تعلیم ہے جس قدر تعلیم عام ہوگی اسی قدر مخالفین کو زک اٹھانا پڑے گی۔ اس سے ہر جگہ اور ہر ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کی ترقی میں کوشاں رہیں (۲) جو خدا کے بندے اس ضرورت کو محسوس کر کے مدرسے اور انجمنیں قائم کرتے ہیں دیگر مسلمانوں کو ان کی امداد و امانت

(قولہ گو ملک روزمرہ کی بھری (آمدنی) رکھنے کا ظرف (فیروز اللغات)

(۲) قولہ چنگی منٹھی بھرا آنا (فیروز اللغات)

(۳) قال العلامة فی فصولہ من تراص الاسلام بعلم ما یحتاج الیہ العبد فی اقامۃ دینہ، و احلاص عملہ للہ تعالیٰ و معاشرۃ عبادہ (رد المحتار، مقدمہ ۴۲/۱ ط سعید)

کرنا واجب ہے (۱) جو کوئی شخص اس کے برخلاف ان کی ترقی میں روڑے اٹکائے وہ درحقیقت ان بخدا
وگوں کا ہی دشمن نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کا دشمن ہے وہ رسولِ عربیؐ کی روحی فدہ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن
ہے، ایسے شخص سے مسلمانوں کو اسلامی تعلقات زجر، منقطع کر دینے چاہئیں، یہاں شخص ہرگز اس قاب
ہیں کہ مسلمان اس سے خاندان رکھیں جو شخص اسلام کی بیخ کنی خود اپنے ہاتھوں سے کرے وہ کب اس قاب
ہے کہ مسلمان اس سے اسلامی اخوت کو قائم رکھیں۔ (۲)

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خوشنم فریاد واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱) تبلیغ اسلام کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے مجرم

ہیں۔
(۴) کم نسب اقوام کے نو مسلم عام مسلمانوں کے بھائی ہیں
(۵) ہر مسلمان پر بقدر معصومیت تبلیغ لازمی ہے

(سوال) بعض مقامات پر ہر اوقات دیکھا گیا ہے کہ خود مسلمان جو احکام اسلام سے ناواقف ہیں یا ہنود کی
صحبت سے متاثر ہو کر یا ہنود سے دب ہوئے ہونے کے سبب یا ہنود کا دست نگر ہونے کے باعث یا اپنی
ذاتی تروت و شرافت پر مغرور ہوتے ہوئے پست اقوام کے مسلمان ہونے میں حارج و مانع نظر آتے ہیں
اس جہالت کو مد نظر رکھتے ہوئے عامۃ المسلمین کی آگاہی کے لئے ارقام فرمایا جائے

(۱) تبلیغ اسلام و تالیف قلوب کی نیت سے ہر مسلمان کو غیر مسلم پست اقوام کے ساتھ رواداری خیر
جنی اور جاذبانہ حسن سلوک کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو لوگ خود مسلمان ہو کر نو مسلموں کو ذلیل سمجھیں ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ کریں ایسے
لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) جو لوگ خود مسلمان ہو کر پست قوم کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کریں اور مخالفت پر آمادہ

(۱) ذلك اذا اضطرب حال الامم في الامة او انتشر المرض في اسائها او كثر الجهل في افرادها، ولا سئل لدرو
هذا الا سئل المنان، وجب على الاعضاء ان يبدلوه لدفع هذه المناسد وازالة هذه الضراري لحفظ المصالح العامة
بتفسير المرعى بقرعة ۲۵۴ اجزاء، ثلث ص ۹ ص سرقة مكتبة مصطفى، مصر.

۲ فتنس هذا السب المسروع بغير و هو لمن صدرت منه معصية فسوء لمن صبح عليها منه هجره عليها ليكف
عيا قال المتهلب عرض البخاري في هذا الباب ان سب صفه الهجران الحائر وأنه يسوغ بقدر الحرم، فس
كان من أهل العصاة يسحق الهجران بترك المكالمه كما في قصه كعب وصاحبه (فتح الباري شرح صحيح
البحري، باب ما يجوز من الهجران من عصى ۱۰ ۱۵ ط المطبعة الكرى الميريده مصر)

ہوں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) جدید مسلمان پست اقوام کے ساتھ محبت، اخوت، کھانے پینے، مسجدوں میں پہلو بہ پہلو نماز پڑھنے ان کو کلمہ کا شریک بھائی جاننے کا کیا حکم ہے؟

(۵) تبلیغ اسلام کیا صرف علماء کرام کا کام ہے؟ یا ہر مسلمان کو سرگرمی سے اپنی اپنی وسعت و ہمت کے مطابق اس خدمت کو انجام دینا چاہیئے المستفتی نمبر ۱۶۷ محمد زکریا - ناظم جمعیت تبلیغ اسلام بمبئی
۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲) (۱) نہایت مناسب بلکہ ضروری اور موجب اجر ہے کیونکہ حسن سلوک بھی ایک طرح سے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی ہے۔ (۱)

(۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا سخت گناہ اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے خلاف ہے۔ (۲)

(۳) یہ لوگ خدا اور رسول کے مجرم اور اسلام کے باغی ہیں۔ (۳)

(۴) ضروری ہے اور اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ سب کلمہ گو بھائی بھائی ہیں۔ (۴)

(۵) ہر مسلمان پر بقدر اس کی معلومات کے تبلیغ فرض ہے۔ (۵) (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے

(سوال) ایک مشرک بغرض قبوں اسلام مسجد میں آیا اور امام مسجد سے کہا کہ مجھ کو کلمہ پڑھا کے مسلمان بنا دینے اور سند دے دیجئے جس میں چندہ خیرات کا ذکر نہ ہو۔ امام صاحب نے کہا کہ مسلمان ہونے سے ہر مسلمان اعلان کی سند نہیں دے سکتے مشرک نے عاجزی سے کہا کہ آخر مسلمانی کے اعلان کی سند دینے سے آپ کا کیا نقصان ہے امام صاحب نے کہا کہ متولی صاحب سے دریافت کروں گا وہ شخص بیٹھارہ پھر امام

۱) وفي مجموع لورل دا دخل يهودى، الحمام هل يباح للخدام المسمم ان يخدمه. سطر ۱۸ فعل دلت ليسل قيله الى الاسلام فلا باس له وعلى هذا اذا دخل دمي على مسمم شمام له، ان قام طسعا في اسلامه فلا باس له.

(عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الذمۃ والاحکام انہی تعود الیہم ۵ ۳۴۸ ط ماحدیہ، کوئٹہ

(۲) وفي الجامع لاحکام القرآن للقرطبي نس ان يسمى الرجل كافرا او زانيا بعد اسلامه وتوبه و قبل يتركه نبي عكرمه بن ابي جهل حين قدم المدينة مسلما وكان المسلمون اذا رآوه قالوا اس فرعون هذه الامة فشكا ذلك الى رسول الله ﷺ فنزلت - (الحجرات ۱۱ - ۱۶/۲ ط دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۳) قل يا اهل الكتاب لم تصدون عن سبيل الله من امن تعولها عوجا (الامة) (آل عمران ۹۹)

(۴) يا ايها الذين امنوا احققواكم من ذكر وانسى (الاية) وفي تفسير القرطبي انزل الله هذه الآية وحرمهم من التذكير بالا سباب والتكاثر بالاموال والارواح بالتفريق فان المدار على التقوى (الحجرات ۱۳، ۱۶/۲ ط دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

(۵) بلعوا عني ولو آية (الحديث) وفي السرقاة - اي ايقلوا الى الناس وافيدوهم مما مكنكم او ما استطعتم مما سمعتموه مني وما اخذتموه عني من قول او فعل او تقرير بواسطة او غير واسطة (ولو آية) اي ولو كان المبلغ آية - (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم، ۱/۲۶۴ ط امدادیہ ملتان)

صاحب اور متولی صاحب سے گفتگو ہوئی یا نہیں ہم کو اس کا حکم نہیں عشاء کے بعد امام صاحب نے کلمہ نہیں پڑھایا اور کمرہ کی طرف چل دیے ایک مصلیٰ نے متوں صاحب سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتے ہیں متوں صاحب نے کہا کہ کدھر کا، ڈھیر چمڑے ہم پہچانتے نہیں مسلمان سند دیکھے مسلمان نہیں بنا سکتے غرضیکہ اس مصلیٰ اور متولی میں بہت جھگڑا ہوئی اور متولی نے اسی سیدھی بجوس کی اور اس کو کلمہ نہ پڑھایا۔ المستفتی نمبر ۲۰ ایم اے مصطفیٰ (برما)۔

۲۹ شوال ۱۳۵۴ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(حوا ۳) جو شخص مسلمان ہونے کے لئے آئے اس کو مسلمان کر لینا ضروری ہے اور سلام کرنے کی سند دینا ضروری تو نہیں ہے مگر جائز ہے، ناجائز یا ممنوع نہیں مسلمان نہ کرنا یا اس کو حقیر و ذلیل سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کر دینا یا برا بھلا کہنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں متولی کا یہ فعل سخت گناہ تھا جس سے بیان جاتے رہنے کا خطرہ ہے۔ امام کا فعل بھی گناہ تھا۔ ان دونوں کو فوراً توبہ کرنی لازم ہے اور اگر وہ آدمی مل سکے جو مسلمان ہونے آیا تھا اور انہوں نے اس کو زجر کر کے مسجد سے نکال دیا تو ان پر لازم ہے کہ اس سے معافی مانگیں اگر وہ مسلمان ہو گیا ہو جب بھی اور نہ ہو اب واجب بھی اور اگر مسلمان نہ ہو تو اس کو ترغیب دیکر مسلمان کرنے کی کوشش کریں۔ فقہ محمد کفایت اللہ کان للہ۔

(۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں بھی تھا؟

(۲) صحابہ کرام فرداً فرداً اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے

(۳، ۴) تبلیغ فرض کفایہ ہے

(۵) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟

(۶) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں

(۷) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟

(۸) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے

(سوال ۱) کیا حضرت مولانا محمد انیس کی تبلیغی تحریک ہیئت کذا کی قرونوں میں پائی جاتی ہے؟ (۲)

کیا صحابہ کرام و نوادہ بنا کر مسلمانوں میں کلمہ و نماز سکھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے یا علماء سفہ بدین

مسلمانوں کے گھروں پر کلمہ و نماز وغیرہ کے لئے جماعتیں بنا کر اپنا ایک میر بنا کر تشریف لے جاتے

تھے؟ (۳) یہ تحریک فرض میں ہے یا فرض کفایہ؟ (۴) اس تحریک میں شامل ہونے کو فرض میں

۱) قال کافر لمسلم اعرض عني الاسلام فقال لا بد لي من ذلك، و قال كافر في المجلس و اراد ان
يسلم فقال له لعالم اخذ مني احسن المحسن - يكثر في هذه كله جامع الفصولين الفصل الثامن والثلاثون
۲ ۲۹۶ ص مطبعة ادرية، ۳۰ سر اسلامي کتب خانہ کراچی

کہنے والے حق بجانب ہیں یا نہیں؟ (۵) اس تحریک پر جہد متعارف جو قرآن و حدیث میں آتا ہے صادق آتا ہے یا نہیں؟ نیز انھرو احصافاً و تقالاً کی آیت جہاد و لعدوہ و روحہ فی سبیل اللہ کی احادیث جہاد کا اس تحریک کو مصداق ٹھہرانا درست ہے یا نہیں؟ (۶) جو وعیدیں قرآن و حدیث میں ترک جہاد پر وارد ہوئی ہیں اس تحریک میں شامل نہ ہونے والوں پر چسپاں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ (۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ عام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا مخصوص طبقے کے ساتھ خاص ہے؟ (۸) جب کہ کلمہ و نماز کا ہر شخص قائل ہے اور اس کو کلمہ کی حقیقت اور نماز کی فرضیت معلوم ہے لیکن اپنی سستی و کاہلی کی وجہ سے ان کا پابند نہیں ہے یہ کلمہ کے صحیح الفاظ کا تلفظ نہیں کر سکتا اب نماز کی پابندی کے متعلق کمزیا کلمہ کی صحت الفاظی کرانیہ تبلیغ ہے یا ترغیب؟ المستفتی نمبر ۹۴۷۲۔ حاجی حنیف مدین صاحب بدوق والے۔ دہلی مورخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

(جواب ۴) () یہ تحریک صحت حقیقت کے اعتبار سے تو اسلام کی بنیادی چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچانا اور ان کے گھروں پر جا کر خود پہنچانا ہی اصل تبلیغ ہے قرون اولیٰ میں ہر شخص بجائے خود یہ خدمت انجام دیتا اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کو پیش نظر رکھتا تھا اس لئے اس وقت جماعتیں بنانے اور کسی نظام کی جداگانہ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ (۲)

(۲) صحابہ کرامؓ فرداً فرداً اور کئی کئی مل کر یہ خدمت انجام دیتے تھے مگر اس وقت یہ خدمت کلمہ پڑھانے اور نماز سکھانے کی صورت میں ہوتی تھی یعنی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے اور نماز وغیرہ سیکھتے تھے قرآن مجید پڑھتے اور یاد کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے بعض کو فرداً (۳) اور بعض کو دوسرے رفقاء کے ساتھ تبلیغ اسلام و تعلیم احکام کے لئے بھیجا ہے (د) آج کل بد قسمتی سے مسلمانوں کو کلمہ صحیح یاد کرایا

(۱) التوبة ۴۱۰

(۲) بخاری باب العدوہ والروحہ فی سبیل اللہ ۳۹۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

(۳) وفد کان المسلمون فی الصدر الاول عنی ہذا المصحح من المراقبہ للقدسین بالاعمال العامة فقد حسب عمر عنی المنبر وکان مم فـال بدراہتم فی اعواحاً فقوموہ ، فقدم احد رعاة الابل وقال لور ایبا فیک اعواحاً بقومناہ سیوف۔ وکان الحاصۃ من الصحابة متکاتفین فی اراء ہذا الواجب، یشعر کل مہم، بمایشعر الاخر من الحاحۃ الی نشر لواء الاسلام و حفظہ و مقاومة کل من یمس شیئاً من عقائد و آدابہ و احکامہ و مصالح اہلہ، وکان سائر المسلمین یبغونہم (تفسیر المراعی، آل عمران ۱۰۴ - ۲۲/۴ ط مصر)

(۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لمعاد بن جبل حين بعثہ الی الیمن انک ستأتی قوماً من اهل الکتاب فاداکم فاداکم فاداکم الی ان یشہدوا ان لا اله الا اللہ وان محمداً رسول اللہ، فان هم اطاعوا لک بذلك فاحبرهم ان اللہ فرض علیکم خمس صلوات کل یوم ولیمۃ (الحديث) (صحيح البخاری باب بعث ابی موسی و معاد الی الیمن قبل حجة الودع ۲۶۲۳ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(۵) عن ابن عباس قال بعث الی سبعمین رجلاً للاحاذ یقال لہم انقرأوا (الحديث) و فی التبع قدم ابو راعمر بن مالک المعروف علا عب الاسۃ عنی رسول اللہ ﷺ فعرض علیہ الاسلام فلم یسلم ولم یعد وقال محمد لور بعث رجلاً من اصحابک الی اهل یثرب و ان یشہدوا ان لا اله الا اللہ و ان یسبحوا لک و ان یحبرہم فبعث المندر بن عمرو فی اربعین رجلاً (باب عروۃ الرجیع و رعل و رکوان و نر معونة ۲۹۸/۷ ط مطبعہ میرید مصر)

جاتا ہے اور ان کو گھیر کر مسجد میں نماز کے لئے لایا جاتا ہے غیر مسموں میں تبلیغ کے لئے جانے کا موقع ہی دستیاب نہیں ہوتا ان نام کے مسلمانوں کی حالت اصلاح پذیر ہو تو پھر غیر مسموں کی طرف توجہ نہ جائے۔

(۳، ۴) فرض عین تو نہیں ہے مگر فرض کفایہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ (۱)

(۵) جہد کے تو ایک مخصوص معنی ہیں یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے قتال کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ تحریک اس معنی کے لحاظ سے جہد نہیں ہے (۱) جہاد کے دوسرے معنی اللہ کے راستے میں کوشش اور ریاضت سے کام لینا اس معنی کے لحاظ سے اس تحریک کو جہاد کہہ سکتے ہیں اور یہ کریمہ انصروا حقا و نقالا اور حدیث شریف لعدوة اور واحة فی سبیل اللہ کے حکم میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ (۲)

(۶) ترک قتال کی وعیدیں اس پر چسپاں کرنا صحیح نہیں ہاں ترک تبلیغ اور مد بنت کی وعیدیں اس کے ساتھ متعلق ہوں گی۔ (۲)

(۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بہت سے درجات ہیں اس کا ابتدائی اور عام درجہ ہر مسلمان کے ساتھ متعلق ہے۔ (۵)

(۸) اس کو تبلیغ کہہ جائے یا ترغیب رکھا چھ فرق نہیں کلمہ کا بالا جہاں قائل بھی اس کے صحیح مفہوم اور صحیح تلفظ کی تبلیغ کا محتاج ہے اسی طرح نماز کو فرض جاننے والے اور ماننے والے بھی احکام و مسائل نماز کی تفصیلات کی تبلیغ کا محتاج ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا کتاب اللہ، دہلی

۱۔ الدعوة لاسلامہ و شرعہ فی آفاق العالم، والامر بالمعروف والنہی عن المنکر من فرض لاسلامہ، المفسر مسير فی العقیدہ والشریعہ والمنہج - آل عمران ۱۰۴، ۴، ۳۵ ط دار المعرفہ بیروت

(۲) فالجہاد ہر الدعا الی الدین الحق والقتال مع من امنع و تردد عن القبول اما بالنفس او بالمال (عالمگیریہ الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً ۱۸۸/۲ ط ماحدہ کوند

(۳) الجہاد احمال المشقة و مکافحة الشدائد فیسمل الحرب للدفاع عن الدین و اہلہ و اعلاء کلمتہ او حفاہ النفس الی سعادہ السلف الجہاد الاکبر ومن ذلك محاهدة الامساں لشہواتہ خصوصاً فی من الشیاب و السجادة بالمال لا عمل احیاء النافعة للامة و الدین الحق (تفسیر المرائی آل عمران ۱۴۲، ۴/۸۳ ط مصر)

(۴) عن حدیثہ ان انسی رضی اللہ عنہ قال و الذی یمنہ یدہ لتامر بالمعروف و لتنہی عن المنکر او یؤشک للہ و سعت علیکم عدائکم من عدو ثم لعدوہ و لا یستحب لکم منکرة الصالح باب الامر بالمعروف ص ۳۶ ط سعید

(۵) و فی المرفاة بملا علی انقاری و قد قال بعض علمائنا الامر الاول (ای الیہی بالبدن بالأمر والنہی ای سہی باللسان بعلومہ و اثبات ای الیہی بمتنکار بقلب لعمدة المسمین باب الامر بالمعروف ۲۳۸ ۹ ط مدادہ ملت)

(۶) (فرض علی کل مکلف و مکنتہ بعد تعلیمہ علم الدین و الہدیہ تعلم العلم الوضو و العسل و الصلوة الحج رد لمجہد مقدمہ ۱، ۴۲، ص سعید)

نوا تین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم

(سوال) (۱) کیا عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا مع محرم کے درست ہے؟ (۲) مردوں کا تبلیغ کو جانا اور اپنے بل و عیال کے نان و نفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا کہاں تک درست ہے؟ (۳) کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے؟ یا وجہ یا سنت؟

(جواب ۵) تبلیغ دین ہر مسلمان پر بقدر اس کے مبلغ علم کے لازم ہے لیکن تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے بھی فارغ ہوں تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز ہے فرض از ہر مسلمان کے ذمے نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنا زمانہ خیر الامم میں نہ تھا ورنہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تنہا تبلیغ کے لئے سفر کریں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں حج فرض کے لئے بھی بغیر محرم کے جانا جائز نہیں تو صرف تبلیغ کے لئے کیے جاسکتی ہیں واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ - دینی

فصل دوم، تعلیم قرآن

(۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے
(۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے
(سوال) (۱) قرآن شریف بے سمجھے پڑھنے سے کیا قرآن شریف کی عزت ہوتی ہے اگر نہیں تو کیسے سمجھے پڑھنا اصل ثواب ہے؟

(۲) قرآن شریف سمجھ کر پڑھنا کیا مسلمانوں پر فرض ہے؟
(۳) جو شخص مطلقاً قرآن شریف نہ پڑھا ہو تو کیا وہ گناہ گار ہے؟ (نیاز مند محمد سلیمان، لاؤڑا)
(جواب ۶) قرآن شریف کی عبرت کی تلاوت خواہ سمجھ کر ہو یا بے معنی سمجھے ہو موجب اجر و ثواب ہے ہاں سمجھ کر پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ہو گا اور بے سمجھے ہوئے پڑھنے والے کو کم۔ لیکن ثواب دونوں کو ملے گا یہ خیال کہ بے سمجھے ہوئے پڑھنے سے قرآن کی عزت ہوتی ہے غلط ہے بلکہ اس میں تو اس بات کا ثبوت ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں قرآن مجید کی اتنی عزت ہے کہ باوجود معنی نہ سمجھنے اور معنی سے عطف نہ دینے ہونے کے بھی وہ اس کی تلاوت میں اپنا وقت اور قوت خرچ کرتا ہے حدیث شریف

(۱) ومع روح و محرم مع لا مراة حرہ ولو عجوذا فی سفر (التنزیہ و شرحہ کتاب الحج ۲، ۴۶۴ ط سعید)
(۲) قال ابن حجر اما الثواب علی قدر (ای القرآن) فهو حاصل لمن فہم ولمس لم یعلم بالکتاب للتعبد و
کون متفاوت من الثواب و غیرہ و من من فہم و بین من لم فہم (مرقۃ المفاتیح - باب بعد کتاب فضائل قرآن
المصن، ط ۵، ۹ ط امدادیہ، منتد)

میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں، اور مثال میں فرمایا کہ آلم ایک حرف نہیں بلکہ تین حرف ہیں۔ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے، میم یک حرف ہے تو اس کلمہ آلم کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی (۱) ہاں جو دیکھ اس کلمہ یعنی حروف مقطعات کے معنی کو کوئی نہیں سمجھتا ہے کیونکہ اس کے معنی خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ حضرت حق اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز ہے۔

(۲) سمجھ کر قرآن شریف پڑھنا اور اس کے حلال و حرام امر و نہی کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے یعنی کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو قرآن پاک کے معنی اور مطالب سمجھتے ہوں اور وہ لوگوں کو بتاتے رہیں ہر ایک مسلمان کے ذمے یہ فرض نہیں ہے (۲) ہاں ہر مسلمان کے ذمے قرآن مجید کی اتنی عبارت یاد کرنی فرض ہے جس سے نماز پوری ہو سکے۔ (۲)

(۳) اگر نماز درست ہونے کے باقی بھی قرآن مجید اس نے نہیں پڑھا اور یاد نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا (۲) بشرطیکہ پڑھنے اور یاد کرنے کا وقت پایا ہو اور قدرت رکھتا ہو، یعنی نو مسلم اس وقت تک معذور ہے کہ اسے پڑھنے اور یاد کرنے کے حق وقت ملے ورنہ گناہ گار نہیں ہے۔ (۳)

قاعدہ ”یسرنا القرآن“ بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال) زید کے پاس چند چھوٹے چھوٹے بچے قرآن شریف پڑھتے ہیں جنہیں ابتداء میں قاعدہ یسرنا القرآن (جس کے مصنف ایک قادیانی ہیں) پڑھایا جاتا ہے محض اس خیال سے کہ قاعدہ مذکور بہ نسبت مروجہ قاعدوں کے آسان ہے آیا جائز ہے یا نہیں؟ علیٰ ہذا غیر مترجم قرآن شریف یسرنا القرآن مطبوعہ قادیان پر مسلمان کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳ عبدالحق کراچی ۵ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود: قال: قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فله به حسنة، والحسنة بعشرین مثلاً، لا اثنون آلم حرف ولکن الف حرف و لام حرف و میم حرف (جامع الترمذی، باب ما جاء فی من قرأ حرفاً من القرآن ماہ من الآخر ۲، ۱۱۹، ط سعید)

(۲) قال تعالیٰ، فلیر لا یمر من کل فرقۃ منہم طائفة لیفتقہو فیہ (الایۃ) قال الفاضل ابو السعود فی تفسیرہ و فیہ دلیل علی ان الفتنۃ فی الدین من فروع الکفایۃ (التوبہ ۲۲، ۲/۶۱۷، ط مکتبۃ الریاض الحدیثۃ بالریاض)

(۳) و فی فیہ القراءۃ آیۃ علی المذہب، و حفصہ فی فیہ عین، و حفظ فحۃ الکتاب و سورۃ واجب علی کل مسلم، تنویر مع الدر المنجہ، باب صفۃ الصلاۃ ۱، ۵۳۷، ط سعید)

(۴) لان تعلم بعض القرآن فی فیہ عین علی الکمل فادالہم یوحی ہذا احد یقرء اثمرا حمصاً (مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۴/۳۶۲، ط امدادیہ، ملتان)

(۵) ولا یلزم ان یحرر الحق کاحرس والی تحریث لیسہ و کذا فی حق القراءۃ، ہو الصحیح لتعدہ الویجہ (السور و شرحہ باب الادب، مصب فی حدیث لا اذان حرم، ۱، ۴۸۱، ط سعید)

(جواب ۷) اس قاعدہ اور قرآن مجید کو تعلیم کے لئے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ قاعدہ اور قرآن مجید کے ساتھ تادیبی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا مضمون چھپا ہوا نہ ہو۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

معنی و مطلب سمجھے بغیر قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرنا بیسود اور بے ثواب ہے۔ المستفتی عبدالعظیم عزیز اللہ متعلم عربک کالج دہلی۔ ۲۹ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۸) قرآن مجید کی عبارت اور نظم کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مہتمم بالشان امر ہے، حضرت حق تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (۱) میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور علم اسباب میں حفاظت کا رعبہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اسی حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے جر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف ل ف م۔ میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں دیں گی (۲) کتب سماویہ میں سے تبدیلی و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ بچے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا بجائے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے وروہ رائج وفاق ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے و ربے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، الجواب صحیح حبیب مرسلین عفی عنہ۔ الجواب صحیح

(۱) اس قاعدہ میں خلاف ترمیم یا تادیبی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا کوئی مضمون نہیں، اس لئے بچوں کو اس کا پڑھانا مباح ہے
(۲) (الحجر ۹)

(۳) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلا له حسنة، والحسنة بعشرة مثالیہا، لا اقول الم حرف و لکن الف حرف و لا م حرف و میم حرف (جامع الترمذی باب ما جاء فی من یقرأ حرفاً من القرآن ماله من الاجر ۱۱۹/۲ ط سعید)

(۴) قال ابن حجر: اما الثواب علی قرأتہ (ای القرآن) فهو حاصل لمن فہم ولم یفہم بالکلیۃ للتعبید۔ وان کان یثابون من القرآن و غیرہ و بین من فہم و بین من لم یفہم، مرفقاۃ المقابیح، باب بعد کتاب فضائل القرآن ۵ ۹ ط مدادہ مناب

صواب بندہ محمد یوسف بنی عنہ

بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں

(سوال) زید و عمرو کے عقد خفی ہیں زید کہتا ہے کہ بچوں سے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھوا
خلاف ادب ہے عمرو کہتا ہے کہ مبلغین و قراء قیام فرما کر حدیث شریف اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے
ہیں ورنہ ضررین جلسہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں تو کیا یہ خلاف ادب نہیں ہو تا زید نے ایک جلسے کے
موقعہ پر ایک قاری صاحب کار کو غ سنوایا اور تمام جلسے کو کھڑا کر دیا۔ یہ کہاں تک صحیح ہے

المستفتی نمبر ۱۰۱۲۱۰۱۲ فقط محمد صدیق (ہمت نگر) یکم ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۲ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) بچوں سے قرآن مجید کا آموختہ یا سبق کھڑا کر کے سننا جائز ہے زید کا قول کہ کھڑے کھڑے
قرآن مجید پڑھوانا خلاف ادب ہے صحیح نہیں جلسے میں قاری کے کھڑے ہونے پر سارے جلسے کو کھڑا
کر دینا درست نہ تھا یہ فضول حرکت کی گئی آنحضرت ﷺ اور صحابہ خطبہ جمعہ میں قرآن مجید پڑھتے تھے
وہ سرری جماعت بیٹھی رہتی تھی اور یہی طریقہ متواتر چلا آتا ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مجلس میں تدوین و نظم وغیرہ پڑھی جائے تو تدوین کی تقدیم افضل ہے

(سوال) بچوں کو سکھانے کے لئے جلسہ کر لیا جاتا ہے اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور کہانی یا منظوم اور
نظم تین چیزیں ہوتی ہیں اس میں ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول پے قرآن شریف کی تلاوت کریں اور
کے بعد کہانی اور نظم کا مرتبہ رکھا جائے دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول کہانی پھر قرآن شریف، پھر نظم اور
دونوں صورتوں میں بہتر صورت کونسی ہے قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور کہانیوں کا مقدمہ
کرنا جو صورت شرعاً افضل ہو ارقم فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۱۰۸۳۱۰۸۳ عبد العظیم دہلی۔ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے (۱) تاکہ وہ پہلے ہو جانے کی وجہ سے کہانی و نظم کے
ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔ (جواب صحیح حبیب امر سلیم عفی عنہ)

(۱) عن حارث بن سمرہ قال: كنت للشيخ حطتان يحسن بينهما يقرا، القرآن ويدكرهما من صحيح لاه
مسلم كتاب الجمعة ۱/ ۲۸۳، ط فديمي كتب حارث كراچی) وفيه عن حارث بن عبد الله قال: يقرأ بالشيء يحطه
يوم الجمعة اذا جاء، رجل فقال له: لسي أصيب يا فلان قال: لا أقل فيه، فاركع، (كتاب الجمعة ۱/ ۲۸۷
ط فديمي)

(۲) ان يقدم على الشروع في البحث والتدريس قراءة شيء من كلام الله تركاً وبيناً، اذا تعدت الدروس من قد
لا شرف ولا شرف والا هم فلا هم لأمة الدروس فهدم نفس القرآن ثم يحدث به ذكره السمع و يسكنه
اداب العالم والمعلم، ص ۳۴-۳۵ مكنه دار الباركة مكة المكرمة)

نائب مفتی مد رسہ مینیہ دہلی - الجواب صحیح - ریض الدین عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند - الجواب صحیح
محمد مظہر اللہ غفرلہ - ہام مسجد فتحپوری، دہلی

کیا غیر مسلم کو قرآن شریف پڑھنا جائز ہے؟

(سوال) ایک شخص ہندو اپنے شوق سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہے بلکہ قرآن مجید پڑھنے کا دل سے بہت
توق رکھتا ہے پڑھانے والا بوجہ حرمت وادب کلام پاک تامل کرتا ہے اس کے قصد یہ خدمت ہے کہ
ایسے غیر مسلم کو قرآن مجید کا پڑھنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۰۶ مد عبد الغنی صاحب (جے پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء
(جواب ۱۱) غیر مسلم کو قرآن شریف کی تعلیم دینا جائز ہے معلم اس کو حرام کلام مجید کی تعلیم بھی
دے اور اپنے وپرے حرمتی کا کام نہ ہونے دے اس قدر کافی ہے۔ اس کا بھی اندازہ کرے کہ غیر مسلم
کی نیت تو خراب نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ مد دہلی

معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا

(سوال) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی ووجود مترجم قرآن کے باعث اجر و ثواب ہے یا نہیں؟ مع
حوالہ تحریر فرمائیں المستفتی نمبر ۲۷۵ حکیم محمد ایوب مراد آباد ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ ۱۲۵ اپریل
۱۹۴۳ء

(جواب ۱۲) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی کے بھی موجب ثواب ہے حدیث شریف میں آیا ہے
کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک
حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے اور ام یک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یعنی صرف الم پڑھنے
والے کے لئے تمیں نیکیاں ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف نظم قرآن کی عبارت پڑھنا بھی
موجب اجر ہے اور تم تو معلوم المعنی بھی نہیں سے تشبیہت میں سے ہے ہاں قرأت قرآن فہم معنی کے
ساتھ ہو تو اور زیادہ ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قال الامام محمد فی سیر لکبر وادان الحوی او الدمی بمسلم علمی القرآن فلا ناس ناد یعلمہ و بفہمہ
فی ادب لعل اللہ یقلب قلبہ و احاصل مما سئل و قرو المصحف نادر الکفر اما یجمع مد ادا حیف منہم
ادسا اما ادا م یکن مثل هذا بحرف فلا ناس بدک لا سسا تعیم و نرا و بلیعہ - واللہ اعلم (تکمیلہ فتح البص
سرح صحیح الامام مسلم - باب الی ل مداف المصحف ج ۳ ۳۸۶ ط مکتبہ دار العلوم کراچی
۲ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرا حرفا من کتاب اللہ فله من حسہ
واحسنہ عشرہ امثلہا لا اقول اما حرف ولكن الف حرف و لام حرف و میم حرف و جامع الترمذی باب ما جاء
من قرا حرفا من القرآن فله من الاجر ۲ ۱۱۹ ط سعید (۳) قال ابن حجر اما الثواب علی قراۃ ای
القرآن فہر حاصل لمن فہم و لمن لم یفہم للتعد بالکلیہ - و ان کک تفاوت بین القرآن و عبرہ و من من فہم و من
لم یفہم مرقہ بماتیح باب بعد کتاب فضائل القرآن فصل الثانی ۵ ۹ ط امدادیہ ملتان

دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے
(سوال) چونکہ آج کل جبریہ تعلیم کا نفاذ روز بروز ترقی پر ہے اور اس میں بعض جگہ میونسپل کمیٹی وغیرہ نے
انشائیہ تعلیم مذہبی کو برقرار نہیں رکھا جو کہ اصل قانون میں موجود ہے (یکٹ نمبر ۷۹۱۹ء دفعہ ۱۰
میں درج ہے کہ (ب) لڑکے کو مذہبی وجوہات کی بناء پر کمیٹی حاضری مدرسہ نے حاضر ہونے سے معاف
کر دیا ہے) ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(جواب ۱۳) مسلمانوں کے بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) ضروری ہے، اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ اس کے لئے گیارہ سال سے کم عمری کا وقت ہی مناسب ہے، اس لئے ضروری ہے کہ جو
بچے قرآن مجید کے مکتبوں میں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں خواہ حفظ یا ناظرہ، ان کو اس شرط کے ساتھ کہ وہ
قرآن مجید پڑھتے رہیں اس جبریہ تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے لیکن جب وہ قرآن بھی نہ پڑھیں بیکار پھرنے
لگیں تو پھر ان کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جائے محمد کفایت اللہ غفرلہ

(بخاری از رسالہ جبریہ تعلیم شائع کردہ حضرت مولانا محمد امین کاندھلوی ص ۱۳۴ھ)

دوسرا باب تعلیم کے احکام و آداب فصل اول، تعلیم کا معاوضہ لینا

دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے

(سوال) امامت یا تعلیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی جرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴) امامت و تعلیم قرآن کی جرت لینا (بہر فتویٰ متاخرین حنفیہ) جائز ہے۔ قال فی الہدایہ
و بعض مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استجار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور
التواشی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تصییح حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ و زاد فی
مختصر الوقایۃ و متن الاصلاح بعلم الفقہ و زاد فی متن المجموع الامامۃ و منہ فی متن
الملفتی و در المحار (رد المحتار - مختصراً)

(۱) وایضاً فی اطلاقہ ایماء الی قولہ الأئمة ان حفظ القرآن من فروض الکفایات فیخاطب بہ کل الامۃ فی کل زمن.
نعم ان حتمہ جمع مہم يقوم بہم الکفایۃ سقط الحرج عن جمیعہم والا اثموا کلہم (مرقاۃ المفاتیح کتاب
فوائد القرآن، الفصل الثالث ۴، ۴۸۰ ط امدادیہ متن) و فیہا و ظاہر کلام الرواۃ کشی ان کل بلد لا بد فیہ ان
یکون من مترو القرآن فی الجمۃ لان تعلم بعض الفرق عن عینی الکمل، و قد لم یوجد ہا کہ احد بقہر اثموا
جمیعاً (مرقاۃ کتاب فوائد القرآن، ۴، ۶۲ ط امدادیہ، ملتب)

(۲) و حجتہ من احار (ای تعلیم القرآن الصبیان) انہ ادعی الی ثبوته و رسوۃ عدہ کما یقال التعلیم فی الصغر
کالغش فی الحجر (فتح الباری، شرح صحیح البخاری باب تعلیم الصبیان القرآن، ۷۵/۹، ط مطبعہ کبری
میریہ، مصر) (۳) کتاب الاحارہ، مطلب فی الاستحارۃ علی الطاعات، ۵۵/۶ ط سعید

- (۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے، تراویح و شبینہ کی اجرت جائز نہیں
(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے
(۳) شبینہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال ۱) حفاظ کے لئے اجرت و معاوضہ جائز ہے یا نہیں؟ خواہ وہ تعلیم قرآن شریف کا ہو یا ایصال
ثواب کے سبب ختم پڑھنا یا رمضان المبارک میں تراویح یا شبینہ پڑھو۔ (۲) اجرت و معاوضہ اگر جائز ہے تو
تعیین کے ساتھ یا بدائع تعین؟ (۳) شبینہ کی دو صورتیں ہیں (ایک رات میں ورتین رات میں) ہر دو جائز
ہے یا ناجائز؟ یا کوئی ایک جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۳۰۲ حافظ محمد عزیز اللہ خوشنویس (اجمیر شریف)
۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۵) قرآن پاک و رسوم دینیہ کی تعلیم کی اجرت متاخرین حنفیہ کے فتوے کے بموجب جائز ہے
حنفیہ کا اصل مسلک عدم جواز تھا۔ جواز کا فتویٰ انہوں نے ضرورت کی بناء پر دیے تعلیم کی اجرت کے
جواز کی ضرورت ظاہر ہے کہ اگر اجرت یعنی ناجائز قرار دی جائے تو اس کا نتیجہ ترک تعلیم کی صورت میں
ظاہر ہو گا اور قرآن مجید اور علوم دینیہ کی تعلیم کا متروک ہو، عظیم الشان نقصان ہے اس لئے جواز اجرت کا
فتویٰ دیدیا گیا اسی پر امامت و افتاء کو بھی قیاس کیا گیا، مگر صرف تلاوت قرآن مجید (بغرض ایصال ثواب)
کی اجرت کو اصل مسلک کے موافق ناجائز ہی رکھا گیا کیونکہ اگر عدم جواز اجرت کی وجہ سے تلاوت قرآن
بغرض ایصال ثواب متروک ہو جائے تو کسی ضرورت دینیہ میں کمی نہیں آتی اس لئے قرآن مجید تراویح میں
سنانے کی اجرت بھی ناجائز قرار دی گئی کہ اس کے ترک سے کسی ضرورت دینیہ میں کمی نہیں آتی سورتوں
کے ساتھ تراویح پڑھ کر سنت قیام رمضان ادا کر سکتے ہیں۔ (۲) بلا تعین دے دیا جائے اور نہ دینے پر
کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج و رخصہ جواز میں داخل ہو سکتی ہے۔ (۳)

(۱) الاصل ان کل صاعۃ یحتسب بها المسلم لا یحوز الاستحار علیہا۔ قال فی الہدیہ و بعض مشایخنا رحمہم
اللہ تعالیٰ استحسنوا الاستحار علی تعلیم القرآن، لیسوا لطیفوا التواضع فی الامور الدینیہ یعنی الامساع تصبیح حفظ
القرآن، و علیہ الفتویٰ و زاد فی من المجمع الامد، و منہ فی من الملتقی و درر البحار (رد المحتار، کتاب
الاحارۃ، مطلب فی الاستحار، علی الطاعات ۵۵/۶ ط سعید) (۲) فہذا دلیل قاطع و برہان ساطع علی ان
المفتی نہ لیس ہو حواری الاستحار علی کل طاعۃ بل علی ما ذکرہ فقط فمافیہ ضرورۃ ظاہرۃ تبیح الخروج من
اصل المذہب من ضرورۃ المصیح وقد ذکرنا مسندۃ تعلیم القرآن علی استحسانہ یعنی لضرورۃ، ولا ضرورۃ فی
الاستحار علی القراءۃ علی انقر ولا یصح الاستحار علی القراءۃ (رد المحتار مطلب تحریر فہم فی عدم حوار
الاستحار علی التلاوة ۵۶/۶ ۵۷ ط سعید) (۳) فان اعطی المعلم شیئاً من غیر شرط فظاہر کلام حواری و هو
قول معشر ائمہ - ولا ادا کاں بعیر شرط بکاں ہذا محررۃ، فحار - کما لو لم یعلّمہ شیئاً (اعلاء السنن، باب
الاجرة علی تعلیم القرآن، ۱۶/۱۶۹ - ۱۷۰ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی) اگر نیت خاص ہو قرآن
سنانے والا حسب اللہ سنائے، اور یہی شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے عزیز سمجھ کر کچھ دے دیں تو یہ قرآن پڑھنے کا معاوضہ نہیں
ہوگا، اس کے جوہر میں مثال نہیں لیکن ایسا زمانہ میں کہاں ہے؟ نہ کورہ معیار کے قرآن سنانے ورنہ یہی سننے والوں کا وہ زمانہ
میں غلط ہے اس لئے بدائع تعین بھی نہ ہے۔ کے سبب سے یہاں اور دینے والے سے دینا جائز نہیں۔ وہی اشامیہ و لولا لاجرہ
ما قرأ احد فی ہذا الزمان من جمع القرآن العظیم مکسراً و وسیلۃ الی جمع ادب - واللہ و اما الیہ راجعون، کتاب
الاحارۃ ۵۷/۶ ط سعید

(۳) تبیین کی دونوں صورتیں یہ جن عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مکتوبہ ہیں اور
بڑھنے اور سننے والے سب کے سب مخلص ہوں و رہے نیت عبادت شوق سے پڑھیں اور سنیں تو
تین دن میں ختم رہنا بہتر ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

- (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے
- (۲) تنخواہ سیر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا
- (۳) غریب اور مہاجرین کو تنخواہ سیر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت پر ثواب ملے گا
- (۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے مینا جائز ہے
- (۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم

(۶) میں اللہ سے امامت یا خدمت کروں گا، تم اللہ سے تنخواہ دو سول ممنوع میں داخل نہیں
(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیز کے ایک قول کی تشریح
(سول) زید ایک جگہ ملازم ہے وہ دینی کتابیں پڑھاتا ہے اور امامت کرتا ہے ورنہ اس کو تنخواہ ملتی ہے
کتابیں پڑھانے کو وہ کارکردگی سمجھتا ہے یعنی اگر ملازم نہ رہے تب بھی وہ تھوڑے بہت پڑھانے کا کام جاری
رکھے ورنہ امامت کے کام کو وہ کارکردگی نہیں سمجھتا یعنی اگر امامت کی تنخواہ نہ ملے تو وہ امامت نہ کرے
امامت کرنے کو پسند نہیں کرنا امامت کے چند روپے ورنہ مدرسے کے دس روپے ملتے ہیں اور امامت کو
پھوڑ دے تو اس جگہ مدرسہ کی کارکردگی ہو جاتا ہے تو عرض یہ ہے۔

- (۱) صورت نہ کورہ میں تنخواہ پھر امامت کرنے سے امامت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
- (۲) صورت نہ کورہ میں تنخواہ پھر دینی کتابیں پڑھانے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
- (۳) کوئی شخص تنخواہ پھر امامت کرے یا تعلیم دینی کرے تو کن وجوہ میں ثواب ہوگا ورنہ وجوہ میں
ثواب نہ ہوگا کس طرح نیت کرنے سے ثواب ہوگا مہاجر اور غریب میں فرق ہے یا نہیں؟
- (۴) تعلیم دینی و امامت پر تنخواہ ٹھہرا کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) طلباء سے استاد کام لے تو جائز ہے یا نہیں؟ ورنہ استاد کو جرمانے لگایا جاتا ہے گا؟
(۶) اگر کوئی شخص محلہ والوں کو بامقولی مسجد کو یوں کہے کہ میں امامت کروں گا یا مسجد کا کام کروں گا اللہ
واسے اور تم مجھ کو اللہ کے واسے ہانا اور تنخواہ دو تو اس طرح اللہ مانگنا جائز ہے یا نہیں ورنہ مانگنا سول
ممنوع میں داخل ہے یا نہیں؟

(۷) شاہ عبدالعزیز نے سورہ بقرہ آیت وفی دلائلکم ہلا من دیکم عظیم کے تحت میں فرمایا ہے کہ

جرت پر عبادت گر فتن در اس صورت جائز است کہ نیت خالص محض برائے خدا باشد و بدون و نبودن اجرت برابر گردد۔ آن عبادت را کار کردنی خود داند خواہ کسے بر اس اجرت بہ ہدیانہ دہد و اگر مانند حرقہ و مزدور یہاں دنیاوی اس عبادت را معنی بر گر فتن اجرت سازو کہ اگر اجرت داند بجا آورد و اگر ترک کرد پس او محض مزدور است از ثواب بہرہ ندارد بلکہ خوف عقوبت دارد کہ کار دین را برائے دنیا کرد و آخرت را بادی فروخت، معذ اللہ من ذلک "عبادت مذکورہ کا کیا مطلب ہے؟" فی زمانہ ہمت و شاید ہی کوئی کار کردنی سمجھتا ہو اس لئے کہ اس میں بہت ذمہ داری ہے اگر تنخواہ نہ دی جائے تو اکثر مساجد خالی رہیں۔

المستفتی نمبر ۵۲۰ محمد ابراہیم (حمد آباد) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء۔
(جواب ۱۶) نمبر اسے لیکر ۴ تک کا جواب یہ ہے کہ امت اور تعلیم و تدریس کی تنخواہ ٹھہرا کر پینا جائز ہے (۱) اور اگر اس کی نیت یہ ہو کہ رفع ضروریات کے لئے تنخواہ لیتا ہوں اور اگر ان کاموں کو دینی کام سمجھ کر اختیار کرتا ہوں تو اس کا ثواب بھی ملے گا اگرچہ بلا تنخواہ حسب اللہ یہ کام کرنے تو ثواب زیادہ ہوگا۔ (۲)

(۵) طلباء سے عرفی طور پر کوئی کام لینا جو وہ بطیب خاطر خدمت استاد سمجھ کر کر دیں اور خوش ہوں جائز ہے اور اس میں اس کے ثواب تعلیم پر کوئی اثر نہ ہوگا
(۶) یہ تعبیر تو ممنوع نہیں اور نہ یہ سوال میں داخل ہے مگر جب کہ نیت معوضہ کی ہو تو اس کام سے کچھ فائدہ نہیں۔ (۷)

(۷) شاہ صاحب کی عبارت اس قول پر مبنی ہے کہ عبادت پر اجرت لینا جائز ہے اور جو صورت جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ درحقیقت جرت کی حد میں داخل نہیں ہوتی اور جو صورت عدم جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ جرت ہے جیسا کہ ان فقرہ "پس او محض مزدور است" اس کی دلیل ہے اور یہ متقدمین کے نزدیک ناجائز اور متاخرین کے فتوے کے بموجب جائز ہے۔ (۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و بنی امور بصحبہ لتعلم لقرآن و الفقه و الامامہ و الادب۔ فیحب لمسمی بعقد (الدر المحتار مع رد المحتار، مطلب فی الاستحار عنی، مطاعت ۶، ۵۵، ط سعید)

(۲) نعم قد بنی ان کان قصده و حہ اللہ تعالیٰ لکن بسر اعانہ للاوقات۔ والا متعال بد یقل الاکتساب عما یکفیہ لیسار و عمالہ فما حد الاحرة لایسعه الاکتساب عن اقامہ ہذہ الو طیفۃ الشریفۃ، ولولا ذلک لم یأخذ اجرا فہ الثواب اسدکور من یکون قد جمع من عبارتی، و ہذا الادب، و سعی عنی لعیال و اما لاعمال بالیات رد المحتار باب الادب، مطلب فی اسوداد الادب کا غیر محسب فی ادب، ۱، ۳۹۲، ط سعید)

(۳) اما الاعمال و سیات (الحديث) (بخاری) باب کیف کان بدا الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۱، ۲، حد قدیمی
کتب خانہ، کراچی)

(۴) اما لا حارة علی الصاعد و اصول المذهب الحنفیہ تقتضی انہ غیر صحیحۃ ایضا۔ مکن المناخرین من الحنفیہ بطر و الی حالۃ ضرورۃ صارت، فافتوا بجواز احد الاحرة عنی بعض الصاعد للضرورۃ، کتبات الفقہ عنی المذاهب الاربعہ، مسحت منحور احارۃ و ما لا تجوز ۳، ۱۱۰، ط دار الفکر بیروت)

حضور ﷺ کہیں بکھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت
، صدقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ کہ بطور جرت

(سوال) عوم رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کھانا کھیا کرتے تھے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر سے
کھاتے تھے اور نہ ہی کوئی مزدوری یا جرت لیتے تھے اور قرآن حکم کو کئی جگہ فرماتا ہے اس کے مخالف
آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز پڑھائی جنازہ نکاح پڑھائی کی جرت لے لیتے
ہیں۔ المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ دہلی ۹ شوال ۱۳۵۴ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) قرآن مجید میں کہیں پیغمبر ﷺ کو امت کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا نہیں گیا ہے لے
مت کے فرزا بھی حضور ﷺ کے دوست خانے پر کھانا کھاتے تھے اور حضور ﷺ کبھی کبھی اپنے خاصین
کے مکان پر کھانا تناول فرماتے تھے، لیکن حضور ﷺ کا تناول فرمانا معاذ اللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا
بلکہ محبت و صداقت کی بناء پر ہوتا تھا جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے (۱) رہا آج کل مسجد کے اماموں،
مؤذنوں یا متدوں کا اجرت، مت و اذان یا جرت تعیمین تو یہ مسئلہ مجتہدین مت میں مختلف فیہ تھا، ہم
یہ حنیفہ عبادت کی جرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور دوسرے مکہ جائز فرماتے تھے مت خیرین
حنفہ نے بھی دوسرے کے قول کے موافق تعیم و امت و اذان کی اجرت کے جو زکا قوی دے دیے
کیونکہ غیر اجرت ان چیزوں کا بقاء اور نظام کا قیام مشکل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ط ب علم کو آبر تعیم کے ساتھ بشر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے

(سوال) دینی طباء کو آج کل علمائے کرم دینی تعیم کے ساتھ ساتھ ہنر کیوں نہیں سکھاتے تاکہ ہنر
کے ذریعے اپنی روزی کمائیں اور علم دین سے دوسروں کو بھلائی کی مزدوری کے فیض پہنچائیں؟
المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ زنجانی (دہلی)

۱ عن اسی ہريرة قال: حرج رسول الله ﷺ ذات يوم اولية - فاتي رجلاً من الانصار قد هو ليس في سب فليد
واله سمره فاس مرحباً، ربي قوله) ما يطلع فحاء هم بعدق فيه سر ونم و رصب فقال كلوا من هذه واحد المدي
فقال له رسول الله ﷺ اياك والحبوب فصح بهم فاكلوا من ايشه ومن ذلك العلق (لحديث) (صحيح الامام
مسلم باب حوار استناعه غيره ابي در من سنن ۲ ۱۷۶ ط قدسي كتاب حاء، كراچی)

۲ وفي تفسير القرصی، قوله تعالیٰ قل ما استکم من حرجی جعل علی تبلیغ الرسالہ فیهو لکم فی ذلک
جعل لکم ان کت استکبره، و احری الا علی الله وهو علی کل شیء شہید، سب ۴۷ ۱۹۹۷ ط ۲،
عکرم، بیروت)

۳، ولا حل بطاعات مثل الادان و روح والامامة و علم القرآن و فقه و یقنی ایوم صحنہا لتعلم القرآن و افقه
والامامة والادان (نویر الانصار و شرحه) قال المحقق فی الشمیة (فرله و یقنی ایوم الحج قل فی لہدیہ و
بعض مشائخنا استحسنوا الاستنحار علی تعلیم القرآن ایوم لطهر السوا فی لامور لدیہ) و زاد فی متن
لمجمع الامام و رد بعضہم لادب رد المحتار مصب تحریر مہم فی عدم حوار لاستنحار علی لالوة
ط ۵۵ ط سعید

(جواب ۱۸) ہاں یہ بات کہ طاب علم کو علم کے ساتھ کوئی صنعت و حرفت بھی سکھائی جائے بہتر ہے اور بہت سے لوگوں نے اس پر عمل شروع بھی کر دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف دینی علوم کی تعلیم دینا جائز یا غیر مفید ہے محمد کفایت اللہ

(۱) داخلہ فیس کا حکم
(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے

(سوال) ایک اسلامی مدرسہ کی مالی حالت نہایت خراب ہے، یہاں کے مسلمان اس قدر بے حس ہیں کہ باوجود خدمات کے اعتراف کے مالی امداد کی صرف راغب نہیں ہوتے اس مدرسہ میں نہ گورنمنٹ سے کوئی مالی امداد لی جاتی ہے نہ کسی بورڈ وغیرہ سے اندریں صورت (۱) اگر بچوں کے داخلہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲) درجہ قرآن یا حفظ و ناظرہ اردو یا فارسی یا عربی ان میں سے کسی درجہ کے لڑکوں پر ماہوار فیس شرعاً مقرر کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی مہتمم مدرسہ دینیہ اسلامیہ، غازی پور (یوپی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۹) (۱) داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے۔ (۲)

متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے
(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعلیم قرآن مجید اور اذان و اہمیت کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ بنیہ التوجروا

(جواب ۲۰) واضح ہو کہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی اور امام بن حنبل (۱) اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی اطاعت پر جو اجیر کے ذمہ متعین نہ ہوں عقد اجارہ منعقد کرنا اور اجرت لینا دینا جائز ہے جیسے تعلیم قرآن مجید، اذان، امامت وغیرہ اور امام ابو حنیفہ اور زہری اور قاضی شریح اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ طاعات پر جارہ ناجائز ہے ہمارے اصحاب متقدمین حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ

(۱) معقول سے اعتبار سے نہیں کہ یہ طے نہیں ہو سکا کہ داخلہ فیس کس حیر کی اجرت ہے، خصوصاً جب دخلہ فیس کے ساتھ ماہوار فیس بھی لی جائے، غایتاً فی الباب یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ داخلہ سے متعلق امور نمٹانے کی اجرت ہے
(۲) و بقی اليوم بصحتها لعلہم القرآن والفقہ (الدر المختار مع رد المحتار مطلب تحریر مہم فی عدم حواہ الاستجارہ علی التلاوة الح ۵۵/۶ ط سعید)

(۳) امام احمد بن حنبل کے متعلق یہ نقل ہے کہ وہ طاعات پر حیرت لینے کے مجوزین میں ہیں مگر قول ضعیف یا قول قدیم باب شرع اجرت لینے پر ہے، ان کا مسطور اور مفتی یہ قول یہ ہے کہ طاعات پر اجرت لیا جائز نہیں (دیکھئے الانصاف، عمل فقہ الامام احمد بن حنبل، باب احارہ ۵۶/۶ ط دار احیاء التراث بیروت و کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ، مسحث ما تحور حارثہ وما لا تحور، ۱۲۶، ۳، ط دار الفکر، بیروت)

طاعت پر اجرت لینا ناجائز ہے اور قدمائے حنفیہ ان کے موافق فتویٰ دیتے اور عمل کرتے رہے نعم
دین پڑھانے والوں، اذان کہنے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیت امراء سے مقرر ہوتے
تھے اور یہ لوگ نہایت اطمینان اور فارغ البالی سے اپنا کام انجام دیتے تھے۔

کچھ عرصے کے بعد سلاطین سلطنت نہ رہنے پر بیت امراء کے مصارف میں بعض مسدود
بادشاہوں نے شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان عہدہ ور موزنین وائمہ کے وظائف بند
ہو گئے اور تعلیم علوم دینیہ یا اذان و امامت کی انجام دہی میں جو فراغت قبضی انہیں حاصل تھی وہ جاتی
رہی چونکہ یہ لوگ بھی آخر انسان تھے اور انسانی ضروریات معاش ان کی زندگی کے لوازمات میں بھی داخل
تھیں اس لئے ان کو مجبوراً حاصل کرنے کے ذرائع کی صرف متوجہ ہونا پڑ جس کے وسیع سے پٹی در
پٹی اور دو متعلقین کی اوقات سری کر سکیں ذرائع معاش چونکہ مختلف اقسام کے ہیں کسی نے کوئی طریقہ
اختیار کیا کسی نے کوئی۔ کسی نے تجارت، کسی نے زراعت، کسی نے ملازمت، کسی نے صنعت و دستکاری
تختیر کی صرح ضرورتیں بھی کی پیشی میں مختلف تھیں اس لئے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں یک
بڑ حصہ کسب معاش میں خرچ کر دینے کے باوجود بھی بعض افراد کی ضرورتیں پوری نہ ہوئیں۔

ان حالات کی وجہ سے بہت سے علماء بہت سے موزنین، بہت سے امام مجبوراً ان مشاغل کی وجہ
سے تعلیم یا اذان یا امامت کی خدمت کو بالائزما پورا نہ کر سکے اور بلا آخر انہیں اضطرار کی حالت سے ان
خدمات کو چھوڑنا پڑ لیکن تعلیم چھوڑنے سے یہ نقصان متصور تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا
کیونکہ جب پڑھانے والوں کو اپنی ضروریات معاش میں مشغولی کی وجہ سے اتنی فرصت نہ ملے گی کہ طلبہ کو
پڑھا سکیں تو پھر علم دین کی زندگی اور بقاء کی کیا صورت تھی اذان چھوڑ دینے سے یہ نقصان متصور تھا کہ
نماز کے اوقات کا انضباط جو معین موزنین ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے درہم برہم ہو جائے گا چونکہ اس
زمانے میں بڑے بڑے شہروں بلکہ بعض قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان کارخانوں اور کمپنیوں اور
ملوں میں مزدوری پر کام کرتے ہیں اور اپنے افسروں کی خوشامد کر کے نماز اور جماعت کے لئے اجازت
حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس
کے موافق وہ کارخانوں سے ٹھیک وقت پر آجیا کریں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر چلے جائیں
اگر اذان و جماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے یا اپنے کام میں زیادہ
دیر تک غیر حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں سے ناچاقی پیش آئے اور اپنے ذرائع معاش کو کھو بیٹھیں امام
معین نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا نظام درست نہیں رہ سکتا، اور پورے انضباط سے نماز نہیں
ہو سکتی جن مساجد میں کوئی موزنین اور امام مقرر نہیں ہے نماز کے وقت جو پہلے آگیا اس نے اذان کہہ دی
اور جس کو مناسب سمجھا امام بنا دیا ایسی مسجدوں میں جماعت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہو سکتا اور اس
لئے ان لوگوں کو جو دوسروں کی تابعداری میں پھنسے ہوئے ہیں اکثر اوقات ایسی مسجدوں میں جماعت سے

نماز نصیب نہیں ہوتی۔

پس متاخرین فقہاء حنفیہ نے اس ضرورت شریعہ کی وجہ سے حضرت امام شافعیؒ کے قول کے موافق یہ فتویٰ دیا ہے کہ مواقع ضرورت میں طاعت پر اجرت یزاجز ہے اور قرآن مجید و حدیث و فقہ کی تعلیم اور اذان و امامت پر اجرت لینے کی جواز کی تصریح کر دی کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ بغیر ان کے بقاء کے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

ہم ذیل میں فقہاء کی وہ تصریحات نقل کرتے ہیں جن میں آج کل اذان و امامت اور تعلیم پر اجرت لینے کا جواز مذکور ہے

و بعض متاخرین رحمہم اللہ استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم لطهور التواشی فی الامور الدینیۃ ففی الامتاع تصبیح حفظ القرآن و عدیہ الفتویٰ اہ کذا فی الہدایۃ-۱،
اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے آج کل تعلیم قرآن پر اجرت لینے دینے کا جواز بہتر سمجھا کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں کی سستی ظاہر ہو گئی ہے تو نمانعت کے حکم میں اندیشہ ہے کہ حفظ قرآن ضائع ہو جائے اور اسی جواز اجرت پر فتویٰ ہے۔

و مسانح بلخ جور و الاستیجار علی تعلیم القرآن اذا ضرب لذلك مدة و افتوا
بوجوب المسمی کذا فی المحیط۔

اور مشائخ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کو جائز فرمایا ہے جب کہ اس کی مدت معین کی جائے اور معین شدہ اجرت کے واجب التسلیم ہونے کا فتویٰ دیا ہے

و کذا حور و الاستیجار علی نعیم الفقه و حور و المحتار للفتویٰ فی رماب قول ہولاء
کذا فی الفتاویٰ العتایۃ فتاویٰ عالمگیری باختصار ۲،
اسی طرح تعلیم فقہ اور اس کے امثال (اذان و امامت) پر اجرت لینے کا جواز بھی ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے انہیں لوگوں کا قول مختار ہے۔

الاستیجار علی الطاعات کتعلیم القرآن و الفقه و التدیس و الو عطا لا یحوز ای لا یجب
الاجر و اهل المدینۃ طیب اللہ ساکنہا جور و وہ احد الامام الشافعیؒ قال فی المحیط و
فتویٰ مسانح بلخ علی الحواز قال الامام الفضلی و المتاحرون علی حواره و کان الامام
الکرمانی یفتی "بدر ناریہ معلم را خوشنود بکنید" و فتویٰ علمائنا علی ان الاجارة ان صحت
یحجب المسمی و ان لم تصح یجب اجر المثل الخ فتاویٰ بزازیہ (۳)

۱، کتاب الاحارہ، مطلب تحریر منہم فی عدم حوز الاحرة علی التلاوة الج ۵/۵، ط سعید

۲، باب سادس عشر فی مسائل الشیوخ فی الاحارة و الاستحارة علی الطاعات ۴/۴۸ ط ماحدیہ کوہ

۳، نوع فی نعیم القرآن و الحرف ۵/۳۷، ط ماحدیہ کوئٹہ

طاہرات پر عقد اجارہ مثلاً تعلیم قرآن و فقہ اور تدریس اور وعظ پر اجرت لینا جائز نہیں یعنی اجرت واجب نہیں ہوئی اور اہل مدینہ طیبہ سرکنہ طاعات پر اجرت لینے کو جائز کہتے ہیں اور امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں مجھ میں فرمایا کہ مشائخ کا فتویٰ جواز پر ہے

امام فضلیؒ نے فرمایا کہ متاخرین حنفیہ جواز کے قائل ہیں اور امام کرمانی فتویٰ دیتے تھے کہ ” دروازے تک پہنچنے سے پہلے معلم کو خوش کر دو “ اور ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ اگر عقد اجارہ صحیح طور پر کیا گیا تو اجرت معینہ واجب ہوگی ورنہ اجر مثل لازم ہوگا۔

وقال محمد بن الفضل كره المتقدمون الاستسجار لتعليم القرآن و كرهوا اخذ الاجرة عليه لرجود العطية من بيت المال مع الرغبة في امور الدين و في زماننا انقطعت فلو استعملوا بالتعليم بلا اجر مع الحاجة الى معاش لضاعوا و تعطلت المصالح فقلنا بما قالوا - فتاوى برارہ ۱ و مشد فی الحایة - ۲

ہم محمد بن الفضلؒ نے فرمایا کہ متقدمین حنفیہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو اس لئے مکروہ فرمایا تھا کہ بیت المال سے معلمین کے سب سے عطیات مقرر تھے اور لوگوں کو امور دین کی رغبت بھی تھی اور ہمارے زمانے میں عطیات منقطع ہو گئے تو اب اگر تعلیم میں مشغول ہوں اور اسباب معیشت کی حاجت اسی طرح باقی رہنے کے باوجود اجرت نہ لیں تو مرنے لگیں گے و مصراع زندگی درہم برہم ہو جائیں گے اس لئے ہم بھی ای بات کے قائل ہو گئے جس کے (یعنی امام شافعیؒ و امام احمد و اہل مدینہ وغیرہ) قائل تھے یعنی جواز اجرت کا فتویٰ ہم نے بھی دے دیا ہے۔

قال الشيخ الامام شمس الانمة السرحسي رحمه الله تعالى ان مستأنح بلخ جور و الاجارة عبي نعلم القرآن واحد وافي دلت بقول اهل المدينة وانا افتي بحواز الاستسجار ورحوب المسمي - فتاوى قاضى حال ۳۱

امام شمس الانمةؒ سرخسیؒ نے فرمایا کہ مشائخ بلخ نے تعلیم القرآن پر اجرت لینے دینے کو جائز فرمایا ہے اور اس بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا ہے۔ اور میں بھی اجرت لینے دینے کے جواز اور جرت معینہ کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

والفتوى اليوم على حوار الاستسجار لتعليم القرآن وهو مذهب المتأخرين من مشائخ بلخ استحسوا ذلك لطهور التواني في الامور الدينية و كسل الناس في الاحتساب -
آج کل تعلیم قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے اور یہ متاخرین مشائخ بلخ کا مذہب ہے، انہوں نے

۱۔ سرخ فی تعلیم القرآن و احرف ۵، ۳۸ ص ما جدیدہ، اکونندہ

(۲) باب احارة الفاسدة ۴، ۳۲۵ ط ما جدیدہ کونندہ

(۳) حوالہ بالا

اس جواز اجرت کو اس لئے بہتر سمجھا کہ امور دینیہ میں لوگوں کی سستی ظاہر ہو رہی ہے اور ثواب کی نیت سے کام کرنے میں لوگ کسل کرنے لگے ہیں۔

و کذا يجوز على الامامة في هذا اليوم لان الائمة كانت لهم عطيات في بيت المال وانقطعت اليوم بسبب استيلاء الظلمة عليها۔

اور اسی طرح اس زمانہ میں امامت کی اجرت بھی جائز ہے کیونکہ پہلے مومنوں کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر ہوتے تھے وہ اب بند ہو گئے کیونکہ بیت المال ظالموں کے قبضے میں ہیں۔
و فی روضة الزبد ویستی کان شیخنا ابو محمد عبداللہ الخیر اخیر یقول فی رماسا یحور للامام و الامو د و المعلم احد الاحرة - انتھی عینی (۱) شرح کنز الدقائق اور روضہ زند ویستی میں ہے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ الخیر اخیر فرماتے تھے کہ ہمارے زمانے میں امام، اور موذن اور معلم کو اجرت لینا جائز ہے۔

و ینفی الیوم بصحتها لتعلم القرآن و الفقه و الامامة و الاذان - انتھی (در مختار) (۲)
اور آج کل قرآن و فقہ کی تعلیم اور امامت اور اذان پر اجرت لینے دینے کے جواز پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔
ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل بوضاحت ثابت ہو گئے۔

(۱) متقدمین حنفیہ طاعات پر اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور اہل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔

(۲) متاخرین حنفیہ نے یہ دیکھ کر بیت المال کے عطیات موقوف ہو گئے اور ذرائع معیشت میں دشواریاں پیدا ہو گئیں اور مومنین میں سستی اور بے پروائی ظاہر ہو گئی پس ایسی حالت میں عدم جواز اجرت کا حکم دینے سے دین اور شعائر مذہب کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی اور اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا جیسے کہ متاخرین حنفیہ نے اسی قسم کی ضرورتوں کی وجہ سے زوجہ مفقود کے بارے میں امام مالک کے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۳) متاخرین حنفیہ کا متقدمین کے قول سے اختلاف کرنا اس ضرورت شرعیہ پر مبنی تھا پس جن ضرورتوں میں یہ ضرورت متحقق ہوگی وہیں یہ حکم ہوگا اور جہاں یہ ضرورت نہ ہوگی وہاں یہ حکم جاری نہ ہوگا چنانچہ علامہ شمس الدین نے رد المحتار (۲) میں تصریح کر دی ہے کہ تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل بغرض ایصال ثواب پر اجرت لینا دینا اب بھی ناجائز ہے کیوں کہ اس میں کوئی ضرورت نہیں اور ان کے چھوڑنے سے دین اور شعائر مذہب کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح وعظ کی اجرت اس صورت سے کہ وعظ

(۱) کتاب الاجارة باب الاجارة الفاسدہ ۲/ ۱۵۴ ط اداره القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) کتاب الاجارة مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۶/ ۵۵ ط سعید

(۳) کتاب الاجارة مصب تحریر مشہ فی عدم حواز احد الاحرة علی التلاوة الخ ۶/ ۵۶ ط سعید

سنے کی نوکری کر لی جائے جائز ہے۔ لیکن متفرق طور پر و اعظ جو و عفا کہتے ہیں ان کی اجرت پینا جائز نہیں اور عدم جواز ان وجہ ایک، عارضی خارجی ہے جو اکثری طور پر ان متفرق و عظوں کو الحق سے وہ یہ کہ اجرت کے خیل سے و عظ تہمنا حق کر جاتا ہے یعنی اگر اجرت دینے والے کے نذر کوئی خلاف شرع مر پیدا جاتا ہو تو و عفا اس کا رد نہیں کرتا کہ مبادا اجرت منے میں کوئی روک پیدا ہو جائے کیونکہ اسے متفق و عظوں کی اجرت کثری طور پر شخصیت سے متعلق ہوتی ہے یا سامعین سے ہی وصول اجرت کی امید ہوتی ہے اور نوکری کی صورت میں اکثری طور پر یہ عارض نہیں پایا جاتا۔ و اگر کسی ملازمت میں بھی تہمنا حق کی نوبت آئے تو وہ بھی ناجائز ہوں۔

(۴) تعہیم قرآن مجید - تدریس حدیث و فقہ - ذن و الامت کی مذکورہ بالا عبارتوں میں تصریح موجود ہے ان چیزوں کی اجرت جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں و نہ اعلم

کتبہ الراحمی رحمة مولاه محمد کفایت اللہ عفا عنه ما حساه المدرس فی المدرسة الامیسیة الواقعة بدھلی ۲۰ شعبان ۱۳۳۲ھ

جواب صواب محمد نور عفا عنہ معتمد در علوم دیوبند الجواب صحیح - خلیل احمد عفا عنہ
الجواب صحیح عزیز الرحمن عفا عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

فصل دوم - آداب تعلیم

عید گاہ میں بچوں کو دینی تعلیم دینا کیسا ہے؟

(سوال) شہر بھگلپور میں شہر اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگی تالاب سے متصل پورب کی طرف ایک قدیم عید گاہ کی مسجد ہے اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اتر دھن اور پورب کی جانب پختہ چار دیواری سے اس کا محصرہ کر دیا گیا ہے جماعت اس میں کثیر ہوتی ہے پانچ ہزار کی جماعت ہوتی ہے سوائے عیدین اس کے پچھتم جانب بڑا تالاب اور اتر اور دھن جانب میدان کر بد ہے صرف پورب جانب دو تین رسی کے فاصلے پر سسئی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی ہندوئی درسی کتابوں و قرآن شریف کی تعلیم بچوں کو

را (احقر کے نزدیک "عارضی" کہنے کی ضرورت نہیں فقہاء و علماء کو امت، تعلیم قرآن کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ قرینہ ہے ان کے اس کا حکم مثل ان دونوں کے ہے ورنہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر التزام کے طور پر عمل ہو تو مستحب جار ہے ورنہ کسی نے یہ مسئلہ بچھ پایا ایک وقت کی عمر پڑھانے کو کہہ دیا تو حرجت پینا جائز نہیں پس یہی حکم، عطا کا ہو گا کہ ہذا کا کسی وعدہ کی در خواست کی اس پر اجرت دینا جائز ہو گا ورنہ جب وکری کر دیا جائے گا۔ مذہب امت - بہت حضرت مفتی صاحب سمر نے جو متن میں ذکر کیا ہے وہ ان دونوں صورتوں میں فرق ہونے کا ایک لطیف نکتہ ہو سکتا ہے - واللہ اعلم - ۲ اشرف علی (تھانوی)

دی جاتی ہے وہ بھی بضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے ندرس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہے تو کوئی قباحت نہیں اور دوسرے فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں اس کے متعلق آپ شریعت کا حکم بتائیں۔ المستفتی نمبر ۴۴ سید حسن علی (بھاکپور) ۲ ثرم ۱۳۵۴ھ ۷ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱) سید گاہ کا حکم مسجد کے احکام سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتیٰ کہ مکان مسجد یا سید گاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پاک ناپاکی اور حرام مسجد کا خیل نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا نظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا سید گاہ میں بھی تعلیم دینا جائز نہیں (ہاں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا سید گاہ کے حرام و صفائی کا خاصہ رکھے فقط محمد کفایت للہ کان اللہ لہ)

شریعت میں عاق کر دینے کا اختیار کسی کو نہیں!
(از الجمعۃ دہلی، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) استاد شاگرد کو عاق کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہاں کر دیا تو کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۲) عاق کر دینے کا کسی کو اختیار نہیں ورنہ یہ کوئی شرعی اصطلاح ہے جو شخص، استاد کا فرمان اور ایذا رساں ہے وہ خود عاق ہے خواہ استاد عاق کرے یعنی عاق کرنے کا عدل کرے یا نہ کرے اور ہونی حقیقت نا فرمان نہیں ہے اس کو اگر استاد عاق کرنے کا اعلان بھی کر دے جب بھی وہ عاق نہیں ہو سکتا، محمد کفایت للہ کان اللہ لہ

تیسرا باب تعلیم زنان

- (۱) اسلام میں خواتین کی تعلیم
- (۲) لڑکی کی مدت بربوغ کی ہے اور مشتمل کب ہوتی ہے؟

(۱) واما المعلم الذی یعمم الصیال اذا حدس فی المسجد یعلم الصبیات لضرورة التحرر او غیرہ لایکرہ، عالمگیری
فصل کرہ علق باب المسجد ۱۱۰ ص ماجلیدہ، کونشہ
(۲) فمن نادى من استاده بحرم برکة العلم الا قليلا (تعمیم المتعمم وطریق التعمم مترجم فصل فی تعظیم العلم
راہلہ ص ۵۷ ص میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۳) والدین پر بڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق

(۴) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل

(۵) قرآن و حدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟

(۶) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے

(۷) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟

(سوال) استفتائے وزارت جلیلہ معارف (افغانستان) از جمعیتہ عالیہ علمائے ہند در دہلی نمبر ۱۰۵۴

مورخہ ۴ ابرج سنہ ۱۴۰۲ھ

معلوم فقہت و درایت حضرات علمائے حقیقی است کہ دریں روز ہمارے کز خلافت و دار افتوائے

اسلامی

(ترجمہ) یہ فتویٰ حکومت افغانستان کی وزارت معارف کی طرف سے جمعیتہ علمائے ہند سے طلب کیا

گیا۔ متنازع فیہ افتادہ مصالح و حوائج حلقہ اہل اسلام در ہر مملکت بنا بر سبب فوق منشئت گردیدہ۔ رجحان

حکم نسبت باختلاف آراء مجتہدین سابق و لاحق در مسائل متفرعہ متزلزل ماندہ بحالہ فیصلہ احتیاجات

فقہی و عقلی بدون استفتائے متفرق و منفرد امکان تلفیق نمی یابد خاصہ مسائل اجتماعیہ امت محمدیہ علیہ السلام کہ

عمدہ آن دریں عصر بصد بابا غمی شود۔

ازال جمہ امروز ہا مسئلہ تحصیل مستورات بنا بر آراء علماء ایں دل بستہ انجامیدہ جس آنکہ

بیشتر علمائے ہند ایران ترکستان کافکاس ترک عربستان و افریقا جواز و لزوم آن بدعت حسنہ (عموماً مدرسہ

و خصوصاً مدرسہ اناشیہ) را تقویت فرمودہ اند۔

اہ علمائے افغانستان د مائل نصی و اصوں سائر قطعات اسلامی را طلب می نمایند۔

اینست کہ وزارت جلیلہ معارف دولت متبوعہ ما استفتائے مسئلہ فوق را از مقام رفیع استدال و

افتائے شہاستفتاری کند کہ ”یا مجتہد در مدارس تحصیل اثاث استحسان شرعی دارد یا نہ؟ کیفیت اجرے

آن چگونہ باید کرد؟“

ایں قدر را کا طر نشان خدمت شہامرشدال دینی میدارد کہ در فتوائے فوق جہت ہائے ذیل در

نظر گرفتہ می شود۔

(۱) سن بلوغ یعنی ابتدائے مکلفیت صنف ناٹ صغری چیست؟ و اعظمی کدام؟ بشرط آب و ہوا

نسل و اصول معیشت) مشتبہا چہ درجہ دارد؟ ستر مشتبہا تا چہ اندازہ است؟

(۲) حقوق و وظائف تربیوی آنہا پیش از بلوغ چیست؟ و بعد از بلوغ تا چہ اندازہ است؟ یعنی جبر و اختیار

آنہا را نقل (شرع) چہ حدود گزاشتہ؟

(۳) رکن و شرط ستر حقیقی چیست؟ یعنی استتار عورت آنہا؟ پیش از سن تکلیف و بعد از تکلیف پچھنیں قبل از

ناہل وبعد ازاں برائے اجنبی و محارم چہ فرقا دارد چنانچہ تستر احتیاطی یعنی شعار عصمت برائے آنها چہ شرط اجتماعی و دینی وارد؟

(۴) علوم مفروضہ و استحسانیہ کہ از آیت کریمہ 'واحدیث صحیحہ مستنبط میگردد کہ مہاست یعنی درجہ تفصیل، نہار اشریعت اسد میہ تا کجا لزوم و جوزی دہد؟

(۵) ممنوعیت، جتمع نسوں نظر بدل کل اربعہ تا کہ ام حدست و در کہ ام مقماہاست؟

(۶) حقوق و وظائف نسوان محترم تنہ بقواعد اجتماعی و مدنی عدوہ بر حقوق شرعی، نسبت محاسن امروزہ، مسلمانان چہ بید شد؟ از علوم و صنائع نظر باحتیاج تمدنی - کہ ام ہاپے در پے لزوم وارد؟

(۷) حکمائے فوق عموم، در مذہب اہل سنت و خصوصاً در مذہب امام ابو حنیفہ، سنجیدہ شود چیست؟ و تلفیق نہاچہ ذریعہ ممکن می شود؟

لما صہ - مسئلہ فوق یکے از مسائل اجتماعی و اخلاقی است کہ حل و فصل اور از دین و مذہب استنباط کردہ لائن حقیقی بید اثبات نمود و علمائے ایں ولادر بسیار مسائل مختلف فیہ کہ از امور مہمہ انام اسلام است تا شکل و تمرکز مقام خلافت و مشیت اسلامیہ درویزہ و استفتاری نمیند - بریں وجہ پے در پے مسائل مغلقہ باجماع علمائے امت اگر ممکن باشد استدعائے فیصلہ دارند -

حاشیہ) تاسیہ فتوائے مذکورہ سطرہ تاریخ اسلام نیز کردہ شود جائے اتمان است - فیض محمد وزیر معارف حقیقت شناس علمائے حق پر یہ بات روشن ہے کہ فی زمانہ کوئی ایک اسلامی و شرعی مرکز نہ ہونے وجہ سے ہر ملک کے مسلمانوں کے دینی و شرعی ضرورتیں اور احکام مختلف فیہ ہو گئے ہیں اور فروعی مسائل میں متقدمین و متاخرین کے خلاف رائے کی وجہ سے کسی قطعی فیصلے پر جلد پہنچنا دشوار ہو گیا ہے - خاص کردہ فقہی و عقلی مسائل جو اس زمانے میں اجتماعی طور پر امت محمدیہ کو پیش آرہے ہیں پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ متعدد مقامات سے استفتاء طلب نہ کئے جائیں -

ان سینکڑوں مسائل میں سے ایک مسئلہ تعلیم نسواں کا ہے جو مقامی علماء کی رائے کی بناء پر مرض اتواء میں ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان، ایران، ترکستان، قفقاز، ترکی عرب و افریقہ کے تر علماء عام اسکولوں میں اور خاص کر زنانہ اسکولوں میں لڑکیوں کی تعلیم کو جائز اور ضروری (بدعت نہ) قرار دیتے ہیں -

لیکن علمائے افغانستان تمام دنیائے اسلام کے علماء سے اسکے جواز و استحسان کے لئے واضح اور ی دلائل طلب کرتے ہیں -

اس بناء پر ہماری واجب رطاعت حکومت کی وزرات معارف کی طرف سے مذکورہ بابا مسئلے کا مدلل فتوے مطلوب ہے کہ آیا اجتماعی طور پر اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو تعلیم دینا شرعاً محسن ہے یا نہیں؟ اور اس کو جاری کرنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

رہنمایان دین کو اتنا ذہن نشین کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھ جائے۔

(۱) لڑکیوں کی عمر بلوغ بھی ظاہر و مبہوم نسل اور پیشوں کے کم سے کم و زیادہ سے زیادہ کیا ہے؟ مشتمل کب ہوتی ہے اور مشتمل کا ستر کس قدر ہے؟

(۲) لڑکیوں کی تربیت کے حقوق والدین پر قبل بلوغ کیا کیا ہیں؟ اور بعد بلوغ کس قدر ہیں یعنی لڑکیوں کو شریعت نے کس عمر میں خود مختار قرار دیا ہے اور کس عمر تک باپ کی وصیت میں رکھا ہے؟

(۳) ستر عورت کی تفصیل کیا ہے؟ مکلف ہونے سے پہلے اور بعد تہل سے پہلے اور بعد اجانب سے اور محارم سے کتنا ستر ہے اور کیا کیا فرق ہے اسی طرح پردہ کے کیا کیا حدود شرائط شریعت نے اور اسلامی معاشرے نے مقرر کئے ہیں؟

(۴) وہ فرض و مستحب صوم جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ شریعت نے ان کے حصول کے لئے لزوم و جواز کے کیا درجات مقرر کئے ہیں؟

(۵) امر اربعہ کے مسلک کے لحاظ سے عورتوں کا اجتماع کس حد تک ممنوع ہے اور کن مقامات میں؟
(۶) عورتوں کے حقوق شرعی کے علاوہ محض جتنی دشری حقوق عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق کیا کیے ہوئے چاہیں و موجودہ طرز تمدن کی ضرورتوں کے پیش نظر کون کون سے علوم و فنون و رہنمائی درجہ بدرجہ ضروری ہیں؟

(۷) مذکورہ بالا مسائل میں تمام اہل سنت کے مذاہب اور خاص کر مذہب حنفیہ کے مطابق حکم دیا جائے اور قابل عمل بنانے کا سہل طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

غرض کہ مذکورہ بالا مسئلہ اخلاقی و اجتماعی مسائل میں سے اہم ترین مسئلہ ہے اس کا فیصلہ دین و شریعت سے مضبوط و دائمی کے ساتھ ہونا چاہیے ہمارے مقامی علماء اسلام کے اور بھی بہت سے اہم ترین اور مختلف فیہ مسائل میں آپ سے استصواب کرنا چاہتے ہیں مثلاً خلافت اور اسلامی مرکزیت کی تشکیل اور مقام خلافت کی تعیین اور اسی قسم کے اور بہت سے پیچیدہ مسائل بشرط امکان تمام علمائے امت کے اجماع کے ساتھ حل کرنے کے خواہشمند ہیں

(نوٹ) فتویٰ بذالکی تانیہ میں اگر اسلامی تاریخ سے بھی کچھ شواہد پیش کئے جائیں تو موجب ممنونیت ہوگا۔
(جواب ۲۳) باسمہ و بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطانہ انسان را محمد علم و حییہ ہنر راستہ وائے تکریم او منشور و نقد کر مناسی آدمی برافراشتہ و صدور سی آدمی مستودع امانات ربانیہ و مستقرودیت رحمانیہ گردانیدہ پر توضیائے علوم مدنیہ منور سائنہ و امت محمدیہ

را علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ بخطاب کنتم خیر امة اخرجت للناس (۱) سر بند خشیدہ و علمائے ایشال را
 ہمیراث انبیاء و مرسلین بہرہ ور فرمودہ شریعت اسلامیہ را برائے ایشان مکمل و مختتم ناز فرمودہ
 بفرمائے ”الہوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی“ (۲) مسجود خاتم الانبیاء سیدنا و
 مولانا محمد رسول اللہ ﷺ زہد مفارقت نہ ورزید تا آنکہ شریعت مقدسہ سلامیہ درجہ شریعتہ بیضاء لیبہ و
 نہار ہاسوئے گرفتہ بابے از ابواب معاش و معدن گزشتہ کہ توضیح احکام و نفرمودہ و نوع از انواع نفسیت و
 جہت رعیت نمونہ کہ کشف حقائق آن نہ نمودہ۔

تکمیل تعلیم اسلامی برائے نجات اسلامیہ کفیل و منار رشاد نبوی برائے ہدایت ایشال خیر
 دلیل ست رفہرئمہ و مجتہدین از تفصیلات احکام مملو و مشحون و از تنفیق اغیار مصون و مامون۔

اقوام غیر سلامیہ از تعلیم و تہذیب سدھی خوشہ چین و حامین تہذیب نوع انسانی بجهت
 ہدایت، سد میل پندہ گزین اسلام تہذیبے دارد کہ عمر و عصر و وہور مبدی نہ شد و نخواہد شد و تازگی و
 نصرت آں بسوم و حرور حودث پڑ مردن نہ پذیرفت و نخواہد پذیرفت لکون الاکون و مقدر الا قدر جمہ
 تہذیب کہ بقدر سلامیہ راست فرمودہ حق کہ کہنگی و خرق در راہی فتن نمی تواند۔

طبقات نام کہ با جہت رعیت حکم ارکان حقیقت واحدہ و رند ہر یکے را از ایشان مرتبہ مقرر و ہر
 رکن را محکمہ مقدر و جائے معین ہست اگر ذکور ہمزیتے شرف دارند اناث ہم مخصوصیتے ممتاز نہ۔

تمہا است کہ مرداں را شاید و ہنر ہا است کہ زناں را می زیبہ در اجتماعیت مرداں را حدیث
 مقرر و زناں را مقریست محدود ہر یکے را از محل و مقرر خویش اعتد انباید (۳) و ایں سخن شک و شبہ نشاید۔

مسئہ تعلیم زناں کہ امروز با محل اختلاف ست دو مرتبہ دارد مرتبہ اولی تحصیل علم فی حد ذاتہ و
 مرتبہ ثانیہ صورت و تشکیل تحصیل

مسئہ دن اختلاف نشاید کہ از یہیات اسلام ست خطابت فراض تحصیل علوم و و مر تفکر و
 تدبر در آیات نفسی و آفاق مخصوص بذکور نیست (۴) و ضررت تور بنور علم اختصاصے ہر داں و اقتصرے
 بصفے نہ دارد چہ علم زوازم حیات نفس انسانی ہست۔

(۱) ابن عمر اب ۱۲۰

(۲) مماندہ ۳

(۳) ب۔ کلف کلا من الروحان والناس اعمالاً فما كان خاصاً بالرجال بهم نصيب من احره لا يشاركهم فيه
 النساء وما كان خاصاً بالنساء بهم نصيب من احره لا يشاركهم فيه الرجال وليس لاحد هما ان يتمي ما هو
 محتص بالآخر وقد اراد الله ان يحص النساء باعمال البوت والرجال بالاعمال الشاقة التي في خارجها يتيقن
 كل منهما عمده و يقوم بما يحب عليه مع الاخلاص (تفسير المراعي النساء ۳۲ ۵ ۲۳ ط مصر)

(۴) و منها ما قبل ما حكم المسلمات في ذلك لانه ذكر جمع التذكير و احب بان هدا من باب التعيين فباب
 المسلمات يدخل فيه كما في سائر النصوص و لمحاطب ر عمدة القاري باب من سلم المسلمون من لسانه
 رندہ ۱۴۳ ۱ ط مسریدہ سروت)

نس نے مرد با شہدین کہ بہرہ زعم نہ دارد در حقیقت از حیات انسانیہ حظے ندارد و زینجا است کہ حق تعالی شانہ عالم راجی و جاہل را میت خواندہ حیث قال و ما یستوی الہیاء و لا موت الرسول کریم

صیغۃ فرمود طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (اگر زیادت فقط مسلمہ کہ در اکثر طرق نیست بھت نہ رسد ثبوت حکم ظلل نہ پذیرد - زیر کہ عموم خطامات شرعیہ ذکر و اثاث را شامل است پس فقط مسلم بمعنی صاحب اسلام ست مرد با شہدین چنانکہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ و دیگر نصوص مرد ال خصوصیت نہ در - واللہ علم محمد کفایت اللہ)

صحابیات کبربرائے تحصیل علم اعتدائے بلغ فرمودہ وصحات سلف بتعلم عموم ہتدے عظیم نمودہ۔

زنان پاک صیغۃ برائے کتاب نوید علمیہ در ذات قدس راست پنہ رہ منفت اختیار نمودند و گفتند کہ یٰمٰلِئنا علیک الرحاں فاجعل لیا یوماً من نعلک ،

و مرئی اعظم سال ایشان در درجہ جہت عظم فرمودہ بمکان یک صحابیہ تشریف ارزانی داشتند و زنان مجتہدہ را درس و تعلیم فرمودند

در خطبہ عید مردان خطبہ دہ گس بردند کہ شاید زنان از سماع خطبہ محروم ماندند پس خود بہ نفس نفیس نزد جماعت زنان رفتند و ایشان را خطبہ دہند (۱)

پس افتراض تحصیل عموم ضروریہ و استحباب اکتساب عموم مستحبہ و اباحت اخذ عموم مباحہ برائے زنان محل تردد نیست و لیکن فرق میان مرد و زنان دریں باب در شریعت مقدسہ وجود ندارد (۲)

۱. نقاط ۲۲

(۲) سنن ابن ماجہ - باب فصل لعلماء والحث علی طلب العلم ص ۲ ص قدیمی کتب حانہ کراچی و فی المرفدہ ای و مسند کما فی روایۃ کتاب لعلم - الفصل الثانی ۱ ۲۸۴ ص امدادہ منتد

(۳) بحاری باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۱ ۶ ط قدیمی کتب حانہ کراچی

(۴) عن ابی سعید الحدادی قال قال النساء للنبی ﷺ فاجعل لیا یوماً من نعلک فوجہ من یوماً یھین فیہ فر غطھن و مرھن (الحدیث) صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء یوماً علی حدی فی العلم ۱ ۲۰ ص قدیمی کتب حانہ کراچی (۵) ووقع فی رویۃ سهل بن ابی صالح عن ابنہ عن ابی ہریرۃ نحو ہذہ لقصہ فقال موعہ کر بیت فلائعہ فأنھن فحدھن (فتح لدری شرح صحیح البخاری باب هل یجعل للنساء یوماً علی حدی ۱ ۱۷۵ ص مکتبہ مصطفی مصر)

۶ قال عطاء الشہد عنی عن عباس بن رسول اللہ ﷺ حرج و معد بلال فضل اللہ یسمع لسانہ فر عظیم و امرھن باصدقہ فوجھت لمرآہ نفی القراط والحاتم و بلال بحد (صحیح البخاری باب عصۃ النساء و عیمھن ۱ ۲۰ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)

(۷) واعلم ان العلم قد یکون فرض عین و هو بقدر ما یحتاج لہ فیہ و فرض کفایہ و هو ما زاد علیہ لم یفد و سدود و هو التحر فی الفقہ (در المختار) قال للمحقق فی شامہ قال لعلامی فی قصودہ من فرائض الاسلام العلم ما یحتاج لہ العبد فی اقامۃ دینہ و احلاص عملہ للہ تعالیٰ و معسرہ عادہ و فرض عینی کی مکلف و مکلفہ بعد تعلمہ علم الدین و الہدیۃ علم اوصو و العسل (قوہ فرض کفایہ) و ما فرض الکتبۃ من العلم فہو کی علم لیسعی علیہ فی قوام امور الدسا کطب و الحطب و لحواح (رد المختار) مطلب فی فرض الکتبہ و فرض لعین ۱ ۲۲ ص سعد

۱۔ مسئلہ ثانیہ کہ بصورت تحصیل و تشکیل آل تعلق دارد پس بیان آل تمسید مقدمہ را می خواهد و آل مقدمہ
ایں کہ حق تعالی شانہ انسان را بچگونگی گوناگون و مقتضیات یہ قلمون آفرید۔

کُل و شرب و ازدواج و غیرہ ز ضروریات صیغیہ انسان است۔ ہرے ہر یکے حدود و ضوابط
معینہ ہست کہے را نمی رسد کہ بوقت جوع مال غیر یا چیزے حرام را بخورد۔

و نمی رسد کہ بوقت تشنگی آب نجس و حرام نبو شد و نمی رسد کہ بجز زنان مباحہ راہ استمتاع بخوید۔
چنانکہ برائے تحصیل مآکل و مشرب و جودہ معینہ ہست بچگونگی برائے تحصیل ازواج طرق محدودہ
است و چنانکہ اعتداء از حدود تحصیل غذا و شرب و لبس بجرانم ظلم و عدوان و غصب و سرقت و رشوت و غیرہ
می رساند و مغضوب خالق می سازد بچگونگی اعتداء از حدود مخالفت بفواحش زنا و نظر محرم و قبلہ محرمہ می برد
معموت منتقم حقیقی می کند۔

ہر گاہ کہ فتنہ اعتداءے حدود مخالفت خیلے عظیم و فساد باکل بود شریعت مطہرہ سلمیہ
دریں باب خیلے احتیاط مرعی داشت و مردان و زنان را بہ تجنب از دواعی فساد بتاکید اکید امر فرمود۔ رب
العزۃ بجناب رسالت پناہ خطاب فرمودہ گفت قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا
فروجہم و گفت و قل للمؤمنات یغضض من ابصارہن و یحفظن فروجہن ولا یتدین
زینتہن الا ما طہر منها و لبصرس بحسره علی حیوبہن ولا یتدین زینتہن الا لبعولتہن او
آباءہن (الآیۃ) (۱)

و حضرت رسالت پناہ ﷺ زنان را از حضور مجالس رجال و اجتماع بایشاں بازداشت تا آنکہ نماز
زنی را اندرون خانہ از نماز تنہا مان و نمازش را بدالان از نمازش بھجن و نمازش را بھجن دار از نمازش مسجد
محلہ و نمازش را بمسجد محلہ از نمازش مسجد جامع فضل و بہتر فرمود (۲) و زنان از اتباع جنازہ منع فرمود (۳)
بلکہ مطلقاً خروج زنان از بیت بغیر ضرورت مستحسن نشمرده (۴) و فرمود المرأة عورة و انہا اذا

(۱) البور۔ ۳۰۔ ۳۱

(۲) عن ام حمید الساعدیۃ انہا حاءت الی رسول اللہ ﷺ فقالت یا رسول اللہ ہی احب الصلوۃ معک قال قد
علمت انک تحمین لصلوۃ معی و صلوتک فی بیتک حیر لک من صلوتک فی حجرک و صلوتک فی حجرک
حیر لک من صلوتک فی دارک و صلوتک فی دارک حیر لک من صلوتک فی مسجد قومک و صلوتک فی مسجد قومک
خیر لک من صلوتک فی مسجد الجماعة (فتح الباری شرح صحیح البخاری باب خروج النساء الی المساجد
باللیل بالعلس ۲/ ۲۹۰ ط مصر)

(۳) عن ام عطیہ انہا قالت . نہیا عن اتاع الحائز ولم یعمد علیہا (صحیح البخاری باب اتاع النساء الحائز
۱/ ۱۷۰ ط قدیمی کتب خانہ کرجی)

(۴) قال اللہ تعالی و قرآن فی بروتک (الآیۃ) قال القرطبی فی تفسیرہ 'معنی هذه الآية الا من یلزم بیت' وان کان
الخطاب لیساء النبی ﷺ فقد دخل عبر من فیہ بالمعنی 'هذا لولم یرد دلیل ینہی جمیع النساء کیف والشرعہ
طافحة بلروم النساء بیوتہن والا یکتف عن الخروج الا لضرورة' (الاحزاب ۷۳۳/ ۱۱۷ دار الکتب العربیۃ
بیروت لاد)

خروج استندہا لیسطان واسها افرط ما نکون الی اللہ وہی فی تعریبہا (روہ طبری فی
کتابہ جمع، روہ) و نیز فرمود ما من امراة تخرج فی شہرة من الطب فیطر الرجال الیہا الا
لہم برل فی سخط اللہ حی ترجع الی بیتہا (مجمع الروائد من الطبرانی) ۲
زیر تمام نصوص شرعیہ واضح شد کہ شریعت مقدسہ مطہرہ برائے زنا حلقی ناجائز
نداشتہ کہ برائے مردن مہان است و در سبب مفاسد و دواعی، عند از حد و استمتاع خبیہ تمام و تکیہ
فرمود۔

۱. ریب کہ مسلمانان بہ برکت اتباع و امر الہیہ و تعمیل ارشادات نبویہ در معاشرت امام
معاشرے درند کہ از ہمہ فسادات مبراء از جمیع فواحش منزہ ست۔

پروہ متعارف اند میں شعبہ از شعبہ ہمیں معاشرہ و تہذیب است۔ مفاسد نسائیہ کہ در اقوام
غیر مسلمہ بشیو یورپ و افریقہ و امریکہ مشاہدہ می رود در شرفائے مل اسلام اثرے از یافتہ می شود۔
مسلمین را می منرو کہ بر جمیع قوام عالم در خصوص این مرتب زند و صہل افتخار بنوازند۔ امر و زبا
من سد حدق زناں در ممالک یورپ بر ہمہ عالم ہویدا است

دریں زمانہ پر فتن بر ذمہ اول الامر مسلمین اسلام متختم است کہ مراقبہ احوال مسلمین کنندہ
ایشان از حقیقت تنز باوج ترقی برسانند

ضرورت زمانہ حاضر سبب تعلیم و اشاعت عموم در جماعت زناں احتیاج شدید پیدا کردہ ہم
ترین فوائد از تعلیم زناں حاصل و سبب جہت ایشان فوت می شود لیکن شک نیست کہ وظائف حفظ حدود
الہیہ و صیانت شعار سلامیہ و ترویج سنت نبویہ و بقائے قوانین متعارفہ قومیہ بہ نسبت بہ وظائف قدم و اہم
است چہ مسلمین اسلام بمقتضائے السطون خل مد فی الارض و افراد حضرت حدیث و تائید
ح ملین راست ند و خل نے رہید کہ از انکی خل متفاوت نباشد۔

نشر بریں زمرہ کہ مسلمین اسلام و رہذات احیائے مت و سلوک ساک تہذیب اسلامی
ورعیت آداب معاشرۃ سلف صاحبین ازم درند و صبیحت را خدے اطلاق نہ دہند کہ ایشان عادت و طوار
زناں یورپ آموختہ از معاشرۃ سلامیہ و تہذیب سلف مطلق و آزاد شوند و عواقب و خیمہ حدق و آزادی
بایشان رسد۔

اگر اسلام میں از قوانین و شعار اسلامیہ سبب نیز شدہ ترقی کردند (اگر تسلیم کردہ شود کہ این چنین

۱. کتاب الادب و حروج النساء ۲، ۵۷۰ طبروت

۲. حرد لا

۳. عن ابن عمر رالی علیہ السلام فی الارض (لحدیب) (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ

و انقصاء ۲، ۳۱۹ ط سعید

ترقی ترقی ہست) ترقی اسلام و اقوام مہم نہ باشد - واللہ لن یفلح آخر هذه الامة الا بما اطلع به اولها (۱) نظر بر امور فوق جواب استفتاء ایس کہ

افتتاح و اجرائے مدارس خاصہ بزنان و اجتماع صبعیات برائے تعلیم - و تعلیم فنون لائقہ بزنان و تعلیم کتبیت بزنان ہمہ امور مشروعہ ہست و استحسان شعری و رد (۲) چہ صل آں نظم تعلیم است و از حال نوائے رسالت ﷺ فی جملہ زنان بہ تعلیم مجتمعہ در مکائے مروی شدہ و ازین است کہ ہم بخاری عقد بابے بایں ترجمہ نمودہ ہل یجعل للنساء يوماً علی حدة و اثبات حکم حدیثی کہ مشر است بزنان اجتماع زنان در مکائے برائے تعلیم فرمودہ ۲ و تجربہ شدہ کہ نائندہ کہ در تعلیم جنمائی میسر شود در انفرادی حاصل نمی گردد -

اجرائے مدارس زنان اگر بصورت تخصیص در قرون اولی نبود مضائقہ نہ در چہ قیام مدارس صبعیان ہم بصورت تخصیص در زمان سلف نشانے ندارد مع ہذا جمابیر است محمدیہ بخوارش قائل و در مدارس رجال بتعلیم و تعلم شاغل اند - (۳)

تعلیم فرائض اسلامیہ و واجبات شرعیہ معویہ و معاشیہ فرض و تعلیم علوم مستحبہ مثل سیر صالحین و عبر و حکم مستحب و تعلیم فنون مباحہ مباح است - (۴)

وظیفہ سلطان الاسلام و المسمین ظل اللہ فی الارضین ینکح صیانت و ضاع اسلامیہ و مرقبہ اخوان بہ مدارس صبعیات و سد ابواب خل و رفع اسباب زلل بذمہ ممت مہر کہ خد و بگری نہ دو وظیفہ قوم اینکہ

(۱) کتاب الاعتصام الشاطی ۲/۲۱۵ ط بیروت امداد المعتبرین - کتاب السنة والبدعة ۱/۲۰۸ ط ادارة المعارف کراچی

(۲) عن النشاء بس عبد اللہ قالت دخل علی النبی ﷺ و اما عند حفصة فقال لی الا تعلمن هذه رفة السله کما علیتها الکتابۃ (سنن ابی داود باب ما جاء فی الرقی ۲/۱۸۶ ط سعید) قال الشیخ فی بدل الجمهور 'فه دلیل علی حرار کتابۃ النساء و اما حدیث لا تعلمن هن' لکتابۃ فمحمزون علی من یحشی علیہا الفساد (بدل المحمود) فی سنن ابی داود ۸۰۵ ط معبد التحیل الاسلامی کراچی

(۳) عن ابی سعید الحدادی قال قال النساء لیسی ﷺ علیا علیک البرحان فاجعل لہ يوماً من یسک فرعد هن يوماً لقیهن فه فوعظین و امرهن (الحدیث) (صحیح البخاری) باب هل یجعل للنساء يوماً علی حدة ۱/۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) و فی المرقاة لملا علی القاری . قال الشیخ عر الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد البدعه اما واحدة کنعلم الحو و اما مدوبۃ 'کاحداث الریظ و المدارس' و کل احسان لم یعید فی الصدر الاول - (باب الاعتصام بالکتاب والسنة) الفصل الاول ۱/۲۱۶ ط امدادیہ ملتان

(۵) و اعلم ان تعلم العلم یكون فی فرص عین و هو بقدر ما یحتاج لدیه و فرص کفایہ و هو مازار علیہ لرفع غیرہ و مندوباً و هو التحرر فی الفقه و علم القلب الدر المختار قال السحقق فی الشامیہ قال العلمی فی فصولہ من فرائض الاسلام تعلم ما یحتاج الیه العبد فی اقامہ دینہ و احلاص عملہ لله تعالی و معاشرۃ عباده و فرص علی کل مکلف و مکلفہ بعد تعلمہ علم الدین و الہدیۃ نعلم علم الوضو و العسل - (قوله و فرص کفایہ) فهو کل علم لا یسعی عہ فی قوم امور الدب کلص و الحو الخ (مقدمة) مطلب فی فرص الکفایہ و فرص العین

است تعظیم فر نفس و واجبات شرعیہ فرض و تعلیم محسن اخلاق و حسن معاشرت و فنون مدد معیشت و حرف و صنائع مستحب و مباح بقدر درجہ ہائے شرعیہ و طبعیہ ہست - (۱)
پدر رومی رسد کہ اولاد را بر نعم فراغ و واجبات مجبور کند و تادیب نماید -

قال السی علیہ السلام علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیها ابن عشرة

(ترمذی) ۲، وقال النبی ﷺ لان یؤدب الرجل ولده حیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی)

۳، وقال ﷺ ما نحل والد ولداً من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی) ۴،

(۳) سترے کہ در نماز شرط است سوائے وجہ و یدین و قد مین بمہ جسم را شامل است (د) و ستر

عرفی کہ نظر بکف غصمت است وجہ و یدین و قد مین را نیز شامل است زیرا کہ نیاطت فتنہ بکشف وجہ غیب است (۱) و حکم دائر بہلت خود باشد - تحت ستر عرفی قول باری عز اسمہ و اذا سالتموهن متاعاً

فاستلوھن من وراء حجاب (۲) و قول نبی ﷺ افعمیا وان اتما (۸) ہست نعم فرق در میان

اجانب و محارم چیزے است معتمد علیہ چہ در محرم احتیاط فساد منعدم و ضرورت معاشرت مقتضیہ تسبیح

موجود است (۵) و ہم محسین در میان صبیان صغیر السن (۱۰) و صبیات صغیر السن کہ غایت بہ نہ سالگی

باشند (۱۱) و میان زائد ان عمر فرقی ہست کہ اشارتے بآں در فوق رفت اما قبل و بعد تاہل فرقی منظر

(۱) و فی القیة - لہ اکراه طفله علی تعلیم قرآن و ادب و علم لغریضہ علی الوالدین (الدر المختار : باب التعزیر ۷۸ ط سعید)

(۲) باب ما جاء من یؤمر الصبی بالصلوة ۹۳/۱ ط سعید

(۳) باب ما جاء فی ادب فی ادب الولد ۱۶۰ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) بدن احرہ عورة الا و جہہا و کفہا و قد مین کدائی المتون ، عالمگیریہ الفصل الاول فی الطہارة و ستر العورة ۵۸/۱ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۶) و تمنع الشابة من کشف الوحد بین رجال لانه عورة بل لغوف الفتة کمسہ (تویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ . والمعنی تمنع من الکشف نخوف ان یرى الرجال و جہہا فتقع الفتة لانه مع الکشف قد يقع الضرر لہا شہوة (کتاب الصلاة مطلب فی ستر العورة ۱ ۴۰ ط سعید)

(۷) الاحزاب : ۵۳

(۸) سنن ابی داؤد ، باب قوله تعالیٰ و قل للمؤمنات یعصمن من ابصارھن ۲ ۲۱۴ ط سعید

(۹) و یطوّر الرجل . من محرمہ ہی من لا یحل لہ نکاحہا ابدأً بنسب او سب و لہ یوماً الی الراس والوجه والصدر والساق والعصدان من شہوتہا (تویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار فصل فی المس والظر ۶ ۳۶۷ ط سعید)

(۱۰) قال اللہ تعالیٰ ولا یدین ریتھن الا لعوراتھن ، انی قوله تعالیٰ او یطوّل یدین لم یصیر و علی عورات النساء (الایة) (النور : ۳۱)

(۱۱) و فی السراج لا عورة تصعیر حداً ثم مادام لم یشتہ فقیل و دیر ثم تعبط ابی عشر سین ثم کما ع (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ واحتلوا فی تقدیر حد الشہوة فقیل سبع و قبل تسع (مطلب فی ستر العورة ۱ ۴۰۷ ط سعید)

نیامدہ۔

(۳) علوم فرائض، واجبات، سلامیہ از عبادات و معاملات و معاشرت و اجتماعات فرض۔ و علوم مستحبات مستحب۔ و علوم مباحات مباح۔ (۱) حسب تفصیل نمبر ۲ باید فہمید۔

(۵) اجتماع نسوان فی حد ذاتہ مخطور نیست۔ اگر زناں در جائے مجتمع شوند و اجتماع را غرض مفید و غایت نافع باشد شرعاً خطرے لازم نیاید۔ (۲) اما اختلاط زناں بر جال در مجامع نظر بر تطرق فتن ممنوع است۔ و ازین است کہ زنان از اتحاج جنازہ و خروج از خانہ کے خود بلا ضرورت تنہا نہ بازداشتہ شدند و ترغیب نماز در خانہ ایشان را دودہ شد۔ و نماز خانہ در حق ایشان ز نماز مسجد محلہ بہ مسجد نبوی ہم افضل شرعاً و شد، ۲

(۶) حقوق نسوان محترم تنہا قواعد اجتماعیہ فی ہمیں قدر است کہ ایشان بعد ادا کے حقوق دینیہ خاصہ ادا کے حقوق اقارب و زوج و تربیت اور دو تنظیم امور منزل شعار خود سازند و از اجانب حترار و جذب در زیوہ اگر صنعتی بہ دست دارند و فرصت بہم رسد بہل مشغول باشند۔ و در مجلس و محافل بے باکانہ در آمدن و در مجامع ہنر و عیب بہ حجابانہ شریک شدن و راہ خندہ با جانب پوشیدن نہ صرف ذلتیات نسوان و مضرت بآمد مساند بلکہ تمذیب سلامی و زینت بر کند۔ ۴

(۷) ایں ہمہ واضح کہ بر روی قرطاس آوردیم بر طبق اصول سادات حنفیہ ہو۔ شواہد و نظائر بر آنکہ در کتب مشرک و سفار مذہب موجود است و شد علم۔

کتبہ لراجی رحمۃ مواعظ محمد کفایت اللہ عقد عنہ رحمہ و کفایہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ

(یادداشت) فتوای حیثیت شخصیت کاتب الحروف مقتصر باید داشت

(۱) و اعلم ان تعلم العلم بکون فرض علی و هو بقدر ما یحتاج لدینہ و فرض کفایہ و هو مراد عنہ لضع غیرہ و مدوناً و هو التبحر فی الفقہ و علم القلب (الدر المحار) فان لم یحقق فی الشمیہ و فرض علی کل مکلف و مکلفہ بعد تعلمہ علم الدین و التہذیب تعلمہ علم الوضو و العسل . (و فرض کفایہ) و اما فرض الکفایہ من العلم فہو کس علم لا یتستعی عنہ فی شرام امور الدنیا الخ (مقدمہ مطلب فی فرض الکفایہ و فرض العین ۱ ۴۲ ھ سعید)

(۲) عن ابی سعید بن الحدادی قال جاءت امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله ذهب الرجل بحديثك فجعل ما يؤمن من حديثك في علمها مما علمك الله فقال اجتمع في يوم كذا وكذا في مكان كذا وكذا، فاجتمع فلما هم رسول الله ﷺ فعلمهن مما علمه الله الحديث (صحيح البخاري باب تعلم النبي امته من الرجال والنساء ۲، ۸۷، ۱۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) عن ام حميد الساعدية انها جاءت الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله اني احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معي و صلوتك في بيتك خير لك من صلوتك في حجرتك و صلوتك في حجرتك خير لك من صلوة في دارك و صلوتك في دارك خير لك من صلوتك في مسجد قومك و صلوتك في مسجد قومك خير لك من صلوتك في مسجد الجماعة (فتح ابري باب خروج النساء الى المسجد (بالليل بالعصر ۲ ۲۹۰ ط مصر) و فی روایة احمد " فی مسجدی " ۲۶۵۵ / ۷ / ۵۱۴ - ۵۱۵ ط دار احیاء التراث العربی بیروت لسان)

(۴) فلا تخرج الا لحق بها او لزيارة ابويها كل جمعة مرة او المحارم كل سنة، ولكونها قبله وعاسية لا فيما عدا ذلك (بدر المحتار مع رد المحتار، مصنف فی مع الروححة لنفسها بقص المهر ۳ / ۱۴۳ - ۱۴۴ ط سعید)

(ترجمہ) اس کے نام و تہذیب کے ساتھ پاک اور بند ہے وہ بارگاہ منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطانہ جس نے انسان کو لباس علم اور زیور ہنر سے آراستہ کر کے اس کی عظمت کے جھنڈے کو بفرمان "ولقد کرمنا نبی آدم" بلند کیا اور اولاد آدم کے سینوں کو امانت ربانی اور ودیعت رحمانی کا مستقر بن کر خداداد علوم کی روشنی سے منور کیا اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کو کتبہ حیرانہ احزاب للناس سے سرفرازی بخشی و اس امت کے علماء کو نبیاء و مرسلین کی میراث سے بہرہ مند فرما کر اور ان کے لئے اسلام کی مکمل اور آخریت شریعت نازل فرما کر "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" کی مہر لگادی خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے شریعت اسلام کو ایک واضح روشن اور معتد شریعت بنایا جا چکا تھا دنیا و آخرت کا کوئی بیاباب نہیں چھوڑا جس کے متعلقہ احکام و ضابطہ کے ساتھ بیان نہ فرمائے ہوں اور نفسیات و جماعتیات کا کوئی شعبہ بیابانی نہیں رہا جس کی حقیقت کا کشف نہ کیا ہو دین کی مکمل تعلیم مسلمانوں کی نجات کی کفیل و ارشادات نبوی کا مینار ان کے لئے بہترین رہنما ہے ائمہ مجتہدین کی تصانیف مفصل احکام و مسائل سے معمور اور اغیار کی تلخیص سے دور ہیں۔

دنیا کی غیر مسلم اقوام نے اسلام کی تعلیم و تہذیب سے بہت کچھ خوشہ چینی کی ہے اور حامیان تمدن و تہذیب نے اسلام کی رہنمائی میں ہی پناہ لی ہے اسلام ایک سیما مضبوط کلچر رکھتا ہے جو تغیرات زمانہ کے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا اور اس کی تازگی و رعنائی میں حوادث کی گرم ہواؤں سے کوئی پڑمردگی پیدا نہیں ہو سکتی مومن کے قدر و قامت پر پروردگار عالم و رکاز کنن قضاء و قدر نے جو مخصوص ثقافتی لباس چست کیا ہے واللہ اس کو کبھی یو سیدگی و گھٹنگی حق نہ ہو سکے گی۔

مختلف انسانی طبقات جو اجتماعیات میں حقیقت و حدہ کے رکان کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک رکن کا ایک خاص درجہ مقرر اور ہر ایک کا ایک موقف و مقام معین و مقدر ہے اگر مرد کو خاص اعزازات بخشے گئے ہیں تو عورت کو بھی خاص خاص امتیازات عطا فرمائے گئے ہیں۔

بعض کام مردوں کے مناسب ہیں اور بعض کام عورتوں کے مآق ہیں اجتماعی زندگی میں مردوں اور عورتوں کے لئے جدا جدا حدود مقرر ہیں ہر ایک کو اپنے اپنے مقام اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے ورنہ ایک ایک ناقابل تردید بات ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ جو آج کل زیر بحث ہے اس کے دو حصے ہیں ایک تو یہ کہ عورتوں کو تعلیم دینی چاہیے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ ان کو تعلیم دینے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

صورت اول میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ حصول علم اسلام کے فرائض میں سے ہے تحصیل علم کی فرضیت کا خطاب اور نفراوی و اجتماعی آیات قرآنیہ میں تدبر و تفکر کا حکم صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے علم کی روشنی حاصل کرنے کی ضرورت صرف مردوں یا کسی ایک

صنف کے لئے منحصر نہیں ہے کیونکہ علم حیات انسانی کے لوازم میں سے ہے۔

کوئی انسان مرد ہو یا عورت جو علم سے بہرہ مند نہیں ہے وہ حقیقتاً حیات انسانی سے محروم ہے اور ان وجہ سے حق تعالیٰ نے عالم کو زندہ اور جاں مل کو مردہ کہا ہے جیسا کہ فرمایا وما یستوی الاحیاء ولا الاموات اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمة" لفظ مسلمہ جو کثرت و بیوتوں میں نہیں ہے اگر صحیح تسلیم نہ کیا جائے تب بھی ثبوت حکم میں خلل واقع نہ ہوگا کیونکہ شریعت میں خصلیات کا عموم ذکر و اثبات کو شامل ہوا کرتا ہے پس مسلم سے مراد صاحب اسلام ہے خواہ مرد ہو یا عورت جیسا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ اور اسی قسم کے دیگر نصوص صرف مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بڑی بڑی صحیبت نے تحصیل علم کے لئے سخت جدوجہد فرمائی ہے اور سلف میں سے بہت سی صالحات نے علم حاصل کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں ان پاک طینت مخدرات عصمت نے استفادہ علم کے لئے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے گلے شکوے کئے اور کہا کہ ہمارے مقابلے میں مردوں نے آپ کو گھیر لیا ہے پس آپ ہم کو بھی اپنا ایک دن عطا فرمائیے چنانچہ مرثی اعظم ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی آپ ایک صحیبہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں بہت سی عورتوں کا اجتماع ہوا اور آپ نے ان کو حکام شریعت کی تعلیم دی

اسی طرح ایک عید کے موقع پر آپ نے عید کا خطبہ دیا اور پھر خیر ہوا کہ عورتیں خطبہ نہیں سن سکیں لہذا آپ خود بہ نفس نفیس عورتوں کے اجتماع کے قریب تشریف لے گئے اور دوبارہ خطبہ دیا۔ پس علوم ضروریہ کی تحصیل کی فرضیت اور علوم مستحبہ کے حصول کا استحباب اور مباح علوم کے اکتساب کی اباحت عورتوں کے لئے محل تردد نہیں ہے اور اس مسئلہ میں عورتوں مردوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دالانے کی صورت اور طریقہ کیا ہونا چاہیے پس اس پر بحث کرنے سے پہلے تمہید ذیل پر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو نواح و قسم کی احتیاجات و خواہشات کے ساتھ پیدا کیا ہے مثلاً کھانا پینا اور ازدواج وغیرہ انسان کی فطری ضرورتیں ہیں لیکن ہر ایک ضرورت پروری کرنے کے لئے کچھ حدود و ضابطے مقرر ہیں کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بھوک کے وقت غیر کامال یا کوئی حرام چیز کھالے یا پیاس کے وقت نپاک یا حرام مشروب پی لے اور جائز نہیں کہ جائز و حلال عورت کے سوا کسی عورت سے حظ نفس حاصل کرے۔

جس طرح معاش حاصل کرنے کے لئے جائز طریقے مقرر ہیں اسی طرح زوجہ حاصل کرنے کے لئے بھی خاص حدود ہیں اور جس طرح کہ تحصیل رزق و لباس کے مقررہ طریقوں سے تجاوز کرنا جرائم و ظلم وعدوان و غصب و سرقت و رتوت کی طرف لیجاتا ہے اور خالق کا غضب کا سبب بنتا ہے اسی طرح

صنعتی تعلقات کے حدود سے تجاوز کرنا بدکاری و بد نگاہی اور ناجائز اختلاط کی طرف لے جاتا ہے اور منتقم حقیقی کے عتاب کا مستحق بن دیتا ہے۔

یہ ناجائز اختلاط کا فتنہ چونکہ عظیم الشان فتنہ ہے اور اس کے نتائج بہت تباہ کن ہوتے ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس باب میں بہت زیادہ احتیاط مد نظر رکھی ہے اور مردوں اور عورتوں کو دوائی فساد سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت رسالت پناہ صلی علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے - ”و قل للمؤمنین یعصوا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم“ اور فرمایا ”و قل للمؤمنات یعصوا من ابصارہن و یحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منها و لیصرن بحمرہن علی جیوبہن ولا یدین زینتہن الا لعلولتہن او آباءہن“

اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو مردوں کے اجتماعات میں شریک ہونے سے منع فرمایا ہے یہاں تک فرمایا کہ عورت کا کوٹھڑی کے اندر نماز پڑھنا دلان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دن کی نماز صحن کی نماز سے اور گھر کے صحن کی نماز مسجد محمہ کی نماز سے اور مسجد جامع کی نماز سے بہتر ہے اور عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا بلکہ مطلقاً گھروں سے باہر ضرورت عورتوں کے نکلنے کو اچھا نہیں سمجھا۔ فرمایا ”المرأة عورة وانھا اذا حرجت استتر فھا الشیطان وانھا اقرب ما نکلون الی اللہ وھی فی فعریتھا (رواہ الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد) اور فرمایا ”ما من امرأة تخرج فی شہرة من الطیب فینظر الرجال الیہا الا لم تنزل فی سخط اللہ (مجمع الزوائد من الطبرانی)

ان تمام نصوص شرعیہ سے واضح ہے کہ جو آزادی مردوں کو دی گئی ہے شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے جائز نہیں رکھی اور صنعتی تعلقات کی حدود سے تجاوز کرنے کے اسباب اور اس کے مفسد کے سد باب کے لئے بے انتہا سعی و سعی بلوغ فرمائی ہے بیشک احکام خداوندی کی اطاعت اور ارشادات نبوی کی تعمیل کی برکت سے دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا معاشرہ بدکاری و فواحش سے پاک اور محفوظ ہے

پردہ جو مسلمانوں میں رائج ہے وہ اسی تہذیب و معاشرہ کا ایک حصہ اور شعبہ ہے صنعتی بگاڑ جو ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کی غیر مسلم اقوام میں دیکھ جا رہا ہے شرفائے اہل اسلام کے اندر اس کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

خاص کر اس باب میں اگر مسلم قوم تمام اقوام عالم پر فوقیت کا ناز کرے اور فخر کرے تو زیبا ہے دورِ حاضر کی عورتوں کی مطلق العنانی سے ممالک یورپ میں جو تباہی برپا ہے وہ دنیا پر روشن ہے اس عہد پر فتن میں سلاطین اسلام کے ذمہ واجب ہے کہ مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیں اور ان کو تنزل کی پستی سے اوج ترقی پر پہنچانے کی کوشش کریں۔

زمانہ حاضر کے مقصیبات نے عورتوں کے اندر تعلیم کی توسیع و اشاعت کی شدید ضرورت پیدا کر دی ہے وہ اہم فوائد جو ان کی تعلیم کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں وہ محض ان کی جہالت کی وجہ سے فوت ہو رہے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حدود و ہیبت کی نگہداری اور شعائر اسلام اور ترویج سنت نبویہ کی پاسداری اور قومی تہذیب و معاشرہ کا باقی رکھنا دوسرے تمام امور سے زیادہ اہم اور مقدم ہے کیونکہ سلاطین اسلام خدائے واحد کے سائے اور انبیاء کے قائم مقام ہیں اور کسی چیز کا سایہ اس چیز کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔

ان امور کے پیش نظر لازم آیا کہ سلاطین اسلام سب سے پہلے اور بذات خود دین کا احیاء کریں اور اسلامی تہذیب کے راستے اختیار کریں اور سلف صالحین کے آداب معاشرۃ کی حفاظت ضروری سمجھیں اور لڑکیوں کو اتنی آزادی نہ دیں کہ وہ زنان یورپ کی عادات و اطوار سیکھ کر اسلامی معاشرۃ اور سلاف کی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں اور پھر اس آزادی کے خسرناک نتائج اور ان کو بھگتنے پڑیں۔

اگر مسلم قوم اسلامی قوانین و شعائر کو چھوڑ کر ترقی کرے (بشرطیکہ اس کو ترقی مانا جائے) تو یہ ترقی اسلام کی اور مسلم قوم کی ترقی نہ ہوگی خدا کی قسم اس اہمیت کے متاخرین ہرگز ترقی نہ کر سکیں گے جب تک کہ متقدمین کے اسوہ حسنہ کو اختیار نہ کریں امور مذکورہ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے مستفتاء کا جواب یہ ہے کہ

زمانہ مدارس کا کھولنا اور جاری کرنا اور لڑکیوں کا تعلیم کے لئے وہاں جانا اور عورتوں کو نئی صنف کے مناسب علوم و فنون سکھانا اور کتابت سکھانا یہ تمام امور شریعت کے مطابق اور مستحسن ہیں کیونکہ ان کا بننا تعلیم و تعلم کی تنظیم اور تشکیل ہے تعلیم کے لئے اجتماعی طور پر عورتوں کا ایک مقام پر جمع ہونا احادیث سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے ایک باب اس عنوان کا باندھا ہے کہ هل یجعل للنساء یوما علیٰ حدة اور اس کے تحت وہ حدیث رئے ہیں جس سے تحصیل علم کے لئے کسی مکان میں عورتوں کا اجتماع ثابت ہوتا ہے اور تجربہ شہادہ ہے کہ اجتماعی طور پر تعلیم جس قدر مفید ہے انفرادی طریقے سے اتنی مفید نہیں۔

زمانہ مدارس کی تشکیل اگر قرون اولیٰ میں نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ لڑکیوں کے اسکول اور مدرسے بھی زمانہ ماضی میں نہیں تھے پھر بھی امت محمدیہ کے تمام علما اس کے جواز کے قائل ہیں اور مردانہ مدارس کے اندر پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔

فرائض اسلامیہ اور واجبات شرعیہ خواہ عبادات میں سے ہوں خواہ معاملات میں سے ان کی تعلیم فرض ہے اور علوم مستحبہ مثلاً صلحا و علما کے تذکرے اور عبرت آموز تاریخی روایات اور اخلاقیات وغیرہ کی تعلیم مستحب ہے اور فنون مباحہ کی تعلیم مباح ہے۔

سلطان اسلام ظل اللہ کا فرض ہے کہ اسلامی طرز معاشرت کی حفاظت کرے اور زمانہ

مدارس کے حالات کی نگرانی اور مفاسد و فتن کی زدک تھام کو اپنے ذمہ لازم سمجھے اور رعایا کا فرض ہے کہ فضل اللہ کی حاجت کریں اگر ہر کام کو حد و شناسی کے ساتھ عمدہ طریقے سے انجام دیا جائے تو ملک و قوم کو نشاء اللہ بہت فائدہ پہنچے گا۔

زمانہ اسکولوں کے اجرا کا طریقہ پادشہ اسلام، مشورہ ارکان دوت و علمائے مت و حکمائے مت طے کرے خاص کر افغانستان کے حرات کو مد نظر رکھ کر جو طریقہ مناسب ہو وہ اختیار کیا جائے۔
جمہوریہ کہ لڑکیوں کے اسکول صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں اور ان کے لئے اسکولوں میں جمع ہونے اور آمد و رفت کے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ فتنہ کا ختمال باقی نہ رہے نیک کردار اور پاک دامن عورتوں کو تعلیم و تربیت کی خدمت کے لئے مقرر کیا جائے اور معلمات نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قابل اعتماد مردوں کو معین کیا جائے اور ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔

(۱) سن بلوغ کی عمر کم سے کم نو ساں و زیدہ سے زیدہ پندرہ سال ہے یعنی نو ساں کی لڑکی کا بالغ اور مکلف ہو جانا ممکن ہے اور جسمانی قوت و استعداد اور نوعیت آب و ہوا اور نسلی و قومی خصوصیات کے اختلاف سے بلوغ و مکلفیت کی عمروں میں اختلاف ہوتا ہے ارباب بصیرت مختلف مقامات کے مطابق عمر بلوغ متعین کر سکتے ہیں۔

مشہرت کے درجات بھی حوال و مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ سات آٹھ سال کی لڑکی مشہرت ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ گیارہ بارہ سال تک مشہرت نہ ہو۔

لڑکیوں کے لئے ستر عورت کا حکم یہ ہے کہ دس ساں کی عمر میں ستر واجب ہو جاتا ہے اور دس ساں کی لڑکی کے لئے ستر کی حد مثل بالغہ عورت کے ہے درمختار میں ہے ثم کبالغ صاحب رد مختار فرماتے ہیں ای عورتہ تکنون بعد العترة كعورة البالعین اور صاحب رد المختار نے درجہ مشہرتہ کو اس طرح بیان کیا ہے واختلّفوا فی حد المشتہاة و صحیح الریلعی وغیرہ انہ لا اعتبار بالسن عن السبع عینی ما قبل او التسع واما المعتبران تصلح للجماع بان تکنون عبلة ضحمة والعبلة المرأة التامة الحلق

(۲) باپ کے و پر اولاد کی تمہیت کی ذمہ داریاں جو غذا لباس اور تادیب و تعلیم سے تعلق رکھتی ہیں چند درجات پر منقسم ہیں فرض و واجبات شرعیہ کی تعلیم فرض ہے و حسن اخلاق و معاشرت اور روزگار اور پیشہ و ہنر وغیرہ کی تعلیم شرعی و طبعی درجات کے مطابق مستحب و مباح ہے۔

باپ کا حق ہے کہ اولاد کو فرائض اور واجبات شرعیہ کے سیکھنے پر مجبور کرے اور ضرورت ہو تو سز دے۔ قال السی ﷺ علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واصرہوہ علیہا ابن عترة (ترمذی) وقال النبی ﷺ لان یودب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی) وقال ﷺ ما حل والد ولدا من حل افصل من ادب حسن (ترمذی)

(۳) عورتوں کے لئے جو ستر کہ نماز میں شرط ہے چہرے اور دونوں ہاتھوں و پیروں کے علاوہ تمام جسم پر مشتمل ہے اور پردہ عرفی کہ شعر مصمت ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بھی شامل ہے کیونکہ چہرے سے ہی فتنے کا قوی تعلق ہے اور حکم اپنی عست پر ہی جاری ہوتا ہے اس پردہ عرفی کے وجہ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ **وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ** اور نبی ﷺ کا فرمان **الْعَمِيَاوَانِ إِنَّمَا ابْتِغَا جَنَّتِي** در محرم کے فرق کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ محارم میں بدعتی کا احتمال نہیں ہوتا اور معاشری ضروریات کشف حجاب کی جہنت کی مقتضی ہیں اسی صرح چھوٹے لڑکوں اور زیادہ سے زیادہ نوساں کی لڑکیوں و زیادہ عمر والوں کے درمیان بھی فرق ہے جس کے بارے میں کچھ اشارات اوپر گزر چکے ہیں لیکن قبل تامل و رعبہ تامل کا فرق میری نظر سے نہیں گزر رہا۔

(۴) شرعی فرائض و واجبات کا علم حاصل کرنا فرض ہے خواہ وہ علوم عبادت و معاشیات سے متعلق رکھتے ہوں خواہ معاشرہ و تہذیب و تمدن سے درمستحبات کا علم مستحب و مباحات کا علم مباح جیسا کہ نمبر ۲ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۵) مختص اجتماع عورتوں کا ممنوع نہیں ہے اگر صرف عورتیں کسی جگہ جمع ہوں اور جہان زن غرض و ذات مفید ہو تو شرع کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع بہت سے فتنوں کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے کسی وجہ سے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے و رہنے کی ضرورت شدیدہ گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کو مسجد محمد سے در مسجد نبوی سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

(۶) اجتماعی و تمدنی حیثیت سے محترم خواتین کے سرفراز تھے ہی حقوق ہیں کہ وہ حقوق دینیہ کی دیکھی کے بعد شوہر اور قارب کے حقوق بحال کریں اور ان کی تربیت امور خانہ داری میں دلچسپی لیں اور اجتماعی سوسائٹی سے دور رہیں و اگر کوئی منراآت ہو تو اور فرصت ملے تو اس میں مشغول رہیں اور بیابکانہ مردانہ اجتماعات اور جوس میں شریک ہونا اور حجاب نہ ہو وہ بے مجموعوں میں جانا اور غیر مردوں سے بے تکلف ہونا نہ صرف یہ کہ نسوانی خصوصیات کو فنا کر دے گا بلکہ سد می تہذیب کو بھی تباہ کر دے گا۔

(۷) یہ جو کچھ مسائل لکھے گئے ہیں اکابر حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں ہر مضمون کے متعلقہ دانگل و شواہد مشائخ مذہب کی تصانیف میں موجود ہیں۔ واللہ اعلم

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفاه - ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

(نوٹ) فتویٰ ہذا کو رقم الحروف کا ذاتی جواب سمجھنا چاہیے۔

مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں (سوال) بعض کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانا پڑھانا ہی نہیں چاہیے بس قرآن شریف پڑھا دینا چاہیے کیونکہ بڑے سکودوں کی نازیبا افواہیں پہنچی ہوئی ہیں مسلمان راجپوتوں کی بستی ہے اکثر گھرانے مہذب ہیں پردہ کی پابندی ہے لیکن اس عمر کی لڑکیاں ملاجی کے پاس تقریباً بیس تیس جاتی ہیں اس مدرسے کی مدد کرنی چاہیے نہیں۔^(۱) المستفتی نور محمد صاحب ہیڈ مٹر جو نڈہ ضلع کرنال۔ ۷ اذیقندہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۴) لڑکیوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا جائز ہے حساب 'اردو وغیرہ پڑھانے اور ہنر سینا پکانا کاڑھنا وغیرہ سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہاں پردے اور صحاحیت کالجی نظر رکھنا ضروری ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کار خیر میں حصہ لے سکتی ہے

(سوال) شریعت عورت کو کار خیر یا فہ عام میں اقدام کرنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں حضور ﷺ نے تعلیم یافتہ خواتین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے لہذا عرض ہے کہ پنجاب میں بڑی بڑی قابل ترین عورتیں مل سکتی ہیں المستفتی نمبر ۱۲۰۵ مختار جہاں بیگم معرفت آغا محمد حفیظ اللہ صاحب (جندھر) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ / ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵) شریعت مقدسہ اسلامیہ عورتوں کو کسی اسلامی خدمت سے جو ان کے لائق ہو منع نہیں کرتی پردہ کی محفظت کے ساتھ عورت مردوں کے مجمع میں تقریر کر سکتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

پنجی سے مجمع میں تلاوت کرانا

(از اخبار الجمعية دہلی - مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک صاحب جو علم دین کے مدعی ہیں اور ایک اسلامی جامعہ کے پرنسپل ہیں اپنے وعظ کا افتتاح ایک نابغ لڑکی کی قرآن خوانی سے فرماتے ہیں باوجودیکہ اس کی حاجت نہیں جلسہ میں بہترین

(۱) عن الشفاء بنت عبد اللہ قالت دخل علی السی ﷺ وانا عند حفصة فقال لی الا تعلمین ہذہ رقعة الملة کما علمتہا الکتبة ر سس ابی داؤد باب ما جاء فی لرقی ۱۸۶/۲ ط سعید قال الشیخ فی بدل المحہور فیہ دلیل عنی جوار کتابہ النساء واما حدیث لا تعلمون من الکتابہ فمحمول علی من نحشی عنہا انما (بدل المحہور فی حل سس ابی داؤد ۱۸/۵ ط معینہ الخلیل الاسلامی کراچی)

(۲) عورت کی آواز کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ عورت ہے جس لئے ہا ضرورت شدیدہ غیر محرم کے سامنے ہونا جائز نہیں۔
وفی الشامیہ (قال عیہ الصلوۃ والسلام) السیخ للرجال والتصفیق للنساء فلا یحس ان یسمعہا الرجل و فی الکافی ولا تلی جہراً لان صوتہا عورة و مشی علیہ فی المحيط فی باب الادان مطلب فی ستر العورة ۱/ ۴۰۶ ط سعید

حفاظ موجود ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۲۶) نابالغہ بچی سے قرآن شریف کی تلاوت کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ بچی تنہا چھوٹی ہو جس کی طرف بد نظری سے دیکھنے کا موقع نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم

(مجمعیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینی بروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء استدلالاً بالفساد منع کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۴۴

چوتھا باب متفرقات

بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے

(سوال) بہشتی زیور مولانا اشرف علی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب ہمارے مدرسہ میں چلانے کا ارادہ ہے اس کے پڑھانے میں کچھ برکت ہے یا نہیں اس کتاب میں غلط مسئلہ ہے یا نہیں جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے اس لئے آپ کا جواب آنے کے بعد اس میں چلانے کا ارادہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۲۰ محمد اسماعیل جی پٹیل (ضلع سورت) ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) بہشتی زیور بہت اچھی اور معتبر اور مفید کتاب ہے اس کے مضامین اور مسائل جو اس میں لکھے ہیں معتبر اور صحیح ہیں اور بچوں طالب علموں کو اس سے دینی اور دنیوی فائدے پہنچے گے تعلیم السلام بھی بچوں کے لئے مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وفي السراج لا عورة للصغير حداً ثم مادام لم يشته فقبل و دبر ثم تعلط الى عشر سنين (الدر لمحار) في المحقق في الشامية (قوله لا عورة للصغير حداً) وكذا الصغيرة كذا في لسراج (مطلب في ستر العورة ۱/ ۷۰ ۴۰ ط سعيد)

(۲) عن الشفاء بسب عبد الله فانت دخل على النبي ﷺ واما عند حفصة فقال لي الا تعلمين هذه رقية المملة كذا علمتها لكتابة (سراسي داؤد) ما جاء في الرقي ۲/ ۲۱۶ ط سعيد) في الشيخ في بدل المجهود فيه دس على جواز كثرة النساء واما حديث لا تعلموا من الكناه محمول على من يحشى عليها الفساد (۵، ۸۰، ط سعيد الحليل الاسلامي كراچی)

علماء کو شیطان بُد معاش ظالم کہنے والا فاسق ہے !

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ فی زمانہ جتنے علماء واعظ ہیں وہ سب شیطان ہیں اور بد معاش اور ظالم اور چور ہیں المسنعی نمبر ۱۸۴ محمد عبدالحق صاحب (ضلع ہوڑہ) ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹) یہ کہنا کہ فی زمانہ جتنے واعظین ہیں سب شیطان اور بد معاش اور ظالم اور چور ہیں غلط ہے اور کہنے والا ظالم اور فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے اہد او کی درخواست کر سکتا ہے

(سوال) میں ایک نو مسلم ہوں آغوش اسلام میں آئے ہوئے صرف پانچ سال ہوئے ہیں لیکن تعلیم الاسلام اور دیگر اسلامی کتابوں کا مطالعہ میں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں کیا تھا یہ اعزاز مجھے میرے محسن استاد مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب ورنیکور ٹیچر مشن ہائی اسکول لاہور کی بدولت نصیب ہوا قصہ بڑا طویل ہے اور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہے لیکن اللہ کریم نے میری ہر حال میں مدد فرمائی اور لغزش سے محفوظ رکھا مختصراً عرض ہے کہ میں نے ایک متمول ہندو گھرانے میں پرورش پائی ہے میرے والد لالہ ہیرال صاحب جائیداد ہیں اور سات سو روپیہ ماہوار کے قریب صرف مکانات کا کرایہ آمدنی ہے مجھ کو انہوں نے بی اے تک تعلیم دلائی اور میرے اسلامی خیالات سے ہمیشہ خائف رہے اور ذی اے دی کالج میں خاص طور پر مجھ پر نگاہ رکھی جاتی تھی اور ہندو مذہب کی تعلیم میں کوشاں تھے لیکن میری رغبت دل بدن اسلام کی طرف ہوتی گئی اور میں نے اپنے رہبر مولانا صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا انہوں نے بھی مجھے قرآن شریف اور دینیت اور دیگر اسلامی مسائل کا درس دیا یہ سب تعلیم بالکل خفیہ طریق پر ہوتی رہی میں نے اس اثناء میں اپنے اسلام پاک کا اعلان کرنے کا ارادہ کیا لیکن میرے اخراجات بیوی بچوں کا گزارہ بچوں کی تعلیم بیوی کا اپنے ہی مذہب پر رہنے کا اصرار والدین کی محبت اور دیگر امیرانہ زندگی تھی الغرض شیطانی وسوسے تھے لیکن میں مولوی صاحب کے دست مبارک پر سلام قبول کر چکا تھا اور صوم و صلوٰۃ پر پابند تھا میرے والدین ہر ممکن طریقے سے میرے اس مبارک کام میں حائل ہوتے تھے لیکن میرا ذوق اور مولوی صاحب کا اخلاص بالکل بھی اثر نہ ہونے دیتا تھا والدین روپیہ

(۱) یہ حکم اس وقت ہے جب علماء کی توہین یا بدیہ کسی دنیوی معاملہ کی وجہ سے کرے وہی جامع الفصولین بغض عالمات و فقہانہ بلا سب ظاہر حیف علیہ انکفر جامع الفصولین ابواب الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر ۲ ۳۰۹ ناشر اسلامی کتب خانہ کراچی اور اگر علماء کی توہین و تشلیل ان کے حلیین عم ہونے کی وجہ سے کرے تو ماشاء کافر ہوگا قال فی الاشیاء والطائر الا ستہزاء بالعلم والعلماء کفر (النس الثانی) کتاب السیر ص ۱۹۱ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت

پیسہ مجھ پر بہت خرچ کرتے در تمام جائیداد کا مجھ کو نچر جہاں لیکن میرے مذہب نے مجھ کو دیانتداری کی
 سچ بولنا اور سچائی کی حمایت کا درس پہلے ہی دیا تھا لہذا میں نے اپنے ملازموں سے اچھا منافع دکھایا آخر میں
 میری بیوی بھی قبول اسلام پر رضامند ہو گئی اور میرے دو بڑے لڑکے جو انٹریس کلاس میں پڑھتے تھے
 تعلیم الاسلام مجھ سے لیتے اور پورے طور پر مجھ سے متفق تھے اور ۱۹۳۲ء کے درمیان میں ۱۵ جون کو
 ہم نے اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرتے ہوئے قبول اسلام کر لیا اس کے بعد جو مجھ پر در میری نیک
 بیوی پر گزری وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہم نے صبر سے برداشت کیا میرے والدین نے میری بیوی کا
 تمام زیور اور جہیز جو اس کے قبضے میں تھا طلب کیا یہ امتحان عورت کے لئے بہت سخت تھا لیکن خدا کا
 فضل شامل حال تھا بلا دروغ سب پیش کر دیا اور ہم لوگ تنہا عیحدہ رہے اور کسی کے سامنے دست
 سوال دراز نہیں کیا میں نے محنت مزدوری کی اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالا اب البتہ بچوں کی تعلیم جاری
 نہ رکھ سکا لیکن ایک ماہ کی آزمائش کے بعد بچوں کو میری والدہ نے کالج میں داخل بلا کسی شرط کے کر دیا۔
 اس وقت دو بچے بڑا بی بی ایس سی اور چھوٹا ایف ایس سی میں تعلیم پاتا ہے ذہین محنتی اور اسلامی رکن پر پابند
 ہیں لیکن جب کہ میرے بچے علی تعلیم کے اختتام پر ہیں میرے دیگر عزیز واقارب نے و مدین کو
 مجبور کر دیا ہے اور انہوں نے میرے بچوں کو تعلیم دلوانے سے اگست ۱۹۳۲ء سے انکار کر دیا ہے اور
 فیس وغیرہ بچوں کی نہیں دی چند مسلم بھائیوں نے مل کر بچوں کی چار چار ماہ کی فیس اور ان کے
 خور و نوش کا انتظام کر دیا تھا لیکن آئندہ کے لئے ان کا خرچ مشکل نظر آتا ہے بچوں کو اتنے غنی مقام تعلیم
 پر لے جا کر چھوڑنا ایک صدمے سے خالی نہیں لیکن یہ قربانی بھی میں اور میرے بچے کرنے کو تیار ہیں
 سلام قبول کرنے سے پیشتر ہم وگوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ ہم لوگ اسلام پر بار ڈالنے کے لئے اسلام میں
 داخل نہیں ہوئے ہیں اور کسی مسلم برادر کو تکلیف نہیں دیں گے مولوی صاحب مرحوم کا ارشاد تھا کہ
 خدا کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے لیکن میرے چند دوست مصر میں لہذا اب از روئے شرع جو
 مناسب احکام ہیں اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۱) مندرجہ بالا بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا اسلام مجھے اجازت دیتا ہے کہ اپنے متمول مسلم بھائیوں
 سے امداد کے لئے عرض کر دوں (۲) کیا امداد کنندہ بھائی کے روپے کا مصروف جائز ہوگا (۳) کیا اس قسم
 کی امداد کی درخواست میرے لئے خدا کی درگاہ میں قابل مواخذہ تو نہ ہوگی جبکہ امداد دینا وی تعلیم کے
 لئے طلب کی جائے کیا امداد کنندگان کو اس کا اجر ویسے ہی ملے گا جیسا کہ دیگر سلامی کاموں میں روپیہ
 خرچ کرنے سے ملتا ہے۔

(نوٹ) میری مستقل آمدنی اس وقت ۵۴ روپیہ ماہوار ہے بچوں کا خرچ تعلیم تقریباً ۸۰ روپے ہے
 موجودہ تعلیم سے فارغ ہونے میں ۸ ماہ باقی ہیں اپنی آمدنی میں سے ۲۲ روپے ماہوار ان کو دے سکتا
 ہوں باقی تقریباً ۶۰ روپے ماہوار کا خرچ ہے اس طرح سے مجھے تقریباً ۳۸۰ روپے کی ضرورت ہے یہ

فتویٰ صرف اپنے چند مہربانوں کے اصرار پر طلب کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ مجھے دست سواں دراز کرنے پر مجبور کرتے ہیں لیکن میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی میرا خدا میرا خود کفیل ہے بچوں کے لئے بھی وہی کفایت فرمائے گا یہ میرے بچوں پر امتحان کا موقعہ ہے دعا فرمائیے اللہ کریم صبر عطا فرمائے میں اپنے کافر والدین کے سامنے دست سواں دراز نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ المستفتی نمبر ۱۹۷۲ محمد عبد اللہ نو مسلم معرفت سید محمد احسان صاحب۔ نیو دہلی ۲ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۰) آپ اپنے مسلم دوستوں کے سامنے یہ تمام حالات بیان کرنے میں مواخذہ دار نہیں ہوں گے پھر مسلم احباب آپ کے بچوں کی تعلیم کی تکمیل میں جو خرچ کریں گے ان کو اس کا ثواب ضرور ملے گا آپ ان کی اعانت قبول کرنے سے انکار نہ کریں (۱) اللہ تعالیٰ آپ کی آپ کے بچوں کی صداقت و اخلاص کا غم البدن اور اجر جزیل عطا فرمائے گا یہ تعلیم اگرچہ دنیوی ہے لیکن یہ بھی صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ دینی حیثیت حاصل کر سکتی ہے کیونکہ فراغت کے بعد اس کے ذریعہ سے بھی دین کی خدمت کی جاسکتی ہے (۲) اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں سے آپ کو نوازے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے!

(سوال) تبلیغ کا کام گر کوئی شخص ردویا ذریعہ خوال کتاب دیکھ کر بیان کرے تو جائز ہے یا نہیں ایک شخص کو دچسپی ہے اور اکثر اشخاص کو امر معروف نہی منکر کرتا ہے اور کئی سال سے دینیات سے شوق ہے تو ایسا شخص کسی کو وعظ و چند و نیرہ کہنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ المستفتی عبد العزیز ٹوٹکی (جواب ۳۱) اگر یہ شخص خود عالم نہ ہو تو تبلیغ کا کام کتابوں سے کر سکتا ہے مگر صرف کتابیں سنا دے اپنی طرف سے کچھ بیان نہ کرے ورنہ کتابیں بھی معتبر اور معتمد علیہ ہوں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

(۱) والعنی لا یمع من تناولها عند الحاجة کما السیل بحر عن المدافع وهذا التعلیل بقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یحوز له اخذ الزکوة ولو عتدا اذ شرع نفسه لا فائدة العلم واستناده لعجزه عن الکسب والحاجة داعية الى مالا یدمد کذا ذکره المصنف (الدر المحتار) قال المحقق فی الشامیه: یمکن طلب العلم مرحصاً لحوار ستره من الزکاة وغیرها وان کان قادراً علی الکسب۔ باب المصروف ۲/ ۳۴۰ ط سعید

(۲) قال السیوطی: اما الاعمال بالنسب (بحديث) (صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۲/ ۱ ط قدیمی کتب حدیث کراچی)

(۳) ثم انه کان یامر ویبھی من کان عالماً بما یأمره و یبھی عنه و دلل یختلف باختلاف الشئ فان کان من الواجبات الطاهرة والمحرمات المشهورة كالصلوة والصیام والزنا والحمر و نحوها فكل مسلمین عالم ینبغی ان کان من دقائق الافعال والاقوال وما یتعلق بالا احتیاج فلم یکن للعوام مدخل فيه (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الامر بالمعروف ۳۲۹/۹ ط اندادیه ملتان)

کیا حکومت کی طرف سے مدح صحابہ کو روکنے میں مداخلت فی الدین نہیں؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہ کی ممانعت کا ایک دس تزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ لکھنؤ میں بالکل جاریہ طور پر ہو رہا ہے اہل سنت و اجماع کے بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ کی ممانعت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر خدشہ پیش رہنا حرام ہے لہذا ہم طلبہ دارالعلوم آپ کی رائے دریافت کرتے ہیں کہ تعلیم کا خیال کریں یا قانون شکنی کے لئے تیار ہو جائیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خود محمد حمد غازی پوری مستعمل دارالعلوم دیوبند ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سیڑیوں بلکہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں تنوع مدح صحابہ کا قانون جس تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتظام نافذ کر دیا ہے

میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ مذہباً بھی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چارہ ہے میں طلبہ کو تعمیری ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

فحش کو فساد کی وعظ کرنے سے منع نہیں

(از اخبار سہ روزہ جمعیتہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۴۲ء)

(سوال) ایک شخص جو اپنے آپ کو مودی اور وعظ عدم کتا ور لکھتا ہے مسجد میں کھڑے ہو کر نہایت بیاد کی فحش کامی کرتا ہے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرتا ہے مسلمان خادمان قوم کو مسلم نہ ہندو کہتا ہے غرہ تعبیر کے مقابلے میں ہر مودی کا جیکارہ لگاتا ہے دوسرے لوگوں کو بھی اس جیکارہ کی تلقین کرتا ہے مسلمانوں پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے ماؤں پتوں بوڑھوں کی موجودگی میں مسجد کے اندر فحش مغالطات گالیاں زب سے نکالتا ہے جن کا نقل کرنا بھی خلاف تہذیب ہے مسلمان شہداء مقتولین کو کوئی شہید کے نام سے یاد کرتا ہے وغیرہ

(جواب ۳۳) ایسا شخص اس منع نہیں کہ اس کو وعظ کی اجازت دی جائے وعظ و تذکیر کا مقصود لوگوں کی صلاح و ایمان کے خلاق کی درستی سے نہ اس میں اسد می تقویٰ و اتحاد پیدا کرنا واعظ کا پسند فرض ہے ہر ہر مودی کا جیکارہ لگانا کفر کی نشانی اور کافروں کا شعار ہے۔ مسلمان کی شان کے حق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱. رسول اللہ ﷺ قال ليس من تشبه بغيره ولا تشبهوا المشركين ولا بالصلي (الحديث) جامع الترمذی
 ۲. مباحث فی کربہ شرفہ اللہ فی سلام ۹۹ ط سعید
 ۳. خلاف وضع فلسفۃ المحسوس و مد الربار لاندہ ص ۱۰۰ لکھنؤ کانتان ص ۱۰۰ لا سلام۔ الفناوی الساریہ ص ۱۰۰
 ۴. لہذا لکھنؤ فی لکھنؤ لا باح ۳۱۱ ط محدثہ کوئٹہ

بچوں کو قاعدہ ”یسرنا القرآن“ پڑھنا کیسا ہے؟

(المجمعیت مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص پیرزادہ منظور محمد نام نے ایک حویلی قاعدہ بچوں کی تعلیم کے لئے بنایا ہے جس کا نام قاعدہ یسرنا القرآن ہے یہ شخص قادیانی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور صاحب وحی مانتا ہے اس قاعدہ کو پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص قاعدہ لکھے اور قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴) میں نے قاعدہ یسرنا القرآن اب تک نہیں دیکھا اگر اس قاعدہ میں قادیانی مشن کی باتیں لکھی ہوں تو یقیناً سے بچوں کو پڑھانا نہیں چاہیے ایسا نہ ہو کہ ابتدا ہی سے ان کے دہریہ گمراہی کی طرف میدان ہو جائے اور صرف حروف اور ترکیب حروف کی پہچان کرانے اور تعلیم دینے کے طریقے ہی مذکور ہوں اور قادیانیت کی کوئی بات نہ ہو تو اس کی تعلیم مباح ہوگی (۱) لیکن بہر صورت اس سے احتراز اونی وانسب ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم کے لئے دوسرے قاعدے بہت اچھے اچھے (مثلاً نورانی قاعدہ وغیرہ) موجود ہیں قاعدہ کا نام ”یسرنا القرآن“ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قاعدہ یسرنا القرآن میں کون سی بات نہیں جس سے قادیانی مشن کی تبلیغ ہو لہذا بچوں کو اس کی تعلیم دینا مباح ہے۔

كتاب السلوك و الطريقة

پہلا باب اذکار و اشغال فصل اول ذکر جلی و خفی اور ختم و غیرہ

عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اوں ہے!

(از خبر سہ روزہ جمعیت، مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ جلی ذکر حرام ہے اور عمر دکتا ہے کہ ذکر جلی جائز ہے؟
(جواب ۳۵) ذکر جلی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول و متواتر ہے حدیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے جن مواقع میں کہ شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں کر سکتا جیسے ذن، تکبیر، تنبیہ، حج، تکبیر، تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم یہی ہے کہ جائز ہے اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو تو ناجائز ہو جائے گا موانع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ ذکر کے جہر سے کسی سونے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والا جہر کو ضروری یا لازم سمجھے وغیرہ (۱) اور جہاں یہ موانع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولیٰ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان لہ۔

(۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں

(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے!

(سوال) (۱) بوقت خطبہ جمعہ سورہ کف کا دور با و بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں نوورد مصیوں کی نمازوں میں خلل آتا ہے۔

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر بالجہر کیا کرتے ہیں تین مرتبہ اس طرح لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم باپو ولد حسین باپو (مسی کاٹھا) مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء۔

(۱) اما رفع الصوت بالذكر فحاضر كذا في الأدب والحظية والجمع وقد حرر المسئلة في التحريم و حمل ما في فتاوى القاضي على الجهر المصغر وقل: ان هذا احاديث اقتصت طلب الجهر و احاديث طلب الاسرار والجمع ينسب ان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فلا سترار افضل حيث خيف الرياء او تادى المصلين او الناد الح رد المحار كتاب المحطرات والاماحة فصل في السبع ۶ ۳۹۸ ط سعيد

(۲) واما الادعية والادكار فالحق اولی (رد المحتار - قيل منسوب الشاء على الكريم دعا ۲/ ۵۰۷ ط سعيد)

(جواب ۳۶) سورہ کہف آواز بند سے مسجد میں پڑھنے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۱)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں (۲) اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان لہ - ذہلی

حکم انعقاد المحافل الموسومة بحلقة الذكر

(زاخار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال (۱) ان فی دیارنا انعقدت محافل متعددة فی اماکن مختلفة موسومة بحلقة الذكر بين معاشر المسلمين فمن الناس من ينعقدونها في اسبوع مرة و منهم من يحضرها في شهر مرة فيها يذكرون الله تعالى و يكبرونه و يسبحونه و يمجّدون و يهلّلون و يستعصرون و يحمّدون و يتلون القرآن و يصلّون على النبي الكريم و احياناً يقرأ فيها المولد و يذكر و غير ذلك من الاوراد يقرؤون محتمعين و العرض من ذلك ان يؤلف الله تعالى بهذه الركعات بين قلوب المؤمنين و يور قلوبهم بنور الهداية فيفوز و ابا لفلاح و السحاح يورم الدين

(۲) وقواشل من شبان الاسلام متعلقة بها المرسومون بالملعين و هم يتعلمون المواعظ الحسنة و المسائل الشرعية مطومة لتكون اقرب الى الحفظ و القبول فحياناً هم يخرجون مرين بالا علام و البياض و يطوفون في اماكن مختلفة وينشدون المنظوم المذكور مبلغاً و يكبرون الله تعالى بين ذلك لكلمة الله معلياً فوجدت زهاء ثلثة آلاف من شبان المسلمين انهم صاروا مصلياً و محسناً مزكياً فما قول جمعية علماء الهند في ذلك الامر؟

(ترجمہ) ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد محفلیں قائم ہیں جن کو جلقہ ذکر کہتے ہیں بعض لوگ ایسی محفلیں بناتے ہیں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مہینے میں ایک مرتبہ ان محفلوں میں

(۱) و فی حاشیۃ الحموی للسعرا سی جمع لعلماء سلفاً و حنفیاً علی استحباب ذکر الجماعہ فی المساجد و غیرہ الا ان یشرش حیرہم علی قائم او مصل او قاری الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱، ۶۶۰ ط (سعید)

(۲) ثم قال فی الہر عن المعراج واما ما یفعل عقب الصلاۃ من السجدة فمکروہ اجماعاً لان العوام یعتقدون انہا واحدہ و سہ - ای وکل حائر ادى الی اعتقاد ذلك کرہ (رد المحتار: کتاب الصلاۃ ۱، ۳۷۱ ط سعید)

(۳) والا سرار الفصل حیث حذف الرباء او تادی المصلین او الیام (رد المحتار: کتاب الحظر و الاحیاء) فصل فی السجۃ ۶/۳۹۸ ط سعید

وگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور تکبیر و تسبیح و تہجد بین کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ استغفار تہجد کا ورد کرتے ہیں تلاوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں کبھی کبھی ان محفلوں میں مودود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسدوں کے قلوب میں محبت و الفت پیدا کر دے اور نور ہدایت سے منور کر دے تاکہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

ان محفلوں سے مسلم نوجوانوں کی کچھ ٹولیاں وابستہ ہیں جن کو مبلغین کہ جاتا ہے وہ وعظ و نصیحت کے مضامین اور مسائل شرعیہ بصورت نظم سیکھتے ہیں تاکہ جدی اور بآسانی یاد ہو جائیں پھر کبھی کبھی وہ ٹولیاں جھنڈیاں اور روشنی لیکر نکلتی ہیں وروہ نظمیں باز بند پڑھتی ہوئی آبادی میں چہر لگاتی پھرتی ہیں اور اس سے مقصد تبلیغ و اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے چنانچہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ کئی ہزار ایسے مبلغ نوجوان نمازی اور نیک بن گئے تو اس مسئلے میں ہندوستان کے علماء کی جمعیت کی رائے رکھتی ہے؟

(جواب ۳۷) اعلموا رحمکم اللہ انہ لا خیر الا فی اتباع سیدنا و مولانا محمد المصطفی ﷺ وما من رجل احدث فی الدین ما لیس مہ الا یکون مردوداً علیہ ما احدث ۱ وما من حدث الا وقد یری المحدث انہ احدث حیراً فیض و یض وقد رای ابن مسعود قوماً یجتمعون فیدکرون اللہ تعالیٰ۔ یسبحون و یهللون فقام فقال انا ابن مسعود ولا اراکم الا قد احدثتم ما هکذا وجدنا اصحاب النبی ﷺ فممن کان منکم ذاکراً فلیذکر اللہ فی نفسه و فی بنہ او کما قال ۲ وانکراس عمر علی قوم کانوا یجتمعون فی المسجد لصلوة الضحی و یهتمون لها کالفرائض وقال انہا بدعة ۳، فہذہ الحلق المسئول علیہا من الاحداث التی یری محدثوها انہا حیر و دریغۃ للاصلاح و ماہی الا وبال و لکال اذ لیس لها فی الشریعة الاسلامیۃ اصل یعتمد علیہ ۴، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وکذا انشاد الا سعار فی الطرق والاسواق لیس من التلویع فی شئی واما ہر

تہیج النفوس المستعدة للشهوات

وتزکیۃ النفوس بکتاب اللہ و السنۃ و احوال صالحی الامۃ و سیر الصحابۃ

(۱) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس مہ فہورد (مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱ ۲۷ ط سعید)

(۲) رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ۳۹۸/۶ ط سعید

(۳) واما ما صح عن ابن عمر انہ قال فی الضحیٰ ہی بدعة محمول علی ان صلاتہا فی المسجد و انتظارہا کما کنوا یفعلونہ بدعہ لا ان اصلہا فی السیوت و نحوہا مدموم، او یقال قوله بدعة ای المراطیبة علیہا (شرح النووی علی الصحیح لمسلم باب استحباب صلوۃ الضحیٰ ۱ ۲۴۹ ط قدیمی کتب حناہ، کراچی)

(۴) والمستند قدم ہوی نفسه، علی ہدی اللہ مکان اصل الناس و هو یطراہ علی ہدی (کتاب الاعتصام لبشاطی ۱ ۵۲ ص مصر)

و الساعس اولی من هذا الطريق و الدہ الموفی

محمد کھاتہ اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امیسیہ دہلی

(ترجمہ) جان و خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھائی گرتے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز عباد کی جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی ایجاد کی ہوئی بدعت اس پر رد کر دی جائے گی جہنم نامقبول ہے و ہر بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس غلط فہمی میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے و دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں ابن مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری بیجا کی ہوئی بدعت ہے ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو کبھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ چپکے چپکے اپنے دس میں کرے اور اپنے گھر میں جا کر کرے اوکما قار و حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے ان لوگوں کو منع کیا جو نماز چاشت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے و اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔ پس یہ حقہ ہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے کسی قسم کی بدعات میں سے ہیں جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں اور صلاح کا ذریعہ جانتے ہیں حالانکہ یہ گناہ اور موجب عذاب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے حقہ ہائے ذکر کے ہتمام و نظام) کا کوئی قابل اعتبار ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنے اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ و برتری کی طرف سے ہوتی ہے

و یہی حکم سے نظمیں پڑھنے اس طرح ٹوئیں بنا کر جھنڈیاں اور روشنی بیکر بازروں اور گزرگاہوں میں نظمیں پڑھنا کوئی تبلیغ نہیں ہے یہ تو محض رنگین صباغ کے لئے حفظ نفس کا ذریعہ اور تحریک ہے۔ نفس کی صلاح و تزکیہ قرآن و حدیث اور امت کے صحابہ کے حالات و صحابہ و تابعین کی بہرت کے ساتھ بہتر ہے بہ نسبت اسے من گھڑت طریقوں کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ محمد کھاتہ اللہ کان اللہ

(۱) ختم قرآن کے بعد چند سورتیں اور "صل علی نبینا الخ" پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسے ہے؟

(۲) تبارک پڑھنے و پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں

(۳) مجلس ذکر میں انبیاء و وسیع کے ارواح کی موجودگی کا عقیدہ کیسے ہے؟

(سوال) (۱) سستی میں مایہ طور سے یہ طریقہ رائج ہے کہ دوک ثواب کی خاطر قرآن ختم کرتے ہیں اور ختم کے بعد کچھ سورتیں جن قل یا ایہا الکفروں سے لیکر مفلحوں تک پڑھتے ہیں و صل

علیٰ نبینا صل علی کریمنا صل علی محمد اس قسم کا ایک سلام پڑھتے ہیں اور اس کو تناضوری سمجھتے ہیں کہ اکثر اوقات فرض نماز بھی قضا کر دیتے ہیں۔

(۲) یہ لوگ تبارک پڑھواتے ہیں اگر کوئی نہیں پڑھتا تو اس کو ذلیل کرتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔
(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس مجلس میں ذکر ہوتا ہو اس میں تمام انبیاء و اولیاء کی ارواح موجود ہوتی ہیں اس لئے اس مجلس میں سے نماز کے لئے بھی ٹھہر کر نہیں جانا چاہیے۔
(حواہ ۳۸) (۱) ختم کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے اس کو ضروری سمجھنا درست کی وجہ سے نماز فرض قضا کر دینا جائز ہے اس طریقے کو بند کر دینا چاہیے (۱)

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں یہ بھی لوگوں کا خود گھڑا ہوا طریقہ ہے اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے (۲)

(۳) یہ قول بھی بے صل ہے تمام انبیاء اور ویاء کی روحوں کا آنا بے دلیل ہے (۲) اور یہ بات کہ مجلس ذکر میں سے نماز کے لئے بھی اٹھ کر نہیں جانا چاہیے دینی ہے فریضہ نماز اللہ تعالیٰ کا فرض یہ ہوا ہے اس کی ادائیگی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی نہ اس پر غالب آسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ

فصل دوم اسمائے حسنی وغیرہ

اسم اعظم کے ورد سے حاضرات کا حکم

(سوال) (نودونہ (۹۹) اسمائے الہی کہ مندرجہ کام شریف میں ہیں مثل رحیم، کریم، علی وغیرہ میں سے کوئی اسم مبارک بیویں اور اس کی دعوت کریں اور بحسب شرائط علم عمل کے جیسا کہ انبیاء عظیم السلام اور ویاء اللہ متقدمین نے ہر اسم الہیہ کو بشرائط مزبورہ جدا جدا دعوت کے ساتھ معہ موعلمات ان اسماء کے قبضہ عمل کا کیا ہے مجاہدات کا یہ اور محنت تامہ اپنے سے باتیں ان متقدمین کے صاحب مذکور عمل اسم الہی کا کریں اور مؤکل اسم کو کہ اثر اسم ہے حاضر کریں کہ جس کا نام حاضرات ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز حاضری موعلمات کے کہ جو اللہ پاک کے نام کے مؤکل ہیں ان کے توسط سے اکثر دخل آسیب و خارجی

۱. ای وکل جانرا دی الی اعتداد دلک کرہ (رد المحتار کتاب الصلاۃ ۱/۳۷۱ ط سعید)
(۲) وفراہ الکثروں الی اخرہ مع الجمع مکروہہ لایہا مدۃ لم یقل عن الصحابة ولا عن التابعین (عالمگیریۃ)
الاب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح و قراۃ القرآن ۵/۳۱۷ ط ماجدیہ کونئہ)
(۳) حتی کہ روحوں کے آنے کے اعتقاد رکھنے والے کو فقہا کرام نے کفر کہا ہے "وعن هذا قال علمانا" "من قال ارواح المشائخ حاصره بکفر" (الفتاویٰ البراریۃ علی هامش العالمگیریۃ: الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ ۶/۳۲۶ ط ماجدیہ کونئہ)

(۴) ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتبا موفوۃ (سورۃ النساء) و فی تفسیر الحلالین: کتبان مکتوبا ان مفروض موفوۃ مقدرا وقتها فلا تؤجر عہ، تفسیر الحلالین: اسماء ۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

امراض جسم نسانی وغیرہ کے جو بالکل موہو میت سے متعلق ہیں دریافت کا ذریعہ وہ موکما کئے جا کر افادہ عامہ ہوئے خلائق عامل کار جو بھونا اور فیض عام جاری کرنا خلقت کی طرف شریعت پاک کی حکم نافذ کرتی ہے پیوا تو جرو -

(جواب) (از مودی محمد وزیر مدین چشتی نظامی سیمائی) اسمائے صفات الہی کی دعوت و جوہت کلیہ از روئے شرح شریف کے جائز ہے اس دعوت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ دلائل کے ساتھ دعوت اسمائے الہی کا حکم نافذ ہے اور اللہ پاک زور کے ساتھ اپنے بندوں کو ارشاد فرماتے ہیں کہ واللہ الاسماء الحسنی فادعوه بها (و خدا نے راست نامائے نیک پس بخوانید اور بات نامہ سورہ اعراف ۹) اور منکر دعوت اسمائے الہی کا بہ دلیل نص صریح قطعی کافر ہے اور وہ نصوص صریح یہ ہے وذرو الذین بلحدون فی اسمائہ سبحرون ما کانوا یعملون ۱۰ (و بجزاریہ کتاب را کہ کجروی می کنند در نامائے خدا وہ خواہ شد مریشاں را بجزائے آنچه می کردند - سورہ اعراف) اور مشکوٰۃ کے عذاب قبر میں لکھا ہے کہ جو کوئی نو دوند ناموں کا منکر ہووے اس کو قبر میں ننانوے سہ سو تیس گے کہ بہت زہر دہوں گے اور اس کو کھاویں گے -

از علمائے صوفیہ طریق شریک خوندن اسم اعظم یابید عج العجائب بالخیر یہ بیج دریابد اس مشترک ہم بھفت جلدی و ہم بھفت جہانی موصوف است و دعوت اسم مذکور جمیع وسیع و اللہ متقد مومتخر کردہ ند چنانچہ حضرت میرن سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ سرہ العزیز و حضرت شاہ مدار بدین الدین و حضرت نور قطب عالم و حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری و اکثر خواجگان چشت از تصرف اس اسم متصرف ہونہ ند چنانچہ میر سید علاؤ الدین کنوزی خلیفہ حضرت سلطان نصر مدین محمود چشتی یک رسالہ جدا خاصیت اسم مذکور نوشتہ است کہ اسم ہمیدوریمید و سپیاد کیما ہر چہر علم از دعوت اسم مذکور نوشتہ اند و از روح انبیاء و اولیاء و شہد در بیداری مدقات کنند و صاحب ثمل ہر مقامے کہ خود پیدہ ہوں سماعت سیر کند و سیر افدک غیز زاندک توجہ میسر آید عالم ملکوت و جہوت و ابوت را معائنہ کند - واللہ اعلم بالصواب و در جوابر خمسہ شیخ محمد غوث گواپری در جوہر سوم می نویسد عبارتہذا اس اسمائے بہر منزل است بر مقرر آدم علیہ السلام و صحف آدم بزبان ہندی و درال اس دعا مسطور است و از نور بیت و ز صحف ابراہیم علیہ السلام ہم رویت کردہ اند و اکثر انبیائے عظام و وسیعے کرم میں دن خواندہ ند و قوم عیسیٰ بنوزید دعوت اس دعا مل اند و حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اسناد اس دعا بے نہایت فرمودہ ند و بعضے مشائخ نیز گفتہ اند کہ اس دعا را مقید باند و بخند بہر نیت کہ خواند مستجاب گردد و دریں دعا الفاظ گوناگون افتادہ اند زیرا کہ بہر لسان آدم علیہ السلام سخن کردہ اند حق تعالی ایشان اسمائے الہی و کوئی معلوم کر و

کقولہ تعالیٰ وعلم آدم الاسماء کلہا (۱) شاید بر آنست دعائے کبیر این است یا حی حین لا
 حی فی دعوة مکہ و بقائه یا حی اوام ہوام (۲) سرین پرین رائی پر م ہسا اونگ ہنگ رہنگ
 پرنگ سرنگ انگ اءنگ نمو بلکہ بعض اسمائے فرقان شریف کے عدوہ صحیفہ آدم علیہ السلام نازل
 ہوئے ان کے دعوت بھی ہمارے اویاء اللہ و مشائخ عظام نے بہت کچھ کئے ہیں بلکہ تعلیم و تلقین دعوت
 اسماء الہی کا سلسلہ ہمیشہ تاقیام جاری رکھا گیا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام ایہ البشر کو تمام اسم تعلیم ہوئے ہیں
 ہر قلم کی زبان میں ان اسموں کی دعوت آدم علیہ السلام نے کی اور اور د میں بھی دعوت اسماء کا سلسلہ
 جاری ہو۔ الولد سر لابیہ جس نبی علیہ السلام نے جس اسم کو لیا اور اپنے عمل میں انا چہ جامع موکل
 اس کی دعوت کے وہی اسم ان کے لئے اسم اعظم بن گیا اللہ پاک کے تمام ہی نام اسم اعظم ہیں و علی ہذا
 امت محمد رسول اللہ ﷺ میں اولیاء اللہ و مشائخ متقدمین و متاخرین اسی طرح تمام دعوت کرتے رہے ہیں
 اور اسم اعظم وہی اسم ان کے حق میں ہوا عمل دو طرح ہیں ایک ورد اور ایک عمل ورد وہ ہے جو تبرکاً
 پڑھا جاوے عمل وہ ہے کہ با موکل ترک حیوانات کے ساتھ و سہے حاضری موکل کے پڑھا جاوے گرب
 موکل پڑھا گیا اور اثر ظاہر ہوا یعنی موکل حاضر ہوئے اسم اعظم ہو گیا واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد وزیر
 اندین چشتی النظمی السیلمانی

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہو المصوب خدا تعالیٰ و تقدس کے اسماء بطور ورد کے پڑھنا اور ان
 کے ذریعے سے خدائے تعالیٰ کو اپنی دعا میں پکارنا شریعت مقدسہ میں ثابت اور محمود و مستحسن ہے (۲) باقی
 رہا بطور عمل کے پڑھنا اور موکلوں کو تابع یا حاضر کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس طریقہ عمل اور قواعد
 دعوت میں کوئی بات قوانین شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو حد جو از و باحت میں داخل ہے اور اگر اس میں کوئی
 بات خلاف شریعت یا اس دعوت سے غرض کوئی بری بات ہو تو قطعاً ناجائز ہوگا۔

اور جو ب مذکور پچند و جوہ مخدوش ہے اول تو جواز دعوت پر آیہ کریمہ فادعوه بہا سے
 استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں فقط یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارو
 نہ کہ اور گھڑے ہوئے ناموں کے ساتھ اور نہ اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارنے کو بر۔ سمجھو آیت
 میں یہ مرد نہیں کہ دعوت اصطلاحی اسماء کی دہ کرو کیونکہ یہ دعوت جس کو عمل اپنی اصطلاح میں دعوت
 کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور صحاب کرامؓ سے ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پس اس دعوت
 اصطلاحیہ کے منکر کو کافر کہنا سخت جزأت ہے اور کافر کہنے والے کے ایمان کی خیر نہیں (۲) اور جواہر نمسہ

(۱) (الفرة ۳۱)

(۲) فی التار حایہ معرباً لماتقی عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ لا یسعی ان یدعو اللہ الایہ والدعاء المادوں فیہ
 الما مورید ما استفید من قولہ تعالیٰ ولله اسماء الحسی فادعوه بہا (الدر المحتار) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ
 نہ) ای بدانہ و صفاتہ و اسمائہ (کتاب الحظر و الاباحہ فصل فی البیع ۳۹۶/۶ ط سعید)(۳) وعدر الشاتم " فی کافر " و هل یکفر " ان اعتقد المسلم کافراً نعم (تویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ
 قولہ " ان اعتقد المسلم کافراً نعم ای یکفر ان اعتقدہ کافر لا یسب مکفر (باب التعریر ۶۹/۴ ط سعید)

اور اس قسم کی اور اعمال کی کتبیں اس بارے میں حجت نہیں ہیں ورنہ ان کے مضامین فتوے میں بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں اور عالموں و صوفیہ کے اقوال شرعاً دلیل نہیں ہیں (۱) پس سوال مذکور کا جواب وہی ہے جو اوپر بندہ نے تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

مدرسہ امینیہ دہلی

فصل سوم - توسل

آیت ”وابتغوا الیہ الوسیلۃ“ میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

(سوال) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الحج (۲) مزید کہتا ہے کہ اس آیت میں جو وسیلہ کا لفظ آیا ہے اس سے ویسے اللہ مراد ہیں یعنی اولیاء اللہ کو وسیلہ بناؤ نیز حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی مترجم حمال کے ص ۸۳ پارہ ششم سورہ مدہ رکوع ۶ کے حاشیہ میں یہ عبارت مندرج ہے۔ ”حضرت ابن عباس نے کہا مراد وسیلہ سے قربت ہے یہی قول مجاہد و بہت سے مفسرین کا ہے قتادہ نے کہا یعنی تقرب حاصل کرو اللہ کا طاعت کر کے اور عمل پسندیدہ جانا کے بعض جاہل لوگوں نے فقار وسیلہ کو اس جگہ پیری مریدی پر تار ہے یہ تفسیر حقیقت میں مجرورانے کے ساتھ ہے حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص نے قرآن شریف کی تفسیر پڑھی بے لالچ کے ساتھ کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنا لے (ابن کثیر و فتح)“

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حمال شریف کی یہ عبارت صحیح ہے یا زید کا قول؟

(جواب ۴) آیہ کریمہ میں وسیلہ سے مراد اہل صاحب یا قرآن پاک پر عمل کرنا ہے (۱) اور گرنہ بیادہ بھی مراد ہوں تو ان کی اطاعت اور فرماں برداری امور شریعہ میں مراد نہوگی نہ ان کی ذات اور شخصیت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ولا یحییٰ ان مبی الاعتراف ولا یكون الا علی الادلة القبیہ و مثل هذا المعنی اسی اساسہ علی ذلك مبی لا یصح ان یکون من الادلة الصبیہ ویدا لم یعبر احد من المعنیا جو ر العمل فی المروع المعنیہ لما یطهر لمصروفہ من الامور الکشفۃ او الحلال السامیۃ (مرقاۃ المصابیح باب اشراط الساعۃ ۱ ۱۷۹-۱۸۰ ط ۱۳۵۵ء)

(۲) المائدہ ۳۵

(۳) واما تفسیر محمّد لرای فحرم لما رواہ محمد بن جریر عن ابن عباس عن اسی (۱) میں قرآن فی القرآن براہ او صالہ یعم فسیوا معہ من ہر (مقدمہ تفسیر اس کثر ۱ ۵ ط سہس کیدمی لاہور)

(۴) قل فی روح المعانی ”الوسیلۃ“ فعلیۃ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب بہی اللہ عرو حل من فعل الطاء و یرت المعنی الخ (مائدہ ۳۵ ۱۸۲ ص دار الفکر بیروت لبنان)

توسل بالذات میں اہل السنۃ والجماعت کا مسلک

(سوال) جناب نبی کریم ﷺ و دیگر اکابر امت کے ساتھ دعا میں توسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی حضور ﷺ و دیگر حضرات انبیاء کرام و اولیائے کرام کے توسل سے دعا مانگنا قرون شدہ سے ثابت ہے یا نہیں اہل سنت والجماعت و دیگر اکابر امت کا اس مسئلے میں کیا مسلک رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۰۰ مولانا محمود احمد صدیقی حسن پور - ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱) توسل بالصالحین کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء منع کرتے ہیں لیکن اکثر جواز کے قائل ہیں قائلین بالجواز کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ فلاں اپنے مقرب و مقبول بندے کی برکت سے یا اپنے عباد مقبولین مقربین کی برکت سے میری دعا قبول فرمائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے (اللهم انی اتوجه الیک بنسبک سی الرحمة الخ، ۲) حدیث میں موجود مذکور ہے جو جواز کے لئے دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے!

(سوال) عمر کتنا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی شخص کو بغیر وسیلہ امیر و وزیر کے بادشاہ تک رسائی نہیں ہو سکتی، ٹھیک اسی طرح بغیر بزرگان دین کا وسیلہ پکڑے ہماری دعا درگاہ رب العزت میں قبول ہونا تو درکنار وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی اگر کسی بزرگ کا وسیلہ نہ بھی یہ جائے تو حرج نہیں مگر حضور ﷺ کا وسیلہ لینا تو ضروری ہے آپ کے وسیع کے بغیر ماری کوئی مراد پوری نہیں ہو سکتی یعنی یوں دعا مانگنی چاہیے "اے معبود حقیقی مالک دو جہاں اپنے محبوب پاک ﷺ کے صدقے یا طفیل سے میری یہ دعا قبول فرما" بحر جواب دیتا ہے کہ یہ صریح شرک ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ خدا کا مقرب سمجھ کر ان کا وسیلہ لیتے تھے اور اسی فاسد عقیدے کو مٹانے کے لئے خداوند عالم نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا البتہ یہ دعا جائز ہے کہ "اے معبود حقیقی مالک دو عالم اپنے محبوب پاک کی برکت سے میری یہ دعا قبول فرما"

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ طفیل صدقہ اور برکت میں کیا فرق ہے؟ دعا میں اگر لفظ طفیل یا صدقہ استعمال کیا جائے تو شرک ہو جاتا ہے اور اگر برکت کہا جائے تو جائز ہو جاتی ہے کیا ان کے معنی میں کچھ فرق ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سنگرور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(۱) اویراد بالحق الحرمة والعظمة، فیکو، من باب الوسيلة وقد قال تعالى واستعوا لیه الوسيلة وقد عد من آداب الدعاء التوسل (رد المحار، باب الاستبراء، وغیرہ ۶، ۳۹۷ ط سعید)

(۲) عن عثمان بن حنیف، ان رجلاً صریح المصر اتى السی ﷺ فقال یدعونی بهذا الدعاء اللهم انی استنک وأتوجه الیک بنسبک محمد سی الرحمة (جامع الترمذی، باب ما جاء فی دعاء السی ﷺ وعودہ فی دبر کل صلوة ۱۹۸/۲ ط سعید)

۱۰ (او کما قال) یعنی حضور انور ﷺ کا ارشاد اور حکم ہے کہ جنب کچھ مانگے تو اللہ نے رنگ اور جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اس تعلیم اور اس حکم کے موافق مسلمانوں کو مدد طلب کرتے وقت صرف حضرت حق کا نام لینا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا نام شریک کرنا درست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کاں اللہ، دہلی

نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر نماز کے بعد اسے یوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں (سوال) مسجد کے ایک امام صاحب نے محراب پر ایک چھپا ہوا نقشہ نعلین کا لگا رکھا ہے اور وہ اس کو حضور پاک کی نعلین مبارک کی صورت قرار دیکر ہر نماز پڑھانے کے بعد اس پر ہاتھ پھیر کر اور آنکھوں سے لگا کر اس کو یوسہ دیتے ہیں اور تمام مقتدیوں کو مسجد میں وہ اپنے اس نئے نعل کی اور مصافحے کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں آیا یہ ایسا عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۶ حفظ محمد رحیم بخش صاحب لاں دروازہ متھرا ۷ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) آنحضرت ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ کسی کے پاس ہو اور وہ براہ محبت اس کو یوسہ دے تو مضائقہ نہیں (۱) لیکن اس کو کسی جگہ لگا کر لوگوں کو ہدایت کرنا کہ وہ اس پر ہاتھ پھیریں اور یوسہ دیں یہ جائز نہیں کہ اس میں یک رسم پڑ جانے اور تعظیم میں غلو پیدا ہونے سے ایک بدعت قائم ہو جائے گی۔ (۲) اور نماز کے بعد خصوصیت سے مصافحہ کرنا بھی جائز نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں! (سوال) کیا حضور ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) حضور اکرم ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا صحیح نہیں دعا اور سوال سب اللہ تعالیٰ سے ہونے چاہیے خود آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے فرماتے ہیں ادا سالت فاسئل الله واذا

(۱) جامع الترمذی، باب ۲، ۷۸ ط سعید

(۲) فی هذه الاحادیث 'الترك باثار الصالحين و بيان ما كانت اصحابه عليه من الترك باثاره' و تركهم بادخال يده الكريمة في آيتهم و تركهم بشعره الكريم (شرح الترمذی مع الصحيح لمسلم باب قرينه ﷺ من الناس و تركهم به ۲/۲۵۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) ثم قال فی النهر عن المعراج واما ما فعل عقب الصلوة من السجدة فمكروه اجماعاً لان الناس يعتقدون انها واجب او سنة - ای وکل حائر ادى الى اعتقاد ذلك كره (رد المحتار - کتاب الصلاة ۱/۳۷۱ ط سعید)

(۴) وقد صرح بعض علمائنا و غيرهم بکراهة المصافحة المعقاة عقب الصلوة مع ال المصافحة سنة وما داک - بله لکونها لم تشر فی خصوص هذا الموضع (رد المحتار، مطب فی دفن الميت ۲/۲۳۵ ط سعید)

استعت واستعن بالله ، کہ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سواں کرو و جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اس پر عمل کرنا منہی کو لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ غفہ ”یا“ کا حکم

(سوال) اکثر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگا سکتے ہیں اور کسی کے نام کے آگے نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگایا گیا تو غوث پاک کی ورد میں سے ہیں مگر یا غوث کر کے یاد کیا یا پکارا تو کیا حرج ہے۔ المستفسی نمبر ۸ ۱۲۳۷
ن منصوری (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۷) آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ بھی یا لگانا جائز نہیں ہاں درود شریف میں صلی اللہ علیہ وسلم بار سنو اللہ کنز جائز ہے وہ بھی اس خیال سے کہ فرشتے یہ درود حضور ﷺ کو پہنچا دیں گے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

(۱ تا ۴) نقشہ نعل مبارک سے توسل و تبرک اور اس کو شائع کرنے کا حکم

(۵) نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دینا کیسا ہے؟

(۶) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں

(سوال) استفاء ہند کی پشت پر رسول کریم ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ ہے ورنہ کے ساتھ نعل مبارک کے بعض آثار و خواص اور اس کی تعریف میں بعض بزرگوں کے شعر اور اس نعل مبارک سے ایسے سے اللہ تعالیٰ سے حاجات طلب کرنے کا طریقہ بھی تحریر ہے زید نے یہ نقشہ نعل مبارک مع موربا حضرت مولانا محمد شرف علی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب زاد السعید سے ملحقہ سالہ نیل شنبہ مصر المصطفیٰ سے نقل کر کے طبع کرایا اور مسلمانوں کے مجمع میں اسے تقسیم کیا تاکہ وہ اس کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں حضرت اکابر تحریر فرمائیں کہ کیا (۱) زید کا یہ نعل ناجائز ہے (۲) اس کے آثار و خواص میں جن برکات کے ظہور کا ذکر ہے ان کا اعتقاد ناجائز ہے (۳) اس نقشہ مبارک کو، عت برکت سمجھنا ناجائز ہے (۴) اس نقشہ مبارک کے ویسے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ناجائز ہے (۵) زید جو ایک مسجد میں امام ہے اس نے اس نقشہ کو طبع کرا کے اپنے نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دیا کیا یہ لکھنا ناجائز ہے (۶) زید نے یہ نعل مبارک نقشہ مسلمانوں میں تقسیم کئے دوسرے دن صبح کو زید کی قبر میں

۱ جامع لبرمدی باب ۲۷۸ ط سعید

(۲) و حصر ناظر تمھ کر بتاؤ: اللہ کے لئے کن ترک سے انسانی اہ دعاء و دعاہ رسول ﷺ تصریح ولہ طہار اہافہ والا صطرا یہ و سال مد ہدہ المطالب الی لا تطلب لا من منہ و دعت ہو الشر فی لا یہد نفسہ اعزہ الحمد شرح کتاب الرحمد باب من بشرک ببعیث غیر اللہ ص ۱۸۷ ص المکتبۃ السعیدہ

کپڑے وغیرہ اتار کر ٹھنڈی ہوا میں لیٹنے کی وجہ سے درد ہو گیا اس پر ایک شخص نے زید سے کہا کہ تم نے یہ نقشہ طبع کرا کے تقسیم کیا تھا اس وجہ سے تمہارے سر اور کمر میں درد ہو گیا اور تم دو دن ترجمہ نہ کر سکے کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیٹو اتو جرو!

المستفتی نمبر ۱۵۵ مولوی محمد یوسف صاحب امام مسجد حوض والی محلہ چوڑی دالان دہلی مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۴) آنحضرت ﷺ کے آثار متبرکہ طیبہ سے برکت حاصل کرنا تو علماء متقدمین اور صحابہؓ اور تابعینؓ سے ثابت ہے (۱) لیکن آثار و اشیاء متبرکہ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور ﷺ کی استعمال کی ہوئی اشیاء (مثلاً جنبہ مبارک یا قمیص مبارک یا نعل مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے اجزاء (مثلاً موئے مبارک) یا حضور کے جسم طہر کے ساتھ مس کی ہوئی چیزیں ہیں (مثلاً اس خاص پتھر کے جس پر قدم مبارک رکھنے سے نشان قدم بن گیا ہو) لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصویر بنا کر اس سے برکت حاصل کرنے کا معتمد اہل علم و ارباب تحقیق سے ثبوت نہیں (۲)

اگر تصویر سے تبرک حاصل کرنا بھی صحیح ہو تو پھر نعل مبارک کی کوئی تخصیص نہ ہوگی بلکہ جب مبارک قمیص شریف، موئے مبارک اور قدم شریف کی کاغذ پر تصویر بنانے اور ان سے تبرک و توسل کرنے کا حکم اور نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل کا حکم ایک ہو گا اور ایک، ہر بالشریعت اور ماہر نفسیات اہل زمانہ اس کے نتائج سے بے خبر نہیں رہ سکتے جن بزرگوں نے نعل مبارک کے نقش کو سر پر رکھا ہے وہ اس سے توسل کیا وہ ان کے وجدانی اور انتہائی محبت بانی ﷺ کے اضطراری افعال ہیں ان کو تعمیم حکم اور تشریع للناس کے موقع پر استعمال کرنا صحیح نہیں۔ (۳)

نیز اس امر کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ نعل مبارک کا یہ نقشہ فی الحقیقت حضور ﷺ کے نعل

(۱) عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی اعدۃ جاء خدم المدينة یأتیہم فیہا سماء فما یزتی باماء الا عمس یدہ فیہا۔ و عنہ قال لقد رايت رسول اللہ ﷺ والحلاق یحلقہ واطاف اصحابہ فمما یریدون ان یقع شعرة الا فی ید رحل (صحیح الامام مسلم) قال البیہقی فی شرحہ فی ہذہ الاحادیث - التبرک بآثار الصالحین و بآثار ما کانت الصحابة علیہ من التبرک بآثارہ و تبرکہم باحوال یدہ الکریمہ فی الآسۃ و تبرکہم بشعرہ الکریم (باب قربہ ﷺ من الناس و تبرکہم بہ ۲/۲۵۶ ط قدوسی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن ابی الحیراء السعدی قال: "قلت لحسن بن علی: ما حفظت من رسول اللہ ﷺ؟" قال: "حفظت من رسول اللہ ﷺ: دغ ما یریک الی مالا یریک (الحديث) (ترمذی قبیل ابواب صفة الجنة ۲/۷۸ ط سعید) وفي المرقاة والمعنی اثر ما تشک فیہ من الاقوال والا عمال انہ منہی عنہ ولا اوسۃ او بدعة واعدل الی مالا تشک فیہ منہما واستقصود الی سبی المكلف امرہ علی یقین اسحت والتحقیق والصرف و یکون علی بصیرۃ فی دینہ (کتب السور باب الکسب وطلب الحلال ۶/۴۳ ط امدادیہ ملتان)

(۳) ولا یحتی ان مبی الا اعتقاد لا یکون الا علی الادلة الیقینیۃ و مثل ہذا المعنی الدی اساسہ علی دلت المبی لا یصلح ان یکون من الادلہ الطبیۃ ولدالم یعتبر احد من العتباء حوار العبد فی الفروع العقینیۃ بما یظهر للتصوف من الامور الکشفیۃ او من الحالات المناسۃ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب اشراط الساعۃ الفصل الثانی ۱۷۹/۱۰ ۱۸۰ ط امدادیہ ملتان)

مبارک کی صحیح تصویر ہے جتنی حضور ﷺ کے نعل مبارک کے درمیانی پٹھے (شرک) کے وسط میں در گئے تسموں (قبیلین) پر سے ہی پھول و نقش و نگار بنے تھے جیسے اس نقشے میں بنے ہوئے ہیں اور با ثبوت صورت و ہیئت کے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنا بہت خوفناک امر ہے اندیشہ ہے کہ جس کذاب عسی متعمداً الح کے مفہوم کے عموم میں شامل نہ ہو جائے کیونکہ اس ہیئت کے ساتھ اس کو مثال نعل مصطفیٰ قرار دینے کا ظاہر محض یہی ہے کہ اس کو مثال قرار دینے والی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہی نعل مبارک استعمال کی تھی جس کے پھول و رنگے تسموں پر اس قسم کے پھول بنے تھے اور اس طرح کے نقش و نگار بھی تھے۔

پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ یہ نقش و نگار ریشم سے بنائے گئے تھے یا کدیتوں و زرری کے تھے یا محض ٹچہ تھا اور ان تمام امور میں سے کسی کا بھی ثبوت مہیا نہ ہو گا اور اختلاف ہوتے مختلف حکم لگائے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال تصویر کو اصل کا منصب دینا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا حکام شرعیہ سے ثابت نہیں مگر حضور ﷺ کی نعل مبارک جو حضور ﷺ کے قدم مبارک سے مس کر چکی ہو کسی کو مل جائے تو زبے سعادت اس کو یوسہ دینا سر پر رکھنا سب صحیح مگر نعل کی تصویر اور وہ بھی ایسی تصویر جس کی اصل سے مطابقت کی بھی کوئی دلیل نہیں اصل نعل مبارک کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر ۱ سے ۴ تک کا تو یہ جواب ہو گیا، نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنے متعلق خادم دربار محمدی لکھ دینا ناجائز نہیں ہے اور نمبر ۶ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سر اور کمر کے درد کو اس پرچہ کی اشاعت کا نتیجہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ بھی غلطی کرتا ہے اور لا تقف ما لبس لك به علم کے تحت اس کو ایسا حکم لگانے سے جتناب کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

معروف نقشہ کیا حضور ﷺ کے نعل ہی کا نقشہ ہے؟ اس کو یوسہ دینا کیسا ہے؟ (سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نقشہ معہ ہدایت شائع ہو ہے جس میں شان کف پائے مبارک کا نقشہ دیا گیا ہے یہ نقشہ جو شائع کیا گیا ہے حضور ﷺ کے نعلین شریف کا درست نقشہ ہے کیا اس کی اصل احادیث شریف یا قول خلفائے راشدین سے ثابت ہے دوسرے مشترک نے یہ بھی تحریر کیا کہ بتوسل نعلین شریف دعا کرنا چاہیے یہ نقشہ معہ تحریر ارسال ہے لہذا شرع شریف میں اس نقشہ کو یوسہ دینا سر پر رکھنا اس کے توسل سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۸ انور احمد صاحب (دریہ کلاں دہلی) مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵

(جوانی ۱۹۳ء)

(جواب ۴۹) اگر آنحضرت ﷺ کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو زبے سعادت اور فرط محبت سے اس کو بوسہ دینا سر پر اٹھالینا بھی موجب سعادت ہے (۱) مگر یہ تو اصل نعل نہیں اس کی تصویر ہے اور یہ بھی متیقن نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل شے کا معاملہ کرنا شریعت میں محمود نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پائے مبارک موئے مبارک اور قمیص مبارک جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جاسکتی ہیں اور اگر ان میں بھی اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج ہی پیشمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک فتنہ عظیمہ کا دروازہ کھل جائے گا (۲) جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا وہ ان کے واسطے جذبات محبت کا نتیجہ تھا مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

خط و کتابت

(مخوذاً از رسالہ اتمام المقل)

(سوال) مذکورہ بالا دو فتوؤں کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض مخلصین نے حاضر خدمت ہو کر موافق و مخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہونے لگا۔

حضرت مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف و شقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے اگر

(۱) عن ابن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: اذا صلى العداة حاء خدم المدينة مايتهم فيها الماء فما يوتى ماء الا غمس يده فيها و عه لقدم ايت رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه واطف به اصحابه فما يربدون ان تقع شعرة الا في يدر حل (صحيح الامام مسلم) قال النووي في شرحه في هذه الاحاديث - التبرك بآثار الصالحين و بباد ما كسب الصحابه عبيد من التبرك بآثاره و تبركهم ما دحل يده الكريمة في الامة و تركهم شعرة الكريمة (باب قرب ﷺ من الناس و تبركهم به ۲/ ۲۵۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن الحسن بن عبي قال حفظت من رسول الله ﷺ دع ما يريك الى ما لا يريك (جامع الترمذی قبل ابرار صفة الحجة ۲/ ۷۸ ط سعید) وفي المرقاة والمعنى اترك ما شئت فيه من الاقوال والاعمال انه منهي عن اولا ادرسة او بدعة واعدل الى تشك فيه مهما والمقصود ان يبنى المكلف امره على اليقين البحث والتحقيق والصرف و يكره على بصيرة في دينه (مرقاة كتاب البيوع باب الكسب وطلب الحلال ۶/ ۴۳ ط امداديه ملتان)

(۳) ولا يحتمل ان مسمى الا اعتقاد لا يكون الا على الادلة اليقينية و مثل هذا المعنى الذي اساسه على ذلك المسمى لا يصلح ان يكون من الادلة الظنية و ندالم يعتبر احد من الفقهاء حوار العمل في العروغ الفقهية بما يظهر بصرفه من الامور الكشفية او من الحالات المماثلة (مرقاة المماتيج شرح مشکوة المصابيح: باب اشراط الساعة الفصل الثاني ۱۰/ ۱۷۹-۱۸۰ ط امداديه ملتان)

ممکن ہو تو اسی وقت اس کا تدارک کر لیا جائے چنانچہ حضرت ممدوح نے اپنے دونوں جواب حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کر دیئے افسوس کہ اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی (غالباً حضرت حکیم الامت مدظلہم العالی کے یہاں محفوظ ہوگی) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا۔

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

خدمت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دام فیضہم
حضرت محترم دام فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہاں اپنی جماعت کے ایک اچھے مستعد عالم نے یہ نقشہ جو اس خدمت ہے چھپو کر شائع کیا لوگوں میں اس کی اشاعت سے کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق سواریات ہو رہی ہیں میرے پاس بھی دو سوال آچکے ہیں میں نے جو جواب تحریر کئے ہیں وہ مدظلہ اقدس کے لئے ملفوف ہذا ہیں براہ کرم ملاحظہ کے بعد رائے عالی سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائے گا تو میں بلا تکلف رجوع کر دوں گا یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ رسالہ نیل اشفا میں نے مطاعہ کیا ہے وہ میرے لئے موجب اطمینان نہیں ہوا۔ والسلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا تھانوی کا جو گرامی نامہ آیا اس کی نقل یہ ہے

ارشاد نامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم

جواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب خدمت فیوضہم

تصحیح الحواب وتوثیقہ من الاحقر الافقر اشرف علی عفی عنہ

بعد الحمد والصلوة احقر نے دونوں جواب پڑھے جو بالکل حق ہیں اور صحت معنی کے ساتھ اسلوب (۱) کا ہم میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابل داد ہے جس کی ایسے نازک مسائل میں سخت ضرورت ہے اب ان کے مضامین کے متعلق بغرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔
نمبر ۱۔ بدلائل ثابت ہو چکا کہ یہ عمل (۲) شرعیہ نہیں وراہیے عمر کے لئے جن کا منشعب و شوق صبیحی ادب ہو مستقل دلائل کی حاجت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے کما قال عثمان ولا مسست ذکر بیہمی مد بایعت رسول اللہ ﷺ راوہ ابن ماجہ (۳)

(۱) مد مفاد کلام مدظلہ و نقطہ نقطی ادب

(۲) مد فی مکونہ لاحقر مد مفاد الشرعیۃ

(۳) باب کرمیۃ من لدکر الیمین والاسنحاء بیہمی ص ۲۷ ط سعید

ظاہر ہے کہ یہ رعایت بنا کر حکم شرعی نہیں ورنہ ثوب انجس کا دلک یا عصر بھی یقین سے جائز نہ ہوتا۔
 نمبر ۲۔ جب ان اعمال کی بنا ادب و حب و شوق صعبی ہے اور بعض اوقات صرف تشکل و تشابہ بھی مثالان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دی جائے گی۔ کما فی فتاویٰ العلامة محمد الحی صفحہ ۳۲۲۔ نقل عیاض عن احمد بن فضلویہ الراہد العازی قوله ما مسست القوس بیدی الا علی طہارة منذ بلعنی ان رسول اللہ ﷺ اخذ القوس بیدہ۔ ظاہر ہے کہ مٹی اس کا جزو دونوں قوس کے تشابہ کے اور کیا تھا پھر تشابہ و تشاکل عام ہے ناقص ہو یا تام اور کسی عین کا ہو یا تمثیل کا چنانچہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے تصویر روضہ منورہ و نقشہ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ واقعہ دلائل الخیرات کے باب میں جو ب دیا ہے کہ بوسہ دادن و چشم بیدن بریں نقشہ باثبات نیست و اگر باز غایت شوق سرزد مامت و عتاب ہم بر جانیا شد اھ من الفتاویٰ الامدادیہ جلد ثالث ص ۱۴۰ اور نعل شریف کی تمثال اگر پوری مطابق بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے جیسے روضہ شریفہ کا نقشہ واقعہ دلائل الخیرات پس غایت مافی الباب تطابق نام کا دعویٰ و اعتقاد ناجائز و محتاج نقل صحیح ہو گا باقی مطلق تشابہ تو احادیث سے ثابت ہے۔

نمبر ۳۔ ایسے احکام حبیبہ شوقیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا اس لئے ضروری نہیں کہ نعل مبارک کے تمثیل کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو دوسرے تبرکات کے تماثیل کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے کو کما قال بعض العشاق۔ امر علی الدیار دیار لیلی۔ اقبل ذالجدار و ذالجدار۔ و ما حب الہبار شغفن قلسی۔ ولکن حب من سکن الدیار۔ ولم یقل اقبل ذی الثمار و ذی الثمار۔ اور مثلاً مساجد میں مستعمل ظاہر جو تہ پہن کر نہ جانا جس کی بناء محض ادب صعبی عرفی ہے اسکو مستلزم نہیں کہ جہنم پہن کر بھی جانا مساجد میں قیاساً خلف ادب سمجھا جوئے اور مشد تقبیل تمثال روضہ شریفہ کا جواز مذکور نمبر ۲۔ اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جائے بلکہ اس کا مدار اہل ادب کے ذوق و عادت پر ہے باقی تمثال نعل شریف کی تخصیص اول تو یہ جو ذوقی ہونے کے محل سوال نہیں لیکن ممکن ہے کہ داعی اس تخصیص داعی کا طالب کا اپنے لئے غایت تذل اس اختیار کرنا ہو کہ اس سے زیادہ درجہ کی چیزوں تک میری سہل رسائی ہوتی۔ کما قیل۔

نسبت خود برکت کردم و بس مستعمل
 زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

واللہ اعلم باسرار عبادہ۔

نمبر ۴۔ یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے ورنہ جہاں ختم غالب مفاد کا ہو وہاں نقشہ تو کیا خود اصل تبرکات کا نفع اہم بھی بشرط عدم اہانت و بشرط عدم لزوم ایقا مطلوب و مامور بہ ہو گا جیسے حضرت عمرؓ کا قصہ قطع شجرہ کا منقول ہے۔ (۱)

(۱) کان الناس یرون الشجرۃ الی یقال لہا شجرۃ الرضوان فیصرون عہدا فینع ذلك عمر بن الخطاب فاوعدهم فیہا وامرہا فقطعت (طبقات ابن سعد عروہ الحدیث ۲: ۱۰۰ ط بیروت)

نمبر ۵۔ میں نے جب رسالہ نیل اشفا بمصلح لمصطفیٰ لکھا تھا جس کو غالباً چھتیس سال کا زمانہ ہو گیا گو اس میں بھی کافی احتیاطیں کر لی گئی تھیں منشا میں بھی کہ نقائص سے نقل کیا گیا اور ناشی میں بھی کہ آخر میں غلو سے ہتھام کے ساتھ روک دیا گیا مگر تاہم اتنے مفاسد محتملہ سے ذہن خالی تھا لیکن پندرہ سال سے زائد مدت گزری کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے لگیں اس کے چند روز بعد ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا جس کا جواب لکھ کر میں مضمون ہو گیا یہ جواب انور محرم ۱۹۴۲ھ کے صفحہ ۹ میں بعنوان تنبیہ بر اصلاح معاملہ باتمثال نعل شریف شائع ہوا ہے پھر مزید احتیاط کے لئے انور شوال ۱۹۴۳ھ کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کر دی کہ نیل اشفاء کے متعلق انور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں۔ اھ

اب محمد اللہ دوسرے علماء کی تحریر سے بھی میرے مقصود کی تائید ہو گئی پس کسی کو غلو کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل و مکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریر سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لئے میں اعلان کر رہا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاوے اور میری تحریر کو مرجوح بلکہ مجروح و ممنوع عنہ بہکہ مرجوح عنہ سمجھا جاوے۔ فقط ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مفتی صاحب قبدہ کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق تو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام ظلہ کی یہ تحریر تھی جو اوپر نقل کی گئی اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ

بنام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا السلام علیکم۔ اگر اصل جواب شائع ہو تو بشرط خلاف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر (۱) بھی شائع فرمادی جائے خواہ بعینہ خواہ بعد تلخیص و حذف اجزاء مضمرہ بدعوام۔ البتہ صورت تانیہ میں اگر تلخیص کو میں بھی دیکھ دوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کروں تاکہ آئندہ جواب میں اس کی رعایت رہے

اور بعینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضمرہ کا جواب درد بھی ساتھ ساتھ خوشی میں شائع کر دیجائے اور اس صورت میں مجھ کو دکھلانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ

(۱) اس تحریر سے وہ تحریر مراد جو پر حقون تصحیح مجربہ و توثیقہ نقل کی جا چکی ہے

تصرف میری عبارت میں نہ ہوگا جیسے تلخیص کی صورت میں ہوگا۔

اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی نقب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ (۱) تمام المقار فی بعض حکام التمثال یا اور کچھ اور اشاعت کی صورت میں النور کا مضمون بعنوان تنبیہ (۲) بھی شائع ہو جائے تو انفع ہے جس کا پتہ نمبر ۵ میں لکھا ہے فقط۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامے کے موصول ہونے پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

مکتوب دوم مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ
خدمت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیوضہم

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ۔ مدرسہ امینیہ دہلی
حضرت مخدوم محترم دام فضلہم

اسلام عینکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ نے معزز و مفتخر فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں امید کہ تسلی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے حضرت عثمانؓ کی حدیث کے بن ماجہ (۲) میں یہ الفاظ ہیں ما تعبیت ولا تحنیت ولا مسبیت ذکر ی یمنی مند بایعت بہا رسول اللہ ﷺ اس میں ہوتین باتیں مذکور ہیں اور عینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو کیا اس قول کا مطلب یہ ہو سکتا ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کئے جیسے حضرت عمرؓ کا قول ہے ما بعت قائماً منذ اسلمت (رواہ النزاز و رجالہ ثقات کذا فی الزوائد) (۳) اگر یہ مطلب ہو تو مس ذکر بالیمن نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذکر بالیمن ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن فضل بن کا قول ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ الخ ہر قوس کے متعلق ہے یا القوس میں ہلف ام عہد کا ہے اور اس سے ایک خاص قوس مراد ہے جس کے متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضور کے دست مبارک میں جانے کا شرف حاصل ہوا ہے میرے خیال میں قوس معبود کا مراد لینا راجح ہے کیونکہ عام قوس کا مراد لینا اور محض اس خیال سے کہ کمان

(۱) اس متورہ مفیدہ کے ماتحت یہ مجموعہ اسی نقب سے نقب کر دیا گیا ہے حضرت اقدس کی پوری تحریر شائع کر دی گئی اس کی تلخیص نہیں کی گئی)

(۲) یہ مضمون ہم سے رسالہ تہ امتثال میں ہے

(۳) باب کراہیۃ مس الذکر والیمین والاستجاء بالیمین ص ۲۷ ط سعید

(۴) باب البول قائماً ۶/۱ ط دار المعرفۃ بیروت لبنان

کو حضور ﷺ نے ہاتھ میں یہ ہے اس کے تمام مکنوب کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھونا موجب نہیں حضور ﷺ نے صرف مکن دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ توارکین ازار رد و عمامہ قمیص و ربہ کی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قوس میں نہ پایا جاتا اگر دوسرا احتمال مزید ہو تو معقولات بات ہے اور جو چیز بھی اس کو ایسی مل جاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آتی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملی صرف کوئی مکن ایسی ہاتھ لگی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبہ محبت نے اس مکن کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا جناب نے اس عبارت کا حوالہ مجموعہ فتاویٰ مولانا مہدائی کے صفحہ ۳۲۲ کا دیا ہے میرے پاس جو مجموعہ فتاویٰ ہے اس کی جلد اول و دوم کے ص ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملی اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں برہ کرم جہد کی تعیین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں ان دو باتوں کے علاوہ یک و ربہ بات بھی عرض کرنی ہے کہ جذبہ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیار کی ہوں گے یا اضطراری اگر اختیاری ہوں گے تو احکام شرعیہ (اجوب سنیت مندب بابت کراہت حرمت) میں سے ان کے ساتھ کوئی حکم ضرور متعلق ہو گا ہاں اگر اضطراری ہوں گے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہو گا تو تصویر و نقشہ کو پاس دینا سرپر کھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہو گا یہ صورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ کہا جائے گا پھر اس کو امور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے۔

تخب کی صورت میں اس کی تشریح و عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی۔

لیکن اگر نظر رکھی ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ امور شرعیہ میں سے نہیں کیونکہ شرع کا تعلق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (پاس دینا سرپر کھنا تو اس کرنا) جواز یا تخب یا بابت کراہت کے ساتھ متصف نہ ہوتے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہو گا اور تشریح لعموم اور ترغیب سناس کے لئے حجت بھی نہ ہونے کا کیونکہ امور اضطراریہ کی تشریح اور ترغیب غیر معقولات ہے وہ تو اضطرار اور غابہ شوق سے خود سرزد ہو سکتے ہیں نہ کسی کے کہنے و ترغیب دینے سے۔

میر کی جرات کو معاف فرماتے ہوئے تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اس کے جواب میں حضرت حکیم امت کا جوار شاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے
ار شاد نامہ دوم حضرت حکیم الامت مولانا شرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

بنام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الف نامہ نے ممنون فرمایا فبارک اللہ تعالیٰ فی صونکم

ملہ ین جو احتمال منذ یایعت بها الح میں وراسی طرح ما مسست الفوس کے نف ل م میں ظہر کیا گیا ہے، گو ذوق (۱) س سے آئی ہے خصوص غفظ بہر پر نظر کر کے۔ مگر صون دین عوم کے سنے نافع ہے۔ باقی تخصیص قوس (۲) س سول تو یہ حکام ادبیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا کہ ذکر فی نمبر ۲ من تحریری اسبق دوسرے کثرت استعمال فی عبدة الغزو فی ذاک الزمان۔ س تخصیص کی ایک وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو تلبس دینی زیدہ ہے وریہ عبارت مجموعہ فتوئی کی جلد اول مطبوعہ شوکت، سلام ۱۳۰۲ صفحہ ۳۲۲ میں ہے صفحہ ۳۱۸ سے کتاب النو در کے تحت میں شروع ہو کر صفحہ ۳۲۷ تک چلی گئی ہے۔ صل مجیب مو۔ نا محمد، ماعیل ہیں ورمولانا محمد عبدالحی صاحب مصوب ہیں اور امور شرعیہ سے خارج کرنے کے متعلق جو صورت پوچھی گئی ہے یہاں افعال مقصودہ فی الشرع مرد ہیں نہ کہ احکام شرعیہ میں نے یہ عنوان آپ ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا کہ آپ کی عبارت خط سابق میں ہے اب اس کو مقاصد شرعیہ کے عنوان سے بدستابوں ورس کے اختیار کی ہونے وراس کے ساتھ حکم شرعی کے متعلق ہونے سے انکار نہیں کرتا اور وہ حکم باحت فی نفسہ اور استنباب یا کراہت لغیرہ باتسبب للمقاصد او للمقاصد ہے۔ یہ تو حاسب علمانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بیت وسعت ہے ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد دیداتا ہے۔

(۱) حضرت عثمان کی حدیث میں پانک۔ تین باتوں کا ذکر ہے ما نعیت ولا تمست ولا مسست ذکر فی بیعی الحج جنی ۱۰ فرمات ہیں کہ میں نے گائے کا ارتکاب نہیں کیا ورجھوٹ نہیں کیا اور ذکر کو سیدھا ہاتھ نہیں لگایا اور یہ تینوں باتیں سلام میں ممنوع ہیں تو طالبان کا مقصد یہ ہے کہ جب سے میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی یعنی اسلام دیا ان ممنوعات تحریریہ میں سے اس کا ارتکاب نہیں کیا اور اس فقہ پر غفظ منذ کا تحقق تینوں باتوں سے ہے نہ صرف مسست سے اور جب کہ تینوں سے تحقق ہو تو پھر منہذ بیعت کے معنی منذ سلت ہی زیادہ مورد اور مناسب ہیں وریہ وجہ مس ذکر نہیں کرتے کی سلام مانا ہے کیونکہ یہ فعل سلام میں ممنوع ہے یعنی گران کا سیدھا ہاتھ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس بھی نہ کرتا جب بھی حکم سلام یہ مس ذکر باتیں ترک کرتے ہیں۔ حکم سلام غنم ورمیہ کو ترک کر دیا تھا ہاچونکہ مس ذکر باتیں میں ترک کی ایک دوسری طیف وجہ بھی تھی اس کی طرف خاص توجہ کرنے کے لئے بہرہ دہا مگر مطلب یہی ہے کہ جب سے اسلام لیا ہوں ان تینوں باتوں کا ارتکاب نہیں کیا ہے گران کا مقصد یہ ہوتا کہ ابے یمن کے حضور کے دست مبارک سے مس کرنے کی بات پر میں نے مس ذکر باتیں ترک کر دی تو اس کی تعمیری سے منہذ بیعت ہمارے منہذ صافحت بہر زیادہ موزوں ہوتی اور شیخ حمد بن فضلو یہ کے کلام میں قوس سے خاص قوس مراد لینے کو میں زیادہ قوی ورجح سمجھتا ہوں اور مو۔ نا محمد، ماعیل صاحب بھی خاص قوس مراد لینے کو ہی سمجھتے ورنہ اس لئے وہ ترجمہ کیا حوجہ تیرہ آئندہ میں مجموعہ فتاویٰ سے نقل کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت مدکان اللہ لہ۔

(۲) حضرت مولانا محمد نووی مد ظہم لہ کی س گری نامہ سے جب اس عبارت کا پورا پورا معوم ہوا تو میں نے اپنے پاس کے مجموعہ فتوئی مو۔ نا عبدالحی متبع یوسفی ۳۲۱ھ کے جلد اول ص ۸۷ میں یہ عبارت دیکھی مولانا محمد، ماعیل صاحب مجیب نے اس عبارت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ میری توجہ کے صاف سے ان کے ترجمہ کی عبارت یہ ہے (نہوں نے نہ کہ جب سے میں نے یہ سنا کہ میری کمان کو آنحضرت ﷺ نے دست مبارک سے چھوا اس وقت سے میں نے س کہ کبھی بے وضو نہیں چھو) یعنی نہوں نے کمان سے ایک خاص من کی مراد سے ہر کمان کے متعلق یہ طرز عمل قرار نہیں دیا۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ ہاں اللہ لہ۔

ندانی کہ مارا سر جنگ نیست
وگر نہ بول تن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ کام کو بند کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گواختیا طی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا چنانچہ مکتوبات خبرت کے حصہ سوم بہت ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلاف آراء سے نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو گیا پھر اس کے ساتھ عوام کے اختراق ابواء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مصاحح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ حکم دے ما یروسل الی مالایرسل (الحديث) ۱۱ اپنے رسالہ نیل الشفاء سے رجوع کرتے ہوں اور کوئی درجہ تسبب لضرر کا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا تھخار ورتکار کرتا ہوں۔

علی انی راص ناد احممل الہویٰ واحلص منه لا علی ولا لبا والسلام
(نوٹ) اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکمل کیا مخصوصاً جہدی شائع فرمادیں پھر خواہ مستفاد ہو ولی یا خبر میں۔ اشرف علی ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

حاشیہ از مولانا تھانوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ۶۸

قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے الخ اقول گو اس میں سو کاتب کا بھی احتمال ہے نیز اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لیکن مانع کو دلیل کی حاجت نہیں احتمال کافی ہے اور اس احتمال کے فرض وقوع کے بعد بھی منشا اس کا حکم شرعی نہیں محض عاشقانہ ادب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بناء پر حضرت عثمان کے قول ما مسست الخ کو ظہر معدول کیا گیا ہے۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم امت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیل الشفاء سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل الشفاء سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک و توسل کی مسلمانوں کو تلقین و ترغیب اور نقشہ کی تشیرو شاعت کی تحریض مقصود ہے اب حضرت مولانا دہلوی نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مد نظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشیرو شاعت کی تلقین سے رجوع فرمایا ہے رہا کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ سرز عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے اسی طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جو ز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز پس عاشق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مورنہ کے عداوت رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اس نظر سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا ارادہ حضرت مولانا پر ظاہر کیا تو جواب میں فرمایا کہ (اشاعت) میں مطلوب ہے اور ساتھ ہی یہ دعا بھی ارشاد فرمائی حواکم اللہ تعالیٰ وبارک فیکم محمد کفایت للہ کان اللہ۔

فصل چہارم۔ درود شریف اور دعائے گنج العرش وغیرہ

درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔

(سوال) درود تاج“ درود لکئی دعائے گنج، عرش وغیرہ کی اسناد جو لکھی ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۱ غلام ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰) درود تاج درود دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں۔ محمد کفایت للہ کان اللہ۔ دہلی

حضور ﷺ کا تعلیم کردہ درود کیا ہے؟ اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا حکم (سوال) آج کل مروجہ درود صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم عبدک یا حبیب اللہ کب کی ایجاد ہے اور یہ غنہ کے طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور نبی ﷺ کی بابت دریافت ہوا تو آپ نے کون سا ارشاد فرمایا؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسماعیل صاحب (امر تسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء (جواب ۵۱) یہ درود بھی جائز ہے اور اس کی اصل نمر: کی یہ تعلیم السلام علیک ایہا النبی حضور ﷺ کا تعلیم کردہ درود یہ ہے اللہم صل علی محمد وازواجه وذریئہ کما صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وازواجه وذریئہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید محید ۲۰ اس کے علاوہ اور بھی درود حضور ﷺ کے تعلیم فرمودہ ہیں (۲) محمد کفایت للہ کان اللہ۔

(۱) یہ دعائے غنہ اس غرض سے پڑھنا کہ فرشتے آپ ﷺ کو پیچھا دیں جائز ہے (امداد الفتاویٰ کتاب العقائد والکلام ۵/۲۰۴ ط دار العلوم کراچی) اور اس عقیدے سے پڑھنا کہ حضور ﷺ حاضر بناظر ہے ممنوع ہے والثانی انہ دعاء و ناداء (ای الرسول ﷺ) بالتصریح واطہار النفاق والا صطرار الیہ و سال منہ هذه المطالب التي لا تطلب الا من اللہ تعالیٰ وذلك هو الشرك فی الالہیہ (تیسر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید باب من الشرك ان يستعین بعیر اللہ ص ۱۸۷ ط مکتبہ سلفیہ) (۲) صحیح البخاری باب الصلوة علی النبی ﷺ ۲/۹۴۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۳) حوالہ بالا

ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام ہے اصل ہے
(سوال) ہر جمعرات کو یک جگہ پر جمع ہو کر درود شریف کا ختم سوا کھ کا مسمنوں کی بہبودی کے لئے
پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے اس مجمع میں شریک ہونا اور درود شریف پڑھنا چاہیے یا نہ پڑھنا چاہیے ؟
المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی صاحب (ضلع ہردوئی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری
۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) ایسے اجتماع کا التزام کرنا بے اصل ہے اور درود شریف فرداً فرداً پڑھنے کا بہت ثواب
ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

جماعت بن کر بلند تہذیب سے درود شریف پڑھنے کا حکم

(سوال) چند لوگوں کا مجتمع ہو کر زور زور سے درود شریف پڑھنا یا کر کرنا کیسا ہے اگر جواب غی میں
ہے تو دلیل کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ
مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳) اس طرح جماعت بن کر درود پڑھنا ثابت نہیں اس لئے اس بیت کا التزام نہ چاہیے اور
جو خود درود شریف جس قدر پڑھ جائے موجب ثواب ہے اور زور سے پڑھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی
نماز پڑھنے والے یا مریض کو تکلیف نہ ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

کیا درود شریف کا ثواب حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے ؟

(سوال) کیا درود شریف کا ثواب مخصوص بذات آنحضرت ﷺ ہے یا اس کا ثواب دوسروں کو بھی بخش
جا سکتا ہے عموماً مشہور ہے کہ بجز سرور عالم ﷺ کسی اور کو نہیں پہنچ سکتا۔ المستفتی نمبر ۲۲۶۹ مولوی
محمد ابراہیم صاحب (گوڑ گاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۴) ایک ثواب تو درود شریف پڑھنے کا ہے وہ تو پڑھنے والے کو ملتا ہے ورنہ اختیار
کہ وہ اپنا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے (۱) اور ایک وہ ثواب ہے جو درود میں آنحضرت ﷺ کے لئے

(۱) صحیح عن ابن مسعود وہ اخرج جماعۃ من المسجد یهللون ویصلون علی اسی ﷺ حبراً وقال لہم ما ارکم لا
مستدعیں (رد المحتار، فصل فی لایع ۶ ۳۹۸ ط سعید)

۲ صحیح عن ابن مسعود وہ اخرج جماعۃ من المسجد یهللون ویصلون علی اسی ﷺ حبراً وقال لہم ما ارکم
لا مستدعیں (رد المحتار، کتاب محظر والا ماحۃ، فصل فی اسع ۶ ۳۹۸ ط سعید)

۳ ولا سرار، فصل حیث حلف الرءاء او تادی المصلی و، سیام (رد المحتار، کتاب محظر والا ماحۃ، فصل فی
لایع ۶ ۳۹۸ ط سعید) (۴) صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانس ان یجعل ثواب عنہ لغيرہ

و فی الحر من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابہ لغيرہ من الامواب والاحیاء حاراً و یصل ثوابہا الیہم عند اہل
لسہ والجماعۃ (رد المحتار، مصب فی القراءۃ سمیت و اهداء ثوابہا ۲ ۲۴۳ ط سعید)

اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ فقط صلوٰۃ یا اس کے مشتقات سے صرف نبیؐ عیسم
اصوۃ والسلام کے لئے وہ طلب کرنا چاہئے قصد وبالذات دوسروں کے لئے اللهم صل علی فلان نہ کہ
چاہیے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں
(سوال) درود تاج کا ثبوت کسی حدیث سے ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۵) درود تاج کوئی بیاد درود نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہو اور اس کے بعض جملے
مفہوم کے لحاظ سے بھی قابل اعتراض ہیں (۱) اس سے بہتر وہ درود ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں
جیسے نماز کے درود۔ یہ افضل واعلیٰ ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے
(۲) درود اکبر اور دعائے گنج لعرش پڑھنا جائز ہے مگر ان کی اسناد بے اصل ہیں!
(اخبار الجمعیت حبیب نمبر مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) درود تاج کے پڑھنے میں جناب کا کیا ارشاد ہے؟ (۲) درود اکبر اور دعائے گنج لعرش کا
پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۶) (۱) درود تاج کا پڑھنا کوئی گناہ نہیں ہے مگر دوسرے ماثور درود اس سے افضل ہیں (۲)
(۲) جائز ہے مگر ان کی سندیں معتبر نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

۱ وکذا لا یصلی احد علی احد لا عیسیٰ الہی (الدر المختار) در، المحقق فی الشامیہ (قوہ وکذا لا یصلی احد
عیسیٰ حد، ای استقلالاً) کتاب لخطر والا ناحة فصل فی البیع ۶ ۳۹۶ ط سعید

(۲) درود تاج کے بعض الفاظ مثلاً د مع السلام والوناء والقسط وامر ص والا لم ایح موہم شرک ہوئے کی وجہ سے قابل جہت
۰ نثر زبیں (مجموعہ الفتاویٰ) (اردو) ۲ ۱۹۷ ص سعید

(۳) ان الہی ﷺ حرح عیناً فقط قد علمنا کیف سلم علیک دکیف صلی علیک فقال قوہوا اللهم صل علی
محمد و علی آل محمد کما صلت علی ابراہیم (الحدیث) (صحیح ابیحاری باب الصلوۃ علی الہی
ﷺ ۲ ۹۴۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴، ولا شک ان اتبع الادعۃ الماثورہ اولی وارحی بلقبون (تکملة فتح المہم مسئلہ التوسل ۵ ۶۲۲ ط مکتبہ
دا، معلوم کراچی)

دوسرا باب پیری مریدی فصل اول - بیعت

بیعت توبہ مسنون ہے، معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے! (سوال) اکثر علمائے دین فی زمانہ بغیر ان پانچ طریقوں کے توبہ نہیں کرتے خصوصاً بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا نام پنا ضروری نہیں بس معروف و مشہور طریقہ محمدیہ کافی ہے یا حسب شرع ان میں توبہ کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اگر کسی نے سوا ان طریقوں کے توبہ کی تو قبول ہوگی یا نہیں؟ (جواب ۵۷) بدعت توبہ مسنون ہے اور چاروں طریقے جو مروج ہیں اور معروف ہیں ان میں مرید کرنا مستحب ہے و جب فرض یا سنت ہو کہ وہ نہیں پس ان طریقوں کے علاوہ بھی مرید کرنا اور توبہ کرنا جائز ہے حضرت شہداء و محدث دہوئی قوی جمیل میں فرماتے ہیں اعلم ان السنة سنة وليست بواجبة لان الناس يبيعوا النبي ﷺ و تقربوا اليها الى الله تعالى ولم يدل دليل على تأميم تاريخها ولم يكر احد من الائمة على تاريخها الح ۱ اور اسی میں ہے اعلم ان البيعة المتواترة بين الصوفية على وحوه احدها بيعة التوبة من المعاصي والثاني بيعة التبرك في سلسله الصالحين الخ ۲ اور اسی میں ہے ولا بأس أن يلقيه فيقول فل احترت الطريقة المشيكية او القادرية او الجشتية ۳ الی آخرہ اور غلط لباس کی بدعت اس امر پر ظاہر ہے کہ ان طریقوں کا نام نہ پنا بھی جائز ہے ۴ واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

ایک بزرگ سے صرف و وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) خادم نے ایک بزرگ سے کچھ درود و وظیفہ خط کے ذریعہ دریافت کیا تھا اور ہاتھ پر بیعت نہیں ہوا تھا اب اگر میں کسی اور بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟ (جواب ۵۸) صورت مسئلہ میں کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ

(۱) الفصل الثاني 'سنة البيعة' ص ۱۲ ط کلکة

(۲) حوالہ بالا ص ۱۹

(۳) حوالہ بالا ص ۲۳

(۴) فکلمة لاس وک کول اعدت استعما بها فيما تركه اولی مکتب قد تستعمل فی المندوب کتب صرح به فی لحر (رد المحتار) کتب لصلاة مطلق کاسة 'لا بأس' قد تستعمل فی المندوب ۱ ۱۱۹ ط سعید

نہیں کسی دوسرے سے اس وقت بیعت ہونا مناسب نہیں جب کہ پہلے سے بیعت ہو جاؤ اور باوجود اس سے فائدہ پہنچنے کے دوسرے سے بیعت کی جائے لیکن اگر پہلے سے بیعت ہی نہ کی ہو تو دوسرے سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں (۱) واللہ اعلم

(۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرنا حضور ﷺ یا خلفاء راشدین یا کسی بزرگ سے ثابت ہے ؟

(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں
(سوال) (۱) پیر بلند جگہ تخت پر بیٹھے اور دوسروں کو نیچے بٹھا کر بغیر ضرورت ذکر کر دے اس طرح خدا کے نام کی بتک دے حرامتی ہوتی ہے یا نہیں ؟
(۲) پیر و انما دوسروں کو نیچے بٹھا کر ذکر کر اویے تو ایسا فعل حضرت سرور کائنات ﷺ یا خلفائے راشدین نے یا حضرت عبدالقادر جیلانی نے کیا ہے ؟

(۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے یہ پیر کی طرف سے ؟
المستفتی نمبر ۳۴ فقیر محمد دکاندار (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء
(جواب ۵۹) (۱) یہ فعل پیر کا اچھا نہیں ہے (۲) حضور ﷺ و صحبہ کرام اور بزرگان دین کی یہ عادت نہ تھی (۳) کرامت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے پیر کے اختیار میں نہیں ہوتی (۴) محمد کفایت اللہ

کبار کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں۔

(سوال) زید تصویر کشی و تصویروں کی زینت سے اپنے مکانوں کو زیبائش دیتا ہے اور اس کو جائز خیال کرتا ہو اور دگوں کو مرید کرنے میں کسی مذہب و مائت کی قید نہ رکھتا ہو مسلم ہندو عیسائی پر سی کو بلا دعوت اسلام پیش کئے اور بدلتوہ کئے مرید کرتا ہو اور اس طریقہ کار کو جائز اور چھا سمجھتا ہو اور طوائفوں کا گانا سننا ہو اور ریڈیو پر غزلیں اور گانا بھی سنتا ہو اور نماز جماعت کا پابند نہ ہو عین نماز جمعہ کے وقت سینما ہال میں تماشہ اور ناچ و رنگ دیکھتا ہو اور اپنی مرید بہنوں کو اور دوستوں کی عورتوں کا حلیہ اور خدو خال اور زلفوں کا حال اپنے اخبارات میں لکھتا ہو اور اس سے دلچسپی اور مزہ لیتا ہو اور مونیوں کو برا بھلا کہتا ہو اور سجدہ تعظیمی مقبرہ وغیرہ کو جائز قرار دیتا ہو اور اپنے اخبار میں بھی تحریر کرتا ہو کہ نہ میں سنی ہوں نہ

(۱) فان كان مظهر حلال فیس ربيع فلا بأس و كذا بعد موته او عیبه مقطعة و اما بلا عذر فانه يشبه المتلاعب و يذهب بالبركة و بصرف قلوب لشیوخ عن بعده (انوار الحسین) الفصل الثانی ص ۲۰ ط کلکة
(۲) طنبوز الكرامة لیس من لوازم الرلی ولا فی استطاعته کل من اراد (براس شرح شرح العقائد ص ۵۵ ط امدادید ملتان)

میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی بغض رکھتا ہو بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہو عورتوں کو بے حجابانہ اپنے سامنے رکھتا ہو اور اپنی اولاد کو تھیٹر سینما اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہو تو کیا ایسے شخص کو جس کے اندر اس قدر منہیات شرع مذکورہ بالا موجود ہوں اس سے بیعت جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۹ بجاز حسین صاحب (دہلی) ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰) تصویر بنانا اور بنانا اور تصویروں سے گھر کو مزین کرنا صریح اور صحیح حدیث کے بموجب ناجائز ہے (۱) مذہب راجح یہی ہے کہ تصویر کی حرمت ذاتی تصویر اور فوٹو اور تصویروں اور نصف تصویروں کو شامل ہے (۲) غیر مسموں کو مرید کرنا گرن کو اسلام میں داخل کرنے کیسے ہو تو حد باخست میں سنتا ہے یکن غیر مسلم کے غیر مسلم رہنے اور رہنے دینے کے ساتھ سکومرید کرنے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مرید کرنے کی غرض ارشاد حق اور تصفیہ باطن ہے اور غیر مسم غیر مسم رہنے کی حالت میں تصفیہ باطن کا اہل نہیں اسلام کے بغیر نور قلب کا حصول ناممکن ہے اور غیر مسلم کو مرید کرنا اور اس کو صحیح و جائز طور پر مرید سمجھنا عملی طور پر اس امر کا اعلان ہے کہ نور باطن کے حصول کے لئے اسلام لانا ضروری نہیں اور یہ خیال بد اہتہ اصول، سد میہ کے خلاف اور باطل ہے طوائفوں کا گانا سننا حرام ہے (۳) ریڈیو پر جذباتیں سننا جائز ہے اور ناجائز باتیں سننا ناجائز (۴) ترک نماز موجب گناہ کبیرہ اور ترک جماعت بلا عذر احیاناً ہو تو موجب بدعت اور عداوت ہو اور کثرت ہو تو موجب گناہ ہے (۵) سجدہ تقضیمی غیر لہ کو کرنا حرام اور سجدہ عبادت غیر اللہ کو کرنا کفر ہے (۶) بہرحال جو شخص امور مذکورہ فی اسواں کا مرتکب ہو وہ ارشاد و تلقین کا اہل نہیں و اس کے ہاتھ پر بیعت کرنی جائز نہیں (۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ (دہلی)

(۱) ومن اجل هذه الاحادیث والآثار ذهب حنفی الفقهاء الى تحريم التصوير واتحاد الصور في البيوت سواء كانت مجسمه لها ظل او كانت غير مجسمه لس لها ظل فيقول النووي تحت حديث الباب قال اصحابنا وعبرهم ومن العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكائنات لانه متوعد عليه بهذا الرعد الشديد لمذكور في الاحادیث وسواء صنع بما مشنن او بغيره فصنعت حرام بكل حال لان فيه مصاباة لحلق اللہ تعالیٰ (تكملة فتح الملہم شرح صحيح الامم مسلم حكم الصورة شمسية ۱۶۲/۴ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) ولكن كثير من علماء الملاد العربیہ حلہم او كلہم فی الملاد الہندیہ قد افتوا بانہ لا فرق بین الصور المرسومة والصورة الشمسية فی الحكم (تكملة فتح الملہم كتاب اللباس والریة باب تحريم تصوير صورة الحيوان حكم تصوير شمسية ۱۶۲/۴ ط در العلوم کراچی)

(۳) وان كان سماع عداء وهو حرام، حجاج العلماء (سامع الحظر والاباحة ۶/۳۴۹ ط سعید)

(۴) استماع اشعار العرب يوفیها ذكر المسو نكره (الدرا المحتار) قال المحقق فی الشامیة قرأه الاسعار ان له یكن فیها ذكر المسو والعلام وجود لا تكره (رد المحتار الحظر والاباحة ۶/۳۴۹ ط سعید)

(۵) نارك الجماعة يستوجب اساءة ولا یقبل شهادته اذا تركها اسحفاً بذلك ومحاداة اما اذا تركها سبواً فهو تركها تاویل بان یكون الامام من اهل الاموار لا یستوجب الاساءة (البحر الرائق باب الامامة ۱/۳۶۵ ط بیروت)

(۶) ان على وجه التعظیم والعادة كثر وان على وجه السجدة لا رصار آثماً مرتكباً للكبرة (الدرا المحتار باب الاعتراف ۶/۳۸۳ ط سعید) ۷. والولی هو العارف باللہ تعالیٰ حسب ما یمكن المواضع علی لطاعت المحب عن المعصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی)

کبر کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مرید کی جائز نہیں

(سوال) فی زمانہ مشائخ جو سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں عوام الناس کو حلقہ اطاعت میں لانا فرض میں سمجھتے ہیں ہر ممکن طریقہ سے ہزاروں رکھوں کو مرید بننے کی ترغیب دیکر مرید بنا لیتے ہیں پھر مرید غیر مرید پیر صاحب کی قدمی کی باعث برکت سمجھتے ہیں حتیٰ کہ پیر صاحب کے مبارک قدموں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں عداوہ بریں پیر صاحب طبقہ نسوں کو اپنے حلقہ میں بے پردہ داخل فرما کر رشد و ہدایت کرتے ہیں مذکورہ طبقہ بھی پیر صاحب کی قدمی کی کاشرف حاصل کرتا ہے زال بعد پیر صاحب اشغال ذکر میں مصروف کراتے ہیں ہزاروں عورتیں بے پردہ حلقہ ذکر میں مستغرق ذکر ہو کر بتوہ ہو جاتی ہیں آیا یہ طریقہ بیعت و طریقہ ذکر جائز ہے یا نہیں؟

دیگر پیر صاحب خون طعام حاضر نوش فرماتے ہوئے گاہ گاہ اپنے مریدوں پر توجہ فرماتے ہوئے لقمہ دہن نکال کر مریدوں کے برتنوں میں ڈال دیتے ہیں لقمہ مذکور کو مرید ان بہترین نعمت سمجھ کر نوش کرتے ہیں اس قسم کی حرکت پیر کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

پرچہ ہذا جو اس میں موقوف ہے اس قسم کے مضامین ہاچڑھا کر مشترک کرنا جائز ہے یا نہیں؟
المسنفتی نمبر ۲۶۳۷ سید افضل صاحب (میسور اسٹیٹ) ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۱) بیعت توبہ کا طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ مرشد و گوں سے کس بات پر بیعت لے کہ وہ گناہوں سے جتناب کریں گے اور فرائض ہیہ بخلائے رہیں گے (نیز) زم ہے کہ مرشد خود بھی سنت نبویہ کا تابع ہو اور کوئی امر قصد سنت کے خلاف نہ کرے پس پیری مریدی اگر اس حد تک محدود رہے تو وہ صحیح اور جائز ہے اور اگر اس حد سے متجاوز ہو مثلاً مرشد خود ہی بے شرع ہو سنت کے خلاف اعمل کرتا ہو مریدوں کو بھی اتباع شریعت اور پیروی سنت کی تلقین نہ کرتا ہو گناہوں سے بچنے کی ہدایت نہ کرتا ہو ان سے کوئی ٹیکس وصول کرتا ہو عورتوں کو بے پردہ سامنے آتے دیتا ہو ان سے پاک دیواتا ہو یا بے پردہ حلقہ ذکر عورتوں کا منعقد کرتا ہو تو ان حالات میں بیعت اور پیری مریدی ناجائز ہے (۲)

اگر پیر صاحب نے یہ طریقہ بنا لیا ہو کہ نیک تابع شریعت مریدوں کی درخواست کے بغیر اپنے منہ کا لقمہ نکال کر ان کے گے کھانے میں ڈال دیتے ہیں تو یہ ناجائز اور بدتمیز ہی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

(۱) اعلام الیوم المنوارہ بین الصوفیہ علی وجود احدھا بعة القویۃ من المعاصی (القرون الحمیمہ) صفحہ الثانی ص ۲۳ کلکتہ

(۲) والوی ہو العارف باللہ تعالیٰ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکہ حیر کثیر کراچی) وفي شرحه السراس حتی انه یحرج سکیرہ واصرار الصغیرۃ عن الولایہ ص ۲۹۵ ط المدنیہ ملان

مرشد متعصب و مرے توسیعی معامد میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے
نبیہ سے پرکونی اثر نہیں پڑتا

رسوال ایک شخص موانا تھانوی عیہ ار حمت سے بیعت ہے اور ان کی رحمت کے بعد اس نے ان کے ایک خیفہ مجاز سے تجدید بیعت کر رکھی ہے۔ یہی صورت میں وہ اس بات کے بھی خواہشمند ہیں کہ ان حضرات کے سیاسی عقیدہ کے خلاف کانگریس میں شریک ہو جائیں اور کانگریس یا کانگریس کی مجلس دیگر ہم خیال و ہموجہ غنوں میں سے کسی کے میدان گوانکیشن میں ووٹ دے پس کیا ایسا کرنے سے بیعت منقطع ہو جائے گی؟ المستفتی محشر حسینی (ضلع بیا) ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

جواب ۶۲ یہی معاملہ یعنی سے علیحدہ ہے مرشد کے خلاف رائے دینے سے باز رہنا پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر جب کہ مرشد سے بات سے منع نہ کرے ورنہ ناراض نہ ہو اور اگر وہ منع کرے اور ناراض ہو تو پھر اس کے خلاف کرنا معتبر ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

پیرو مریدان کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(جواب دیگر ۶۳) برادرِ کرمِ اسلام! یکم۔ آپ کا خطا موصوں ہوا کثرت مشاغل و وجہ تہ
ذہب میں تاخیر ہوئی امید کہ معاف فرمائیں گے آپ کے سوا تے مختصر جواب تحریر کرتا ہوں
کیونکہ تفصیل بہت زیادہ وقت چرتی ہے۔

(۱) پیر کی حیثیت یہ استاد کی ہے اگر استاد کی ہر شخص کو ضرورت ہے تو پیر کی بھی ہر شخص کو ضرورت ہے پیر اخلاقِ رفیعہ کو دور کرنے اور اخلاقِ حقانہ کو حاصل کرنے کے طریقے تعلیم کرتا ہے اور ان طریقوں پر عمل کرنے کے رستے بتاتا ہے (۲) قرآن ان لوگوں کو پیر کی ضرورت ہے جو مذکورہ بالا باتیں نہ کر سکیں اور اس لئے کہ استاد کے ذریعے سے انھیں معارفِ آسمان ہوتی ہے (۳) میں بھی ایک مرشد سے بیعت رہتا ہوں بن کاوصا ہو چکا ہے (۴) ہاں بزرگوں و اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ بزرگوں سے کرامتیں ضرور ظاہر ہوں ، اور یہ سبیر بھی ہو سکتے ہیں جو اپنی روحانی قوت سے مریدان قبلی شافعیوں کو دور کر دیں ، (۵) موجود ہوں گے اگرچہ ہمیں

١٨ ٤٤٣ ط ديرة نقران و لعدم الاسلامه كراچي

۲، ظهور الکرامہ لیس میں نور و کوی ولا فی استطاعتہ کل من اراد بل کل من بشر محمدات بتلویح الحروف
مہ ملع لو لا یہ وہ یصغر عنہ لکر مہ البیاس شرح شرح لعقدہ ص ۵۵ ط ا ب ادبہ ملتان

١٣ قصص عذبة غني مسكر مهلا همل نولاله حائر عمد اهل لسه (رد المحتار مطلب في كرات
لازمه ٤ ٢٦٠ ص سعه)

معلوم نہ ہوں جیسے یہ ممکن ہے کہ بد خشن کے پہاڑوں میں عمل موجود ہوں لیکن ان کا ضم نہ ہو (۶) بزرگوں و اولیاء اللہ کی حقیقی پہچان مشکل ہے تاہم پہچان امتن سنت ہے جو شخص جس قدر زیادہ حضرت ﷺ کی سنت اور طریقوں کا تتبع ہوگا اسی قدر زیادہ بزرگ ہوگا (۷) میرے خیال میں آج کل تصفیہ باطن کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ذات گرامی معتتم ہے آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر میں قیام رکھتے ہیں (۸) جب کہ کوئی شخص اس بات پر ایمان لے کہ خدا ہے اور اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہے اور حضرت محمد ﷺ خدا کے سچے پیغمبر اور رسول تھے قرآن پاک خدا کی کتاب ہے تو اس کے بعد قرآن یک کے تمام احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع واجب ہونے میں کوئی شبہ اور تامل باقی نہیں رہتا ورنہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پانچ نمازیں کیوں ہوئیں یہ ایک مہینے کے روزے کیوں ہوئے یہ خدا کے احکام ہیں اور ہر شخص جو خدا اور رسول اور قرآن کو ماننا ہے اسے ان احکام کا ماننا لازم ہے (۹) دنیا کی عیش و آرام حاصل کرنے سے عدم منع نہیں کیا اس میں صرف یہ چاہتا ہے کہ شریعت کے موافق عیش و آرام ٹھہرایا جائے (۱۰) دنیا کی زندگی یقیناً فانی ہے اس میں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا اس کے بعد جس عالم سے سابقہ پڑا ہے وہ باقی ہے عقل مند کا فرض ہے کہ وہ فانی پر باقی کو قربان نہ کرے شریعت کی متابعت اس عالم باقی کی بہتری کی کفیس ہے اس کی فکر رکھنی اور ہمیشہ کا آرام حاصل کرنے کی سبیل پیدا کرنی عقل کا مقتضی ہے نہ کہ خلاف عقل (۱۱) جن صاحب کا نام آپ نے تحریر فرمایا ہے میرے خیال میں وہ رشد و ہدایت کے لئے منتخب لے جانے کے لائق نہیں محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تسحب البیعة فی طریق من طرق المشایخ

باز اخبار الجمعية و ہی مؤرخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء

(سوال) هل يلزم ببيعة الطريقة للمشايع المعروف بالهادرية السادرية وغيرهما و يجب العمل بما يلقه ام لا وان لم ياحد البیعة بحسی علیہ سؤ الخاتمة (ترجمہ) مشائخ طریقت کے جو سلسلے مشہور ہیں مثلاً قدریہ شاذیہ وغیرہ تو کیا ان میں سے کسی سلسلے میں کسی مرشد سے بیعت ہونا اور مرشد کی ہر ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے؟ اور اگر کوئی شخص کسی مرشد سے بیعت نہ ہو تو کیا سوائے خاتمہ کا خطرہ ہے؟

(جواب ۶۴) لا يلزم ببيعة الرسمية في طريقة من طرق المشايخ نعم تستحب فمن اسي بها و هي توفي اجرها ومن لم يات بها و سلك الطريق المسعوم احد اص الكتاب والسنة و اداب السلف الصالحين لا يحسنى عليه سوء الخاتمة هذا والله اعلم محمد كفات الله كان الله له مدرسة امية دھلی

(۱) والوسی هو اعراف بالله تعالیٰ و صفاته حسب ما يمكن المرص علی لطاعت المحسب عن المعاصی (سرح اعتقاد ص ۱۵۵ ط مکتبہ حیر کبیر کراچی)

(ترجمہ) مشائخ طریقت کے مشہور و مروجہ سلسلوں میں بیعت ہونا (شرعی) لازم نہیں ہے ہاں مستحب ہے توجو شخص بیعت اختیار کرے اور ناحقہ عمل کرے تو مجبور ہو گا اور جو بیعت اختیار نہ کرے مگر کتاب و سنت اور آداب سلف و صالحین کے مطابق صراطِ مستقیم پر گامزن رہے اس کے سوائے خاتمہ کا خطرہ نہیں ہے (۱) میری رائے تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیدہ علیم و خبیر ہے۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ ہے۔

(۱) مرید ہونے کا مطلب

(۲) مرید ہونا مستحب ہے

(۳) بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے

(۴) کیا بغیر مرید ہونے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟

(۵) مرید ہونا ضروری نہیں

(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں۔

(از خبر انجمنیت دہلی مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) () مرید کرنے یا مرید ہونے کے کیا معنی ہیں؟ (۲) مرید ہونے کے متعلق شریعت میں کوئی تاکید یا ہدایت ہے یا نہیں (۳) کیا بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں ایک ہی طرح کا عمل ہے (۴) اگر کوئی شخص بغیر مرید ہونے مر جائے تو کیا آخرت میں اس کو کچھ نقصان پہنچے گا (۵) اگر مرید ہونا زنی ہے تو مرید کرنے کا حق کس کو ہے؟ (۶) مرید ہونے کے متعلق اگر مزید تفصیلات ہوں تو تحریر فرمائیے؟

(جواب ۶۵) کسی بزرگ کے ہاتھ پر یہ معاہدہ کرنا کہ میں آئندہ معصیت نہ کروں گا اور تصفیہ قلب کے لئے آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا اس کا نام بیعت کرنا یا مرید ہونا ہے (۱) (۲) کوئی تاکید نہیں صرف تنبیہ و روایت کا درجہ ہے (۳) دونوں کا ایک ہی مطلب ہے (۴) اگر وہ شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرتا رہے تو اس کو صرف اس وجہ سے کہ وہ کسی کا مرید نہیں تھا کوئی نقصان نہیں ہو گا (۵) زنی تو نہیں مگر جائز ہے اور مرید کرنے والے شخص واقف شریعت اور قبیح سنت ہونا چاہیے (۶) عام طور پر وہ ایسے پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں جن کے افعال صریحاً خلاف شریعت ہوتے ہیں مثلاً پیر صاحب

۱۔ اعلم ان اسعد مسد و بست بواحدة لان ساس بایعہ اسی ﷺ و تفرقوا ابدا ای اسے نعامی و ہم بدل دلیل علی تسمیہ در کتب و لم یسکر احد من الاسماء علی تار کتبہ القول الحمیل الفصل الثانی ص ۱۲ ط کلکھ

(۲) علم اسعد المسوئۃ بس الصوفیۃ علی (حوہ) حدیث بایعہ نبوۃ من المعصی (مع) قول الحمیل الفصل الثانی ص ۱۲ ط کلکھ

(۳) اعلم ان لعدة سنة و بست بواحدة و ہم بدل دلیل علی تار کتبہ و سم یسکر احد علی تار کتبہ (القول الحمیل) الفصل الثانی ص ۱۲ ط کلکھ

نماز نہیں پڑھتے یا نشہ استعمال کرتے ہیں یا اور اسی قسم کی خلاف شرع حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور لوگ ان کو خدا رسیدہ سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے ایسے لوگوں کا مرید ہونا ناجائز ہے پیر کو عام متقی متبع سنت پابند شریعت ہونا چاہیے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان لہ۔

حرام افعال کے مرتکب پیر کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے
(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں چٹگام کے قریب ایک قریہ ہے جس میں یک بزرگ کا درگاہ ہے جس کا نام مجھبند شریف رکھا گیا ہے اور جو بزرگ درگاہ میں ہیں اس کا نام مولانا مولوی احمد اللہ شاہ تھا جو عرصہ بیس سال قبل ان کا انتقال ہوا اور آج ان کا خلیفہ جانشین خود کا لڑکا مولوی غلام الرحمن ہے جو ہمیشہ مست رہتا ہے چم حقہ خوب پیتا ہے کھانا پینا کبھی کبھی کھانا پیتا ہے مگر غسل وضو کبھی نہیں کرتا ہتھ منہ بھی نہیں دھوتا بالکل مادر زاد برہنہ رہتا ہے اس کی ولاد بھی ہے لوگ مرد و عورت سب اس کے لئے اور درگاہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں اور عورتیں بھی اس کے ستر کو دیکھتی ہیں چند مولوی حضرات جو اس کے خیفہ میں مشا مولوی امین الحق فرہاد آبادی و مولوی عبد سدم وغیرہ کہتے ہیں کہ سجدہ کرنا بزرگان دین کے لئے جائز ہے اس کے اکثر مرید، مدداریں نمازی میں زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے ہر سار چندہ کر کے عرس منیا جاتا ہے اس میں ہزاروں مرد و عورت تماشے کے لئے جمع ہوتے ہیں طوائفیں بھی آتی ہیں خوب ناچ گانا ہوتا ہے زائرین قربانیوں نذرو نیز کے نام سے کرذخ کرتے ہیں ذبح کے وقت بسم ہنداری یا بسم احمد اللہ پڑھتے ہیں پھول بار سے مزین کر کے ذبح کرتے ہیں کہتے ہیں جنہوں نے چالیس بار زیارت کیا وہ آج کا ثواب ہو گا اس لئے اکثر لوگ حج کو نہیں جاتے وغیرہ۔

(جواب ۶۶) وضو و غسل نہ کرنا۔ نماز روزہ زکوٰۃ و فرائض شرعیہ ادا نہ کرنا اور اپنے لئے سجدہ کرنا اور جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا یا کرنا اور رنڈیوں کو ناچ گانے کی اجازت دینا و فواحشات کا مرتکب ہونا یہ تمام افعال حرام اور سخت کبائر اور موجبات فسق ہیں (۲) اور ان کو حلال سمجھنا کفر ہے (۳) یہ لوگ جو ان فواحش کے مرتکب اور ذمہ دار ہیں زندیق ہیں ان کے حقہ بیعت میں داخل ہونا حرام ہے (۴) غیر

(۱) والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صدقہ حسب ما یمكن المو طاب علی الطاعات لمحتسب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی)

۲. و يجوز ان یکون مرتکب الکبیرہ مؤمناً فاسقاً غیر کافر، شرح الفقہ الاکبر، مرتکب الکبیرہ ص ۱۴۰ ط فطر
(۳) لکن فی شرح العقائد للنسفی، استحلال المعصیۃ کثر ادا ثبت کتباً معصیۃ بدلیل قطعی (رد المحتار) باب زکوٰۃ العنم مطلب استحلال المعصیۃ کفر ۲۹۲/۲ ط سعید

(۴) والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ حسب ما یمكن الموا طاب علی الطاعات المحتسب عن المعاصی (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی)

اللہ کو جدہ کرنا شریعت محمدیہ میں ہرگز مباح نہیں آیت جدہ ہانگہ اور سجدہ برادران حضرت یوسف
 علیہ السلام امام سابقہ کے واقعات ہیں اور امام سابقہ کے احکام ہمارے لئے اس وقت حجت ہوتے ہیں
 جب کہ ہماری شریعت میں اس کے خلاف حکم نہ آیا ہو اور ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ میں جدہ غیر اللہ کی
 حرمت اور ممانعت صراحتہ موجود ہے، اگر غیر اللہ کو جدہ عبادت کیا جائے تو کفر ہے اور جدہ تخیہ ہو تو
 حرام اور موجب فسق ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم۔ ریاضت

تزکیہ نفس کے لئے کئے جانے والے مراقبے میں ناجائز کام نہ ہو تو مباح ہے
 (سوال) کیا از روئے قرآن کریم یا احادیث صحیحہ مراقبہ یعنی چند آدمیوں کا اندھیرے میں بیٹھ کر مسجد
 کے ایک پہلو میں کچھ بڑھنایا امام صاحب کالن پر توجہ النایام نہ پر کپڑا ڈال کر کسی کا تصور باندھ کر کچھ
 وظائف غیرہ پڑھنا جائز ہے؟ کیا رسول کریم ﷺ نے اس طرح کا فعل کیا کرنے کا حکم دیا ہے؟
 المسئتي نمبر ۵۴۸ حیم بخش (آبدان یرن) ۲۲ ربیع الثانی مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء
 (جواب ۶۷) مراقبہ درسی قسم کے اور فعل جو مشائخ کے یہاں تزکیہ نفس اور ریاضت کے سلسلے میں
 معمول ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی ناجائز چیز شامل نہ ہو مباح ہیں فی حد ذلہ مقصد میں داخل نہیں ہیں
 بلکہ اصل مقصود یعنی تذکر قلب یا تخلیۃ الذل یا تخلیۃ بافضائل کے ذریعے میں سے ہیں (۳) اگر کوئی
 انہیں عمل میں نہ لائے یا ان کو نہ مانے تو اس پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں حضور ﷺ یا صحابہ کرام سے ان
 اعمال کی موجودہ مروجہ شکلیں ثابت نہیں ہاں اصولاً یہ چیزیں شریعت کے دائرہ کے اندر میں بشرطیکہ
 بتائے والے شیخ عالم متقی اور قبیح سنت ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وقد کان هدا شافعياً شريعته داسدوا على الكبر سجدوا له ولم يزل هدا حارسا لمدن دم امي سرعة
 عيسى غيبه اسلاط فحرم هدا في هذه المدة و جعل السجود محتصا بحجاب الرب سبحانه (تفسير ابن كثير
 يوسف ۱۰۰ ۲ ۹۱ ط سہیل کدمی لاہور)

(۲) ان علی وحنہ تعظیم وعبادۃ کفر واد علی وحنہ التحید لا وصر آثم مرتکبہ لکبرہ (بدر استر و سر حہ
 کتاب لخطر والا ماحۃ باب الاستہزاء ۶ ۳۸۳ ط سعید)

(۳) فلسفۃ السالك اللہ حاصر فی اللہ ناظر فی اللہ معی او سجد فی الحان ثم يتصور حضورہ تعالیٰ وطرہ و معہ
 تصور احیداً مستقیماً مع تربہ عن الحنہ و المکان حتی سجد فی ہذا التصور الخ (القول الحاصل الفصل الرابع
 ص ۳۸ ط کلکتہ) وفي اعلا السن وبهذا اند حص ابرار بعض الناس على الصوفية بانهم احترعوا اركارا من
 اعسيم لا اصل لها في السنة كذكر الاثبات بلع الا الله الا الله فالادكار التي احترعها المشايخ وان لم تكن
 ماثرة فابها مقدمات لقول القلب وصلا حبه للذكر اسائر (باب الذكر ۱۸ ۴۵۳ ۴۵۴ ص اداره القراء
 اعلوہ الاسلامیہ کراچی)

تصور شیخ کا حکم

(سوال) آج کل عموماً جتنے پیر و مرشد ہو اُترتے ہیں وہ مرید کرنے کے بعد مرید کو پسے وظائف بتاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میری صورت کا تصور کرو اور اپنی صورت کو وسیلہ قرار دیتے ہیں ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے تصور کا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا رہبر کی صورت کا تصور جائز ہے یا ناجائز اگر جائز ہے تو اس میں کچھ ثواب ہے یا نہیں اور یہ کہ اگر مرید کا جام ثمر اس صورت میں بریز ہو گیا تو کیا اس کی موت صورت پر ہی ہوگی؟

المستفتی نمبر ۷۷۷ سید حمید شاہ (پامرد، ضلع کسا) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۸) تصور کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ مرشد کا خیال پیش نظر رہے تاکہ منہیت کے ارتکاب سے احتراز کرنا آسان ہو اس سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں اور عبادت یعنی نماز کے اندر یہ تصور اور خیال بھی نہ ہونا چاہیے نماز میں تو تعدد اللہ کامل نہ رہا، کی تعظیم ہے یعنی یہ خیال رہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے سامنے ہوں اور گویا اس کو دیکھ رہا ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز یا مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم

(زاخباں الجمعية دہلی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) تصور شیخ جو کہ اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔

(جواب ۶۹) تصور کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مشکوٰۃ لمصباح کتاب الایمان الفصل الاول ۱۱، ۱ ص ۷۷

(۲) قال ابوہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ لا یبرأ للہ عروہ حل مقلداً علی العبد وھو فی صلوتہ ما لم یسمت وادۃ انتہی
احرف عبدہ سہابی داود باب الاستغاث فی صلوة ۱ ۱۳۸ ط ممدادیہ ملحد

تیسرا باب متفرقات

شعر ” اللہ کے پلے میں سوئے وحدت “ اٹخ محمدانہ شعر ہے
ایسی غزل خوانی کی مجاس میں شرکت سے پچنا ضروری ہے

(سوال) چریانچ ڈاڑھی منڈے ب نماز زبانی و مردانی مجلسوں میں بیٹھ کر نعت خوانی و غزل خوانی اور منڈھا خوانی نہایت خوش لگانی سے کرتے ہیں وراہے شعر پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے مثلاً ” اللہ کے بپے میں سوائے وحدت کے رکھ ہی کیا ہے “ ہمیں جو کچھ لینا ہے وہ سرکار محمد سے — لیں گے “ وغیرہ یہی مجلسوں میں شرکت جائز ہے یا نہیں ؟ المسفنی نمبر ۶۲ - ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۰) یہ شعر جو رسول میں مذکور ہیں سخت ملحدانہ اور عوام مسہمین کی گمراہی کا باعث ہیں اور ان کی قسم کی غزل خوانی کو نعت خوانی کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے درحقیقت شریعت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے ورمورتوں کے مجمع میں نوجوان مردوں کا خوش لگانی سے گانا موجب شیوع فسق ہے لہذا یہ تمام باتیں جو رسول میں مذکور ہیں ناجائز اور حرام ہیں و بعض تو زندقہ و لحد میں داخل ہیں ، مسلمانوں کو یہی مجاس سے پن فرض ہے۔ محمد کفایت لندکان ندہ۔

منہج شرع عالم دین کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا کفر ہے ، تصوف شرعی عہد میں داخل ہے

(سوال) ایک بزرگ و مبہم اہل سنت و الجماعت ذکر الہی میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں سنت جناب رسول کریم ﷺ پر قربان وفد و بدعت سے نہایت متنفر اور بیزار اہل عدم کو ذکر الہی کرنے کی ترغیب و ہدایت دیتے ہیں جن کے وعظ و ہدایت سے ایک گروہ اہل عدم نماز پجگانہ نوافل و تہجد و ذکر و شغل رابطہ مراقبہ محاسبہ میں مشغول ہے و شریعت جناب سرور عالم ﷺ پر قائم اگر کوئی شخص یہ بہت سے آدمی مل کر سُرود یاد الہی والوں کی خواہ مخواہ مخالفت کریں یا ان پر اتہاز کریں تو عندا شرع ان پر کیا حکم ہوگا۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان اور مقلد ظاہر کرے و عدم تصوف سے منکر ہو یا عدم تصوف و صوفیوں اور ذکر ہی کرنے والوں کو حقیر جانے کرے کیا حکم ہے ؟

(جواب ۷۱) جو لوگ کہ احکام شرعیہ کے پابند اور سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتخیر کے موافق عمل و ذکر و اشغال مشرورہ میں مشغول رہتے ہیں ان کی توہین و تذلیل کرنا یا استخفاف و استہزاء سے پیش ناگزین کے عمل و اتباع شریعت و انتشار حکام الہیہ و نبویہ کی وجہ سے ہو تو بے شک و شبہ کفر ہے کیونکہ وہ درحقیقت شریعت و سنت غر کا استخفاف ہے جس کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں ترک السنن فان راها حقاً اثم والا کفر (در مختار) قوله والا کفر ای بان استخفاف فیقول ہی فعل السی سید واما لا افعله الح (رد المحتار) ۱۱ وفي العقائد النسفية والا استهزاء علی الشریعة کفر انتہی ۱۲ بالخصوص کسی بزرگ عالم کی توہین یا تذلیل کرنا بیت سخت گنہ ہے عن ابی امامہ مرفوعاً ثلاثة لا يستحفهم الا المنافق ذو التیسة فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط (رواہ الطبرانی فی الکبیر انتہی) (کذا فی مجموعة الفناوی) ۳ و فیہا نقلاً عن الراریة استخفاف بالعلماء لکثرہم علماء استخفاف بالعلم و العلم صفة الله تعالى منحه فضلاً علی خیار عبادہ لید لو احلقہ علی شرعہ بیانہ عن رسلہ فاستخفافہ بهذا یعلم انه من یهود انتہی ۱۳

علم تصوف جسے علم اخلاق و علم القلب کہا جاتا ہے شرعی علوم میں داخل ہے اور اس میں اتنی مقدار کا سیکھنا جس کے ذریعے اپنے رذائل باطنیہ کا ازالہ اور اخلاق و ملکات نفسانیہ کے ستموں محرم سے اجتناب ہو سکے لازم ہے فی تبیین المحارم لاشک فی فرصیة علم الفرائض الخمس و علم الاخلاص لان صحة العمل مؤقوفة علیہ و علم الحلال و الحرام و علم الرياء لان العابد محروم من ثواب عمدہ بالریاء و علم الحسد و لعجب ادہما یا کلان العمل کما تاكل النار الحطب الخ (رد المحتار) ۱۵، وقال فی رد المحتار لما علمت ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين و مثلها غیرها من آفات النفوس کالكبر والسح والحقد والغش والغصب والعداوة والعصاء والطمع والبخل والبطور والخيلاء والحيانة والمداهمة والا ستکار عن الحق والمکرو المخادعة والقسوة وطول الامل و نحوها مما هو مبين فی ربع المهلكات من الاحياء قال فيه ولا ينفلک عنها بشر فيلزمه ان یعلم منها ما یرى نفسه محتاجا اليه وازالتها فرض عين الخ (رد المحتار) ۱۶ باب صوفیہ

(۱) باب الزور والنوافل ۲۲/۲ ط سعید

(۲) ص ۱۶۷ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی

(۳) کتاب الکراہیة ۴ ۳۵۳ ط لکھنؤ

(۴) کتاب الکراہیة ۴ ۳۵۲ ط لکھنؤ

(۵) مطلب فی فرض الکفر (۱) و فرض العین ۲/۱ ط سعید

(۶) مقدمہ ۳/۱ ط سعید

کے ذکر و مرقات وغیرہ کا علم جو زکد زحمت ہو وہ فرض و واجب نہیں مگر مستحب ضرورت پس اس علم کو مطلقاً کہنے و لفاظی ہے و استخفاف و تمیز میں خوف کفر ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

پمفلٹ میں مذکور تمام باتیں صحیح ہیں

(سوال) ایک شخص نے جو اپنے آپ کو طبقہ فقرا میں سے بتاتے ہیں اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے اور ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل امور پر نفیاء و اثبات روشنی ڈال ہے۔

(۱) سلا و خاندان پر فخر، غرور، نہ جہیت کی یادگار ہے اور سلام نے پتھر کے بتوں کی صرح س کو بھی توڑ ہے۔

(۲) فقر، کو چاہیے کہ وہ سسنی کا ہلی و رب عملی جہود اور اشد بازی کی باتوں کو ترک کر دیں۔

(۳) جو فقر کو باپنتے سینگ جاتے تھے پر بصورت لف یکا گاتے بدن پر راگ ملتے و رنگوں بندھ کر بر بندہ رہتے ہیں وہ گناہ گار ہیں و اسلامی تعلیمات کے خلاف جا رہے ہیں

(۴) فقیروں کو نفس کشی کے بہانے مدد کرنی کرنا و مرید بن کر لوگوں کو خلاف سنت اہل کی ترغیب دینا عقل و خرد رکھتے ہوئے اپنے آپ کو منک مناع ہے۔

(۵) اسلام عیسائی کے بھائی یا مدد اور و عیسائی اسلام کے بھائی مدد کنندہ جائز ہے۔

(۶) ڈھولک سارنگی کے ساتھ گانا سننا سلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

(۷) فقیری کو ایک مستقل پیشہ بنانا سخت معیوب ہے۔

(۸) فقر کا فرض ہے کہ اپنے پیسوں کی تعلیم کے لئے مدد نہ کرے اور نہ ہی تعلیم کا انتظام کرے ان مدارس میں دستکاری کی تعلیم بھی دی جائے۔

(۹) فقر کو صرف خدا ہی کا محتاج ہونا چاہیے۔

(۱۰) فقر، صرف خدا سے دو گامیں ہی ذات کو مستعان و رحمت روا سمجھیں

(۱۱) شادیوں میں گانے رنگ وغیرہ ترک کر دیئے جائیں۔

(۱۲) برات میں نانچ رنگ اور تاشہ بجا نہ منوع ہیں۔

(۱۳) رخصت کے وقت دو گلوں کو ہمیز وغیرہ نہیں دکھانا چاہیے۔

(۱۴) چال گوند وغیرہ قبل ترک ہیں کھانے کی جو رسم جھوٹ کے نام سے موسوم ہے ترک کر دینی چاہئے۔

(۱۵) غنی کے موقع پر تعزیت کنندگان کے لئے بیان حقہ اور کھانا میا کرنا قبل ترک ہے۔

(۱۶) نتیجہ رسواں چہلم وغیرہ رسوم کا ترک کرنا مستحسن ہے۔

صاحب رسالہ نے مندرجہ بالا امور لکھے ہیں وہ از روئے شرع شریف صحیح ہیں یا نہیں اور فقرا کو ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳ محمد عمر علی قصہ پلکھوہ ضلع میرٹھ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۲) یہ تمام امور صحیح ہیں اور شرع شریف کی تعلیم کے مطابق ہیں پہلے نمبر کا مطلب یہ ہے کہ نسل و رخنہ ان پر تکبر اور ایسا فخر کرنا جس سے دوسرے مسلمانوں کی توہین ہوتی ہو ناجائز ہے اور باقی سب نمبر درست ہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا جاہل شخص ولی بن سکتا ہے؟

(سوال) جاہل آدمی عارف ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر قسمت کی تیزی سے ہو جائے تو اس کو علم لدنی حاصل ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (نانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۳) عرفی طور پر جاہل آدمی یعنی وگ جس کو جاہل سمجھتے ہوں وہ ولی ہو سکتا ہے اور ولایت

(۱) عن ابی ہریرۃ عن " رسول اللہ ﷺ " ان اللہ قد اذهب عنکم عیۃ الجاہلیۃ و فحشہا بالاءہ صرخ تخی و فاحرہ منقی ثم سر آدم و آدم من ربہ لیدعن رجال فحرہم ما قواہ " سنن ابی داؤد باب الشاخر بالاحیاء ۲/۳۵۱ ط امدادیہ مدلل

(۲) عن انس عن رسول اللہ ﷺ قال " کل مسکر مر و کل مسکر حرام " صحیح مسلم باب ان کل مسکر حرام ۱۶۷/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳-۶) قال رحمہ اللہ تعالیٰ " السباع والقول والرقص الہی بفعلہ المتصرفۃ فی مامنا حرام لا یحوز القصد الہ والخلیص علیہ زہر والعناء والسرامر سراء (العالمگیریۃ الباب السابع عشر فی العناء واللیز ۵/۳۵۲ ط ما حدیہ کرتہ

(۴) واما الدین یعدون بالریضیات والحدوات وشرکون الجمع وجماعات فہم الدین صل سعنہم فی الحیۃ لدنبا وہم یحسنون انہم یحسنون صغا (شرح العقیدہ الصحاویۃ ص ۵۱۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۵) عن عبد اللہ بن مسعود قال " کان رسول اللہ ﷺ اذا اتی د قوم وبقوب " اسلام عینکم " سنن ابی داؤد باب کما مرۃ نسیم لرحل فی الاستیاب ۲/۲۵۸ ط امدادیہ مدلل

(۸) وفي تعیہ " لہ اکراہ طفله علی تعیم قرآن وادب و علم لغریصتہ عنی الولدس " (الدر سحدر باب التعریر ۴/۷۸ ط سعید

(۱۱-۱۲) اسباع صوت الملاہی کصرب قصب و بحرہ حرام (الدر المحتار کتاب الحظر والا باحة ۳۴۹/۶ ط سعید

(۱۴-۱۵) ویکرہ اتحاذا الضیافۃ من اہل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وہی بدعة مستفحہ وروی الامام احمد و ابن ماجہ باسناده عن حریر بن عبد اللہ کما بعد الايقاع الی اہل المیت و صنعیم الطعام من

اباحۃ (رد المحتار کتاب الخناثر مطلب فی کراہۃ الضیافۃ من اہل المیت ۲/۲۴ ط سعید

(۱۶) ویکرہ اتحاذا الطعام فی الیوم الاول والثالث و بعد الاسوع (مرجع سابق

کے لئے جس قدر علم ضروری ہے وہ خداوند تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتا ہے (محمد کفایت للہ کان للہ نہ کر امت بعد الموت ممکن نہیں)

(سوال) کیا مرنے کے بعد کسی دن کی کرمت نہ کفر ہے؟ المسنفی نمبر ۹۵ مولوی عبد الغیم (ضلع پشاور) ۳ ربیع دوم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۴) دن کی کرمت بعد موت بھی ممکن ہے، محمد کفایت للہ کان للہ نہ

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم

(سوال) (۱) ذن کے درمیان جب مؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے قنما مبارک محمد پر سامعین اپنے دونوں ہاتھوں کے ابہم کو چوم کر آنکھوں پر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
المسنفی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑو صاحب (ضلع دھاروڑ) ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵) آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر ابہم کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا سنت نہیں ہے حضور ﷺ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا اور نہ صحابہ کرام سے یہ عمل در آمد ہوا ہاں مسند فردوس دہلی سے ایک روایت اس کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت ضعیف ہے، بعض بزرگوں نے اس عمل کو آنکھیں نہ دکھنے کے لئے موثر بتایا ہے تو اگر کوئی شخص اس کو سنت نہ سمجھے اور آنکھوں کے نہ دکھنے کے لئے ہو ایک علاج کے عمل کرے تو اس کے لئے فی نفسہ یہ عمل مباح ہوگا مگر وہ اس کو شرعی چیز اور سنت سمجھ کرتے ہیں اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی بہتر ہے تاکہ وہ گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔
محمد کفایت للہ کان للہ نہ دہلی

شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(سوال) جو شخص کسی پیر کا مرید ہو اور اس کا شجرہ دوسرے گاؤں کو رہ گیا ہو اور اس شخص کا دوسری جگہ

۱، و ابوی ہو معارف باللہ معانی و صفاتہ حسب ما ممکن لموطط علی الطاعات المحجب عن معصی شرح
لعمدہ السقیة ص ۱۴۵ ط مکہ حبر کثیر کراچی

۲، عن عائشة، سماعت سحاشی کہ حدثتہ لابی بوی علی قرہ نور رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ لمصباح
اب المکارم ۲ ۵۴۵ ط سعید)

۳، و کتاب الفردوس من قبل طبری بہامہ عند سماع اسیدہ محمد رسول اللہ فی الادب و فہدہ و مدخلہ
فی صغیر احسن و ندمہ فی حواشی سحر برمی عن المقاصد الحسنة لسحوی و ذکر دیک الحراحی و حدیث

تم قل و ہم یصح فی اسر فوع من کل ہد، سیء رد المحار و الادب ۱ ۳۵۸ ط سعید

۴، و کل حیرادی لی، عفاہ ذلک کرہ رد المحار کتاب الصلاة ۱ ۳۷۱ ط سعید

انتقال ہو جائے تو اس شجرہ کو سیا کرنا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ بعد میں اس قبر پر تھوڑا کھود کر اس میں دفن کر دینا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۸۷۱۳ شیخ اعظم شیخ معظم ملاجی صاحب (مغربی خاندیس) ۷۲ ذی الحجہ

۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ رجب ۱۳۹۳ھ

(جواب ۷۶) شجرہ کو قبر میں دفن کرنا ناجائز ہے نقل کے بعد شجرہ کسی دوسرے شخص کے کام میں آجائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہی

نہ محرم عورت کا مرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔

(سوال) زید عمر ۵۷ سال ایک مستند عالم فاضل اجل مدرسہ عربیہ دیوبند کا قدیم سند یافتہ حافظ قاری حاجی سلسلہ عالیہ نقش بند یہ مجددیہ کا کامل مکمل بزرگ متبع سنت کہ شاید اس کی نظیر متقدمین میں ہی ملے زہد و اتقا میں آپ اپنی نظیر۔ صحبت ایسی بارکت اور پر اثر کہ بہت سے نسبت مجددیہ سے سرشار ہو کر سلوک ختم کر چکے اور بفضلہ تعالیٰ اتاعت طریقتہ میں مشغول ہیں۔

ایک عورت مسماۃ خالدہ عمر ۳۰ سال انگریزی تعلیم یافتہ جدید تہذیب و تمدن کی دلدادہ اس کی اپنے خوند سے اس بنا پر ناچاق ہو گئی کہ وہ قادیانی مذہب پر تھا خالدہ کو بھی مجبور کر تا تھا کہ قادیانی مذہب اختیار کرے خوند نے خالدہ کو میکے پہنچا دیا اور کہہ دیا کہ میرے یہاں آنے پر تجھ کو طلاق ہے بعد اس کو لکھ دیا خالدہ نے میکے آکر زید کی صحبت اختیار کی اور مرید ہو گئی زید کی صحبت اور توجہ کا خالدہ پر یہ اثر ہوا کہ انگریزی تہذیب و تمدن غائب ہو گیا خالدہ پر اب زید کی جدائی شاق ہے معمولات طریقت پر حسب ہدایت سختی سے بند ہے زید کی ہر خدمت مثلاً وضو کا پانی دینا سوتے میں پٹکھا جھلانا غسل کرنا پیرے سینے سب کچھ اپنے ذمے لے لیا ہے زید کو بھی اس سے شل بیٹھی کے ایسی ہی محبت ہے چنانچہ زید اس کو بیٹی ہی کہتا اور لکھتا ہے پردہ نہیں ہے چنانچہ جہاں جاتا ہے خالدہ بھی ساتھ جاتی ہے کھانا بھی ساتھ کھاتے ہیں ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں حتیٰ کہ زید کبھی اپنے ہاتھ سے خالدہ کے منہ میں رقم بھی دینا ہے خالدہ کی یونانیو ستقامت شریعت ترقی پذیر ہے سزا ک قریب الختم ہے لباس و ہر چیز شریعت و طریقت ہے۔

لوگ ان تعلقات پر انگشت نہاں ہیں زید یہ جواب دیتا ہے کہ میری عمر تقریباً ۵۷ سال ہو چکی ہے شہوانی خیالات کا مجھ پر اثر بھی باقی نہیں ہے میں جو کچھ کرتا ہوں حسبہ اللہ خالدہ کی تکمیل کے واسطے کرتا ہوں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ زید اس امر میں کذب کا مرتکب ہونہ ان امور کو پوشیدہ

(۱) وفد افتی ابن صلاح رحمہ اللہ لا یحور ن یکتب علی الکفیس "یسین" وان کھف و نحوہما حوقاً من صدید للمیت والقیس المدکور مملوع لال انقصدمہ التمر و ہما السرت فلا سماء المعذلمہ بقیہ علی حالہا فلا یحور عریضہ للحاسۃ (رد المحتار) مطلب فیما یکتب علی کفیس المیت ۲/۲۴۶ ط سعید

رہتا ہے خلدہ کے خاندان سے سب وگ موجود ہوتے ہیں دلیل میں یہ رہ نمبر ۷ کی آیت حجاب (غیر ولی الارلہ) اور حدیث جبر جت اودع وقعہ فضل ان عباس ورحدیت امہانی فتح مکہ بیان کرتا ہے۔
 ارن مور میں شرعی حرمت یہ عدم جواز ہے تو زید و خلدہ کے باطنی امور سلب ہو جانے چاہیے
 تھے مگر یہاں نہیں ہے بلکہ جملہ مشاغل شرعی ترقی پذیر اور صحبت و توجہ میں اثر بہ ستور ہے۔ المستفسی
 نمبر ۸۱ ۲ حکیم عبد القدیر خاں۔ بہرائچ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۴ء

احواب ۷۷ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خلدہ ابھی تک منکوحہ عورت ہے اس کے شوہر
 نے اس کو نیٹے پہنچا دیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے یا کھ دیا ہے کہ اگر تو میرے یہاں آئی تو تجھ پر طلاق ہے اور
 سو سے یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کے بعد خلدہ زوج کے یہاں گئی اور مطلقہ ہو گئی پس اگر وہ اب تک
 منکوحہ عورت ہے تو اس کو اپنے خوند کی عزت کے بغیر میکے کے سو کسی دوسری جگہ رہنا ہی جائز نہیں
 پھر منکوحہ غیر منکوحہ کے امتیاز سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی وہ اپنے مرشد زید کی غیر محرم ہے نہ
 محرم عورت کا مرشد کے ساتھ ایک حجرے میں تنہا بننا سونا زید کا اس کے منہ میں غمہ دینا یہ سب
 باتیں موجودہ نفی نہ کرنے کے بھی قانون شریعت کے خلاف ہیں اور قانون شریعت کے خلاف ورزی
 مرشد کے دوسروں سے زیدہ قبل گرفت ہے کیونکہ اس کا فعل دوسروں کے سے حجت ہوتا ہے اور
 نفس پرست اس سے اپنی دوسروں کے لئے استدلال کر سکتا ہے۔

یہی بات کہ ”اگر یہ مور خلاف شریعت ہیں تو زید و خلدہ کے باطنی امور سب ہو جانے چاہیے
 تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ ان کے باطنی
 امور سب نہیں ہوئے تو یہ بات بھی ہمارے جواب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ جو ب قانون
 شرع پر مبنی ہے اور سلب ہونا نہ ہونا معاملہ خداوندی پر موقوف ہے جو حکیم بذات احد و رب ہے ایک شخص
 قانون کی رو سے خود اور عند اللہ بری ہو سکتا ہے جیسے منصور حلاج اور اگر ہم اسے حکیم ہی نہ کریں کہ ان
 دونوں کے باطنی کمالات سب نہیں ہوئے نہ یہ بھی درست ہے کیونکہ ہمارے پاس علم باطن کا کوئی
 ذریعہ نہیں ہے وہ یدریک ان اللہ اکرمہ واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما فعل سی ہم تو
 اس کے مکلف ہیں کہ کسی شخص کے اعمال کو اسوہ حسنہ اور سیرۃ مقدسہ جناب خاتم مرسلین رحمت
 للعالمین ﷺ کی سوتی پر جانچیں حضور ﷺ کا فرمان یہ ہے لا یحلون رجل بامرہ الا کاں بالہا

۱ فلا یخرج الا لحق بہا و علیہا ویریرہا یوہا کل جمعة او المحرم کل سنة او لکونہا فذلہ او عدلہ لا ینس
 عد ذلك لدر المختار مع رد المحتار مصد فی مع لروحه نفسہ بقص المہر ۳ ۱۴۳ ص سعد
 ۲ عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ لا یحل من رجل عند مورہ نسب الا بالکون بالکون و د محرم صحیح
 امام مسلم باب تحریم المحرمہ لا حیہ ۲۱۵ ط قدسی کتب حدیث ک جی
 (۳) مشکوٰۃ لمصباح باب اسکا و حدیث الفصل لار ۲ ۲۵۶ ص سعد

الشیطان ۱۔ اور حضور کا عمل یہ ہے واللہ ما مست بدہ ید امرأۃ قط ۲۔ یعنی تمام عمر حضور ﷺ نے عورتوں کو بیعت کرتے وقت بھی عورت کے ہاتھ کو اپنا دست مبارک نہیں لگایا۔ ﷺ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ دہلی

ماثور وظائف کو ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے، غیر ماثور میں اختیار ہے
(سوال) متعلق وظائف ماثورہ وغیرہ ماثورہ

(جواب ۷۸) جو وظائف آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کو اسی ثابت شدہ ترتیب و ترتیب سے پڑھنا چاہیے اس میں برکت اور امید قبولیت ہے (۲) اور جو وظائف حضور ﷺ سے منقول نہیں ان میں اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ

مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا التزام درست نہیں!
(سوال) متعلق التزام وظائف اجتماعاً

(جواب ۷۹) نماز و ثناء کے بعد روزانہ درود شریف پڑھنے کو لازم کر لینا بھی درست نہیں جو لوگ فرشتوں و اپنی خوشی اور احساس سے پڑھنا چاہیں وہ پڑھیں اور جو نہ پڑھنا چاہے اس پر کوئی دباؤ اور جبر نہ کیا جائے (۱) درود شریف کا دم کیا ہو اپنی پینا ہر شخص پر لازم نہیں جو پینا چاہے پئے نہ پینا چاہے نہ پئے۔ اس کو برا بھی نہ کہا جائے اور نہ کوئی بہ گمانی کی جائے۔ وظیفہ کے شمار کے لئے پتھر کی کنکریاں ہوں یا پاواں وہاں دونوں برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ دہلی

حضور ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ جملاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے۔

(سوال) اکثر موبود خواں مساجد مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے تو براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کرنا شروع کی اس وقت حضرت غوث پاک محی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ

(۱) جامع الترمذی باب کرامۃ الدحول علی الدعیب ۱ ۲۰۲ ط سعید

(۲) صحیح البخاری باب اداء کم المسلمات من الحرات ۱۲ ۷۲۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) ولا شک ان اتباع الادعیۃ الماتورد اولی وارحی للفتول (بکملۃ فتح الملہم مسئلۃ التوسل ۵/۶۲ ط مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(۴) لماصح عن اس مسعودۃ اخرج حساعۃ المسحد یہللون و یصلون علی اسی ﷺ - جہراً و قال ما اراکم الا مسدعین (رد المحتار فصر فی البیع ۶ ۳۹۸ ص سعید)

دی اس وقت آپ براق پر سوار ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا جیسا میرا قدم تیری گردن پر ہے ویسا تیری قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا کیا یہ روایت صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندیز احمد عزیز اسمہ ریست ریوال ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۰) یہ قصہ بے اصل ہے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سماع متعارف، قوالی ڈھول، طبلہ، سارنگی سنا ممنوع ہے۔

(سوال) سماع متعارف یعنی قوالی مع مزمر، ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ محرمات شرعیہ سے ساتھ زروئے شرع، خواہ عوام کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۱) قوالی، درمز، میر اور ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ سب شرعاً ممنوع اور بدعت ہیں۔ کل بدعة ضلالة (۱) بدعت کو روک دینے والا اور اس میں شریک ہونے والا درسننے والا سب فاسق ہیں۔ التعی باللہو معصیۃ فی جمیع الادیان و علل بانہ یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ کذا فی العیسیٰ، علی الہدایہ و فی الحدیث بھی رسول اللہ ﷺ عن الصوتین الاحمدین الناحہ والمغنیۃ کذا فی الہدایۃ، ص ۱۴۶ قال رحمہ اللہ تعالیٰ السماع والقوال والرقص الہی یعمدہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ، والحلو من علہ رہو، والعباء والمزاکیر سوا کذا فی الہندیہ، ۱، واللہ اعلم بالصواب

(۱) مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱/ ۲۷۷ ص ۲۷۷

(۲) یہ عبارت "یعنی" میں کتاب کے ماہر و کسب الیہ "التعی باللہو معصیۃ فی جمیع الادیان" (العیۃ کتاب الشہادۃ باب من قبل شہادۃ ومن لا تقبل ۷/ ۴۰۸ ص مصر میں در و علل بانہ یجمع الناس علی ارتکاب کبیرۃ (۱) مرجع سابق ۷/ ۴۰۹) میں موجود ہے

(۳) کتاب الشہادۃ باب من قبل شہادۃ ومن لا تقبل ۷/ ۴۰۸ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان

۴، الباب السبع عشر فی العباد واللہو و سائر المعاصی ۵/ ۳۵۲ ط ماحدہ کونہ

كتاب التفسير والتجويد

پہلے باب نبات کی تشریح

آیت ”ولو علم الله فهم حيراً لا سمعهم“ اس کا صحیح مطلب

سرال (ولو علم الله فهم حيراً لا سمعهم ولو سمعهم لولواوهم معرصون) مدجنتان میں بھلائی توان کو نہ تا اور بران کو نہ دنا تو بھاگتے منہ پھیر کر۔

لہ تعون کو سمجھاتا اور سناتا اور کچھ بھی وہ نہ سنتے اور نہ سمجھتے اور بھاگ جاتے یہ عقل میں نہیں آتا کہ اس سے قلب پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ”وہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے کہ میں کیا ان کو سناتا میرا شاناب کا رتبہ اس میں ان کو سناتا تو بھی وہ نہیں سنتے اور منہ پھیر کر بھاگ جاتے اس آیت کے صحیح مطلب سے گاہ فرما میں تاکہ یہ تر رفع ہو۔ فقط المستفتی نمبر ۲۳۸۴، ایس محمد اعلیٰ صاحب۔ صدر بازار (دہلی)

۲۷ جمادی اول ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۶ جولائی ۱۹۳۸ء

حوا ۸۲) آیت کے شان نزول میں یہ مذکور ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو قصی کو زندہ کیجئے (قصی عرب کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے) قصی بڑا چار و مبارک آدمی تھا، وہ زندہ ہو کر آپ کی نبوت کی تصدیق کرے ورنہ خود ان کی تصدیق نہ کی زبانی سن میں تو آپ کی نبوت پر ایمان میں گئے۔

اس مطالبے کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ جانتا کہ ان کے دل میں خیر ہے ورنہ ایمان لانے کے لئے تیار ہیں تو ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت کی تصدیق نہایت (مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کے دل میں خیر نہ تھی ورنہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کا یہ مطالبہ خصوصاً پر مبنی نہیں ہے اگر قصی زندہ ہو کر بھی حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کر دے اور یہ وہ قصی کو زندہ کیجے میں اور اس کی زبان سے تصدیق نبوت سن میں جب بھی ایمان نہ کریں گے اس سے حضرت حق نے نکاح مطالبہ پور نہ کیا اور قصی کی زبان سے ان کو تصدیق نبوت نہیں سنائی) اور ورنہ وجود ان کی بدینتی اور حبش باطن کے سم کے ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت کی تصدیق نہ بھی دیتا تو اس کا بھی نتیجہ میں ہوتا کہ ایمان نہ لانے اور عراض کرتے اور پشت پھیر کر بھاگ جاتے۔

اس شان نزول کے متبعہ و پیش نظر رہ کر آیت کریمہ کا مطلب اور مضمون سمجھنے میں کوئی

د شواہد اور پریشانی باقی نہیں رہتی اس کے علاوہ اور بھی توجیہ ہے مگر مسلمانوں کے اطمینان قلب کے لئے یہ کافی ہے جو میں نے ذکر کر دی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

”قل انما ابشر منکم“ کا ترجمہ ”کہہ دو تحقیق نہیں ہوں بشر مانند تمہارے“ کرنا غلط اور تحریف قرآن ہے۔

(سوال) ایک عالم مندرجہ ذیل آیت میں امر کے معنی اس طرح کرتا ہے قل ان ما ابشر منکم کہہ دو تحقیق نہیں ہوں میں بشر مانند تمہارے ایک بار نہیں بلکہ بار بار وہ عالم یہی کہتا ہے کہ انما کے معنی ہیں تحقیق نہیں اب سواں یہ ہے کہ (۱) انما کے صحیح معنی کیا ہیں مدلس بیان فرمائیں (۲) اور ایسے شخص جو انما کے معنی ”تحقیق نہیں“ کرتا ہے شریعت کی طرف سے اس پر کیا حکم وارد ہوتا ہے نیز ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں (۳) جو مسلمان ضد اور ہٹ سے یہ کہیں کہ ہمارے عالم کے معنی (تحقیق نہیں) ہی صحیح ہیں اور ہم یہی مانیں گے ان کے لئے شریعت کا حکم واضح فرمایا جائے۔ المستفتی نمبر ۲۴۰۹ حکیم محمد صادق صاحب۔ سیالکوٹ ۷ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۳) یہ ترجمہ غلط ہے قرآن پاک کے مفہوم کی تحریف ہے نہ کلمہ حصر ہے جس کے ترجمہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ جس جہہ پر یہ دخل ہو اس میں خبر یا مسند کا مبتد یا مسند الیہ کے لئے ثبوت لازم اور ضروری ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے انما هو اللہ واحد۔ ہو کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور معنی یہ ہوئے ضروری طور پر اللہ تھا معبود ہے اور وہ ساری جگہ فرمایا انما الہکم اللہ واحد یعنی ضروری طور پر تمہارا معبود ایک ہے اس کلمہ کا ترجمہ اہل علم جزا میں نیست کے ساتھ کرتے تھے ایسے ہی آیت کریمہ انما ابشر منکم کا ترجمہ یہ ہے ضروری طور پر میں بشر ہوں مثل تمہارے۔ یعنی ہریت میں تمہاری طرح ماں باپ سے پیدا ہوا ہوں کھاتا پیتا سوتا جاگتا بول و برا کرتا بولتا چلتا چلتا پھرتا ہوتا۔

اس لفظ میں مانفی کے معنی میں نہیں دیتا۔ ورنہ انما هو اللہ واحد کے معنی یہ ہو جائیں گے تحقیق نہیں وہ (یعنی اللہ) ایک معبود اور انما الہکم اللہ واحد کے معنی یہ ہوں گے تحقیق نہیں معبود تمہارا ایک معبود اور یہ دونوں معنی کفر کو مستلزم ہیں پس جو شخص کہہ انما ابشر منکم کا ترجمہ بول کرتا ہے کہ تحقیق نہیں میں بشر مانند تمہارے وہ قرآن مجید کی تحریف کرتا ہے اس کی ممت بھن

درست است کہ اگر کثرت شدہ مال شدہ ذہنی

آیت ”وات ذا القربى حقہ الخ وبالوالدین احساناً“ (آیۃ) وغیرہ کی تفسیر

(سوال) آیت ذیل کا مصب وضاحت کے ساتھ مع اس کی تفسیر کے بیان فرمائیں؟

(۱) وات ذا القربى حقہ والمسکین (۲) الخ (۳) وبالوالدین احساناً و بذی القربى والتامی

و المساکین (۴) الخ (۵) واد حصر القسمة اولو القربى والیتامی والمساکین و ذرر قوہم

مد و قولو، لہم قولاً معروفاً؛ (۶) وات ذا القربى حقہ والمسکین واس السبیل ولا تذر

سدیر -

ب یہ عہد بت ہے کہ غیر دگ آتے ہیں زکوۃ خیرات چندہ وغیرہ خوش آمد سے وصول

کریتے ہیں اور دینے والے صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے نام صفوں میں ہوگا تو ہم اور دیں گے مگر

اپنے عزیزان کا منہ دیکھتے رہتے ہیں حالانکہ صاحب مال کو یہ معلوم رہتا ہے کہ ہمارے عزیز قرضدار ہیں

ضرورت مند ہیں لیکن وہ ان کو خیال میں نہیں آتے حالانکہ جو پوزیشن خاندانی ان کی ہے وہی ان کی ہے

فرق اتنا ہے کہ وہ صاحب مال ہیں اور یہ مال و زر میں شرم و حیا کے مارے زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے

کیونکہ ان کو حقیر سمجھا جاتا ہے دعا و سلام میں گریز کیا جاتا ہے۔ اگر کسی رشتہ دار کو مدد رکھ میں تو اس

کے ساتھ یہ سلوک آیا جاتا ہے کہ غیر ملازمان سے بھی نہیں کرتے۔ اس پر بھی اس نہیں ہوتا تو صحن و

تشنیع وغیرہ سے بھی گریز نہیں کرتے کدوں ہوں یا خور و سب ہی سے ایک طرح کا ہی برتاؤ کرتے ہیں کیا

اسلام کے لوگوں نے یہی معنی خذ کئے ہیں؟

(نوٹ) صاحب مال کو چاہیے کہ وہ خود اپنے عزیزوں کو جو کچھ دینا ہے دے یا ضرورت مند کو چاہیے کہ وہ

سوال کرے حالانکہ صاحب مال جاننا ہے؟

المسننى نمبر ۲۷۰۲ محمد سرور رحمہ اللہ صاحب (جہلم) ۷ محرم ۱۳۶۱ مطابق ۴ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۸۴) ان آیات کریمہ میں ذوی القربى اور مساکین اور مساکین کا ذکر ہے ذوی القربى سے کنبہ

کے دگ مراد میں قریب و بعید ہونے کے لحاظ سے ان کے درجات مختلف ہیں ان کے حقوق بھی مختلف

ہیں بعض کے حقوق مؤکدہ و مقدم ہیں اور بعض کے مستحب اور مؤخر ہیں مثلاً مستطیع پر اس کی اولاد اور

۱. (دیکرہ ممتد) مبتدع ہی صاحب مدعہ وشی، اعتماد خلاف المعروف عن الرسول تبریر الانصر و

سرحہ مع رد المحتد کتاب الامامہ ۱ ۵۶۰ ط سعید

(۲) سی سرین، ۲۶

(۳) النساء ۳۶

۴ النساء ۸

مال باپ کا نفقہ واجب ہے (۱) مگر، یہ شخص پر جو یا تو اولاد کو نفقہ دے سکتا ہے یا مال باپ کو یعنی دونوں کو دینے کی استطاعت نہیں رکھتا اور دکانفہ مقدم ہے (۲)

صدقات واجبہ یعنی زکوٰۃ فطرہ، عشر کفرہ اپنے اسوں و فروع کو نہیں دے سکتا ان کے علاوہ باقی تمام قربت دروس کو جب کہ وہ مسکین ہوں، دے سکتا ہے بلکہ اجنبی مسکینوں سے ان کا حق مقدم ہے (۳)

صاحب مال کو جب علم ہو کہ اس کے کنبے میں غریب اور حاجت مند لوگ ہیں تو اس کو خود ان کو دینا چاہیے، نکلے، نکلنے کا انتظار نہ کرنا چاہیے ضروری نہیں ہے کہ یہ ان کو زکوٰۃ یا صدقہ جتا کر دے بلکہ جتا کر نہ دینا ہی بہتر ہے کیونکہ زکوٰۃ صدقہ خیرات کا نام سن کر وہ قبول کرنے سے احتراز کریں گے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان لہ نہ ذلی

آیت ”ان عبادی لبس لك علیہم“ راۓ اور ”لا غوینہم اجمعین“ میں
شبہ تعرض کا رفع

(سوال) قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ ابلیس کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ان عبادی لبس لك علیہم سلطان اور خود ابلیس کا اقرار بھی ہے کہ لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے مخلصین میں سے ہونے میں شک نہیں اور صراحت یہ بھی مذکور ہے کہ ابلیس نے دونوں کو بھٹکایا مثلاً فارلہما الشیطان وغیرہ اس سے من وجہ سلطان وراغو بھی ثابت ہوتا ہے ان آیات کا تعرض رفع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۸۳۷۷ مووی عبد الحمید۔ مستمذہ رسہ رشیدیہ لدھیانہ۔ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء
(جواب ۸۵) قرآن مجید میں ان عبادی لبس لك علیہم سلطان اس بارے میں صریح ہے کہ شیطان کا مقربین و مخلصین پر قابو اور غلبہ نہیں ہوتا بھکانا یا بھکانے کی کوشش کرنا منافی نہیں ہے اور لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین میں استناد اصل لا غوینہم سے نہیں ہے بلکہ

(۱) قال و یحرم تولد اموسر علی نفقة الابن المعسرین (عالمگیریہ) بقصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام
۱ ۵۶۴ ط ماحدیہ کوئٹہ (۲) اب کان لرحل اب و ابن صغیر و هر لا یقدر الا علی نفقة احدہما فلا یس احق
عالمگیریہ النصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام ۱ ۵۶۵ ط ماحدیہ کوئٹہ
(۳) ولا یس من یسہما ولاء (تویر شرح) و فی الشمد ای صمد و اب علا کاوبہ و اجددہ و احدہما من قلبہ و
فرعہ و اب سعل و فد مارلاء بحورہ لقبہ الا قرب کلا حوۃ و لاعمل و الاحواں فقراء بل ہم ولی لایہ
صدۃ و صدقہ و فی الطہریۃ و یبدأ بالصدقات فی الافارب الح (رد المحتار باب المصروف ۲ ۳۴۶ ط سعید)
(۴) و من اعطی مسکیناً درہم و سمدھا حساً او فرصاً و بوی ابرکۃ فابہ تحریر و هو الاصح (عالمگیریہ) اب
الاول فی تفسیرھا و صفتھا و شرائطھا ۱ ۱۷۰ ط ماحدیہ کوئٹہ
(۵) الجحواب ۳۹۰ ۴۲۴۰

س کے مٹاؤں سے ہے تقدیر عبارت کی یوں ہے لا عوبہم اجمعین فیکونون من العاویس الا عبادک منہم المخلصین مگر چونکہ مٹاؤں مذکور نہیں ہے (گو مراد ہے) س لئے مستثنیٰ کا اعراب نصب۔ یہ گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جو غرش ہوئی وہ تیس کے سلطان اور قابو پانے سے نہیں ہوئی بلکہ سہا ہوئی اسکی ثناءات قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولقد عہدنا الی ادم من قبل فسی ولم یحذلہ عرما فذلہما میں شیطان کی طرف نسبت س کی سعی اور کوشش کے ضرر کے لئے کی گئی ہے کہ س نے بڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آدم پر قابو نہ پا سکا لیکن آدم سے نسیا وہ فعل سرزد ہو گیا جو شیطان چاہتا تھا۔ محمد کفایت لدکان تد۔

(۱) آیت ”یعسیٰ انی موفیک ورافعک“ (ایۃ) کا صحیح معنی۔

(۲) آیت مرج البحرین سے سئی و مرج مسہما اللؤلؤ والمرجان سے حسن و حسین مراد ہیں غلط ہے

(راخبار جمعیتہ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) بعسیٰ انی موفیک ورافعک الی و مطہر الح ۲ اس آیت میں متوایک سے کیا معنی ہیں؟

(۲) مرج البحرین بلقیس سنہما نوزح لا یبعان ۲ یحرج مسہما اللؤلؤ والمرجان : ایک مولا کی صاحب نے آیت مذکورہ کی تشریح میں حوالہ تفسیر روح بیون یہ بیان کیا ہے کہ اول سے مراد حضرت سئی و حضرت فاطمہ الزہراء ہیں و آیت ثانی کا تعلق حضرت حسن و حسین سے ہے یا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۸۶) (۱) آیت شریفہ سے معنی یہ ہیں کہ اے سئی میں ہی تم کو وفات دینے و بہوں یہود تم کو قتل نہیں کر سکتے جب وفات کا وقت آئے گا تو میں تم کو قبض کروں گا و تم کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تم کو کفار کی قہمت سے پاک کروں گا۔

(۲) یہ مطلب غلط اور محال ہے لہذا سے نہیں ہر ایک تخیل ہے جو کسی طرح جنت نہیں

(۱) طہ ۱۱۵

(۲) عمر ۵۵

(۳) برحق ۱۹ ۲۰

(۴) ص ۲۲

(۵) وفی لفسر انکر لامہ براری ثوبہ بعسیٰ (انی موفیک) ای مسم عمرہ فحسبہ اتوفات فلا ترکیم حتی یسلوئک من رافعک لی سمانی و عقرتک بملأ بکتی و اصوبت عن ال بمکبوا من فلتک وہمہ دوین حسن آل محمد ن ۸۰۵۵ ۶۷ ص ۵۲ مکتبہ العاصمہ تفر ۵

ہو سکتا، محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قرآن مجید میں بعض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا۔

(۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں۔

(زاخیر سہ ماہی جمعیت دہلی مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) کیا کام پاک کی کوئی آیت منسوخ الکلام بھی ہے؟ یعنی ایک مرتبہ ایک بات کا حکم صادر ہوا اور پھر دوسرے موقع پر کام پاک ہی میں اس کی تردید کر دی گئی ہو (۲) قانون مذہب اسلام کی بنیاد عقل پر ہے یا محض اعتقاد پر؟

(جواب ۸۷) (۱) ہاں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا حکم موقت تھا اور دوسری آیت کے نازل ہو جانے سے سابقہ آیت کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات نہیں کہ کوئی حکم دیا گیا تھا اور اس کی تردید کر دی گئی بلکہ سابقہ حکم ہی وقت تک کے لئے تھا جب تک دوسری آیت نازل ہوئی (۲) اسلامی قانون کی بنیاد قرآن پاک اور حضرت ﷺ کے ارشادات و تعلیمات پر ہے اور تمام اسلامی قانون مقتضائے عقل کے موافق ہے سلام کا کوئی مسئلہ عقل صحیح و رائے سیم کے خلاف نہیں البتہ بعض مسائل ایسے دقیق ضرور ہیں کہ عقل کی دہل تک رسائی نہیں مگر یہ بات نہیں کہ عقل ان کے خلاف کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے جیسے محرمات میں بعض جرم ایسے ہیں کہ قوت بصارت ان کے ادراک سے قاصر ہے مگر ان کا وجود صحیح و ثابت ہے اور خوردین کے ذریعے سے وہ دیکھے جاسکتے ہیں ایسے ہی معقولات میں بعض مسائل ایسے ہر ایک ہیں کہ عقل بغیر ہامی وحی کے خوردین کے انہیں دریافت نہیں کر سکتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذی

دوسرا باب

رموز او قاف

قرآن مجید میں مواضع وقف کا حکم

(سوال) ایک شخص اپنے کو قاری واقف تجوید بتاتا ہے مگر وقت تلاوت قرآن مجید او قاف پر وقف نہیں کرتا پختہ آیات و مصطفیٰ وغیرہ حتیٰ کہ رکوع پر نیز اختتام سورت پر بھی وقف نہیں کرتا برابر عراب

۱) بحلاف نحو قاوس البحرین علیٰ و فاطمہ والبرکات والمرحون بالحسن والحسن فانه من قول الحنفیہ والجمعیۃ کالرواق مرفوعہ لمعجم کتب العلم الفصل الثانی ۱ ۲۹۲ طبع المدنیہ ملتان

۲) معنی السج عندہم اراکۃ بعض الارصاف من الایۃ بآیۃ احرى اما ما سہا مدة العمل الخ (العقرب الکبریٰ فی

صول التفسیر ص ۳۸ مکتبہ حبر کثیر کراچی)

کے ساتھ پڑھے جانا ہے جب ہم دُگوں نے اس کے متعلق کہا کہ متقدمین و متخرین نے یہ عند متیس مقرر کی ہیں تم اس کے خلاف ہو تو اس کے جواب میں قاری صاحب نے یہ کہا کہ اوس تو صحت غلط آخر حرف کی حرکت سے ہو جائے گی دوسرے علم تجوید دنیا سے مفقود کے قریب ہو چکا ہے صحیح ہم پڑھتے ہیں سو ہم یہ کہ قرآن پڑھنے والا مسافر ہے کہ اس کو اپنی منزل پر پہنچنا ہے لہذا اگر تھکا نہ ہو تو در تھوڑے سہلے کرے گا قرآنی وقف کرے گا تو سہلے نہ ہوگا ورنہ اگر برابر چد جائے تو زیادہ تلووت کرے گا ہاں سانس ٹوٹ جائے تو وہیں وقف کرنا اوس واجب ہے ورنہ اور سب فصول ہے وقف رزم وغیرہ کسی وقف کے کرنے کی ضرورت نہیں ہذا غور و خوض سے جواب سنایت فرمائیں؟

(جواب ۸۸) شخص مذکور فی السؤال کا قول غلط ہے اور اس کی تمام دلیل باطل ہیں آیات قرآن مجید تو قینی ہیں ان پر وقف کرنا عین اتباع مانزل ہے بعض مقامات میں وقف کرنا ضروری ہے کیونکہ وقف نہ کرنے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں یہ کہنا کہ وقف نہ کرنے سے آخر حرف کی صحت حرکت ہو جائے غلط ہے کیونکہ وقف کے موقع پر وقف کرنا ہی صحیح ہے نہ کرنے سے اخلاص نظم واقع ہوگا نیز وقف کرنا بھی عرب غریب کی اسالیب کام میں داخل ہے پس اسالیب عربیت کی رعایت نہ کرنے کا نام صحت رکھنا ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور یہ فرمانا کہ علم تجوید تقریباً مفقود ہو چکا ہے یہ بھی مغالطہ ہے علم تجوید ویسا ہی موجود ہے جیسے پہلے تھا اور اس کی کتابیں اور قواعد تجوید ان کتابوں میں موجود ہیں اگر اس علم کے عاموں کا وجود کم بھی ہو تاہم علم کا فقدان غلط ہے اوقف کے قواعد کتب تجوید میں موجود ہیں جو شخص مذکور کی بات کی صریح تغلیط کرتے ہیں قرآن پڑھنے والے کا مثل مسافر کے ہونا مسموم لیکن یہ کون عقل مند کہہ سکتا ہے کہ مسافر کو حالت سفر میں ٹھہرنے اور توقف کرنے کے مواقع میں بھی ٹھہرنا نہ چاہیے مثلاً کھانے پینے دیگر ضروریات کے لئے وغیرہ وغیرہ جو مواقع کہ وقف کے لئے مقرر کئے ہیں وہ وہی ہیں جس ٹھہرنا مناسب یا ضروری ہے واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ

”عشاوۃ“ پر سانس ٹوٹنے میں ”ولہم“ سے ابتداء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) اگر سانس ٹوٹنے یا کسی اور عذر کی وجہ سے ”عشاوۃ“ پر وقف کر دیا اور ”ولہم“ کو علیحدہ پڑھ دیا تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۵۱ اندر احمد (ضلع ننگرہ پٹیہا) ۱۰ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ گشت ۱۹۳۶ء

(۱) قال النحاس فهذا الحديث يدل على انهم كانوا يعلمون الاوقات كما يعملون القرآن و قول ابن عمر عند عشاوۃ من دھرم يدل على ان ذلك اجماع من الصحابة ثابت و عن عیسیٰ فی قولہ تعالیٰ و رتل القرآن ترتیلاً و اسرائیل تحریک الحروف و معرفۃ الوقف و اس الاساری من تمام معرفۃ القرآن معرفۃ الوقف و الاستدعاء و لاتقان فی عموم القرآن و العشر و فی معرفۃ الوقف و الاستدعاء ۸۳ ط سہیل، کیدمی لاہور

(جواب ۸۹) سانس ٹوٹنے پر کسی اور عذر سے ”غشاًوۃ“ پر وقف کر دینا اور ”ولہم“ کو علیحدہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۱)۔ کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

یہ لفظ پر سانس ٹوٹے جہاں وقف نہ ہو تو وعدہ افضل ہے
(سوال) اگر کسی لفظ پر سانس ٹوٹ جائے اور وہاں وقف نہ ہو تو اس لفظ کا دوبارہ لوٹانا کیسا ہے؟
(جواب ۹۰) سانس ٹوٹ جائے تو اس لفظ کو جس پر سانس ٹوٹا ہے ورواق نہیں ہے دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے (۲)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(سوال) ایضاً

(جواب ۹۱) از استثناء دیگر (سانس) کی جگہ ٹوٹ جائے کہ وہاں وقف نہ ہو تو اوپر سے مد کر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۲)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب مخارج حروف

ضاد اکثر صفات میں ظاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے
(سوال) (۱) حرف ضاد کا مشتبہ اصوات بظ جو کہ اکثر کتابوں میں ورزندہ قاریوں کے فتوے میں مصرح ہے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صورت صفائی میں تشابہ ہے سننے میں ظا کی آواز کے مشابہ نہ ہو گا اس دعویٰ میں یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ مفتی کفایت اللہ صاحب استاد کل ہیں تشابہ کے قائل ہیں اور اس کا قرأت یہ تھا کہ اس کا ضاد سننے میں ظا کے ہرگز قریب نہ تھا۔
(۲) حرف ضاد اگر سننے میں نہ دال ہو نہ داں معجم ہو نہ دال کے مشابہ ہو نہ مخوط بدال ہو نہ مشابہ بالف ہو بلکہ مستقل صوت ہو یہ صحیح ہے۔

(۱) و فی الشر لاں الحرری لما لم یمكن لقاری ان یقرأ سورة او قصصہ فی نفس واحد و لم یحو الشمس بن کلمتین حالہ الوصول بل ذلک کالتنفس فی اناء لکلمة و حب حیث احتیاج و فہمة للتنفس و الاستراحة و تعین انصاء و ابتداء و بعده و یتحتّم ان لا یكون ذلک مما یحیل المعنی ولا تتحل بالمعہم (الاتقار فی علوم القرآن البوع الثامین و العشرین فی معرفۃ الوقف و الابتداء ۱، ۸۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) وقال ابن الاساری الوقف علی ثلاثہ اوجه تام و حسن و قبیح و الحسن الذی یحسن الوقف علیہ ولا یحسن الابتداء بما بعده کقولہ الحمد لله لان الاسماء بقولہ رب العمین لا یحسن لکونہ صفة لم قبلہ (الاتقان فی علوم القرآن البوع الثامین و العشرین ۱، ۸۴ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) حوالہ بالا

(۳) فتاویٰ سعدیہ ص ۴۴ میں مفتی سعد اللہ فرماتے ہیں کہ ”حال دال و ضاد مثل صاد صالحات و طائے طالحات کہ ہر کسے فرق بینہما بلا مشقت حاصل تو اس کو دو زبان وقت ادائے ہر یکے بر دیگرے لغزش نہ کند نیست الخ“۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ ضاد صحیحہ و رد کے درمیان کی نسبت کا ذکر ہے یا ضاد غیر صحیحہ اور دال کے درمیان ہے؟

(۴) مولانا رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ دال پر خود کوئی مستقل حرف نہیں بلکہ وہی ضاد ہے ضاد کے ہی مخرج سے پورے طور و نہ ہو تو کیا ن کے کلام سے وہی ضاد ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ضاد جو کہ سمع میں دال کے مشابہ ہے اور ظا کے مشابہ نہیں صحیح ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۹۳-۹۴) (۵) دال پر کی آواز میں پڑھنے والے کی نماز صحیح لکھا ہے قاری کا نماز بھی اس کے پیچھے صحیح لکھا ہے قصد و غیر قصد کا ذکر نہیں اس کی وضاحت فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۳۳ خان محمد بنوری مفتی محمد رفیع مہینی دہلی ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۲) (۱) کتب تجوید میں جو لکھا ہے اور قرائے موجودین جو فرماتے ہیں کہ ضاد صفات میں ظ کے مشابہ ہے یہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ضاد مستقل و رخات جدگانہ حرف ہے ادا کے وقت سماع میں بھی اسکو ظا سے علیحدہ آواز میں مسموع ہونا چاہیے یہ دوسری بات ہے کہ اس کی آواز میں ظا کی آواز کے ساتھ مشابہت پائی جائے جس آواز کو دال مفخم کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ محض برائے تفہیم ہے ورنہ دال مفخم کوئی حرف نہیں اور نہ اس کی کوئی آواز ہے ضاد کی دو قسم کی آواز سے کی جاتی ہے ایک آواز تو بالکل ظا کی آواز ہوتی ہے اور دوسری وہ آواز ہے جو نہ ظا کی طرح ہے نہ دال کی طرح اس کو وجہ اس کے مستقل نام نہ موجود ہونے کے دال مفخم کی آواز سے بغرض تعبیر کر دیتے ہیں وہ ضاد ہی کی آواز ہے جو مختلف ادا کرنے والوں کی قوت ادا کے اختلاف کی وجہ سے پیشمار مراتب و مدارج رکھتی ہے بعض مراتب میں وہ صحیح ضاد اور بعض میں اقرب الی الصحتہ اور بعض میں قریب الی صحتہ و بعض میں غلط اور بعض میں اقرب الی الغلط ہو جاتی ہے مگر بہر صورت وہ ضاد د کرنے کی نیت سے ادا کی جائے تو اقرب الی الصواب ہے۔ (۱)

(۲) بیشک ضاد مستقل حرف ہے اور اس کے لئے مستقل صوت ہے نہ وہ دال ہے نہ ظا۔ اور جسے دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے وہ ضاد کو ادا کرنے کی نیت سے مستقل آواز ہے جو دال سے بالکل جدا ہے اور صفات ظا کی حامل ہے۔ (۲)

۱ و الصاد و الطاء اشتراک صفہ جہراً و رخاوة و استعلاء و طباق و افتراقاً مخرجاً و افردت الصاد بالاسطال.
(الانقار فی علوم انقار آل فصل من مہمات تجوید القرآن ۱۰۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)
(۲) المحار عدا ان اشتھا الصاد بالطاء لا یطیل الصیرة و یدل علی ان المشابہة حاصلہ بینہما حداً و المسیر غیر فرح ان یسقط التکلیف (التفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۷۶۲/۱ ط دار الکتب العلمیہ، تہران)
(۳) حص فی الصاد انساط لا حل رخاوتہا و بہذا لیس یقرب محر حہ من محر ح الطاء الخ (لتفسیر الکبیر: المسألة العاشرة ۷۶۳ ط دار الکتب العلمیہ، تہران)

(۳) یہ عوام کے ضاد و ردال کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سا اوقات اس کو دال خالص کی آواز سے ادا کرتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ کلمہ کا ابتدائی حرف ہو اور مکسور ہو۔ مثلاً ضدا کہ عوام اس کو خالص دڑا پڑھ دیتے ہیں۔

(۴-۵) حضرت مولانا رشید احمد کا یہ فرمان کہ دال پُر کوئی حرف نہیں ہے صحیح ہے اور جس آواز کو دال پُر کی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ دال نہیں ہے بلکہ ضاد ہے جو نئے مخرج سے پورا ادا ہونے کی صورت میں صفات ظا کا حامل ہوتا ہے اور نہ ہونے کی صورت میں اس کو تقسیم کے لئے دال پر سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس آواز کو اور کسی لفظ سے تعبیر کرنا دشوار تھا (۱) ایسے شخص کی اپنی نماز بھی صحیح ہے اور اس کی اقتدا بھی درست ہے اور اگر کوئی قاری مجہود ضاد کو اپنے صحیح مخرج سے ادا کرے اور وجہ صفات ظا کا حامل ہونے کے اس کی آواز ظا کے مشابہ مسموع ہو وہ بھی درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنا درست ہے یادال پُر پڑھنا۔

(سوال) حرف ضاد کو مشابہ ظا پڑھنا درست ہے یادال پُر پڑھنا درست ہے نیز کس طرح ادائیگی سے نماز درست ہوگی اور کس طرح ادائیگی سے فاسد ہوگی؟ المستفتی نمبر ۲۸۴ قاری امیر محمد صاحب۔ امام مسجد مورس رائے دہلی ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب) (از قاری محی الاسلام پانی پتی) حرف ضاد اکثر صفات میں طاء سے مشابہ ہے لیکن مخرج میں ظا سے قطعاً جدا اور صفت استطالہ کی بنا پر صفت بھی ممتاز ہے (۱) صحیح یہ ہے کہ ضاد کو حافہ لسان یعنی زبان کی کرویٹ اور اضر اس سے ادا کیا جائے اس کی صورت میں تشابہ بعض ضرور ہوتا ہے مگر عینیت نہیں ہوتی (۲) ضاد کے ادا کرنے والوں کی کئی حالتیں ہیں بعض آدمی س کو س کے مخرج سے برعایت صفات صحیح ادا کرتے ہیں اور بعض غلط ان میں سے جو لوگ ادا پر قادر نہیں ہوتے یا ان کو سکھانے والا نہیں ملتا وہ معذور ہیں اور جو لوگ صحیح ادا کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے یا سیکھ سکتے ہیں مگر نہیں سیکھتے وہ خامی ہیں غلط پڑھنے والوں میں سے بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کے سر (یعنی ظا کے مخرج) سے ادا

(۱) حصل فی الصاد انساط لا حل رحاوتها و بهذا السب یقرب محر حہ من مخرج الطاء الح (التفسیر الکبیر المسئلة العاشرة ۱ ۷۶۳ ط دار الکتب العربیہ تہران)

(۲) وان کان لا یمکن الفصل بن الحرفین الا بمشقة كالطاء مع الصاد و الصاد مع السین و الطاء مع التا احتلف الشایخ قال اکثرهم لا تصد صلاتہ (عالمگیریہ الفصل الخامس فی رلة القاری ۱ ۷۹ ط ماحدیہ کونستہ)

(۳) و الصاد و الطاء اشتر کا صنة حیراً و رحاوة و استعلاء و اطباقاً و افرقا محر حاً و افرود الصاد بالاستطالہ (الاتقان فی علوم القرآن فصل من المنہات تجرید القرآن ۱۰۱/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) ان الطاء وان کون محر حہ من بین صرف البساق و اطراف اللہ بالعلیاء و محر ح الصاد من اور حافة البساق و من یلیہا من الاصر اس الا انه حصل فی الصاد انساط لا حل رحاوتها الح (التفسیر الکبیر المسئلة العاشرة ۱ ۷۶۲ ط دار الکتب العلمیہ تہران)

کرتے ہیں جو عین ظاہر جاتا ہے یہ غلط ہے اور بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کی جڑ (یعنی در کے مخرج) سے ادا کرتے ہیں یہ دال بن جاتا ہے جو غلط تر ہے اگرچہ پر ہو۔ خلاصہ یہ کہ ضد صحیح ایک ممتاز حرف ہے مگر خاے صفاتی تشبہ ضرور رکھتا ہے، در دال سے اس کو بہت بعد ہے یہ حضرت علماء تلامذہ ہیں کہ نماز کس سے درست ہوتی ہے اور کس سے غلط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خاکسار ابو محمد محی الاسد مفتی عنہ پانی پتی۔ دولت خانہ حضرت مولانا قاری محمد اعلیٰ صاحب مدظلہ دہلی۔ ۲۸ محرم ۱۳۵۳ھ۔ ما احاب المحیب اللیب فہو حق صبیح و بالقول حقیق احقر محمد اسحاق عفی عنہ میرٹھی مہر

(جواب ۹۳) از حضرت مفتی عظیم۔ جو لوگ قصہ خالص ظاہر ہیں یا خالص دال پر ہیں ان کی نماز نہیں ہوگی اور جو ادا کئے صحیح کا قصہ کریں مگر صحیح ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے مشابہ بظالموں ہو یا دال پر سنائی دے ان دونوں کی نماز درست ہو جاتی ہے مشابہ بظالموں کے ادا اقرب و الصحتہ ہے۔
محمد کفایت اللہ کان لہ۔

لجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
(جواب) (از مولوی قاری سید طاہر حسن) امام عید گاہ دہلی۔ حرف (ض) کے متعلق ایک فتویٰ اور بھی ہو چکا ہے جو جمعیتہ لقراء و اہفاظ دہلی کی جانب سے شائع ہوا ہے جس پر اکثر علماء و قراء کے مفصل بیان اور دستخط ثبت ہیں وہ قابل ملاحظہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس کو مخرج سے ادا کرنا نہایت مشکل ہے جن حضرات سے اس کا مخرج پورا ادا نہ ہو اسکو اہل فن سے حاصل کرنا ضروری ہے باوجود کوشش کے پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو معذوری خیر کی جائے گی اور نماز درست ہو جائے گی (۲) احقر از من سید طاہر حسن عفی عنہ شاہی امام عید گاہ دہلی۔ ۲۵ محرم ۱۳۵۳ھ

اجوب صحیح۔ احقر محمد یوسف عفی عنہ۔ ناظم علی جمعیتہ القراء و اہفاظ دہلی
لجواب صحیح۔ حفیظ مدین احمد امام مسجد رنگریزاں۔ باڑہ ہندوستان۔ دہلی

(۱) اصدا و الصاء اشتراک صفة جہراً و رحوۃ و اسعلاء و اطاقاً و انفراداً و مفردات الصدا بالاستطالہ،
الانقاد فی علوم اللہ فیہ فصل من المهمات تحوید القراء ۱۰۱ ط سنہ ۱۳۵۱ (لاہور)
(۲) وفي حراۃ الاکمل قال القاصی ابو عاصم ان بعد ذلك تفسد و بحری عی لسانہ اولاً بعرف لمیسر لا
تفسد و هو المختار حلیہ و فی لبر ربہ و هو اعدل الا قاری و هو المختار (رد المحتار مطلب مسائل رتبة القاری
۱ ۶۳۳ حد سعید)

(۳) و ان کلا لا یمکن الفصل من الحرفین الا بمشقة کالصاء مع الصدا قال اکثرهم لا تفسد صلاتہ - و من
لا یعرف بعض الحروف بسیعی ان یجہد ولا یعد فی ذلك فان کلا لا یطبق لسانہ فی بعض الحروف ان لم یجد یہ
لیس فیہا سبب الحروف تحویر صلاتہ (عالمگیری) باب الخامس فی رتبة القاری ۱ ۷۹ ط محدثہ کتبہ

”ضاد“ کردار صفات میں مشابہ ”طاء“ کے ہے ”ضاد“ کو ”دال“ پر ”پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی

(سوال) ضاد مشابہ بالصوت طاء کے ہے یا مشابہ بالصوت دال کے کس صورت میں نماز فاسد ہوگی مورنا عبدالحی لکھنوی فتاویٰ جلدی اول ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ ”مشابہ بالادل پڑھنے سے نماز باطلاق فاسد ہو جاتی ہے اور مشابہ بظا پڑھنے سے اکثروں کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی“ یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۹۳ مولوی محمد سعید (سکھر ضلع انک) ۱۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۴ء
(جواب ۹۴) ضاد جب اپنے مخرج سے صحیح ادا ہو تو وہ ط کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر جو دال پر کے مشابہ ادا کرتے ہیں یہ اسی ضاد کی جگہ ہوئی دے اور جو بوگ کہ بالکل خ کی آواز سے پڑھ دیتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہذا دال پر کی آواز پڑھنے والے اور مشابہ بظا پڑھنے والے دونوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس میں جھگڑا فساد نہ کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

(سوال) ضاد کو مشابہ بظا پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۷۱ عبد الرشید (ضلع سہت) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۹۵) جو وگ کہ ضاد کو اس کے اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سننے والے ان کی ادا میں صوت مشابہ بظا سنتے ہیں ان کی ادا صحیح ہے اور جو لوگ اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش میں اس طرح پڑھتے ہیں کہ سننے والے کو دال منجم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ بھی درست ہے وہ بھی ضاد ہی کی آواز ہے کیونکہ صرف دل میں درحقیقت تفخیم کی صلاحیت ہی نہیں ہے مگر ان دونوں اداؤں میں وہ ادا جس میں صوت مشابہ بظا مسموع ہوتی ہے اقرب الی الصحتہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ۔

”ضاد“ صحیح طور پر مخرج سے ادا کیا جائے تو مشابہ ”طاء“ ہوگی یا نہ؟

ضاد کو مشابہ دال پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حرف (ض) کو اگر صحیح طور پر ادا کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے قراء مجودین اور حفاظ متفنین کے صدور میں ہم تک پہنچی ہے تو اس کی آواز نہ آواز خائے مجملہ کے ہوگی یا نہیں نیز آج کل عام طور پر حرف (ض) کو دال مفحم یا مشابہ دال کے پڑھتے ہیں اور عوام کالانعام سے کیا شکایت بہت سے

۱) المحار عبدان، سنہ اصاد بالطاء لا یطل الصلوة ویس علی ان المشابهة حاصلة بیہما حداً والتمیز عسر
فرحب ان یسقط التکیف (التفسیر الکبر المسألة العاشرة ۶۲/۱ ط در الکتاب العربیہ تہران)

علماء تقیاً بھی بدار غیغ غیر تحقیق ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں موجودہ زمانے کے رسائل کو جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا جیسا کہ رسالہ الاقتصاد فی الصاد یا الارشاد فی الصاد وغیر ذلک تو ہم نے کچھ کتب معتبرہ تجوید وفقہ و تفسیر و صرف کے مصرح پیا کہ حرف (ض) صحیحہ عربیہ صوت اور معنی میں طاء کے مانند ہے اور غیر اس کے دال مفتحہ یا مشابہ دال کے جو کہ آج کل مروج ہے غلط اور حن جلی قرار دیا ہے برائے نمونہ عبارت جہد لمقل نقل کی جاتی ہے۔ فان لفظ بالصاد فان جعلت محر حها من حافة اللسان مع ما يبها من الاصر اس بدوں اکمال حصر الصوت واعلب لها الاطباق والتفحيم الوسطين و التفتي القليل فهذا هو الحق المؤيد بكلمات ائمة التجويد والتصريف في كتبهم و ينسب صوتها حينئذ صوت الطاء المعجمة بالضرورة وما دافع الحق الا الضلال اور جس المقل کے منہ پر عبارت شعد (فوری) کی یہ ہے ۔ وانا اقول لو كان حق اداء الصاد المعجمة كالدال المهمة المطلقة او الدال الحالصة كما هو الدافع بس اكثر الناس من الحواص والعوام في زماننا هذا يقدر عليه التسرع في اول السروع ولا ينسر على احد فما اسعد ما ساء بعد رماں صاحب الرعاية بثمان مائة و ستين سنة انتهى اب ہم حیران ہیں کہ اگر دین کی کتابوں کو دیکھیں تو حرف (ض) صحیحہ عربیہ آواز میں مانند طاء کے معلوم ہوتا ہے اور اگر چودھویں صدی کے کس کو دیکھتے ہیں تو مشابہ دال کے پڑھتے ہیں لہذا یہ بات قابل دریافت ہے کہ اگر ضاد مروجہ یعنی مشابہ دال کی صحت کسی کتاب میں کتب دین سے ہو تو یہ کرم نامہ کتاب مع عبارت درج استغفار فرمادیں اور اگر نہیں تو جو صحیح حرف ہے اس کی ترویج و اشاعت میں عصبہ عیہا بالنواخذ کا مصدق بن جائیں حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک سنت کو میری سنتوں میں سے بعد بات کے رائج کرے تو اس کے واسطے اتنا ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۸۱۱ سید خلیل حمد شاہ (ضلع مظفر گڑھ) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء (جواب) (از مولانا غلام رسول بانی) ہو موفق بصواب۔ حرف (ض) کو اگر صحیح ادا کیا جائے تو ضرور اس کی آواز مانند آواز طاء کے ہوگی کیونکہ ان سب میں باہم سخت مشابہت ہے تفسیر کبیر جلد اول میں ہے۔ والمحتار عندنا ان اشتباه الصاد بالطاء لا يبطل الصلوة و يدل عليه ان المتشابهة حاصلة بينهما حداً و التمييز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق دوسری جگہ اس جلد میں ہے فثبت بما ذكرنا ان لمتشابهة بين الصاد والطاء تشديده و التمييز عسير فقول لو كان هذا الفرق معتبر الوقع السؤال عنه في رماں رسول اللہ ﷺ او في ارملة الصحابة لا سيما عند دخول العجم في الاسلام فيما لم يسفل وفوق السؤال عن هذه المسئلة علما ان

التمییر بین ہذین الحرفین لیس فی محل التکلیف اور شیخ احمد کی نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے لو ابدل الضاد بغير طاء لم یصح قرأته قطعاً فعلم من ہدایہ لم یقع خلاف فی ابدالہا الا كما وقع فی الطاء فالنطق بها دالاً لم یقل احد بصحته ۱ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤی نے مجموعۃ الفتاویٰ (۲) میں پوری تحقیق اس مسئلہ میں کی ہے جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے وما عسیا الا السلاع فقط کتبہ عدم رسول بنوی۔ سابق مدرس مدرسہ مینیہ دہلی ہذا الجواب هو الصحيح العد محمد صدیق بقلم خود اصاب المحیب فیما اجاب باریک اللہ فی علمہ و عملہ سلطان محمود بقلم خود عفا عہ

(جواب ۹۶) (از حضرت مفتی عظیم) یہ صحیح ہے کہ ضد کی آواز صحت ادا کی صورت میں ظا کے مشابہ ہوتی ہے (۲) اور صحت ادا نہ ہو تو یہ آواز ایک ایسی آواز ہو جاتی ہے کہ وہ نہ ظا کی آواز ہوتی ہے نہ دال کی اور جو شخص صحت ادا پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب ۹۷ دیگر ۸۵۶) ضد کو جب صحیح طور پر اپنے مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ضاء کے مشابہ ہے اس لئے جو لوگ کہ اس کو مشتبہ الصوت بظا پڑھتے ہیں وہ غلط نہیں ہے بل جو خالص ظا پڑھیں تو وہ غلط ہے اور خالص دال کی آواز سے پڑھنا جیسے اکثر عوام پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

غیر المعصوب یا ولا الصالین میں ضد کو قصداً ظاء پڑھنا غلط ہے، صحیح ادا کیا جائے تو مشابہ ظاء ہوگی

(سوال) قرآن پاک میں غیر المعصوب یا ولا الصالین ظ کے ساتھ قصداً اور دال پر کے ساتھ پڑھنا اور مقصود غیر المعصوب کو دکرنا ہے ورمروج یعنی دال پر ہے اور ظ سے فتنہ پیدا ہوتا ہے بدو نوں جائز ہیں یا یک اور اگر یک جائز ہے تو کون سا جائز ہے اور اگر ناجائز کو کوئی پڑھے تو کیا سزا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۵ کرم خاں صاحب علم مسجد چوری خیل (صوبہ سرحد) ۲۰ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۸) ضد کو ظا پڑھنا غلط ہے کی طرح دال پڑھنا بھی غلط ہے ضد اگر اپنے مخرج سے صحیح طور پر دال ہو تو اس کی آواز ضاء کے مشابہ ہوتی ہے دال پر جسے کہ جاتا ہے وہ بھی ضد کی آواز ہے اور ضد دال

۱۔ ندوی حدیث، ص ۲۰۹ ح مصر

۲/۱ ۸۱ تا ۸۷ ط سہیل کیمبی لاہور

۳۔ الضاد والطاء، شریکاً صفتہ حیر اور حوة واستعلاء و صاقاً و افتراقاً محرراً و انفراداً الضاد بالاستعلاء (الاتقان فی علوم القرآن، فصل فی سیمات ۱۰۱ ط سہیل اکادمی لاہور)

(۴) حررہ دال

کرنے کی نیت سے ہی آواز نکالی جاتی ہے ہذا دونوں فریق ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(حواص ۹۹ دیگر ۱۴۵۵) ضد اپنے مخرج و صفات میں ظ کے قریب اور مشتبہ بصوت ظا ہے یہ بات تمام تجوید کی کتابوں میں مذکور ہے اور فقہ حنفی میں بھی اسی طرح مرقوم ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء

”ضد“ کو خاص ”ظا“ یا ”دال“ پڑھنا غلط ہے۔

(سوال) عام طور سے بعض جگہ ضد کو مشابہہ سہ مخرج دل پڑھتے ہیں جیسا کہ رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ ولا الضالین کو ولا الدالین اور عید الضحیٰ کو عید احدی وغیرہ مگر اکثر مقامات پر ضد کو ضد ہی پڑھتے ہیں مثلاً ہر مضن کو ردان حضرت کو حد رت اور مرض کو مرد نہیں کہتے و ردی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ کہتے ہیں تو معنی ہی بدل جاتے ہیں رد کے معنی پھیرنا نکالنا شوخی وغیرہ کے ہیں اگرچہ اس کے یہ معنی نہیں ملتے مگر ظاہر میں ردی اللہ عنہ کرنا یہ ہے رسالہ زینت القاری میں لکھا ہے کہ ہم لوگوں میں یہ ایک ایک دبا پھیل گئی ہے کہ ضد کو دال پڑھتے ہیں و ربہ وجود یکہ ضد کا تلفظ ظ سے ملتا ہوا ہے دال سے نہیں ملتا جیسے کہ تمام تفاسیر و کتب قرأت مثلاً فتح اعزیز و فتح القدیر نیز اطلاق وغیرہ میں لکھا ہے کہ ض ظ سے ملتا ہو حرف ہے دال سے ملتا ہو نہیں ہے ہذا ضد کو دال پڑھنا غلط ہے۔

المستفتی نمبر ۵۲۹۱ دیر راہ نجات (کاٹھیاواڑ) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۷ء
(حواص ۱۰۰) یہ صحیح ہے کہ حرف ضد کو دال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ ظا کے ساتھ اپنی اکثر صفات میں مشابہہ ہے مگر ظاء سے بھی وہ جداگانہ حقیقت رکھتا ہے پس جو شخص اس کو خاص ظا پڑھے وہ اور جو شخص خاص دال پڑھے وہ دونوں تبدیل حرف کی مرتکب ہیں اور جو شخص ضد کو دال کرنے کے قصد سے پڑھے وہ اس کی آوازوں پر کی نکلے یا ظ کے مشابہہ نکلے ان دونوں کی نماز صحیح ہوگی اور ظا کے مشابہہ پڑھنے و اقرب فی السمع ہوگا (۳) اور خالص دال کی آواز سے اوکرا غلط ہے دال پر جس آواز کو ہم نے کہا ہے وہ ضد کی جگہ کی ہوئی آواز ہے کیونکہ دال میں فی حد ذاته تعظیم نہیں ہوتی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) مرجع سابق

(۲) مرجع سابق

(۳) ایضاً

ولا الضالین کو ولا الظالین (بظاء) پڑھنا غلط ہے

(سوال) شر اکولہ میں کچھ روز سے ایک فتنہ پھیل ہوا ہے کہ ایک شخص جو پیش امام ہے اس کا کہنا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کو فقط سے پڑھنا صحیح ہے و لا الضالین کو ض سے پڑھنا غلط ہے لہذا بروئے اظہار حق یہ استدعا ہے کہ ولا الضالین پڑھنا چاہیے ولا الظالین اور شخص مذکور کا کہنا ہے والا الضالین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۱۳، عیال خاں حسن خاں (برار) ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۱) یہ کہنا کہ الضالین کو لفظ ظا سے پڑھنا صحیح ہے اور فقط ض سے پڑھنا صحیح نہیں ہے درست نہیں ہے اس کو ض سے پڑھنا چاہیے ظ سے پڑھنا جائز نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ ض کو اصل مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظا کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے اور دال سے اس کو کوئی نسبت نہیں ہے وگ یہ سمجھتے ہیں کہ ظ سے پڑھا ہے حالانکہ وہ ضد ہی ہوتا ہے ظا نہیں ہوتا پس ضا پڑھنے کا قصد کر کے اصل مخرج سے نکانے کی سعی کرنے والے ٹھیک پڑھتا ہے اگرچہ سننے والوں کو ظا معلوم ہو لیکن اگر وہ ظا پڑھنے کا قصد کر کے ظالین پڑھے تو یہ غلط ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ولا الضالین کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا ولا الدوالین؟

(سوال) ولا الضالین کے ضا کو کوئی نماز میں (یا ہر نماز سے) مخرج بظا مشابہ ظوالین پڑھتے اور کوئی ضا کو مخرج بادل پڑھتے مثلاً دوالین پڑھا کرتے ہیں اب بتلائیے کہ کس کی نماز صحیح ہوئی اور کس کی باطل اور کس کا پڑھنا غلط ہوگا۔

اکثر علماء کا فتویٰ مخرج بادل پر ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو عوام الناس و اکثر حافظ قرآن و علماء ضا کو مخرج بادل کیوں پڑھتے ہیں آیا ان لوگوں کا پڑھنا غلط ہے یا صحیح عوام الناس خصوصاً مریدان مونیہ کے کہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد مجمع فیوض لبرکات مولانا محمد علی مونگیریؒ بھی ضا کو تازیست مخرج بادل مثلاً دوالین پڑھتے تھے آیا حضور کا پڑھنا کیا غلط تھا پھر ایسا ہی مکہ و مدینہ منورہ کے قراء حرمین شریفین کے چاروں مصلوں کے امام و علمائے محدثین ہر تمام بل عرب ولا الضالین کو مخرج بادل مثلاً دوالین پڑھتے ہیں تمام جگہ سارے قرآن میں ضا کو مخرج بادل پڑھتے ہیں آیا ان حضرات مجمع فیوض و ابرکات واقف احادیث و آیات مجیدہ و تفہیم و تفہقان کا پڑھنا کیا غلط ہے؟

مفتی برت شریعہ پھولاری شریف پٹنہ نے اس مسئلہ کا جواب یوں دیا ہے کہ ض و رظ یہ دونوں حرف قریب آخر ہیں اس لئے اگر ضالین میں ماوجود کو شش کے ض صحیح مخرج سے ادا نہ ہو ورنہ اس کی جگہ ظ پڑھا گیا ہو تو نماز فاسد نہ ہو گئی بخلاف اس کے اگر دال پڑھا جائے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ

خلاف تخرن بھی ہے ورنہ سے معنی بھی متغیر ہو جاتے ہیں (فتاویٰ قاضی خاں میں یہ بھی لکھا ہے ص ۶۹ ج ۱) باقی رہا قراء اور علماء جو قرأت و تجوید کے فن سے واقف ہیں وہ ضد کو صحیح مخرج سے ادا کرتے ہیں وہ دو لین نہیں پڑھتے لیکن جو وگ اس فن سے ناواقف ہیں وہ قراء کی غلط نقل کر کے دو لین پڑھتے ہیں تو ان کی نماز اس سے فاسد ہوتی ہے ایسے دگوں کو کسی قاری سے لیکھ لینا چاہیے ورنہ کوشش کرنا چاہیے کہ ضد کو صحیح مخرج سے ادا کریں۔ فقط المسند فی نمبر ۲۶۶۹ غشی جلاں مدین صاحب ۶ جلد کی ۱۱ و ۳۶۰ مطابقت ۳ جون ۱۹۴۱ء

جواب ۱۰۲) ضد کو قصہ ادا کیا گیا ہے مخرج سے ادا کرنا غلط ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن ایسا کوئی شخص نہیں کرتا۔ قصہ دس پڑھے یہ قصہ ظاہر ہے۔

وگ اردہ قوی کرتے ہیں کہ ضد کو صحیح اپنے مخرج سے ادا کریں لیکن ان سے صحیح دانی نہیں ہوتا ورنہ اس میں تین صورتیں ہو جاتی ہیں اول تو عوم کی قرأت کہ وہ صاف دال پڑھتے ہیں ورنہ بھی کوشش بھی نہیں کرتے کہ اس کو اور دس سے علیحدہ کر کے اصل مخرج سے یا س کے قریب قریب د کریں ان کا یہ فعل ناجائز اور عمل غلط ہے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دل سے متمیز کر لیتے ہیں ورنہ اس سے دور رہتے ہیں ان دونوں سے متمیز ورنہ ایک آواز ہوتی ہے جس کو بتانے کے لئے کوئی صحیح تعبیر نہیں مگر عام طور سے اس کو دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے (حالانکہ حقیقت میں وہ دال کی آواز نہیں ہے کیونکہ اس میں تغخیم ہوتی ہے اور اصل دال میں تغخیم کا تصور اور وجود نہیں) یہ آواز چونکہ علیحدہ آواز ہے نہ دس ہے نہ ط ہے اور ضد کو کرنے کی نیت کی گئی ہے اس لئے دالے حرف ضاد کے لئے کافی ہوں اور نماز ہو جائے ان قراء اور علماء و اکثر حضرات کی طرح تہ پڑھتے ہیں پھر ان میں سے جو مخرج کے عام ہیں ان کی دال بالکل صحیح ہوتی ہے اور جو اچھی واقفیت یا مہارت نہیں رکھتے ان کی "امیں نقصان رہتا ہے مگر یہ یقینی ہے کہ ان کا ادا کیا ہو حرف دس اور ط نہیں ہوتا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دائرے و اظہار میں پڑھنے جیسی بالکل ظاہر دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یونکہ میں ضد کو د نہیں کر سکتا اس لئے سکون ط کی آواز کے مشابہ ادا کروں کیونکہ ضد اور ط آپس میں قریب الصوت اور مشابہ صفات رکھتے وے ہیں تو اگرچہ یہ خیال تو صحیح نہیں مگر اس شخص کی نماز اس لئے ہو جائے گی کہ یہ ضد کو اس کے اصل مخرج سے ادا نہیں کر سکتا ورنہ جس طرح د کیا ہے وہ اس کے

(۱) ممد فی التصحیح والتعمیر عمہ فصلاۃ، حذیرۃ، وان نزلک جہدہ فصلاۃ، فسدۃ کد فی تمجیدہ۔ (۲) لصحار مطب فی الاشع ۱ ۵۸۲ ط سعید

(۲) وصاد واطاء اسرک صفہ، جہر، ورحوہ وامتلاء و اصف و افرق مخرجاً و بحدت الصاد و لاسطالہ، صغ الانصار فی عمود الفرب فصل فی لمہمات ۱ ۱۰۱ ط سہیل اکیڈمی، لاہور

مخرج کے بعد ض اوصاف پر مشتمل ہے اور اگر یہ شخص یہ نیت کرے کہ میں ظ پڑھتا ہوں تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔ (۱)

نماز اسی صورت میں ہوگی کہ قصد تو کرے ضاد کا اور ادائیگی میں مشتبہ الصوت بظا معلوم ہو۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ، دہلی

چوتھا باب اعراب قرآن

قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟

(سوال) قرآن شریف کے اعراب کس زمانے میں اور کس نے لگائے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۹
حسین جمال الدین منہار راجپور ۸ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۳ء
(جواب ۱۰۳) قرآن مجید کے اعراب زمانہ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ستر برس کے بعد لگائے گئے
ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ،

پیش (-) کو واؤ معروف اور زیر (-) کو یا معروف کی طرف، کل کر کے پڑھا جائے۔

(سوال) اعراب زیر اور پیش کو کس طرح پڑھا جائے کوئی یہ کہتا ہے کہ زیر اور پیش کو بربیک آواز سے پڑھنا صحیح ہے کوئی کہتا ہے کہ موئی آواز سے پڑھنا چاہیے مثلاً الف زیر اے۔ ب زیر بے۔ یا الف زیر ای ب زیر بی کون صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۱ عبد الفتور (کوئٹہ راجپوتانہ) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۱۰۴) صحیح یہ ہے کہ پیش کو واؤ معروف کی طرف اور زیر کو یا معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ کھینچنا نہ جائے کیونکہ کھینچنے سے پوری و ذیا پوری یا ہو جائے گی اور وہ صحیح نہیں ہوگا
و ذ مجہول یا یائے مجہول کی طرف مائل کرنا عربی بھج کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ،

(۱) قال القاضي ابو عاصم 'ان تعمد ذلك تصد، وان حرى على لسانه اولا يعرف التفسير لا نفسه وهو المحار
حليد في الرازيه وهو اعدل الاقوال، وهو المحار (رد المحتار مطلب مسائل رلة القارى ۱/۶۳۳ ط سعيد)

(۲) انظر تفسير القرطبي مقدمه المؤلف ۱/۵۵، ط دار الكتب العلميه، بيروت

(۳) قلت . دل الحديث على ان النعى بالقرآن لا يجوز على الاطلاق بل هو مفيد لعدم احوال القراء من
العربية الى غير هابان يفرط في امد و في اشباع الحركات حتى يتولد من الفتحه الف و من الضمة واو و من
لكسرياء، او يدغم في غير موضع الا دعاء فان لم يستد الهى منه الحد فلا كراهة (علاء السنن، د محاء في
و حوت بحويد القراء ۱۵۵، ط ادارة القراء و العلوم الاسلاميه، كراچي)

جواب کی توضیح

(سرب ۱۰۵)، (۶۳۷) متعلقہ سوانہ کورہ۔ فقیر کے پہلے جواب کا مطلب یہ ہے کہ احمد کی دال پر جو پیش ہے اس کو واؤ معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے ورنہ کی ہائے نیچے جو زیر ہے اس کو یائے معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ نہ کھینچنا چاہیے کہ الحمد و ہو جائے یا للہی بن جائے۔

قاعدہ سیرنا قرآن مطبوعہ عمی پر ننگ پر یس ماہور ہمارے پاس موجود نہیں ہے ہمیں معلوم نہیں اس میں کیا لکھا ہے اگر یہ بات لکھی ہے کہ جس حرف پر پیش ہو اس کی حرکت یعنی پیش کو واؤ مجہول کی طرح پڑھا جائے، تو یہ بات غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ، ۳ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

پانچواں باب
متفرق مسائل

سورۃ توبہ کی ابتداء میں "اعوذ باللہ من النار الح"، پڑھنا ثابت نہیں!

(سوال) بعض قرآن مجید مطبوعہ مصطفیٰ میں سورہ توبہ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقوم ہے و فی الحرری یقرء عند مکان البسملة اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار العرف للہ و لرسولہ وللمؤمنین کدافی المسوط انتھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جزری یہ موقوف یاد گیر کسی کتاب میں یہ عبارت پڑھنا لکھا ہے؟

(جواب ۱۰۶) اس دعا کا کسی معتبر کتاب سے ثبوت نہیں ملتا سورہ توبہ سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے کی وجہ وہی ہے جو حضرت عثمانؓ سے ترمذی میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے اس سورت کے متعلق یہ بیان نہ فرمایا تھا کہ یہ کتاب پر لکھی جائے اس لئے، نہوں نے اپنے جہود سے اس کو یہاں پر درج کر دیا اور بسم اللہ نہ لکھی (۱۲) محمد کفایت اللہ کان لہ،

مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں!

(سوال) مولوی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآنی صحیح ہے یا نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ہے یا نہیں؟

(۱) مرجع سابق

(۲) فقال عباد

فصل اہم میں فقہ رسول اللہ ﷺ ولہ یس لنا بها من اجل دلت فرست بہم

ولہ اکتب بہم سطر سم للہ برحمہم ووضعتہ فی السبع الطوب، جامع ترمذی ومن سورۃ الزلزلہ،

۱۳۹۲ھ سعد

یہ ترجمہ لڑکوں کو کارآمد ثابت ہو گا یا مضر؟ کیونکہ اس ترجمہ کی بنا ایک آزاد شخص نے خفیوں کے مدرسے میں ڈالی ہے جس کا عقیدہ بہت سے مسلمانوں کے نزدیک برا ہے کیونکہ وہ شخص عام جلسوں میں تقدیر اور وسیلہ پڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہا ہے کہ بھائیو! تقدیر کوئی چیز نہیں تدبیر کرو اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۰۷) مولوی نذیر احمد صاب کے ترجمہ قرآنی میں بہت سی غلطیاں ہیں، اہل احناف کے خلاف ایسی بہت سی باتیں اس میں ہیں جو لڑکوں کو مضر ہوں گی لہذا اگر وہ ترجمہ مدرسے میں داخل کر لیا گیا ہے تو مناسب ہے کہ اس کے ساتھ اصدا ح ترجمہ دہلویہ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے بچوں کو ضرور پڑھائی جائے تاکہ جو کچھ غلطیاں اس ترجمہ میں ہیں اس کتاب سے ان کی اصلاح ہو جائے مولانا نے مولوی نذیر احمد کی غلطیوں کی اس کتاب میں اصلاح کی ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

”آیت الکرسی“ ایک آیت ہے!

(سوال) آیت الکرسی جو کہ سورۃ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں اللہ لا الہ الا ہو سے وهو العلی العظیم تک ہے یہ ایک ہی آیت مانی جائے گی یا درمیان میں علامات وقف ہیں یہ بھی آیت کا حکم رکھتی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت الکرسی میں دس آیات ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۸۶ حافظ محمد شفیع (ضلع بجنور) ۲۸ صفر ۱۳۵۳ مطابق یکم جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۰۸) آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو سے شروع ہو کر وهو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے یہ کوئی ایک آیت ہے درمیان میں جو رموز اوقاف ہیں وہ آیات نہیں ہیں لفظ آیت الکرسی میں بھی اس کو واحد کے صیغے سے تعبیر کیا گیا ہے آیات الکرسی نہیں کہا گیا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آیت ”وما انزل علی الملکین ببابل“ (الآیۃ) کی صحیح تشریح

(سوال) کلام مجید میں ہاروت وماروت کا جو ذکر آیا ہے اس کا صحیح شائع نزول اور اصل قصہ کیا ہے؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاروت اور ماروت شہر بابل میں دو شخص تھے جن کو بن کے عجائب افعال اور نیک چہنی کے وجہ سے فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا اور اس بات کی وہ قراءۃ مزید ہے جس میں ملکین کو بحر لہم پڑھا ہے اور حسن بصری کا بھی یہی

(۱) وفي التفسير لاس كثير هذه اية الكرسي ولها شان عظيم قد صح عن رسول الله ﷺ بانها افصل آية في كتاب الله قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق عن ابى اس كعب ان النبي ﷺ سألته اى آية اعظم قال الله ورسوله اعلم فردو هاروت اثم قال ابى اية الكرسي (القرة ۱۰۲ ۳۰۴) وفيه وهذه الآية مشتملة على عشر حمل مستقلة لقوله (الله لا اله الا هو) اخبار الخ (۳۰۸/۱) ط سہیل اکڈمی لاہور

قوس ہے (بیضوی تفسیر کبیر) یہ دو شخص اس فن سے واقف تھے مگر اس کو بر سمجھتے تھے یہاں تک کہ جو ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی خدا نے یہ ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے کہ تم ایمان پر ثابت قدم رہتے ہو یا نہیں اس کو نہ سیکھو ورنہ ایمان جا تا رہے گا مگر یہود ایمان کی کیا پرو کرتے تھے سیکھنے سے باز نہ آتے تھے پس ان پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ان کو اس فن میں ماہرہ عالم ہونے کی قدرت عطا کی تھی نہ یہ کہ کتاب آسمانی کی طرح ان پر خدا نے جادو نازل کیا تھا کہ وہ اس کو تعلیم دیا کرتے تھے بعض مفسرین نے لفظ نزال سے یہ سمجھ لیا کہ وہ فرشتے تھے جو حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں زمین شربابل میں آئے تھے پھر ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے تھے اس کے کہنے سے شرب پبل کے پیر اس کے خوند کو قتل کیا اور بت کو جہاں یہ زہرہ نے اسم اعظم ان سے دیکھا یہ جس سے وہ تو آسمان پر چلی گئی وہ یہ ببل کے کنویں میں اٹے اٹے ہیں اور وہاں آگ سے ان کو عذاب ہوتا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے پہلے اس کو سمجھ دیتے ہیں پھر سکھ دیتے ہیں چنانچہ ایک شخص عبد مک بن مروان کے پاس ان سے مل کر آیا تھا۔ یہ بے صل کمائیاں ہیں دریافت طلب یہ مرے کہ موانا عبد الحق نے کوا۔ حسن بصری بیضوی و تفسیر کبیر جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یہ دیگر مفسرین کا قول صحیح ہے المسند نمبر ۵۴۶ فقیر حمد نقشبندی (سند) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۰۹) ہاروت و ماروت فرشتے نہیں تھے ورنہ ان کا آسمان سے اترنا اور زہرہ پر عاشق ہونا اور زہرہ کان سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر جانا اور فرشتہ بن جانا یا ستارہ بن جانا اور ان فرشتوں کا بابل میں ایک کنویں میں اٹا ٹکایا جانا یہ معتبر قصہ نہیں ہے ظاہر یہ ہے کہ موانا عبد الحق صاحب کا بیان ردہ قصہ ہی قابل قبول ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کے ترجمہ شائع کرنے کا حکم

(سوال) کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو اور با محارہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے۔ المسند نمبر ۱۱۹۸ نیاز حمد صاحب (رہور) ۶ رجب ۱۳۵۵ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۱۰) قرآن مجید کے اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور سے خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدل کے امکانات

۱۱۔ وھدہ بقصد من حصار لاحادین من الروايات الضعيفة بساده ولا دلالة علیھا فی القرآن مشی و فی روایات ھدہ بقصد ما یناہی عن فعل و لعل و ھدہ نقل عن الربیعہ بن اس۔ نہ مسح اللہ لہرۃ کو کب و صعدت الی السماء حسن نعمت لاسم الاعظم فان المسح کما لیس و نمة العمل لہ یصحح لھدہ القصۃ ولا ینسب روايتها عن عی و لہ عن من عداہ الح (التفسیر لمطہری ۱۰۹ ص حافظ کب حادہ کوئٹہ)

زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا کیسے ہے۔

(سوال) قرآن کریم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا کیسے ہے؟ المفتی نمبر ۵۹۱ جس میں امین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے مگر گانے کے لہجے میں پڑھنا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

کیا حروف مقطعات کے معانی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟

(سوال) حروف مقطعات کے بارے میں بڑا اختلاف برپا ہے چنانچہ ایک عالم فرماتا ہے کہ حروف مقطعات کا علم اللہ اور اللہ کے رسول کو معلوم ہے کیونکہ یہ ایک راز ہے جو مرسل اور مرسل (اللہ) کے درمیان واقع ہے جس کو ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور دوسرا عالم یہ فرماتا ہے کہ اس کا علم بغیر اللہ کے کوئی نہیں جانتا خواہ وہ رسول ہو یا فردا من امتہ الناس ہو جو شخص یہ کہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان راز ہے وہ شخص کافر ہے اور اگر اس اعتقاد میں کفر عائد نہ ہو تو ایسے معتقد کا گناہ گار ہونا یقینی ہے چنانچہ اس اختلاف کی وجہ سے عامہ مخلوق میں کشیدگی پھیلنے کے بعد یہ بات عمل میں آئی کہ اس کا فیصلہ مفتی صاحب سے کرنا چاہیے ہذا آنجناب کی خدمت میں تمنا ہے کہ جو فیصلہ شرعی و تحریر فرما کر قاطع اختلاف ہوں و اگر اختلاف مذاہب میں واقع ہو تو جو قوس آپ کے نزدیک مرتفع ہو تحریر فرمائیں؟ المفتی نمبر ۲۶۸۱ غلام محمد صاحب مظفر گڑھ پنجاب۔ ۹ رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۱۲) حرف مقطعات کے متعلق سلف صالحین سے متعدد اقوال منقول ہیں نصوص کتاب و سنت کے لحاظ سے راجح اور قوی قول یہ ہے کہ ان کے معنی و مراد کا علم ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اسی مذہب کی رعایت کرتے ہوئے جلالین میں آلم کے آگے اللہ اعلم بمرادہ بذلك (۳) فرمایا گیا ہے اور اس پر صاحب جمل فرماتے ہیں اشار بهذا الی ارجح الافوال فی هذه الاحرف

(۱) قال المحقق فی الشامیۃ: و فی الفتح عن الکافی ان اعتبار القراءة بالفارسیۃ او اردیہ مکتب مصحف بہ بمع لوان فعل فی آیۃ او آیتیں لا فان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمہ حار (رد المحتار) مطلب بیان المترار والشاد ۱/ ۴۸۶ ص سعید

(۲) قلت فید استحباب التعلی بالقرآن و تحسین الصوت بالقراءة و تربیہا لا سماء و قد جاء الامرہ کما سیاتی و کما مقید بما اذا لم یحرج الی حد التحطہ (اعلاء السنن) باب ما جاء فی وجوب تحریک القرآن ۴/ ۱۵۳ ص دار القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی

النی اتدی بها کثیر من السور وهو انها من المتشابه وانه جرى على مذهب السلف
القائلين باحتصاص اللہ تعالیٰ بعلم المراد منها انتھی مختصراً (جمل جلد ۱) (۱)

مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا قول یہ بھی ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور اس کے رسول کے
درمیان میں اسرار ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کو ان کا علم عطا فرمایا گیا تھا مگر چونکہ وہ ایک سر تھا اس لئے حضور
ﷺ نے اس کو امت پر ظاہر نہیں فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر عزیزی میں ان
قول کو ذکر فرمایا ہے جو حروف مقطعات کے بارے میں سلف سے منقول ہیں۔ فرماتے ہیں

اول آنست کہ ایں حروف اسرار محبت است کہ از انبار پوشیدہ پیغمبر حبیب خود
صلعم نشان دارہ اند۔ ویند کہ التحاطب بالحروف المعرودة سنة الاحباب فان سر الحبيب مع
الحسب يحب ان لا يطلع عليه الرقيب (فتح العزيز سورة بقرہ مطبوعہ مجتہانی ص ۷۴)
اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے -

”وقيل انه سر استأثره الله بعلمه وقدره عن الخلفاء الاربعة وغيرهم من الصحابة ما
يقرب منه ولعلمهم ارادوا انها اسرار بين الله ورسوله ورموز لم يقصد بها افهام غيره الح
(بصاوی جلد اول ص ۱۵ محبتانی) (۲)

یعنی بیضاوی نے خفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے ان اقوال کو جن میں حروف مقطعات کو اسرار
یا المکتوم الہی لا یفسر یا صفوة القرآن فرمایا تھا اس پر محمول کیا کہ یہ اللہ اور رسول کے درمیان اسرار
ورموز ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان کی مراد معلوم ہے پھر تعین مراد میں بہت اقوال ہیں اور امام شافعی کا یہ
مذہب مشہور ہے کہ تشابہات کے معانی را تخمین فی العلم جانتے ہیں پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حروف
مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان میں راز ہیں وہ اقوال سلف سے باہر نہیں نکلتا یہ دوسری بات کہ راجح
اور قوی قول کے خلاف ہے مگر اس کی بناء پر اس کی تکفیر تو کجا تفسیق و تضلیل بھی نہیں کی جاسکتی (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی۔

(۱) ۱۰/۱ ط مصر

(۲) ۱۶ ط سعید

(۳) وقد اختلف اهل العلم في معنى قوله (وما يعلم تأويله الا الله والراسخون في العلم والراسخون في العلم) فسمي
منهم من تولى الكلام عند قوله تعالى (والراسخون في العلم) فمن قال ما نقول الاول جعل الراسخين في العلم عالمين
بعض المتشابه (احكام القرآن لخصاص ۴/۲ ط دار الكتاب العربي بيروت)

سورہ بر اعۃ سے پہلے ”بسم اللہ“ نہ ہونے کی وجہ

(سوال) قرآن مجید کے دسویں پارے میں سورہ بر اعۃ میں بسم اللہ نہیں نازل ہوئی؟ کیا وجہ ہے؟
المستفتی نمبر ۲۲۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلویہ۔ ضلع مغربی خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء۔

(جواب ۱۱۳) اس میں حضور ﷺ نے سم اللہ نہیں مکھوائی تھی یہ سورت پہلی سورت کے ساتھ بسم اللہ میں شامل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

(۱) فقہ عثمان کا رسول اللہ ﷺ سے ما یاتی علیہ الرمان وہو رسول علیہ السورۃ دوات العدد فکان اذا برل علیہ ابشی دعا بعض من کان یکتب وکانت قراءۃ من احقر القراء وکانت قصتها شیهة بقصتها فطست ایہا مہا فقص رسول اللہ ﷺ ولم یس لما ایہا مہا فمن احل ذلك قرأ بسمہا ولم اکتب بسمہا سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتہا فی السع الطویل (جامع الترمذی ومن سررد الوید: ۲/ ۱۳۹ ط سعید)

كتاب الحديث والآثار

پہلا باب متفرق احادیث کی تشریحات

حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں، تدوین حدیث کا اہتمام خاطر باقرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا۔

(سوال) حدیث شریف فرض دین میں سے ہے یا نہیں؟ کرہ ہے تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام نے نہ صریح قرآن مجید حدیث شریف بکھواری حفاظت کیوں نہیں فرمائی۔ خلفائے ربیعہ نے اپنے عہد خلافت میں بختر حدیث بیان کرنے کو منع کیوں فرمایا؟ المستفتی نمبر ۳۴۴ نذیر احمد ضلع بیلا۔ ۱۲ جمادی اول ۱۳۵۲ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء۔

(جواب ۱۱۴) حدیث شریف کی تعلیم اور تعلم بھی بقدر ضرورت فرض کفایہ ہے، اس کی تدوین کا ہتمام خطہ باقرآن کے خوف سے بندہ میں نہیں کیا گیا (۲) بختر بیان کرنے سے ممانعت اس احتیاط کے لئے تھی کہ لوگوں کو غیر مستند احادیث کے بیان کرنے سے روکا جائے اور جرات مضمرہ سے ڈریا جائے۔ (۳) محمد کھٹیت لکھنؤ کان بدل۔

حضور ﷺ کا خچر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ

(سوال) خچر کی سواری کی جو حدیث ہے وہ کس کتاب کی ہے حوالہ سے منون فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۹۱۷ محمد نوزہدینی (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۱۵) خچر کی سواری کی حدیث بخاری شریف ترمذی شریف و ردوسی کتبوں میں موجود ہے بخاری ص ۴۲۷ شریف جلد اور ص ۴۲۷ میں ہے وکان ابو سعید بن الحارث أحدًا بعنا بغلته یوم حنین میں ابو سعید بن لیث حضور ﷺ کے سفید خچر کی باگ تھامے ہوئے تھے جس پر

۱. و ما فی فیہ من العلم فهو کل علم لا یستعی عنه فی فوام امور الدب کا لطف والحساب والحدود والکلام والقرآن و سائر احادیث و کل هذه الہ تعلم التفسیر والحدیث و كذلك عدم الآثار والاخبار والاعمال بالرحم و اس مہم الح رد المحتار مطلب فی فیہ من الکفایہ و فی فیہ العین ۲/۱ ص ۴۲۷ (ط سعید)

۲. اعلم عمنی اللہ و یرک ان آثار سنی ﷺ لم تکن فی عصر صحابہ و کما تعہم مدونة فی الحوامع ولا مرتبة لا مریب احدهما انہم كانوا فی ابتداء الحال فذهبوا عن ذلك كما رت فی صحیح مسلم حشیہ ان یحتلط بعض دلت بانقران العظیم (مقدمت فتح الباری ص ۴ ط مکتہ مصطفی مصر)

۳. اما كانوا یسمعون منها او یسہون عن الاکثار فی التحدیث لا عن التحدیث بالکلیۃ وذلك مہم حشیہ وفروع لمکثر فی الخطاء وهو لا یشرع الامم البحاری وصحیحہ لاسباب النبی حماسہم عن الامامع والہی ص ۱۰۴ ط دار المصاحف حہ۔

(۴) باب یعلہ لسی ﷺ ۴۰۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی۔

حضور ﷺ سوار تھے اور ترمذی شریف جلد ۱ ص ۲۰۲ میں ہے۔ ورسوں اللہ ﷻ عسی بعنہ الح
محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث ”نحن احق بالشك من ابراهيم“ کا صحیح مطلب .

رسوال (حسن الحق مالتک من ابراهیم) تو نبی الحق کیساتے ورا اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۵۷ مووی عبد حکیم (ضلع پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۱۶) حسن الحق مالتک من ابراهیم توضیح فرمائیے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی شک تھا، محمد کفایت اللہ فان اللہ

”خلق الله التربة يوم السبت الح“ صحیح حدیث ہے

(سوال) بعض حباب عمل سے بچنے اور اس سے چھٹکار پانے کے لئے ہر حدیث کو روینا اسر نیکی نہ دیتے ہیں مشنوة کی ذیل وحایت کو بھی نہوں نے رویت اسرائیلی بتا دیا زراہ کرم حدیث مذکورہ کے متعلق واضح فرما میں۔

عن ابي هريره قال اوحى رسول الله ﷺ ببدي فخلق الله التربة يوم السبت و
خلق فيها الحبال يوم الاحد و خلق السحر يوم الاثنين و خلق المكروه يوم الثلاثاء و خلق
النور يوم الاربعاء و يب فيها الدواب يوم الخميس و خلق آدم بعد العصر من يوم الجمعة
في اخر الخلق و احر ساعه من النهار فيها بين العصر الى الليل مشكوه ص ٥٠١ مطبع
محدثاني دهلي

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

۱۱۷) یہ روایت مشکوٰۃ میں امام مسلم کی طرف منسوب ہے اور مسلم کی روایتیں صحیح ہیں۔ اس حدیث کو اسرائیلی نے سننے کی کوئی وجہ بھی نہیں دی کیونکہ اس میں اسرائیلیت کی کوئی بات نہیں۔

(١) (باب مدحا، في خروج عبد لغيره ١ ٢٩٨ ط سعيد)

۲. معده ال. شتک مستحل فی حق برہم و ان شتک فی احواء مہر فی بر کون متطرف ای لایبیا، لکب و حق
من ابرہم وفد عہدہ سی ہم شتک فاعلمو ان ابراہیم لم یشتک
و السلام بر صغار شرح البوری علی تصحیح الامام مسلم و ریادۃ صمدیۃ، نقل تصاهر الادب ۱۸۵ ط
مدنی کتب خانہ کراچی

۳ باب بدء الحقیق و ذکر لایء ص ۵۱۰ ص ۵۱۱

: قال الشيخ الامام ابو عمرو بن الصلاح شرحه مقدم في صحيحه ان يكون الحديث متصلاً بالاسناد مثل سند من ثقة من وثق اليه، وسمعه من سنده، ورواه عنه، والوجه الصحيح شكل حديث اجتماع فيه هذه الشروط فهو صحيح بلا خلاف من اهل الحديث مقدمه بروي شرحه على صحيح الامام مسلم فصل في السبع

١٣١ هـ مقدم كتب حرراً -

ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حدیث ”فمن وصلہا وصلته“ الخ کا صحیح ترجمہ

(سوال) محترم حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ۔ سلام مسنون
کرم فرما کر حضرت عبدالرحمن بن عوف کی یہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۰ پر ہے اور جو اس الجمعینہ
خبر میں بھی شائع ہے اس کو مدظلہ فرما کر اس کے ترجمہ اور فٹ نوٹ کے متعلق فرمائیے صحیح ہے کہ
نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی ۳۹-۸-۲۲

(جواب ۱۱۸) حدیث کا ترجمہ حاصل مطلب کے غلط سے ٹھیک ہے فمن وصلہا وصلته ومن
قطعہا باقہ (۱) کا ترجمہ مناسب لفظ میں یوں ہونا چاہیے تو جو شخص رحم یعنی رحمی رشتہ داری کو جوڑے
گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

شفقت لہا من اسمی کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنا نام الرحمن سے بھی اس کے لئے رحم کا
نام نکالا ہے (۲) یہاں اشتقاق اصطلاحی مراد نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث ”یا عباد اللہ اعینونی“ الخ کا صحیح مطلب

(سوال) کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تم کو کہیں کوئی مصیبت پڑے اور اس جگہ تم تنہا ہو کوئی
دوسرا موجود نہیں ہے تو اس طرح کہو کہ اے خدا کے بندو ہمارا مدد کرو اور یہ حدیث طبرانی سے روایت
ہے یہ بات مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہوئی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسی باتوں کا بیان کرنا کیسا ہے اور کیا کوئی
روایت ایسی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندریز احمد عزیز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ مطابق ۱۹
جولائی ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۱۹) حدیث یا عباد اللہ اعینونی الخ حصن حصین (۳) میں بروایت طبرانی مروی ہے مگر
اس میں عبداللہ سے فرشتے یا مسلمان جن مراد ہیں جو انسان کی نظر سے مخفی مگر وہاں قریب موجود
ہوتے ہیں یا ان کا وجود مضمون ہے ورنہ ان کو مدد کے لئے پکارنا اس تصور پر ہے کہ وہ پکارنے والے کے
قریب سے اس کی آواز سن کر اس کی مدد کر سکتے ہیں جیسے ایک انسان دوسرے مصیبت زدہ انسان کی فریاد
سن کر اس کی مدد کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) (باب البر والصلة - العمل الثانی ص ۴۳ طبع معید)

(۲) قوله : شفقت ای احرحت واحدت اسمیا قوله : لہا ای للرحم قوله : من اسمی ای الرحمن وفید اسماء الی
الساسہ الاسماء واحده الرعاۃ وان کان المعنی علی انہا اثر من آثار رحمة الرحمن الخ (مرقاۃ المفاتیح شرح
مشکوٰۃ الصالح باب البر والصلة ۹ ۲۰ ۱ طبع امدادیہ ملتان)

(۳) مبرحم ص ۱۲۳ طبع میر محمد کتب خانہ کرچی

معراج کی رات حضور ﷺ کا عہد، لقادہ جسد فی کی گردن پر قدم رکھ کر
براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے

(سوال) اکثر مولود خوال صاحبان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب
رسول خدا محمد ﷺ معراج میں تشریف لے گئے در براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کرنا شروع
کی اس وقت غوث پاک محی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ دی
اس وقت آپ براق پر سو بٹھا گئے، در آپ نے فرمایا کہ جیسا میرا قدم تیری گردن پر ہے ویسا ہی تیرا قدم
میں تو یہ اللہ کی گردن پر ہو گا کی یہ روایت صحیح ہے؟ المسند نمبر ۶۱ اندر امیر احمد عزیز احمد (ریون)
جواب (۱۲۰) یہ قصہ بے اصل ہے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان مد۔

حدیث منکر، معلل، موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی کہنا صحیح نہیں۔

(سوال) زید کہتا ہے کہ (۱) شان صاحب لو ایک سردار نبی، شفیع الذہبی، محمد بن عبد اللہ، تلمیذ اعرابی
مدنی بحکم رب اکرمہ سطلی عن الہدی ان هو الا وحی یونی ہے اللہ ورسول میں فرق نہیں
کرتا پھر جو کوئی آنحضرت ﷺ کے قول مبارک حدیث شریف کو قول ضعیف یا موضوع یا منکر یا معلل
یہ لے لے کر کہتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کی کھلی توہین کرتا ہے در جو کوئی اقوال
صحیح و تابعی یا تابعی کو حدیث موقوف یا حدیث مرفوع یا حدیث مرسل یا حدیث منقطع کہتا ہے وہ غیر نبی
کے قول کو برابر قول صاحب سردار نبی، والمرسلین کر کے حدیث فرد و حدیث شاذہ حدیث معتق،
حدیث آنحضرت میں شامل کرتا ہے وہ بھی کھلی توہین آنحضرت ﷺ کی کرتا ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے تمام ارشادات صحیح ہیں کوئی ضعیف یا موضوع یا منکر نہیں کہہ سکتا و
قول غیر معصوم کا قول معصوم کے برابر ہرگز نہیں کیا جاسکتا اس لئے جو کوئی آنحضرت ﷺ کی توہین کا
مرکب ہو وہ کافر ہے خدا کا دشمن ہے اور آنحضرت ﷺ کا دشمن ہے۔

(۳) اور گرامر اناطیلی بخاری نے غلطی کی ہو تو خدا کے نزدیک سب کی غلطیاں حسب
استور ہی قابل سزا ہوں گی میں نہیں جانتا کہ امام سائیل بخاری نے غلطی کی ہے یا نہیں گردن تو ضرور
سز کے مستحق ہوئے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۸ منش فہرست برہنہ پہاڑی، ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق اگست
۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۲۱) (۱) یہ قائل اصطلاح فن حدیث و حقیقت حال سے ناواقف ہے حدیث کو ضعیف
یا موضوع یا منکر یا معلل یا مدس یہ درج باعتبار ثبوت و سند کے کہتا ہے کہ قول رسول ہونے کی جہت

سے یہ اوصاف حدیث شریف کے نہیں ہیں جس حدیث و منکر نہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند منکر ہے جس کو ضعیف کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند ضعیف ہے اس طرح ذکر کرنے سے حدیث رسول اللہ ﷺ کی کوئی توہین نہیں ہوتی (۱) صحابی کے قول کو حدیث موقوف کہنا صحیح ہے اس میں حدیث کے معنی قول رسول ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول صحابی کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا نہیں ہے اس میں بھی کوئی توہین نہیں ہے (۲)

(۲) حضور ﷺ کا قول تو بے شک موضوع اور ضعیف یا منکر نہیں ہو سکتا مگر سند میں تو ضعیف و منکر ہوتی ہیں اور لفظ حدیث ن مشا اور میں مطلق قول یا خبر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے (۳)

(۳) ہاں، اختیار کی اور قصد کی غلطی میں مواخذہ ہے (۴) خواہ کسی سے ہو اور ب قصد غلطی ہو جائے تو اس میں مواخذہ نہیں خواہ کسی سے ہو (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

کیا حدیث مثل قرآن ہیں

(سوال) حدیث مثل قرآن ہے یہ نہیں (۱) المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں حویلی اعظم خان دہلی ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) آنحضرت ﷺ کے قول متعلقہ دین و لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ جب طریق نقل کے ادون ہونے کے یا قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

۱، (اداء قبل هذا حدیث غیر صحیح (لوفان) ضعیف لکان احصر فمعناه لم یصح اسنادہ علی الشرط المذكور لانه کذب فی نفس الامر) مقدمة اعلاء السنن لفصل الناسی ۱ ۳۷ ط ادرة القرآن والعوم الاسلامیه کراچی)

۲، (اما تنهی ابی الصحابی یقال له بموقوف کما یقال قد و فعل از فرار اس عبس مرفوقاً بالمقدمة بلشیخ عبدالحی الدهوی علی مشکوٰۃ مصباح ص ۵ سعید)

۳، (مقدمة اعلاء السنن المرحع السابق ۱ ۳۷)

(۴) قول الشیخ ابن الحسین الاستاذہ ی علی الحسینی اما تقول فی ثلثه بحوة مات احدهم مطیعاً والا حر عاصب والکلت صغیر ففان اب الاور ثاب فی الحدیثی یعرف فی اسرار شرح العثماني ص ۶ مکسہ حیر کثیر کراچی)

(۵) عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال لا الله وضع عن متی الحطأ والنسب وما استکر هو اعلمه (ابن ماجة باب طلاق المکره والناسی ص ۱۴۷ ط قدیمی)

۶، الاتصال ما من رسول الله ﷺ وهو ان يكون كاملاً كالمتواتر وهو البحر والیدی كقول القرآن والصلوة لحسن وانه يوجب علم اليقين او يكون اتصالاً فيه شبهة صورة كالمشهور وانه يوجب علم ظاهراً

و يكون اتصالاً فيه شبهة صورة ومعنى كحبر ابواحد وانه يوجب العمل دون العلم اليقين الممار مع شرحه (ابواب) وفي الحاشية قوله كالمتواتر او رد كف السمل لان الاتصال الكامل قد يكون بغير التواتر كاستماع من في رسول الله ﷺ مسافهه باب اقسام السنه ص ۱۷۷ ۱۷۸ ط سعید)

حدیث ”ستفترق امتی علی نلت و سبعین“ انہ میں امت سے
امت دعوت مراد ہے یا امت اجابت

(سوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تہتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی اس لفظ امت سے کیا مراد ہے ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر یا صرف مسلمان مرد ہیں مسلمان اور کافر مل کر تہتر گروہ ہو جائیں گے یا مسلمانوں میں تہتر گروہ ہوں گے کیا امت میں مسلمان و کافر دونوں داخل ہیں؟ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) ناجی کون گروہ ہے کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے ”ماانا غلہ واصحابی“ کا کیا مطلب ہے؟ المسفنی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین (بنگلور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۲۳) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی مرقاة (۱) شرح مشکوٰۃ میں ہے ثم قيل يحتمل امة الدعوة فيدرج سائر الملل الدين ليسوا على قلوبنا في مدد الثلاث و السبعين و يحتمل امة الاحياء فيكون الملل الثلاث و السبعون محصورة في اهل قلوبنا و الثاني هو الاظهر و نقل الاظهرى ان المراد بالامة امة الاحياء عند الاكثر السهي اكثر و قول یہ سے کہ امت جہت مراد ہے یہ حدیث ترمذی ۲ اور مسند احمد ۲ اور ابوداؤد (۲) میں ہے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے ما انا عليه واصحابی سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خاندان راشدین اور صحابہ کرام کا طریقہ تھا یعنی جو آج کل اہل السنۃ والجماعہ کا طریقہ ہے اس میں حنفی شافعی، مکی حنبلی، اہل حدیث سب داخل ہیں ابنتہ بمقدع فرقہ ہائے ضالہ بیت معتزلی خارجی مرجع مشہور و نفوذی وغیرہ اس سے خارج ہیں د محمد کفایت اللہ کان ندہ ذیلی

محمد ثنین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین، شعب الایمان و بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ سے حدیث لینے کی وجہ۔

(سوال) (۱) رزین، شعب، بیہقی، ابن عساکر وغیرہ کتابوں کا شمار حدیث کے تیسرے اور چوتھے طبقہ میں ہے ورنہ کا پو یہ زیادہ بوند نہیں ہے پھر کی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ان احادیث کو

(۱) باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱ ۲۴۸ ص امدادہ ملتان

(۲) باب افراق هذه الامة ۲/۹۲ ط سعید

(۳) رقم الحدیث ۸۱۹۴ ۲۸۳/۲ ط دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۴) باب شرح السنة ۲ ۲۸۳ ط امدادیہ ملتان

(۵) المراد هم المهتدون المتمسكون بسنة النبي كقول بسنتي و سنة لخصه برأشدين من بعد فلا شك ولا ريب انهم

هل السنة والجماعة، مرقاة المفاتیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱ ۲۴۸ ط مدد دہ مستطاب

پی تصنیف میں آئے ہیں۔ حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج نبویہ میں مواہب لدنیہ وغیرہ کی بہت احادیث ذکر کی ہیں جنہیں صاحب سیرت النبی نے غیر مستند قرار دیا ہے؟

(۲) علم اصیغہ میں لفظ کے ماضی پر داخل ہونے کی شرط رکھی گئی ہے کہ تکرار ہونا ضروری ہے ورنہ نہ یکہ یہ کلیہ بعض مقامات پر ٹوٹ بھی گیا ہے مثلاً مشکوٰۃ شریف ص ۱۶ میں ہے انک مررت ولا سلمت (حدیث عثمان مشکوٰۃ ص ۱۶ نور محمدی) یہاں ا ماضی پر داخل ہوئے لیکن تکرار نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نجم حسن صاحب رضوی (سیتا پور) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(حواص ۱۲۴) (۱) ان کتابوں میں چونکہ ضعیف روایتیں بھی ہیں اسلئے ان کا درجہ گھٹا دیا گیا ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ ان کی کوئی روایت قابل اعتبار نہیں مشکوٰۃ میں بھی ان کی روایتیں لی گئی ہیں ورنہ دوسری کتابوں میں بھی لی جاتی ہیں اخبار و سیر کی کتابوں میں زیادہ چھان بین نہیں ہوتی اس لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ور سیرت کے دوسرے مصنفین نے ان کتابوں کی حدیثوں سے سند کیا (۲) جن مؤلفین نے سیرت میں بھی تنقید کا راستہ اختیار کیا انہوں نے ضعیف روایات کو علیحدہ کر دیا۔

(۲) کا ماضی پر نفی کے لئے داخل ہونا صرف تکرار کے ساتھ مشروط نہیں ہے بلکہ یا تو تکرار ہو جیسے فلا صدق ولا صبی یا نفی کی تکرار ہو جیسے ما طلعت الشمس ولا غربت با موضع وما میں ہو الا لا بارک اللہ فی سہیل یا معنی تکرار نکل سکتی ہو جیسے فلا افنحم العصۃ (۱) کہ یہاں معنی تکرار نکل سکتی ہے اور لا افنحم کو لا فک رفہ ولا اطعم مسکینا کے معنی میں لے سکتے ہیں ان کے علاوہ علی سبیل ندرت بغیر تکرار وغیرہ موضع دعا کے بھی کا ماضی پر متعین ہوا ہے جیسے وای عبد لک لا الما آپ نے جو حمد نقل فرمایا ہے اس میں تو معنوی تکرار موجود ہے کیونکہ اس کی عبارت یوں ہوتی ہے ما شعرت انک مررت ولا سمعت انک سلمت محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث ”ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيمة“ اس کا حوالہ

(سوان) (۱) وہ حدیث مع غرب کے اور حوالہ کتاب کے درج فرمائیے جس کے معنی ہیں کہ تین

۱، کتاب الکاتب وعلامات لمداد ص ۱۶ ص سعد

(۲) حدیث لروا الناس بعمران ما فی العدا والصف لا و اس کا حوالہ

وفی مقدمة علاء السن قال فی لمر المحار فعل من فی فصول الاعمال او فی محشبه اس عاصم لاجل بحصل الفصلة امقره علی الاعمال قال من ححر فی شرح لا ربع لانه ان كان صحيحاً فی نفس الامر فقد عطى حقه من العمل والا لم يرب على العمل به مفسدة تحسن ولا تحريم ولا صياح حق المعبر (الفصل الثالث فی حکم العمل بالصعيف ۱ ۵۷ ط ذرة لقراء دار علوم الاسلامیہ کراچی)

۳، القيمة ۳۱

۴، ابلد ۱۱

آوی بہ شہت میں نہیں رہا پس عیب منہر دوسر جس کا از رنخنوں سے نیچ ہو در تیسر ر قم کوید نہیں
نیز تفصیل دیکار ہے کہ ازار رنخنوں سے نیچا ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کیا ازار کا رنخنوں سے نیچے نخر
سے ہو یا نخر۔ یہ باتیں بہت ہیں۔

(۲) وہ حدیث مع اعراب و کتاب درکار ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری
امت کو تین چیزوں کے اجر و ثواب کا عزم ہو تا تو وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ پڑتے
ایک اذان۔ دوسرے پہلی صف میں کھڑا ہونا۔ تیسری ر قم کوید نہیں۔ بیوا تو جروا۔ المستغنی
نمبر ۲۸۷۲ محمد حنیف قریشی معرفت حافظ حبیب الرحمن امام جامع مسجد کاکا۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ
مطابق ۸ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۲۵) (۱) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ثلثة لا ينظر الله اليهم يوم القيامة ولا يزيكهم
ولهم عذاب السمى الممان والمسيل اذاره والمشفق سلعنه نالحلف الكادب یعنی تین شخص ہیں
جن کی طرف قیامت میں اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں کرے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے درد
ناک عذاب ہے دل حسان جنہ وال دوم از رنخنوں سے نیچا ہو تو نماز ہو جاتی ہے مگر رہت کے ساتھ اور یہ کہ بہت جب ہے کہ از
رنخنوں سے نیچا ہو تا نخر و تکبر کے ساتھ ہو۔

از رنخنوں سے نیچا ہو تا نماز ہو جاتی ہے مگر رہت کے ساتھ اور یہ کہ بہت جب ہے کہ از
رنخنوں سے نیچا ہو تا نخر و تکبر کے ساتھ ہو۔

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں لو ان الناس يعلمون ما فى الدآء والصف الاول ثم
لم يحدوا الا ان يستهمو عليه لا يستهمو عليه (ترمذی) یعنی اگر ان لوگوں کو اذان اور صف
دل کے حقیقی ثواب کا عزم ہو جتا اور پھر یہ ان کو قرعہ ڈالے بغیر نہ مل سکتیں تو قرعہ ڈل کر حاصل
کرتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذہلی

حضرت سعد بن معاذؓ پر قبر کی تنگی کی وجہ ان کو نبی ﷺ کی شفقت پر نماز
ور خالص رحمت الہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے!

(سوال) زید نے اپنا ور کسی مووی صاحب کا واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک مووی صاحب غالب علموں
کو حدیث کا درس دے رہے تھے اس وقت یہ حدیث پڑھی گئی عن حاتم قال حرمنا مع رسول اللہ

(۱) باب مدحاء فیمن حلف علی سعد کدس ۱۲۳ ط سعید

(۲) وقد نص طاعی علی ان الحبرہ محصور بالخیلاء لا لدلالة ظراہر الاحادیث فان کان لمحو لا فہر مسرع منع
لحبرہ والا فسمع تریہ مرفاۃ الممتہ یح کتب التماس الفصل الاول ۸ ۲۳۹ ط امدادیہ منت

(۳) باب مدحاء فی فصل لصف الاول ۱۰ ۵۳ ط سعید

ﷺ ملی سعد ابن معاذ حین نزل فی صلواتہ علیہ رسول ﷺ و وضع فی قبرہ و سوی عیدہ
فسح رسول اللہ ﷺ فسحا طویلاً ثم کمر فکفراً فقیل رسول اللہ لم یسبح به
کبرت قال لقد تصانیف علی هذا العبد الصالح قبرہ حتی فرحتہ اللہ عہ رواہ احمد ۱ و ابن
عمر قال قال رسول اللہ ﷺ هذا الذي تحرك له العرش و فتحت له ابواب السماء و شهدہ
سبعون الفا من الملائكة لقي صم مضممة ثم خرج عنه رواہ السانی ۲ یعنی فرمایا جابرؓ نے انکے
ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طرف سعد بن معاذ انصاری کے جب کہ فوت ہوئے پس پڑھی آپ نے ن
یر نماز جنازہ اور رکھا قبر میں اور دفن کیا تو آپ نے تسبیح پڑھی یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا
اللہ واللہ اکبر پس ہم نے بھی تسبیح کی دراز پھر آپ نے تکبیر کی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولہ الحمد پس ہم نے بھی تکبیر کی بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ
رسول اللہ کیوں اپنے دل تسبیح ہی اور حد میں تکبیر؟ فرمایا کہ تحقیق تنگ ہو گئی تھی اس بندہ صحت یہ
قبر اس کی حتی کہ کشادہ کیا اللہ نے اس کی قبر کو روایت کیا اس حدیث کو احمد نے اور حضرت ابن عمرؓ
فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سعد بن معاذ ایسا شخص تھا کہ جنبش میں آیا عرش اور کھل گئے
دروازے آسمانوں کے اور ستر ہزار فرشتے واسطے نماز جنازہ کے حاضر ہوئے تحقیق دہا قبر نے جو حق
دہانے کا تھا پھر فراخ ہوئی روایت کیا اس حدیث کو سانی نے اس حدیث شریف کو بیان فرما کر مولوی
صاحب رونے لگے کہ بڑے خوف کا مقام ہے جب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا یہ حال ہو تو عوام امت کا
کیا ٹھکانہ ہے۔

زید نے عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب یہ تو رونے کا مقام نہیں بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے
اس خبر عبرت اثرت ارباب اہم کو نہایت عمدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ جانے غور ہے کہ حضرت سعد
بن معاذ انصاری جیسے ذی رتبہ اور بزرگ صحابی کہ ان کے جنازے کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پر ہی ان
کے لئے عرش و جنبش ہوئی آسمانوں کے دروازے کشادہ ہوئے ستر ہزار فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی
پھر کیا سبب تھا کہ ان کی قبر تنگ ہو گئی؟ ظاہر ہے کہ ان کو حضرت رسالت پندہ ﷺ کی شفقت و عنایت پر
ناز تھا اپنی مغفرت و نجات کا ذریعہ رسول خدا ﷺ کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمارے ہادی و شفیع
تنبیہ فہن ہمارے ساتھ ہیں پس یہی خیال ان کا کہ خالص تکیہ رمت الہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول ﷺ کی
عنایت کا سہارا بھی لگا ہو تھا جو تنگی قبر کا باعث ہو غیرت کبریائی اور عظمت الہی نے ان کو دھما دھما کہ تم نے
ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب سیاہ احماتی تمہاری قبر پر کھڑ ہے دیکھیں تو وہ کیوں مدد کر سکتا ہے اور
کیونکہ پی سکتا ہے اس الہی شفیع عندہ الا مادہ ۲ رسول خدا ﷺ نے رہ تائی خدایرتی

تھائی۔ توحید ربانی کا غرہ بند کیا خدا پر توکل کرنا ذات حق پر بھروسہ رکھنا اور اس ذات کو فاعل مطلق اور
ایک سمجھنا تعلیم فرمایا پس جو کوئی خلاف ان ہدایات کے غیر خدا پر نظر رکھے خواہ نبی پر خواہ ولی پر بیشک
وہ مستحق عذاب و سزا اور عتاب ہے اور جس قدر اس کے دل میں تعلق ماسوی اللہ ہے اسی قدر تنگی قبر کا
باعث ہے جب کہ خداوند ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ سے انسان کو پیدا کیا جان دی
جسم دیا، پرورش کیا۔ زن و فرزند دل و متاع کا لک بنادیاں سب کاموں میں کوئی نبیوں خدا کے ساتھ
شریک نہ تھا نہ سفارشی تھ کسی کی خاطر و مروت سے اللہ تعالیٰ نے یہ عنایتیں نہیں کیں پھر حیف کی بات
ہے کہ ایسی ذات کو چھوڑ کر نجات و مغفرت سے اور معاملہ آخرت کے لئے کسی دوسرے کی حمایت اور
فحاش پر آدمی نظر ڈالے اور کوئی وسیلہ اور واسطہ تلاش کرے۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ
اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت سقاء وان اوهس السوت لیت العنکبوت لو کانوا یعلمون،

اب سو یہ ہے کہ مولوی صاحب کی بیان کردہ خدیشوں پر زید نے جو خیال ظاہر کیا ہے یہ وہ
توہین رسالت و انکار شفاعت کو شامل ہے^۱ اور یہ کہ زید کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں^۲
المستفتی نمبر ۲۷۷۲ سردار علی۔ سبزی منڈی۔ دہلی مورخہ ۲ شعبان ۱۳۶۲ھ مطابق ۵ اگست
۱۹۴۳ء۔

(جواب ۱۲۶) زید کا بیان گو توہین رسالت و انکار شفاعت کو شامل نہیں تاہم اس اعتبار سے صحیح
نہیں ہے کہ اس نے حضرت سعد بن معاذ کی طرف ایک ایسی بات کو منسوب کر دیا ہے جس کا کوئی ثبوت
نہیں ہے یعنی یہ کہ حضرت سعد نے شفاعت پر تکیہ کر لیا تھا اور رسول خدا ﷺ کی شفقت پر ناز تھا اور خالصا
رحمت الہی پر تکیہ نہ تھا یہ بے ثبوت بات ان کی طرف منسوب کرنا غلط اور جرات ہے اس سے توبہ کرنی
چاہیے قبر کی تنگی کا سبب رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا ہوتا تو اس پر یقین ہوتا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا سبب
تھا، محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

حدیث ”اتبعوا السواد الاعظم“ میں الاعظم سے رفعت شان مراد ہے یا کثرت تعداد؟
(سوال) مشہور حدیث ”اتبعوا السواد الاعظم“ (مشکوۃ) ۳، میں بعض کی رائے ہے کہ الاعظم
مقبولہ کیف سے ہے جس کے معنی رفعت شان کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اعظم مقولہ کم سے ہے جس
سے مراد کثیر ہے۔ رشاد فرمایا جائے کہ ان دونوں قولوں میں کون سا قول درست و شارح کے منش
کے مطابق ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۳۔ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(۱) العنکبوت ۶۱

۲. قال اللہ تعالیٰ: ولا تنف ما یس لک من علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک عندہ مسئلوا سی

اسرائیل ۳۶

۳. باب الاعتقاد والکتاب والسنۃ ص ۳۰ ط سعید

(جواب ۱۲۷) لفظ اعظم تو عظمت سے مشتق ہے جس کے معنی درجہ اور شان کی بڑائی بھی ہے اور عددی کثرت پر بھی اس کا طلاق کر دیا جاتا ہے حدیث میں اعظم سواد کی صفت کے طور پر مذکور ہے اور سواد کے معنی جماعت کے ہیں جس کے مفہوم میں عددی کثرت داخل ہے تو سواد اعظم کے معنی بڑی جماعت ہوئی اور بڑی جماعت کا مفہوم عرفی عددی کثرت لیا جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ایسی عددی کثرت جو باطل پر ہو قابل اتہان نہیں پس حدیث سے مراد یہ ہے اتعزوا السواد الاعظم من اهل الحق، محمد کفایت اللہ کان لہ

- (۱) بخاری شریف کا صحیح کتب ہونے کی وجہ
- (۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری کتاب اللہ کے بعد صحیح تر کتاب ہے۔
- (۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے
- (۴) اخبار ”الجمعیتہ“ میں فتوے حنفی مذہب کے موافق دیئے جاتے ہیں
- (۵) اخبار ”الجمعیتہ“ کے راکین حنفی ہیں
- (۶) فتاویٰ رشیدیہ و مجموعۃ الفتاویٰ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔
- (ز اخبار الجمعیتہ مورخہ ۲۸ کتوبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) بخاری شریف کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟
 (۲) قرآن شریف کے بعد درجہ بخاری شریف کا ہمارے حنفی مذہب میں بھی مانا جاتا ہے یا نہیں؟
 (۳) کتاب مشکوٰۃ شریف ہمارے حنفی مذہب میں بھی قابل تسیم ہے یا نہیں؟
 (۴) آپ کے اخبار الجمعیتہ میں جس قدر فتوے شائع ہوتے ہیں وہ مذہب حنفی کے موافق ہوتے ہیں یا نہیں؟

(۵) اخبار الجمعیتہ کے راکین اور مفتی صاحب حنفی مذہب کے پیرو ہیں یا کسی دوسرے مذہب کے؟
 (۶) فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحی ہمارے حنفی مذہب کی کتابیں ہیں یا نہیں؟
 (جواب ۱۲۸) (۱) بخاری شریف کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے مؤلف حضرت امام محمد بن اسمعیل بخاری نے اس کتاب میں صحیح حدیثیں جمع کرنے کا جو التزام کیا تھا اس میں وہ بہ نسبت دوسرے مؤلفین صحیح کے زیادہ کامیاب ہوئے ہیں اور اس کی حدیثیں نسبتاً دوسرے صحاح سے زیادہ صحیح ہیں (۲)

۱۔ وفي المرقاة قوله اتعزوا السواد الاعظم يعبر به عن الجماعة الكثيرة والمراد ما عليه اكثر المسلمين الخ، باب لاعصام بالكتاب والسنة ۱ ۲۴۹ ط امدادیہ منان (۲) فالصفت انتی ندور عنی الصحة فی کتب البخاری انه منی فی کتاب مسلم واستاء شرعہ فیما افتری واسد واما رجحانه من حيث الاستدلال واما رجحانه من حيث العدالة والتبسط ومن ثم ای ومن هذه الجهة وهي ارجحية شرط البخاری علی غيره قدم صحيح البخاری علی غيره من الكتب المتسقة في الحديث (حجة الفكر مراتب الصحيح ص ۳۶ تا ۳۸ ط فاروقی کتب حانہ منان)

- (۲) حنفیہ کو اس سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔
 (۳) مشکوٰۃ شریف معتبر کتاب ہے، مگر یہ مطبوعہ نہیں کہ اس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔
 (۴) ہاں حنفی مذہب کے موافق فتوے دیئے جاتے ہیں۔
 (۵) اراکین عہدہ اسمعیلیہ اور خاکسار حنفی مذہب کے پیرو ہیں۔
 (۶) فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحق معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔
 محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

(۱) وقد صرح المحققون بتقديم صحيح البخاري في الصحاح ولم يوحده عن حد تصريح بعضه (محنة التكرار)
 مراتب الصحيح ص ۳۵ طبع في كتب حاد مناب

۲ وما اسر له من عرب او صعلق او غيرهم بسبب وجهه عدلنا وعالم يسرا به في لاصور فقد فعينه في تركه
 لا في مراعى لعرص صحيح خطبه مشكوة و في لمرفاد ومن العرص لشيخ شمس عرص عن ذكر
 لمكر وفه اتى في كتبه بكثر منه و س في بعضها كونه مكر و برك في بعضها بسبب مكر (۱) ۳۷ ص مباديه
 ملتان

كتاب التاريخ والنسب

پہلا باب

سیرت و شمائل (علی صاحبہا التحیۃ)

آیت "واقصد فی مسیک" اور حدیث "اذا منسی تکفأ نکفأ" کا لفظ منسحط من صیب کی تطبیق

(سوال ۱) سیرت نبی از مولانا شبلی (حصہ ۱۱، باب شمائل) میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رفتار بہت تیز تھی چلتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ڈھونڈ زمین میں تر رہے ہیں اور قرآن شریف کی آیت ب واقصد فی مسیک ۱ تو آت کریمہ اور حضور ﷺ کی رفتار میں جو تناقض معلوم ہو رہا ہے اس کی تطبیق کیا ہے؟ المستفتی محمد سیمن والوڈا

(جواب ۱۲۹) آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک کا بیان جس حدیث میں آیا ہے (اور سیرت النبی میں غالباً اسی حدیث کا مطالبہ کیا گیا ہے) اس کے لفظ یہ ہیں ادا منسی تکفأ نکفأ کا منسحط من صیب ۲۔ یعنی حضور ار م ﷺ جب چلتے تھے تو ذرا آگے کو ہاتھ بٹھرتے تھے گویا کہ شیب کے سبب تر رہے ہیں اور راوی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی چال متکبروں کی طرح اڑاڑ چھنے کی نہ تھی بلکہ متواضعانہ تھی اور سیرت رفتار نہ تھے بلکہ قوت و سرعت کے ساتھ چلتے تھے مگر یہ سرعت یعنی تیزی قوت کی وجہ سے تھی نہ اعتدال و اعتدال سے متوازن نہ تھی تو آیت کریمہ واقصد فی مسیک کی حضور ﷺ پوری قیاس فرماتے تھے نہ کہ مخالفت ۲۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ در نہ مہینہ دہلی

یہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھا یا دستخط کیا ہے؟

(سوال ۱) آنجناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے خود کسی بادشاہ کے نام بطور عمدہ نامہ یا کسی دوسری بناء پر کوئی خط یا دستخط کیا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸۸ مولوی محمد دبیر (پشاور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳۰) حضور ﷺ نے جو خطوط یا فرامین صحابہ میں یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کوئی خط یا فرمان تحریر کیا ہو البتہ حدیبیہ کا صلح نامہ لکھتے وقت جب کفار نے لفظ رسول اللہ لکھ جانے پر اعتراض کیا تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے جو صلح نامہ لکھ رہے تھے فرمایا کہ مجھے

محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ لکھ دو تو حضرت علی نے لفظ رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے مٹانے میں تامل اور عذر کیا اور حضور ﷺ نے مسودہ اپنے ہاتھ میں لے کر لفظ رسول اللہ کو مٹا دیا اور ایک روایت میں اس کے آگے و کتب محمد بن عبد اللہ ہے یعنی آپ نے محمد بن عبد اللہ لکھ دیا بعض علماء نے اس سے یہ سمجھا کہ یہ لفظ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے بطور معجزہ کے لکھ دیا تو اگر ان علماء کی رائے کے موافق کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ سے معجزہ کے طور پر یہ لفظ لکھنا مردی ہے تو اس زنجائش سے (۱) ورنہ حضور ﷺ کا فرمان نحن امة امیہ لا نکتب ولا نحسب (۲) موجود ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

فضیلت نبویہ کا حکم

(سوال) حضور ﷺ کا بول شریف آپ کی ایک خادمہ نے پی لیا تھا تو اس کے واسطے نہ منہ پاک کرنے کے لئے فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ دوبارہ ایسا مت کرنا (۲) حضور ﷺ کے پیچھنوں کا خون ایک صحابی نے پی لیا تھا تو حضور ﷺ نے ان کے لئے فرمایا تھا کہ تم نے اپنی جان کو محفوظ رکھا (۳) حضور ﷺ کی ایک اور خادمہ نے بھی ایک مرتبہ اسی طرح بول شریف پی لیا تھا جو کہ شب میں پیالہ میں حضور ﷺ سے بول کر تھا اس کے واسطے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو ہرگز بیمار نہ ہوگی (۴) حضور ﷺ کے جمیع فضیلت نبویہ پیشاب پاخانہ وغیرہ پاک تھا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۵ محمد حسین (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۱) حضور ﷺ کا پیشاب یا خون بعض صحابہ نے پی لیا ہے لیکن حضور سے اجازت لیکر پیابہوس کا ثبوت نہیں ورنہ اس کا ثبوت ہے کہ ان صحابہ کے اس فعل سے یہ حضور کے ان الفاظ سے جو خبر ہونے پر آپ نے فرمائے تھے دوسرے لوگوں کے لئے پیشاب یا خون کا پینا جائز ہو گیا تھا بعض علماء شوافع اور ان کی متابعت میں بعض علمائے حنفیہ اس کے قائل ہو گئے ہیں کہ حضور ﷺ کا بول و برز پاک تھا (۲) لیکن قرآن و حدیث میں اس کی کوئی صریح دلیل جس میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ حضور ﷺ

(۱) عن الرءاء قال: لما احصر النبي ﷺ عند البيت صلحه قاتر عياض يمحاها فقال علي: لا والله لا يمحاها فقال رسول الله ﷺ: ارسى مكانها فمكناها فمحاها وكتب اس عبد الله الحديب (صحيح مسلم) فان الروى في شرحه (قوله ارسى مكانها الحج) و زاد عنه في طريق ولا يحسن ان يكتب فكذب قال اصحاب الحد المذهب ان الله تعالى احرق ذلك على يده امانا كتب ذلك القلم بيده وهو غير عالم بما يكتب او ان الله تعالى علم ذلك حسنه حتى كتب وحمل هذا زيادة في معجزته فانه كان اميا كما علمه ما لم يعلم من العلم (شرح مسلم لبروي) باب صلح الحديبيه ۲/ ۱۰۵ ط قديمي كتب حانه كراچي (۲) صحيح البخاري باب قول النبي ﷺ: لا تكتب ولا تحسب (۳) ط قديمي كتب حانه كراچي (۴) صحيح بعض ائمة لشافعية طهارة بولہ ﷺ و برز فصلاحه و زاد في بر حقه كما بقده في اسواهب اللديب عن شرح البخاري سعيي و صرح به سيري في شرح الاشابه (رد لمحتار) مصب في طهارة قوله ﷺ ۱/ ۳۱۸ ط سعيد

کے فضیلت پرک تھے موجود نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔
الجواب صحیح۔ فقیر احمد سعید کان اللہ لہ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ عبدالشکور غنی عنہ مدرسہ حسین بخش
دہلی۔ محمد اسحاق غنی عنہ

حضور ﷺ امت کے وارث نہیں شفیع ہیں۔

(سوال) جناب پیغمبر رسول خدا ﷺ اپنی امت کے وارث ہیں یا نہیں اور حامی و مددگار ہیں یا نہیں اور
جناب رسول اللہ ﷺ کی جگہ مقام محمود ہے یا نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں نعت
پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس کی توہین کرنا کیسا ہے کہ یہ کیا اٹھائے۔ المستفتی نمبر ۱۲۴۹ عثمان
خال ڈگے خال صاحب۔ مقام دھرن گاؤں۔ خاندیس ۱۹ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۳۲) آنحضرت ﷺ اپنی امت کے وارث نہیں ہیں حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے نحن
معاشر الانبياء لانرث ولانورث (۱) یعنی ہماری پیغمبروں کی جماعت نہ کسی کی وارث ہوتی ہے اور نہ
کوئی ان کا وارث ہوتا ہے ہاں حضور ﷺ اپنی امت کے حامی و مددگار تھے اور قیامت کے دن امت کی
شفاعت فرمائیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا جو حضور ﷺ کے
لئے ہی مخصوص ہے ۱۲ حضور ﷺ کی نعت و مدح و ثنا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ نعت کا مضمون صحیح ہو ورنہ
پڑھنے کا طریقہ بھی درست ہو (۲) گانا بجانایو نڈوس کا خوش آوزی سے پڑھنا درست نہیں (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) حضور ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فردا فردا کی گئی سب سے پہلے ابو بکر و عمر و عثمان نے ادا کی!

(سوال) (۱) حضرت محمد ﷺ نے کس تاریخ کو وفات پائی؟

(۲) حضور ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان و حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں شریک تھے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۷۔ ۱۹ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) صحیح البخاری باب فرض الخمس ۱ ۴۳۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) عن حابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قال حين سمع النداء اللهم ربنا وبعثه مقاماً محموداً
الذي وعدته حلت له شفاعتي يوم القيمة (صحیح البخاری باب الدعاء عند النداء ۸۶/۱ ط قدیمی کتب خانہ
کراچی)

(۳) واشعار العرب لو فيها ذكر الفسق تكره (الدرا المحتار) قال المحقق في الشامه فراقه الاشعار ان لم يكن فيها
ذكر الفسق والعلام وحوه لا تكره (رد المحتار) المحصر والاباحه ۶ ۳۵۰ ط سعد

(۴) قال السماع والقول والرقص البدي يفعل المتصرفه في رمايا حرام (عالمگیریہ) الباب السابع عشر ۵ ۳۵۲
ط محدیہ کوئٹہ

(جواب ۱۳۳) حضور ﷺ نے وہ ربیع الاول میں دو شنبہ کے دن وفات پائی ہے تہی بات تو متفق علیہ ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ربیع الاول کی تاریخ کیا تھی تو اس میں کئی قول ہیں دوسری تاریخ پہلی تاریخ بارہ تاریخ تیرہ تاریخ اور اس کے علاوہ بھی قول ہیں (۱)

(۲) حضور ﷺ کے جنازہ کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی لوگوں نے فردا فردا ادا کی ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے نماز ادا کی ہے۔ فقد جاء ان ابا بکر دخل عليه فكسر اربع تكبيرات ثم دخل عمر فكسر اربعاً ثم دخل عثمان فكسر اربعاً ثم طلحة بن عبيد الله والزبير بن العوام ثم نتابع الناس ارسالاً بكبرون عليه (سيرت حلبیہ) ۲۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

دوسرے باب اہل بیت و اہل قریش

روایات صحیحہ سے ابو طالب کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہے۔
(سوال) حضرت ابو طالب مسلمان تھے یا کافر؟ ان کے ایمان اور کفر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا کیا خیال تھا؟

(جواب ۱۳۴) جہاں تک کہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضرت علیؓ کے والد ابو طالب کا اسلام لانا ثابت نہیں بلکہ کفر پر ہی انتقال ہونا ثابت ہوتا ہے بخاری شریف (۲) میں باب قصۃ النبی ﷺ میں یہ حدیث مذکور ہے۔ عن المسیب ان ابا طالب لما حضرته الوفاة دخل عليه النبی ﷺ و عنده ابو جہل فقال ای عم قل لا اله الا الله كلمة احاج لك بها عند الله فقال ابو جہل و عند الله بن ابی امیة یا ابا طالب ترعب عن ملة عبدالمطلب فلم یزال یكلماه حتی قال آخر شئی كلمهم به عی ملة عبدالمطلب الحديث یعنی مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب کہ ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے وہاں ابو جہل بھی موجود تھا حضور ﷺ نے فرمایا میں میرے چچ آپ لا اله الا الله کہہ لیجئے یہ ایک کلمہ ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے

(۱) ولما كان اليوم الاثنين ۱۳/ربيع الاول سنة ۱۱ (۸ یریہ ۶۳۳) لحق عليه السلام بالرفیق الاعلی وقد اعلن الصحابة بوفاة (تاریخ الامم الاسلامیہ، ۱/۱۵۷ ط مصر) وفي تاريخ الاسلام انتقل الرسول الى جوار ربہ فی یوم الاثنين ۱۲/ربيع الاول سنة ۱۱ وهو فی الثالث والستین، من عمره (۱/۱۵۰ ط، دارالاحیاء، بیروت)

(۲) ۳/۳۵۶ ط بیروت

(۳) باب قصۃ ابی طالب ۱، ۵۴۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

سے خد کے سامنے گواہی دیکر شفاعت کر سکوں گا اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اب طالب کی تم عبد مصعب کے مذہب کو چھوڑ دو گے^۱ اور دونوں یہ بات برابر کہتے رہے یہاں تک کہ طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ (میں) عبد لمصعب کے مذہب پر (قائم ہوں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب نے آخری دم تک بھی اسلام قبول نہیں کیا بخاری (۱) میں اسی باب قصۃ ابو طالب میں یہ حدیث بھی مذکور ہے قال عباس بن عبد المطلب لسی ﷺ ما اغیبت عن عمد فانہ کان یحوطک و یعصب لک قال ہو فی صحصحاح من مار و لو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار یعنی حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے چچا (ابو طالب) کو نفع پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے آپ کے دشمنوں پر غضب ناک ہوتے تھے حضور ﷺ نے فرمایا وہ پہلی آگ میں ہوں گے ورنہ میرا متعلق نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب کی وفات کفر پر ہوئی اور وہ بتلائے عذاب بھی ہوں گے مگر حضور ﷺ کی شفاعت سے عذاب کی قومیت میں تخفیف ہو جائے گی اسی باب کی تیسری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابو طالب کے متعلق فرمایا کہ لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ صحیح فی صحصحاح من البار یبلغ کعبیہ یعنی وہ دماغہ^۲ یعنی امید ہے کہ ابو طالب کو میری شفاعت قیامت کے روز فائدہ پہنچے گی وہ یہ کہ جھپسی آگ میں رکھے جائیں گے جو صرف پاؤں کے ٹخنوں تک سوگی مگر اس کی گرمی سے دماغ کھوٹا ہو گا اس حدیث سے قیامت کے روز حضور کی جانب سے شفاعت ہونا اور شفاعت سے صرف عذاب کی تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہ عذاب میں مبتلا نہیں رہیں گے۔

حفظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۲) میں اسی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ کافر کو حضور ﷺ کی شفاعت سے تخفیف عذاب کا فائدہ پہنچنا ابو طالب کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کی حفاظت اور حمایت کے صلہ میں حضور ﷺ کی برکت سے اس قدر فائدہ نہ کو پہنچے گا یہی حدیث حافظ ابن حجرؒ نے اصالبہ میں مسلم سے نقل فرمائی ہے اس میں لحد نہیں بلکہ یففعہ شفاعتی کا فقرہ ہے اور ظاہر ہے کہ قیامت کی یہ خبر اور عذاب کی تخفیف کی یہ صورت و قوت مستقبلہ میں سے ہے جس کا علم حضور ﷺ کو اعدام الہی سے ہوا ہو گا اس لئے اس کے متحقق الوقوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس بناء پر اب کوئی امکان اس کا باقی نہ رہا کہ ابو طالب کا سد م کی صورت ثابت ہو سکے۔ و ہذا علم

(۱) حوالہ بالا (گزشتہ صفحہ)

(۲) مرجع سابق

(۳) الوقع الہدیٰ حصل لابی طالب من حصانہ سرکہ اسی ﷺ ، فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۱۴۹ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

ابن زیاد کا حضرت حسینؑ کے سر کو بید سے مارنا ثابت ہے۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کو ابن زیاد نے بید سے مار اور ناک اور آنکھوں کی راہ شراب ڈالی اور کہا کہ حسینؑ تم کو شراب سے زندگی میں بہت نکار تھا اب مرنے کے بعد شراب ہم تم کو پلاتے ہیں کیا یہ واقعہ تاریخ کی کسی کتب میں درج ہے؟ اور کیا اس واقعہ کو عام پبلک کے سامنے منبر پر کمز چاہیئے؟ المستفتی نمبر ۸۴۰ محمد اسرار ایل خاں (آورہ) ۱۸ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۱۳۶) بید مارنے کا واقعہ تو دیکھ ہے شراب کا واقعہ نظر سے نہیں گزرا ایسے واقعات کا ذکر کچھ چھ نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

میدان کربلا میں اشارہ سے صف اول کے آدمیوں کا سرتن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ کی نسبت حضرت حسینؑ کی طرف صحیح نہیں۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ نے لشکر اعدا کے مقابلہ کے وقت تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ گھوڑا مع زین اور سوار معہ خود وغیرہ کٹ کر تلوار زمین میں اتر گئی امام حسینؑ جس طرف رخ پھرتے تھے ہزاروں اعدا کو چشم زون میں فز کر دیتے تھے ایک بار امامؑ نے لشکر اعدا کے سامنے ہاتھ اٹھا کر رومال سے شرہ کیا تو تمام صف اول کے آدمیوں کے سرتن سے جدا ہو گئے یہ روایات صحیح ہیں اور کسی مستند و معتبر کتاب سے اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۵ عبد الرحمن و محمد حسین صاحبان (سورہ) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۷) اس روایت کی سند اور حوالہ بیان کرنے والے سے دریافت کرنا چاہیئے ہماری نظر میں اس کی سند نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

حضرت علیؑ حضور ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ کے چچا تھے (سوال) دبرہ دون میں ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مندرجہ ذیل افسوسناک مکالمہ عمرو کے مکان پر زید اور بحر کے درمیان وقوع میں آیا تینوں صاحبان اوسط عمر کے مسلمان اہل سنت و جماعت ہیں مکالمہ مذکور مندرجہ ذیل عاں جناب کی خدمت بابرکات میں بطور استفسار ارسال کیا جاتا ہے کہ ہر دو صاحبان زید اور بحر دونوں میں سے کوئی کس حد تک مرتکب جرم شرعی ہے؟ نیز در صورت ثبات ہونے گناہ کے گناہ گار پر کیا کفارہ اور ازالہ واجب و مکد ہوتا ہے۔ زید

(عمرو سے) حضرت علیؑ ایک معمولی گھرانے کے تھے پستہ قد تھے تناور تھے پہلوانی کیا کرتے تھے ہمارے رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے کہیں سے کہیں پہنچے اور شیر یزداں لکھا ہے۔

عمرو۔ معمولی گھرانے سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا تمہارا مطلب ان کی نجابت سے ہے؟
زید۔ نہیں عمرو میرا مطلب یہ ہے کہ وہ مثنول نہیں تھے ان کی نجابت کے احترام سے کون منکر ہے۔
عمرو۔ حضرت علیؑ تو رسول اکرم ﷺ کے گھرانے سے تھے۔

زید۔ ہرگز نہیں وہ عیحدہ تھے۔ بلکہ شاید کسی تنقید میں میں نے ایک اور تعجب خیز امر دیکھا تھا کہ ابو طالب عم رسول اکرم ﷺ و ابو طالب والد حضرت علیؑ دو جدا جدا شخص تھے۔
عمرو۔ اس کو تو شیعہ سنی سب مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک ہی خاندان تھے۔

زید۔ میرا مطلب خاندان کے ایک نہ ہونے سے نہیں ہے بلکہ حضرت علیؑ الگ رہتے تھے۔
بحر۔ (نہایت طیش میں زید سے مخاطب ہو کر) ماحول و ماقوۃ تمہیں عربی نہیں آتی میں تم کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ تم کافر ہو۔ تم سے بات کرنا گناہ ہے۔

زید۔ (نہایت خندہ پیشانی سے) اوہو اس میں گناہ کیا ہے، ضمناً ایک بات ہے ایمان سے تو متعلق نہیں ہے کفر مجھ پر کیوں عائد کرتے ہو میں کوئی وعظ تو نہیں کہہ رہا ہوں گر میں غلط ہوں تو صحت کر دو۔ میں نے شاید کہیں یہی پڑھا ہے۔ غالباً شاہنامہ یا کہیں اور۔

بحر۔ (پہلے سے بھی زیادہ طیش میں) سنت ہے تم پر۔ تم جیسے کافر خارج از اسلام سے توبت کرنا بھی گناہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۱۲۷۹ مسٹر عبد الخالق انصاری ایم اے (دہرہ دون) ۲۸ شول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۸) زید کے کلام میں کئی ایک غلطیاں ہیں یہ کہنا کہ انکے واسد ابو طالب اور شخص تھے اور آنحضرت ﷺ کے عم مکرم ابو طالب اور شخص تھے بالکل غلط ہے اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت علیؑ الگ رہتے تھے یہ بھی غلط ہے پھر یہ کہ انہوں نے شاہنامہ میں یہ باتیں پڑھی ہیں یہ اور زیادہ غلط اور جاہلانہ بات ہے بحر کے کلام میں زید پر جو الزام ہیں عربی نہ آنا۔ اس قسم کی باتیں بلا تحقیق کرنا۔ روزہ نہ رکھنا اگر یہ واقعات ہیں تو بے شک الزامات درست ہیں رہا لہجہ کا تشدد جو بحر کی طرف سے ظاہر ہوا اور زید پر کفر کا حکم کر دینا تو یہ نامناسب تشدد ہے اور تکفیر کی ان میں کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

قاتلان حسینؑ کو گالی دینا کیسا ہے؟

(سوال) قاتلان حسینؑ اور یزید پلیدہ کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۳۹) قاتلان حسین کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا مگر گایاں دینا درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں (۱)۔ لمومن لا یکنون لعانا ۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ

یزید ابن زید کے ہاتھوں حضرت حسینؑ کی شہادت سن کر نادم ہوا۔

(جمعیتہ مورخہ ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہادت مہم حسین کے نذر یزید کا مکمل ماتھ نہ تھ بہت سے واقعہ یزید بہت نادم ہوا اور بل بیت نے ساتھ ہمدردی سے پیش آیا یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۱۴۰) ہاں یزید اس طرز عمل کی روداد سن کر جو اس کے شکرواؤں نے برتا مگر ضرور ہوا

(۱) اور بل بیت کے ساتھ سے ان کے احترام کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی (۲) محمد کفایت اللہ

تیسرا باب صحابہ و تابعین

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی۔

(سوال) حضور ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی تعداد کل کتنی تھی؟ المستفیٰ نمبر ۲۹۸

حسین جمال الدین منہار ۱۶ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۴۱) آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی صحیح تعداد کا علم تو خدا کو ہی ہے تاہم

محدث کبیر ابو زرہ رازی نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت ایسے صحابہ جنہوں نے آنحضرت

ﷺ سے روایت یا سماع کے ذریعہ سے کوئی روایت کی ہے ان کی تعداد ایک لاکھ تھی اور ظاہر ہے کہ

ایسے صحابی جن سے کوئی روایت نہیں ان کی تعداد اس کے علاوہ ہوگی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) حقیقۃ الدعوی المشہورۃ ہی لعدد عن الرحمة وحو لا تکرر الا لکفر ولدا لم یحرم علی معنی لم یعلم مرنہ

علی الکفر بدلیل وان کان فاسفا مشہورا کبر بد علی المعتمد خلاف نحر المیس وامی لیب رد السحار

ب لرحمہ مصلب فی حکم لعن لعنہ ۳ ۱۶ ط سعید

(۲) جامع الترمذی ۲ باب ما جاء فی ابعہ ۱۸ ۲ ط سعید

(۳) قال قد معت عما یزید بن معاویۃ وقال کب ارضی من طاعتکم بدوں قبل الحسن لعن اللہ من سبہ اعا واللہ

لوئی صاحبہ معذرت عنہ ورحمہ اللہ الحسن وسم بصل لدی حہ مرادہ نسی (الدیہ واسہبہ دحول سہ حدی

وسعی ۵ ۷۰ ط دار الفکر بیروت

(۴) وردی ابو محنف عن الحارث بن کعب عن فاطمۃ بنت علی قال لما جلسا بی یزید روی لنا وارسد

نشی و نصف لہدہ واسہبہ دحول سہ حدی وستین ۵ ۷۰ ۳ ۷۰ ط دار الفکر بیروت

(۵) عن امی زرعة الرازی فی بر غیر سر نلہ نلہ ومن رد وسمع سہ ویاذۃ علی ما ذالف انسان من رحل وارساد

کنہہ قدروی عنہ سماعا ورواۃ مقدمہ لاصاحہ فی تیسرۃ المصححہ ۱ ۳ ط مصر

- (۱) صحابہؓ اور اہل بیتؑ دونوں کے فضائل حدیث میں موجود ہیں۔۔
- (۲) حضرت معویہؓ صحابی ہیں، عشر مبشرہ میں داخل نہیں
- (۳) حضرت علیؓ کے ناباغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض لغو ہے
- (۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے
- (۵) حضرت علیؓ کا حسین و حسن کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھیجنے کو دکھاوا خیال کرنا بدگمانی ہے۔

(سوال) ایک روز چند اشخاص اہل السنۃ و جماعت کے ایک جگہ بیٹھے تھے اس میں تذکرہ مذہب کا بحث تفصیل الششحیں پر فریقین متفق ہیں (۱) حمد کا دعویٰ ہے کہ ادا در سوں بندہ ﷺ کی شان علیؓ ہے محمود کا دعویٰ ہے کہ صحابہ کی شان اہل بیت اصہار سے بڑھتی ہوئی ہے اور یہ کہ صحابہ کی شان میں حدیث آئی ہے کہ جو کوئی ان کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا اس کے علاوہ قرآن پاک کی آیت سے بھی ان کی شان و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے حمد نے کہا اہل بیت کی شان میں بھی حدیثیں آئی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں دو چیزیں اپنے بعد موجب نجات اپنی امت میں چھوڑا جاتا ہوں ان میں سے ایک قرآن پاک اور دوسری اہل بیت ہے جو ان دونوں کو اختیار کرے گا نجات پائے گا محمود نے کہا کہ وہ حدیث جو صحابہ کی شان میں سے اس کے مقابل میں اہل بیت کی شان کی حدیث نہیں ہے۔

(۲) ان مجلس میں ذکر حضرت معویہؓ کا آیا اس پر محمود نے کہا کہ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں احمد نے کہا کہ مجھے عشرہ مبشرہ کی تو تحقیق نہیں لیکن آپ صحابی ضرور ہیں مگر ان سے کچھ غلطی ہوئی دینا بچہ حضرت مولانا شاہ عبد عزیزؒ نے تحفہ شامیہ میں لکھا ہے کہ ان سے خطا ضرور ہوئی محمود نے کہا پتہ بھی ہو لیکن حضرت امیر معویہؓ کا درجہ حضرت سیدہ فاطمہؓ زہراؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ یعنی اہل بیت سے بڑھا ہوا ہے۔ رہ رہ مانی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(۳) حمد ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا اعتراض حضرت علیؓ کے ایمان پر بھی ہے کیونکہ وہ ناباغی کی حالت میں ایمان پائے تھے ورنہ ناباغی کے ایمان اور فعل کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(۴) حضرت علیؓ پر کن کن صابہ کو فضیلت ہے؟

(۵) ایک بار تذکرہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا آیا تو کسی نے کہا کہ ان کی شہادت تو مرء ان کے فعل سے ہوئی جیسا کہ مشہور ہے کہ فاضلو کی جگہ فاقصوا مکہ و دیاربہ حضرت علیؓ کو خبر ملی کہ دشمنوں نے خیفہ سوم کے مکان کو کھیریا ہے اور حملہ آور ہیں تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو مسیح کر کے بھیج دیا کہ حضرت عثمانؓ کو دشمنوں کی آزار سے بچاؤ اس پر محمود نے یہ کہا کہ یہ کام حضرت علیؓ کا صرف دھانے کا تھا حقیقتہً ان کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت منظور نہ تھی۔

حضرت عمارؓ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کیا واقعی حضرت علیؓ کافی مر کچھ تھا اور ماٹن کچھ؟

المستفتی: ہر ۵۲۳ شیخ شفیق احمد (ضلع موگھیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۵ء (حرب ۱۴۲) (۱) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان بھی رفیع ہے اور اہلیت کی شان بھی بلند ہے اہل بیت میں داخل ہونے کا شرف جدا ہے اور فضیلت صحبت جدا دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن وگوں کو وہ نول شرف حاصل ہوئے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ ان دونوں کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ان کو ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک شرف حاصل ہے دوسرا نہیں اس کے بعد علم و تقویٰ اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب کم و بیش ہوتے ہیں اس لئے اس بارے میں اسی قدر اعتقاد پر کف کرنا اسہم ہے تشخیص کی فضیلت کا یہ باوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے صرف صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے و صاف کاملہ علم و تقویٰ اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں (۱)

(۲) حضرت امیر معاویہؓ جمیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں (۲) اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ سے افضل ہیں ان کے لئے وہ منقب جو احادیث میں آئے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے کاتب وحی تھے اور حضور ﷺ نے ان کو پنا کر تہ مرحمت فرمایا تھا اور دعا دی تھی (۳) اور ان کے پاس حضور ﷺ کے

(۳) یہ اعتراض مبطل اور غویہ ہے یہ تو حضرت علیؓ کی فطری اور طبعی صلاحت کی دلیل ہے کہ بچنے میں ہی ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مہدافیاض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے یعنی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورینؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں ان تینوں کے بعد حضرت علیؓ باقی صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں (۴)

۱ عن محمد بن الحنفیہ قال قلت لابی ایوب السخیری عن ابی بکر قال قال عمر (محدث) (صحیح البخاری باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ) ۱ ۵۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) عن عبدالرحمن بن عوف قال قال رسول اللہ ﷺ ابوبکر فی الحجة و عمر فی الحجة و عثمان فی الحجة و علی فی الحجة و طلحة فی الحجة و الزبیر فی الحجة و عبدالرحمن بن عوف فی الحجة و سعد بن وقاص فی الحجة و سعید بن زید فی الحجة و ابو عیبة بن الجراح فی الحجة و جامع الترمذی مناقب عبدالرحمن ۲/۲۱۵ ط سعید

(۳) اسلم (معاویہ) قبل الفتح و اسلم ابوہ بعدہ و صحب الی ﷺ و کتب له (فتح الباری باب ذکر معاویہ ۷ ۸۰ ص مصر) عن عبدالرحمن بن ابی عمیر و کان من اصحاب النبی ﷺ عن النبی ﷺ انہ قال لمعاویہ انکم جعہ ہادیہ مہدیہ و اہدیہ جامع ترمذی مناقب معاویہ ۲/۲۲۴ ط سعید و قدور و غیر و حہ انہ اوصی الیہ ان یکھن فی ثوب رسول اللہ ﷺ الی کسہ ایہ ، النبیہ و النہایہ ترجمۃ معاویہ و ذکر شیء من ایامہ ۵ ۶۴۷ ط دار الفکر بیروت

(۴) و الفصل البشر بعد نبیہ ابوبکر الصدیق ثم الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضی و حلائقہم علی ہذا الترتیب (عقائد السننی مع شرحہ ص ۱۴۹ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(۵) یہ خیال کہ حضرت علیؑ نے صرف دکھاوے کے لئے حضرت حسن و حسینؑ کو بھیجا تھا، حفاظت منظور نہ تھی، بدگمانی ہے حضرت علیؑ کی طرف سے ایسی بدگمانی کرنی مناسب نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ کا ن اللہ لہ

کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں، ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

(سوال) (۱) حضرات خلفائے ثلاثہ کے ساتھ گروہ شیعہ کو اس قدر بغض ہے کہ ایک طرف خود سرا و جہراً اپنے گھروں میں اور سنیوں کی سمعات میں ان پر سب و شتم اور عن و طعن کرتے ہیں اور دوسری طرف اگر سنی ان کی مدح میں قصائد یا نظمیں پڑھیں تو کہتے ہیں کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے اور سنیوں کو شتم کرتے ہیں ایسی صورت میں سنیوں پر مدح خلفائے ثلاثہ میں قصائد یا نظموں کا پڑھنا اپنے گھروں، محفلوں میں عام مقامات اور شارع عام پر مذہباً ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) حکومت وقت نے شیعوں کی درخواست اور شکایات پر حفظ امن کے بہانہ سے شارع عام پر مجمع عام میں اور ایسے مقامات پر جو محاط نہ ہوں یا عامۃ الناس کے استعمال کے لئے ہوں حضرات خلفائے ثلاثہ کی مدح کرنا یا مدح میں قصائد اور نظمیں پڑھنا ممنوع قرار دیا ہے تو حکومت کی یہ کارروائی مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۳) شیعوں کی مخالفت اور حکومت وقت کی مزاحمت کی بنا پر جیسا کہ اوپر مذکور ہے ان سنیوں کے لئے جو ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوں جہاں کہ یہ مخالفت اور مزاحمت کی جا رہی ہو، اس مخالفت کا انسداد کرنا اور حضرت خلفائے ثلاثہ کے محامد و مناقب کو نثر یا نظم میں علی الاعلان و برسر عام جلسوں یا جلسوں میں بیان کرنے کا حق حاصل کرنا مذہباً لازم ہے یا نہیں؟

(۴) جس مقام پر حضرات خلفائے ثلاثہ کے محامد و مناقب کا بیان علی الاعلان و برسر عام کرنے کی مخالفت و مزاحمت ہوتی ہو جیسے کہ اوپر مذکور ہے اور وہاں کے کچھ سنی اس مخالفت و مزاحمت کے انسداد کے لئے کوشاں ہوں تو جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں اور ان کو مالی یا کسی قسم کی امداد دیں تو وہ عند اللہ ماجور ہوں گے یا نہیں اور جو اہل علم یا علمائے دین یا امراء یا ارباب ثروت اس کو شتم کرنے والی جماعت کی تائید و نصرت اور امداد سے پہلو تہی کریں وہ اعانت و انصاف اور تعاون علی الاثم و العذوان کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۳ مووی عبد الرحیم صاحب (انجمن تحفظ سنت لکھنؤ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء۔

جواب از موسیٰ بن محمد سباط

۱ (جواب) (از موسیٰ بن محمد سباط صاحب مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ) جواب عرض کرنے سے پہلے چند مقدمات کی تمہید ضروری ہے۔

(۱) ہر مسلمان کا یہ بھی فریضہ ہے کہ احکام شریعہ و نیز رسول اللہ ﷺ و آپ کے اصحاب کرام کے صحیح حالات و واقف مسلمانوں کو غیر مسلموں تک بھی پہنچائے تاکہ اسلامی تعلیمات و رسوں اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کی صداقت کے اذعان اور ان کی محبت سے ان کے قلوب معمور ہو جائیں اور اللہ رحمت مندوں پر پوری ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ و احاد لہم نالی ہی احسن ۱ و قال اللہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر ۲ و قال اللہ تعالیٰ و انذر عشیرتک الاقربین ۳ و قال رسول اللہ ﷺ بلغوا عنی ولو آیتہ ۴ و قال علیہ السلام بضر اللہ امراً سمع ما شیناً فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعیٰ لہ من سامع (رواہ الترمذی ۵ و اس ماجد ۶ و رواہ الدارمی ۷ عن ابی الدرداء) (مشکوۃ) ۸

(۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام آپ کی امت اور آپ کے درمیان وسطہ کبریٰ ہیں ان ہی کی مساعی جمیلہ اور ان کی ہی کوششوں اور جانفشانیوں سے ساری دنیا کے لوگوں کو دولت اسلام ملی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت نہایت زیادہ قال اللہ تعالیٰ و کذلک جعلنا کم امة وسطاً لنکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیداً ۹ اور امت کی گردن پر ن کا احسان سے انداز شریعت نے ان کی عظمت اور محبت اور ان کی اطاعت اور ان کے لئے دعائے مغفرت ہمارے اوپر لازم کر دی قال اللہ تعالیٰ والذین حازوا من بعدہم یقولون ربنا اعفولنا ولا حوائنا الذین سبقونا ولا یسان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم ۱۰ و عن عبداللہ بن معقل قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی استحانی لا تتخذوہم عرضاً من بعدی فمن احبہم فاحبی احبہم ومن ابغضہم فبغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن اذانی فقد

۱. سہل ۴۵

۲. الحجۃ ۹۴

۳. الشعراء ۲۱۴

۴. مشکوٰۃ لمصباح، کتاب العلم، فصل الاول ۱/ ۳۲ ط سعید

۵. کتاب ما جاء فی البحث علی سبع لسماع ۹۴/۲ ط سعید

۶. کتاب من بلغ علیہ ص ۲۱ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

۷. باب الافتداء بالعلماء ۸۷/۱ ط دارمی کتب خانہ کراچی

۸. کتاب العلم فصل الاول ۱/ ۳۵ ط سعید

۹. لقۃ ۴۳

۱۰. الحجر ۱۰

آدى الله ومن آدى الله فيوشك ان ياخذوه (رواه الترمذى) ١، وعن عمر قال قال رسول الله ﷺ اكرموا اصحابى فانهم خياركم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يظهر الكذب الخ (مشكوة) ٢، وعن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ اى لا ادرى ما بقائى فيكم فاقتدوا بالدين من بعدى اى بكر وعمر ٣

(۳) شریعت نے چونکہ تبلیغ کے لئے کسی طریقہ خاص کا پابند نہیں بنایا ہے بلکہ مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے ہر ایسے طریقے کو اختیار کر سکتے ہیں جس سے مقصود تبلیغ ہو سکے لہذا ان کو اختیار ہے کہ خواہ وہ نثر میں خواہ وہ نظم میں۔ خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر جس طرح بھی ہو سکے ان کے فضائل و مناقب ان کے کارنامے ان کی سدا م کے ساتھ اور اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ شہینگی کے واقعات پڑھیں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کریں خصوصاً نظم اور قصائد کی صورت میں کیونکہ اس صورت کے ساتھ تبلیغ کا خاص طور پر مؤثر اور مفید ہونا ظاہر ہے۔

(۴) یہ بھی ظاہر ہے کہ مذہبی مجالس اور محافل میں صرف وہی مسلمان شرکت کرتے ہیں کہ جن کو کسی نہ کسی درجہ میں مذہبی دلچسپی ہے لیکن جو مسلمان مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ان کو مذہب اور بزرگان دین کی طرف مائل کرنے کا طریقہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام بازاروں اور سڑکوں اور تفریح گاہوں میں بھی ہم مذہبی تبلیغ کریں۔

(۵) یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہمیشہ مذہب والوں نے دوسرے مذاہب کو اور ان کے اصول و فروع کو اپنے لئے دل آزار قرار دیا ہے خواہ کتنے ہی صحیح اور معقول کیوں نہ ہوں اپنی دسترس بھر نسوں نے دوسرے مذاہب کو مٹانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہندوستان اور یورپ کی ازمنہ ماضیہ کی تاریخ پڑھنے والوں پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آج بھی ہندوستان کی ریاستوں میں اذان و نماز اور قربانی وغیرہ پر جو سخت پابندیاں عائد ہیں وہ اس دعوے کے لئے شاید عدل ہیں اور خود قرآن کریم نے بھی فرمایا وَلِلّٰهِ تَرْصِی الْعِلْمُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ اَلَيْسَ خَاسِتٌ مِّمَّنْ كَانِيَ دَعْوٰى كَرْنَاكُم قَوْمَ فَلَاں مَذْهَبٌ كِي فَلَاں يَات سَ بِهَامِرِي دَلْ اَزَارِي بُوتِي هَ بِرْكَز قَابِل سَاعَت نَمِيسُ هُو سَكْتَا بَلِكَمْ اِس كَ لَئِى حَقُّوق وَحُدُود كِي تُعَيِّن ضُرُورِي هَ اِن حَقُّوق اَوْر حَدُود مِيسُ يَه چَنَد بَاتِيس خَاص صُور پَر قَابِل لِخَاظ هِيس (الف) جب ايك ملك ميں مُتَخَف قوم اور مُتَخَف مَذْهَب وملت كَ لوگ آباد هُول تو هِر قوم كا جان و مال عزت و مذهب دوسري قوم كي دست اندازي اور حملہ سَ محفوظ ر بنا ضروري هَ (ب) ہر قوم اپنے مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں آزاد ہے اپنے گھروں میں ہو یا عبادت گاہوں میں یا

(١) باب فاحاء في من سب اصحاب النبي ﷺ ٢/٢٢٥ ط سعيد

٢، باب مناقب لصحابة ٢ ٥٥٤ ط سعيد

(۳) مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اسی بکر و عمر ۲ ۵۶۰ ط سعید

١٢٠ (٤) التبريد

شہر ہوں میں یہ تفریح گاہوں میں۔ جب تک کہ کسی قوم کی توہین اور دل آزاری نہ کریں (ج) یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام ہل : ہب کو یہ دعویٰ ہے کہ صرف انہیں کا مذہب حق ہے ورنہ اس کے عدوہ تمام مذاہب جھوٹے و غلط ہیں ایک حالت میں یقیناً کسی ایک مذہب کی تبلیغ اور فضائل و مناقب اور محسن کو بیان کرنا لزوم دوسرے مذہب کا رد ہے اور ایک مذہب کے بزرگوں کی تعریف دوسرے مذہب کا بدل ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ اکثر مذہب کے بزرگوں سے دوسرے مذہب و مذہبوں کو نقصان بھی پہنچا ہے کون نہیں جانتا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں آتش پرستوں کی قومیت کا شیرازہ بکھریا اور عیسائیوں کی روم و مصر کی بڑی بڑی سطہتیں برباد ہو گئیں ہندو برہمنوں نے بدھ مذہب والوں کو کس طرح ہندوستان سے مٹایا لیکن مانتہمہ نہ کبھی عیسائیوں نے صحابہ کرامؓ کی مدح کو دل آزاری سمجھا نہ پارسیوں نے ہندو و سکھ بھی اپنا مذہب جسوں نکالتے ہیں لیکن کسی قوم نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے کیوں؟ صرف اس سے کہ دل آزاری صرف سی وقت دل آزاری ہے جب قوم و مذہب پر تعریض ہو یا کسی طرح بھی اشارۃً یا کنایۃً اس کی توہین کی جاتی ہو ورنہ صرف اپنے بزرگوں کی مدح چاہے کسی دوسری قوم کے لئے وہ کیسے ہی مبغوض ہوں ہرگز دل آزاری نہیں ہو سکتی اور ہو تو قابلِ سفات نہیں (۶) حفظ من کے معنی یہ ہیں کہ ایک قوم کو دوسری قوم کے حقوق میں دست اندازی کرنے سے روکا جائے نہ یہ کہ یک قوم کی خاطر دوسری قوم کو اس کے واجبی حقوق سے روکا جائے۔

(۷) حکومت کا جو حکم مد اخات فی الدین کی قبیل سے ہو ہمیں ہرگز طاعت جائز نہیں۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعة (متفق علیہ ۱ مشکوٰۃ ۲) عن علیؑ قال قال رسول اللہ ﷺ لا طاعة فی معصیۃ اما الطاعة فی المعروف (متفق علیہ ۳ مشکوٰۃ ۴)

(۸) ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے کہ جب اس کے مذہب میں مد اخت کی جائے تو بقدر استطاعت اس کی مخالفت کرے اور ہرگز اس مد اخت کو روانہ نہ رکھے ورنہ تعاون اثم و عدوان کا مرتکب ہوگا۔ عن ابی سعید الحدادی عن رسول اللہ ﷺ قال من رأى منکم مکراً فلیعیرہ بیدہ فان لم یستطع فلیسہ و ان لم یستطع فلیبہ و دلک اصعب الایمان (رواہ مسلم ۵) مشکوٰۃ ۶) وقال اللہ تعالیٰ

۱) بحاری باب السمع والطاعة للامام مالم نکر معصیۃ ۳ ۵۷ ۱۰ ط قدیمی مسلم کتاب الامارۃ باب وحوط طاعة الامراء فی غیر معصیۃ ۲ ۱۲۵ ط قدیمی

۲) کتاب الامارۃ واقصاء الفصل الاول ۱ ۳۱۹ ط سعید

۳) بحاری کتاب احبار الاثر ۲ ۱۰۷۶ ط قدیمی کتب حانہ کراچی - مسلم باب وحوط طاعة لامراء فی غیر معصیۃ ۲ ۱۲۵ ط قدیمی

۴) کتاب الامارۃ واقصاء الفصل الاول ص ۳۱۹ ط سعید

۵) باب کون الیہی عن المکر من لا یمان الح ۱ ۵۱ ط قدیمی

۶) باب الامر بالمعروف ۱ ۳۳۶ ط سعید

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (۱)
البتہ ابتداء سختی کی ضرورت نہیں ہے پہلے حدود قانون میں رہ کر تحصیل حق کی کوشش کرنا ضروری
ہے اگر خدا نخواستہ ناکامیابی ہو تو پھر خدائی قانون کے آگے کسی قانون کی پروا نہ کریں۔
ان سبھ مقدمات کے بعد ہر نمبر کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) حسب مقدمہ ثانیہ آیات و احادیث سے ثابت ہو کہ صحابہ کرامؓ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اور
امت مسلمہ کے دولت اسلام پانے کیلئے واسطہ عظمیٰ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بسبب مسلمانوں کی گردن پر
ان کے احسان عظیم کے ان پر شریعت نے صحابہ کرامؓ کے حقوق قائم و مقرر کئے ہیں عظمت و محبت و
اطاعت و دعائے مغفرت۔ اور حسب مقدمہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوا کہ جملہ احکام شریعت کی تبلیغ مسلمانوں
پر ضروری ہے اور منجملہ حقوق یہ حقوق اربعہ بھی ہیں لہذا ان کی تبلیغ بھی ضروری ہے اور حسب مقدمہ
ثانیہ یہ بھی ثابت ہوا کہ تبلیغ کے کسی خاص طریقہ کا ہم کو شریعت نے پابند نہیں کیا جب تک ہم حدود
شریعت سے تجاوز نہ کریں۔ اور حسب مقدمہ رابعہ عامہ مسلمانوں تک ان احکام کے پہنچانے کی
صرف یہی صورت ہے کہ ہم ہر جگہ بازاروں اور سڑکوں اور سیرگاہوں میں بھی تبلیغ کریں اور حسب
مقدمہ خامسہ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف اپنے بزرگوں کے فضائل و مناقب بشرطیکہ دوسرے مذاہب و
ان کے بزرگوں کی توہین و تعریض کے ساتھ نہ ہو موجب دل آزاری نہیں ہے یہ ہے تو قبل التفات
نہیں ہے ہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ عموماً اور خلفائے راشدین کی خصوصاً مدح اور ان کے فضائل و
مناقب خواہ بصورت نظم ہو یا بصورت نثر، خواہ ایک آدمی پڑھے یا متعدد آدمی، خواہ گھروں میں ہو یا
مسجدوں میں، بازاروں میں ہو یا سیرگاہوں میں ہر جگہ اور ہر طرح پڑھ سکتے ہیں بلکہ شرعاً ضروری ہے
ورنہ ترک فریضہ تبلیغ کا گناہ بھی ہوگا اور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ۲ کے بھی مصداق
ہوں گے۔ خاص کر جب کہ ایک قوم ان پر سب و دشنام تبرؤا فترانہایت منظم طریقہ پر کر رہی ہے نظم
و نثر میں ان کی ہجو اور معائب بیان کرتی ہے حالانکہ ان کو ان چیزوں کا کوئی حق حاصل نہیں ایسی حالت میں
مسلمانوں کا واقعی صحابہ کے فضائل اور مناقب بھی نہ بیان کرنا کس قدر خسران دنیوی و اخروی کا باعث ہے۔

(۲) حسب مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو یہ صحابہ سے روکنا یقیناً نہ اخت فی الدین ہے جس
میں اطاعت کرنے سے مسلمان اپنے مذہب کی رو سے معذور ہیں۔

(۳-۴) حسب مقدمہ ثانیہ مسلمانوں پر اپنے اس حق کو حاصل کرنا شرعاً ضروری ہے اور جو لوگ اس
حق کے حاصل کرنے میں سعی کریں گے یا جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں گے وہ یقیناً ناجور و مشاب
ہوں گے ورنہ بقدر اپنی استطاعت کے نہی عن المنکر نہ کرنے سے گناہ گار اور تعاون علی الاثم والعدوان

(۱) (المائدة ۲)

(۲) جامع الترمذی، باب ما جاء فی الشکر لمن احسن الیہ ۱۷ ط سعید

جواب از مفتی اعظم

(جواب ۱۴۳) (از حضرت مفتی اعظم) ہوالموفق۔ صحابہ کرامؓ کے فضائل و کمالات اور مآثر حسنہ بیان کرنا اور ان کی اشاعت و تبلیغ کرنا اہل السنۃ والجماعۃ کا ایک مذہبی اور اخلاقی بلکہ قانونی حق ہے اس پر پابندی عائد کرنا حکومت کے لئے آئین اور انصاف کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی
مہر دارالفتاء مدرسہ امینیہ دہلی

جواب از مفتی مظاہر علوم

(جواب ۱۵۱۸) (از حضرت مفتی مظاہر العلوم سہارنپور) حضرت خائفہ رشیدین وردیگر صحابہ کرامؓ کا ذکر اور بیان اہل السنۃ کا ایسا شعار ہے کہ جس سے کوئی وعظ کوئی تقریر کوئی خطبہ کتاب کا یا جمعہ کا خالی نہیں ہوتا اور شرعاً مدح صحابہؓ کے لئے عام آزادی ہے کسی محل کی تنقید کرنا اور اہل السنۃ کو روکنا بلاوجہ شرعی یقیناً مداخلت فی الدین و ظلم ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ انصاف ہی کو قائم رکھے ورنہ داری سے کام لے جیسے دوسری اقوام کو مذہبی شعور کی ادائیگی میں آزادی ہے اسی طرح اہل السنۃ کو بھی آزادی ہونی چاہیے ورنہ اس لحاظ اقدام سے جو برے نتائج رونما ہوں گے ان کی حکومت ذمہ دار ہوگی اگر حکومت مسلمانوں کے شعور پر مداخلت کرے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر ممکن تدبیر سے اس کی ممانعت کریں ورنہ اپنا حق حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں اور امراء و علماء کو متفق ہو کر کوشش کرنی چاہیے۔ ایسی صورت میں حکومت روافض کے ساتھ تعاون کرنا گناہ ہے امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب نمبر ۵ جلد ۱ میں تحریر فرماتے ہیں ذکر خائفہ رشیدین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست لیکن شعار اہل سنت است منہج سنۃ (۱) میں ہے۔ ان المسلمین والکفار اذا کان ہولاء شعار و ہولاء شعار و جب شعار الاسلام فی کل زمان و فی کل مکان فقط واللہ اعلم۔ حررہ سعید احمد اجڑوی غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۳۵۵ھ عبد لطیف عفا اللہ عنہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ ج ۱۳۵۵ھ

جوابات سب صحیح ہیں۔ بندہ عبد الرحمن غفرلہ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ ج ۱۳۵۵ھ

کیا حکومت کا مدح صحابہؓ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں خصوصاً طلبہ دارالعلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہؓ کی ممانعت اور انسداد کا ایک دل آزر قانون بنادیا ہے جس کا نفاذ

لکھو میں بالکل برابر طور پر ہو رہا ہے بل سنت و اجماع نے بعض علماء کی نہ صرف اس بلکہ فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ممانعت در حقیقت مداخلت فی الدین سے اس موقع پر انصاف پر سکوت کو ترجیح دینا سماعت دین پر ہمت دین کو ترجیح دینا ہے جو قصداً حرام ہے لہذا ہر مسلمان بل سنت و جماعت کا فرض اوہی ہے کہ اس کار خیر میں اقدام کرے وراپنا کام کرے بھی نہ فٹا ہونے و تشویش عصبی تیار کرے قلاب چند امور مذکورہ ذیل ریاست طلب ہیں۔

(۱) علماء کرام کی مذکورہ بات نے یعنی ممانعت مدح صحابہ مداخلت فی الدین سے یہ نہیں؟
(۲) ہر مسلمان اہل سنت و جماعت کو بد امتیاز مذکور و تانیث و بد افتاوت سن و سال اس میں حصہ لینا چاہیے نہیں؟

(۳) ہم طلبہ و راہبوں و عیال کے موقع پر یہ فرض ہے یہاں کریں یا سکوت؟ بالخصوص یہی حالت میں ادھر تعلیم کا خیال ادھر قانون شکنی کا عزم۔ ہاں تہذیبوں سے کہ گراہل علم طبقہ خصوصاً علماء و طبہ نوجوان متفقہ طور پر کھڑے ہو گئے تو قول و قوت اہی وہ دن کچھ دور نہیں کہ حکومت ہی اس قانون کو اپنے ہاتھوں پارہ پارہ کر دے۔ المسقی نمبر ۹۶ نوابہ محمد احمد صاحب غازی پور متعلم دورہ درالعلوم دیوبند۔ ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۴) مداخلت فی الدین منسوم بہت عام ہے اور عموم کے ملاحظہ سے ہر آن میں سیکڑوں جگہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتناع مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصد تھ جسے مقامی حکومت نے نظر مانا فذکر دیا ہے میرے خیال میں درالعلوم کے طبہ مذہب ابھی تک شرارت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک کو چارہ ہے ہیں طبہ کو تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری تا عین کا ایک سو ستر ہجری اور تبع تابعین کا دو سو پچیس ہجری تک ہے

(سوال ۱) زید کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اسے صحابی کہتے ہیں ورجس نے صحابی کو دیکھا ہے اسے تابعی کہتے ہیں ورجس نے تابعی کو دیکھا ہے اسے تبع تابعی کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابی کا زمانہ کتنا تھا اور صحابی سے تابعین تک کتنا وقت اور تابعین سے تبع تابعین تک کتنا وقت تھا۔ المسقی نمبر ۳۵۲ انور ۱۱ سلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۵) صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا حضور ﷺ

سے ملا ہے اور ایمان پر وفات پائی صحابہ کرام کا زمانہ سنہ ایک سو ہجری تک ہے اور تابعی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھایا ملا اور ایمان پر وفات پائی تابعین کا زمانہ ایک سو ستر ہجری تک ہے تبع تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں تابعی کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس ہجری تک ہے۔ کذا فی المرقاة (۱) لعلی القاری ح ۵ ص ۵۲۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شہادت عثمان کے متعلق ایک سوال

(سوال) متعلقہ واقعہ شہادت حضرت عثمان

(جواب ۱۴۶) جب مفسدوں نے حضرت عثمان بن عفان کے مکان کا محصرہ کر رکھا تھا تو حضرت علیؑ نے حضرت امام حسن و حسینؑ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لئے متعین کر دیا تھا کہ کوئی مفسد گھر میں داخل نہ ہو سکے (۲) مفسد دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار پر چڑھ کر گھر میں اترے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا حضرت علیؑ کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے کرام حسنؑ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت امام حسینؑ کے سینے پر تھپڑ مارا اور فرمایا کہ تم دونوں کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عثمانؓ کیسے شہید کر دیئے گئے۔ جب حضرت علیؑ کو واقعہ معلوم ہوا کہ قاتل دیوار پھند کر گھر میں گھسے تو انہوں نے امام حسن و امام حسینؑ کو معذور سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کے منہ پر طمانچہ مارنے کا بیان صحیح نہیں اور حضرت عثمانؓ دوسرے روز مدفون ہوئے تین دن نعش کا پڑا رہنا بھی غلط ہے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے (۳) یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونا بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضرت معاویہؓ جائز خلیفہ تھے ان سے یزید کو ولی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی۔

(سوال) حضرت معاویہؓ کی نسبت نصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۲ اسید خلیل حیدر (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۷) حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت امام حسنؑ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے (۴) انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر

(۱) باب مناقب الصحابة ۲۷۶/۱۱ ط امدادیہ ملتان

(۲) ولرم كثير من الصحابة يوثقهم وسارا اليه جماعة من ابناء الصحابة عن امر آباءهم منهم الحسن والحسين (البدایہ والنہایہ صفحہ ۵۷۲ ط دار الفکر بیروت)

(۳) وقد اعتنى معاوية في ايام امارته بقبر عثمان ورفع الحداد فيه وبين القبيح وامر الناس ان يدفنوا موتاهم حوله (البدایہ والنہایہ قبیل ذکر صفحہ ۲۸۰/۵ ط دار الفکر بیروت) (۴) فلما رأى الحسن بن علي تفرق جيشه عليه مقتهم وكتب عبد ذلك الى معاوية بن ابي سفيان وكان فدر كعب في اهل الشام فمزل مسكر يراوضه على الصلح بينهما فبعث اليه معاوية عبد الله بن عامر و عبد الله بن سمرة - فاصطالحو علي ذلك واحتتمعت الكلمة علي معاوية (البدایہ والنہایہ خلافت الحسن بن علي ۴۹۸ ط دار الفکر بیروت)

اور اونیٰ وافضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے ائمان وافعال کی ذمہ داری ن پر عائد نہ ہوگی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا ترد واردة ودر احوی ۱، اس لئے حضرت معویہؓ کی ستان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چوتھا باب ائمہ مجتہدین

امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(سوال) تاریخ وفات امام اعظم ابو حنیفہؒ تحریر فرمائی جائے ایک کتاب میں ۲ شعبان لکھا ہے ایک کتاب میں صرف رجب ۱۵۰ ہجری لکھا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۹۵ بہ ہائیم صاحب (کھیری) ۱۴ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۸) کتب معتبرہ متداولہ سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ رجب ۱۵۰ھ میں حضرت سیدنا امام الاعظم ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی ہے اس سے زیادہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ملا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔

ابن الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب فتح القدر نہایت مستند و معتبر ہے (زاخباہ الجمعیتہ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ابن ہمام عمہ حنفیہ میں کس پایہ کے بزرگ تھے ورنہ کی کتاب فتح القدر کو عمہ حنفیہ میں کیا وقعت حاصل ہے؟

(جواب ۱۴۹) علامہ ابن ہمام عمہ حنفیہ میں بڑے پایہ کے محقق ہیں۔ صحابہ تاریخ میں سے ہیں۔ فتح القدر بہت معتبر اور مستند کتب ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔

علامہ ابن امیر الحاج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں۔

(سوال) خادم نے عرض کیا تھا کہ ٹھٹھوی علی مرقی آخر کتب الجناز میں نماز جنازہ کی تیسری تکبیر

(۱) الناطر ۱۸

(۲) قال الواقدي وغيره . مات ابو حنيفة في رجب سنة خمس مائة وله سبعون سنة ۱ مابق الامام ابى حنيفة و صاحبه فصل في وفاة ابى حنيفة ص ۳۰ ط سعید

(۳) وقدمه عبر مره ان الكامل من اهل الترحيح كما افاده في قضاء اسحر بل صرح بعض معصرونه بدله من اهل الاجتهاد النح (رد المحتار مطلب الكامل ابن النهمام من اهل الترحيح ۶۸۸/۳ ط سعید)

کے بعد ماتھ اٹھانا مستحب لکھا ہے لیکن وہ ابن امیر الحج کا قول تھا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ وہ مالکی ہیں فقیر بھی یہی سمجھتا تھا لیکن بعض کتب فقہ میں ان کے اقوال سے استشہاد پایا اور شبہ ہوا تو فوائد بھیہ میں نکال کر دیکھا تو موانع عبدالحی نے ان کو حنفیہ میں شمار کیا ہے؟ المستفتی کفش بردار فقیر محمد یوسف دہلوی

(جواب ۱۵۰) غالباً یہ ابن امیر الحج حنفی ہیں جن کے قول سے یہ مستشہد ہے اور وہ ابن الحاج صاحب غلہ لگی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

پانچواں باب متفرقات

مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں۔ (سوال) مسجد اقصیٰ کہاں ہے اور بیت المقدس میں جو مسجد ہے اس کا کیا نام ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اور اسکے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ ثابت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۴۶ منشی محمد صدیق عیسیٰ (سبکی) یکم محرم ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۱۵۱) مسجد اقصیٰ زمین پر ہے بیت المقدس کی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے (۱) جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصیٰ کے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے نقشے کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں؟ (از اخبار الجمعیت مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کتب قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء مؤلفہ شیخ فرید الدین عطار مستند اور صحیح ہیں یا نہیں؟ (جواب ۱۵۲) قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) الفوائد الہیہ الحاتمة الفصل الاول فی تعیین المہمات ص ۲۴۳ طبر محمد کتب خانہ کراچی
(۲) (إلى المسجد الاقصی) وهو بیت المقدس الہی بابلیاء معدن الاسیاء من نسل ابراهیم الحلیل علیہ السلام (اس کثیر سی اسرائیل - ۲۳ ط سہیل اکیدمی لاہور۔

پہلا باب

ہجرت و جہاد

حکم الہجرۃ من الہد و الجہاد فیہا

(سوال)

(جواب ۱۵۳) ہر الموفق قال السی رحمہ اللہ الجبل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوما القیامۃ ۱، وقعہ ہذا الحدیث ان الجہاد لا علاء کلمۃ اللہ ماض الی یوم القیامۃ ومن المعلوم ان الجہاد و القتل باعداء اللہ واعداء الاسلام لا بدلہ من امور و شرائط فمنہا الامام و مہم آلات الحرب و منها القدرة علی القتال و غیرہا و ہذا القدر ممالا خفاء فیہ ۲، اما الہجرۃ فہی انما کانت فریضۃ فی ابتداء الاسلام من مکۃ المکرمۃ لانہا کانت دار کفر و عدوان کان المؤمنون لا یأمرون فیہا علی انفسہم و اعراضہم و امور الہم و کان احدہم یؤدی فی اللہ اسد ما یكون من صرب و اہانۃ و نہبۃ و غیرہا و کانوا لا یقدرون علی اقامۃ الصلوٰت و اداء الفرائض الاسلامیۃ وبالجملة کان الاسلام و اہلہا وضعفاء ففرص اللہ سبحانہ و تعالیٰ علیہم ان یہاجروا من مکۃ و یہجروا عن اوطانہم کی یقدروا علی اقامۃ الدین و یسجدوا عما یؤفدہ الکفار و الاعداء بہم

ولما فتح اللہ تعالیٰ مکۃ علی رسولہ قال ﷺ لا ہجرۃ بعد الیوم ولکن جہاد و بید و اذا استقرتم فانظروا ۳، تبین ﷺ ان الہجرۃ الی کانت فریضۃ لم تنق فریضۃ و ہی الہجرۃ من مکۃ لانہا صارت دار الاسلام بعد ان کانت دار کفر و عدوان

فقولہ ﷺ لا ہجرۃ بعد الیوم اما ہر فی شأن الہجرۃ الخاصۃ فلا یكون متعلقاً بالہجرۃ العامۃ و بقی الہجرۃ من مکۃ انما کن سبب رفع سببہ الخاص و الرفع سبب خاص لا یستلزم عدم التوب مطلقاً فانہ لا مراحمہ فی الاسباب

و یحوز ان یكون سبب لہا اسباب متعددۃ فان ارتفع مہم سبب خاص حار ان

(۱) صحیح الامام مسلم باب ثبوتہ الحلیم ۲، ۱۳۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) و ثانی ان یخرجوا التورۃ و القوة لا ہل الاسلام باحساد و احتیاد من یعتقد فی احتیادہ و نہ و ن کتاب لایرجو افراد و التورۃ بمسلمین فی اقتد فانہ لا یحل لہ قتال سائتہ من القاء نفس، متہیکہ، عدم گریہ، اسب فی تفسیرہ شرعاً و شرعاً و حکمہ ۲، ۱۸۸ ط قدیمی کتب خانہ

(۳) سنن ابی داؤد باب الہجرۃ ہل انقصت ۱، ۳۴۳ ط قدیمی کتب خانہ قال الشیخ فی سنن السجود عن ابی حصی فان کانت الہجرۃ فی اول الاسلام فرصانہ صارت مدوۃ ردک ثلثہ تعالیٰ و من ینہاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراعاتاً کثیراً و سعۃ (الایۃ) بول حس اشہد انہی المشرکین علی المسلمین عند انتقال الرسول الی الممدینہ (۴۰، ۱۰۳) ط معید الحلیم الاسلامی کراچی

بحكم برفع هذا الشئ من جهة ارتفاع هذا السبب الخاص المرتفع و حكم بوجوده سبب
وجود سبب آخر

الا ترى انه عليه السلام اشار على ذلك بقوله ولكن جهاد وية يعنى ان فريضة الهجره اما
ارتفعت برفع سببه وهو الميع عن اقامة الصلوات و غير ها من فرائض الدين لانه حصل بفتح
مكة سوكة للمسلمين ولم يبق للمسركين المانعين قوة ماعة عن اداء الفرائض الاسلاميه
وارسد الى اهم الفرائض بقوله ولكن جهاد وية فتست بقوله هذا ان الجهاد ايضا من الفرائض
التي ان مع عنها لرميت الهجره

لا سيما اذا بلغهم استلاء الكفار على الممالك الاسلاميه واستيصالهم للسلطنة
الاسلاميه و ظهورهم على المقامات المقدسه التي امرنا بها عليه السلام با حراح المشركين عموما
واحراح اليهود والنصارى منها حصوصا وحاء ان القر الحكمى من سلطان الاسلام حدد الله
ملكه و سلطته واكشف لنا عجز السلطنة الاسلاميه عن المقاومة والمدافعة

و بعد فانه لا يبقى حواء فى ان فريضة الجهاد والمدافعة نوحته على المسلمين
عامه حيث كانوا مسلموا الهد و ان كانوا عاززين عن الجهاد ما داموا فى الهد لكن لهم
سبل الى اقامة هذه الفريضة وهى الحروح عن البلاد الهنديه والهجرة الى البلاد الاسلاميه
فافتراض الهجره فى هذه الاران اما هو لا قامة فريضة الجهاد والمدافعة عن الاسلام
والممالك الاسلاميه لان المسلمين لا يقدرول فى الهد على الصوم والصلوة و غير ها
وهذا الحكم ممالا حواء فيه -

وما يقال ان الجهد لا يقتصر على مسمى الهد لانهم ليسوا بقادرين عليه فلا
يقرص الهجره عليهم لانها حيسد لا تكون مقدمة للفريضة قلنا نعم ان الجهاد ليس بمقدور
عليه فى الهد لكن لا مانع من اقامته اذا خرجوا عن الهد فالحروح عن الهد مقدمة لمساعدة
الاسباب و مبسر لاقامة الفريضة فكيف لا تكون فرضاً

نعم بشرط لا فى ص الهجره حصول اليقين او الظن الغالب بنيسر العرو والمدافعة
فما لم يحصل هذا اليقين او الظن لم يحكم بافتراض الهجره عينا وهذا ما كنا عنيه الى اليزم
من عدم الحكم بافتراض الهجره عينا لانه لم يحصل لنا اليقين من جهه

(١) و اذا احتج اليهم بان عجز من كذا عجز او تكسوا و هم يحاهدوا فانه يقرص على من يندهم فرض
عين ثم وثم اى ان يقرص على حسمع من الارض شرق و غرب على هذا الترتيب (عندم كبرىه) كتاب السير ، كتاب
لاول فى تفسيره و شرطه ١٨٠ / ٢ ص ١٨٠ (حديثه كونه)

باب المهاجرين يحصل لهم قدرة على الجهاد والمدافعة بعدما خرجوا عن الهد
وهجروا واطابهم

مع انالم شك في استحباب الهجرة واستحسانها لم يجد في نفسه قوة و
استقامة و تحملاً للتدائد فقلنا به وافيا به مراراً (۱) والحكم لله العلي الخیر وهو اعلم و
علمه اتم واحکم فقط محمد کھایت اللہ عمر لہ مدرس مدرسه امینیہ دھلی
(غائباً تحریر فرمودہ ۱۹۱۸ء واصف)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے دریت
رکھی گئی ہے اس حدیث سے یہ حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جہاد بغرض غلائے کلمتہ اللہ قیامت تک جاری ہے
اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جہاد وقتوں کچھ امور و شرائط کے بغیر نہیں ہو سکتا اس کے لئے امام کا ہونا اور
سلمان جنگ کا میسر آنا اور جنگ پر قادر ہونا ضروری ہے اتنی بات تو بالکل صاف ہے۔

اور ہجرت کا حکم یہ ہے کہ ابتداً اسلام مکہ مکرمہ سے ہجرت فرض کی گئی تھی کیونکہ اس
وقت مکہ دار اکفر و رد العدوان تھا مسلمانوں کی جانیں، پروا اور اموال غیر محفوظ تھے اور ایمان والوں
والوں میں سے ایک ایک کو مار پیٹ توہین اور موت و ہر کی صورت میں زیادہ سے زیادہ سخت اذیت پہنچائی
جاری تھی وہ نماز قائم کرنے اور فرائض اسلامیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے غرض کہ اس
وقت مکہ میں سلام اور اہل سلام نہایت کمزور اور بے بس تھے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر یہ فریضہ عائد
کیا کہ مکہ سے ہجرت کریں اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں تاکہ وہ من کے ساتھ دین کو قائم کر سکیں اور
کفر کی دست بردورینہ سے نجات پائیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے مکہ پر رسول اللہ ﷺ کو فتح کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے
ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت (یعنی ہجرت عامہ) ہے اور جب بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنے کی
ضرورت پیش آئے تو فوراً نکل پڑو۔ آپ نے یہ بات واضح فرمادی کہ جو ہجرت فرض تھی پھر حیثیت فریضہ
باقی نہیں رہی وہ ہجرت مکہ تھی کیونکہ جو دار اکفر و العدوان تھا وہ دارالسلام ہو گیا۔

پس آپ کا فرمان لا ہجرہ بعد الیوم یہ سی خاص ہجرت کے بارے میں ہے اس کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ فریضہ ہجرت مطلقاً ساقط ہو گیا ورنہ مکہ سے ہجرت کرنے کی ممانعت محض اس لئے فرمائی
کہ اب وہ خالص سبب ہجرت باقی نہیں رہا تھا اور کسی سبب خاص کے باقی نہ رہنے سے کسی حکم کا ٹھکانہ
اس کے مطلقاً عدم ثبوت کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ نئے اسباب کے پیدا ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں

(۱) ان المقارفة سبب الجہاد باقیہ و کذا المفارقة سبب یة صالحة كالفرار دار الفکر والحروج فی طلب
العلم والفرار بالدين من الفس بدل المحمود فی حل سبب ای داؤد باب الهجرة من انقطعت ۳، ۲، ۴ ط معینہ
لحلل الاسلامی کراچی)

سے ایک تھمے نئے متروک اسباب ہو سکتے ہیں اگر ان میں سے ایک سبب مرتفع ہو گیا تو جائز ہے کہ اس حکم کو بھی مرتفع کر دیا جائے۔ جب کبھی نئے سبب پیدا ہو جائیں تو وہ حکم پھر عائد کر دیا جائے۔

دیکھو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد دلکس جہاد و سہ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ فریضہ ہجرت کا سبب مرتفع ہو جانے کی وجہ سے ہی فریضہ ہجرت بھی مرتفع ہو گیا اور وہ سبب یہ تھا کہ فریضہ نماز اور دیگر فرائض دینیہ کی نیکی میں سخت رکاوٹ تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا تو مسلمانوں کی برتری کی وجہ سے دینی فرائض و راقمتہ دین میں سہولت حاصل ہو گئی اور کفار نے اندر دینی فرائض سے روکنے کی قوت باقی نہ رہی آپ کے ہی فرمان سے ایک اہم فریضہ کی طرف بھی رہنمائی ہوئی ہے ورنہ کفار کے جہاد بھی ان فرائض میں سے ہے کہ اگر اس کی دینی میں رکاوٹ ڈال جائے تو ہجرت ناممکن ہو جائے گی خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ چکی ہو کہ مملکت مدینیہ پر کفار نے جہوم کر کے اسلامی سلطنت کو مغلوب کر لیا ہے ورنہ مقتدر مقتدر پر وہ تسلط ہو گئے ہیں جن سے کفار کو اور خاص کر یہود و نصاریٰ کو نکال دینے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے ہم کو دیا تھا اور جب کہ سلطان نام خدا اللہ ملکہ کی طرف سے رہبان حال ہمارا بلاؤ چکا ہو اور ہم پر یہ بات کھل چکی ہو کہ سلطنت مدینیہ کی قوت متعبدہ و قوت دین کمزور ہو گئی ہے۔

اس ترمیم کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ جہاد و دفاع کا فریضہ علیٰ حقیق تمام دنیا کے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اور مسلمانان ہند و تاتاری میں رہنے کی صورت میں اگرچہ جہاد کی طاقت نہیں رہتی لیکن اس فریضے کی اقامت کے لئے دوسری راتہ اختیار کر سکتے ہیں اور وہ ترک و منہ رے بددعا و امیہ کی طرف ہجرت کرنا ہے پس اس زمانے میں ہجرت کی فرضیت جہاد کو قائم کرنے اور امام و مہمکت اسلامیہ کی طرف سے دفاع کرنے کے لئے ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ مسلمانان ہند و تاتاری بددعا و امیہ پر قادر نہیں ہیں اور یہ حکم بالکل صاف اور واضح ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانان ہند پر ہندو فرض نہیں ہے کیونکہ وہ ہندو کی حاکمیت نہیں رکھتے
ہذا جہت تھی فرض نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ اپنے فریضہ کے سبب پیدا نہیں کر سکتی اس
جواب یہ ہے کہ بیشک جہاد مندوستان میں دستور ہے لیکن اگر وہ ہندوستان سے باہر چلے جائیں تو اقامت
جہاد کے کوئی مانع نہیں ہے ہندوستان سے نکل جانا بعد از سبب کا پیش خیمہ ہے اور قومنہ فریضہ
میں اسوت پیدا کرنے والا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو فرض نہ مانا جائے۔

لہذا فرضیت ہجرت کے لئے یہ شرط ہے کہ جنگ و فاح کر سکنے کا یقین یا ظن غالب ہو جب تک یہ یقین یا ظن غالب حاصل نہ ہوگا ہم ہجرت کے فرض میں ہونے کا حکم نہیں دیں گے اور یہ بات موجودہ ہماری رائے کی ہے کہ ہجرت کو فرض میں قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ہمیں اب تک کسی حیثیت سے یہ یقین نہیں ہے کہ مسند سے نکلنے اور ترک وطن کرنے کے بعد مہاجرین کو فاح و جہد ملی

قوت حاصل ہو جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی اس میں بھی شک نہیں ہے کہ ہجرت اس شخص کے لئے مستحب اور مستحسن ہے جو اپنے اندر سختیوں کے برد شہد کرنے کی طاقت اور ثابت قدم رہنے کی قوت رکھتا ہو ایسے لوگوں کے لئے ہم نے متعدد مرتبہ انتخاب ہجرت کا فتویٰ دیا ہے اور حکم خدا نے بلند و ناگے سے زیبا ہے وہ سب سے زیادہ جاننے والے اور اس کا علم کامل اور محکم ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان للہ

دوسرا باب شہادت

کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی کرنا گناہ کبیرہ ہے؟

(سوال) اگر کوئی شخص قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق چاقو زہر سے یا بھوک پیاس سے ہدک کر دے اور منع کرنے سے باز نہ آئے وہ لڑے ہوئے قاتل کو شہید کر سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابو اوفاق (ضلع ہزارہ) ۲۵ ربیع ثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۵۴) جو فعل برہرست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے پناگا کاٹ لیا یا پیٹ پھاڑ ڈالیا بندوق یا پستول سے گولی یا خود کو کنوئیں میں گر دیا یا تنور میں کود پڑا یہ تو خودکشی ہے اور یقیناً گناہ کبیرہ ہے اور جو فعل کہ برہرست قتل نہیں بلکہ مفضی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا ہر روس دشمنوں پر حملہ کر دیا ان کی صفوں میں گھس بیٹھا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہو گا کھانا نہ کھاؤں گا یہ افعال انتہائی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی ان کو علی الاطلاق خودکشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کبیرہ دینا درست نہیں محمد کفایت اللہ کان للہ۔

۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

۱۔ ارا حرب میں غیر مسلم شہرتم رسول کی سزا قتل ہے یا معافی بھی ہو سکتی ہے؟

(سوال) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت شہودہ افغانو تھیں کے ہیں

۱۔ من قتل مسلمة عمدًا بعسل و نخی علیہ بد یعنی وہاں کہ اعصم و در قتل غیرہ (تویر الانصار و شرحہ فی المحقق فی الشامہ) قولہ بد یعنی لایہ و س غیر ساع فی الارض بالفساد وہاں کہ ساعا علی شہد کسار شہد و لمسمیں و بصل فی صیوۃ حمارہ ۲۱۱ ص سعید

۲۔ وکن ذکر فی شرح السیر۔ لا ناس اب بحسن ارجل و حده اب ص انہ یقتل و کہ بصل سب بصل و بحر و شہد بعد فعل دلالت جماعہ من الصحابہ من ہدی رسول اللہ ﷺ یوم احد و مدحہم علی دلالت رد سحار مصاب ادا عمہ۔ من قتل یحورلہ و یقاتل ۱۳۵ ط سعید و فی البحاری فی السی ﷺ من لا عمل بالست و اما لا مری ما مری حدیث (باب کف کذب و روحی لی رسول اللہ ﷺ ۲۱ ط فیہی کتب حانہ کراچی)

پیش کرنے کو درست نہیں ہے کرچا نہ کر دیا ہے بوجہ شخص اپنے اس گنہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگنے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا حالت کفر ہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو برائے شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو اس کی سزا کیا ہے؟ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزائے موت کے ساتھ کوئی سزا نہیں بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو اگر سزا کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگا ہے تو اس کو معافی دی جا سکتی ہے لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دیکر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معامے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجہ ہا آپ کو معلوم ہوں گے کہ وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً اسم بن عبد الرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر روئے قانون سرکاری جان دیدی ورنہ کو شہید نہ جاتا ہے تو کیا ان کا یہ قتل شرعیعت کے لحاظ سے جائز یا ناجائز؟ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو یہاں پر حکومت انگریز کی تو کیا اس صورت میں اسم بن عبد الرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ہر ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلام کی نہ ہو اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید نہ جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمار و قدر میں ہے؟ المسئلتی نمبر ۲۰۷ مووی عزیز حمد صاحب (راولپنڈی) ۱ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۵۵) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے اگر کوئی محبت رسول میں سرشار و ریشہ دوز ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے ورنہ صورت میں اس کو شہید نہ جانا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہی

باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے نگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں (سوال) یہاں پر جس پٹن میں رہتا ہوں چند دن گزرے کہ دو مسلمان پھانوں نے گول سے مار دیئے تھے موہوی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شہید ہیں کیونکہ باغیوں کے ہاتھ سے ان کی موت واقع

(۱) وکدا المسلم دافل مسما وھما داحلا فی دار الحرب بان لا یحب القصاص عدو ولو قتل المسلم اسیر مسما فی دار الحرب لا یحب القصاص عدو لکل (عدمگیریہ کتب الحدیث الباب الثانی ۳۶ ط محدثہ کتبہ)

ہوئی ہے پھر ان کو اسی حالت پر دفن کیا گیا یہ صحیح ہے کہ پٹھان باغی ہیں جو مرے ہیں وہ شہید ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پٹن ۸ پنجاب کیمپ رزمک وزیرستان۔
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۶) گمریزی فوج کے سپاہی جو مقابل کی گولی سے مارے گئے ان کو غسل وغیرہ عام اموات کے مانند دینا چاہیے تھا (محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی)

مذہبی معاملہ پر مسلمان اور گوتم بدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ اور برمی حکومت کی فائرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

(سوال) ایک مذہبی معاملہ میں مسلمان اور برمی جو کہ گوتم بدھ کو مارنے والے ہیں ان دونوں کے درمیان فساد ہو گیا مسلمان کو ظلماً قتل کرنا شروع کر دیا بعد میں گورنمنٹ وقت نے بھی رفع فساد کے لئے مسلمانوں اور برمیوں پر بدوق سے فائر کیا جس سے بعض مسلمان مقتول ہوئے اب شہید مسلمانوں کے بارے میں کیا حکم ہے یہاں کے علماء میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ وہ شہید نہیں ہیں جن کے لئے غسل و کفن کا مخصوص حکم ہے یہ حکم خاص کفر سے جو جنگ ہو کر کرتی ہے اس کے لئے ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ چونکہ مذکورہ بار مسلمان ظلماً مقتول ہوئے اور اکثر کہ جارحہ سے بھس جلا دینے کی وجہ سے پس جن کے متعلق یہ علم ہو گیا کہ مقتول ہونے کے بعد کسی قسم کا نفع نہ اٹھایا ہو یا ایک وقت نماز سے کم زندہ رہا ہو اور گفتگو وغیرہ کی نوبت نہ آئی ہو وہ سب شہید ہیں انہی طرح جو مقتول پایا گیا اور اس کے بدن پر زخم ہے لیکن نہ معلوم ہوا کہ وہ زندہ رہا یا نفع بھی اٹھایا ایسوں کے لئے بھی قرینہ کی وجہ سے شہید ہونے کا حکم لگایا جائے گا ورنہ ان پر وہ احکام جاری ہوں گے جو ایک شہید کے لئے ہونا چاہیے نیز گورنمنٹ نے جن مسلمانوں پر گولی چلائی وہ بھی ظلماً مارے گئے اس لئے وہ بھی شہید ہوں گے پس صاف اس کے متعلق شرعی اور دینی حکم سے مطلع فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۲۳۵۴ محمود راندیری رنگون برما ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) جو شخص معرکہ میں ہتھیار دھار دار سے مارا جائے یا شر میں ظلماً قتل کیا جائے خواہ قتل باغی ہو یا قاطع طریق یا مکابر ہو اور خواہ قتل باحد ہو یا باحرق یا بالثقل تو ان سب صورتوں میں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے بشرطیکہ ارتثااث نہ پایا گیا ہو۔

اس فساد میں جو مسلمان برمیوں کے ہاتھ سے یہ حکومت کے آدمیوں کی فائرنگ سے مقتول ہوئے یا ایسے فساد زدہ علاقہ میں مقتول یا محروق پائے گئے یہ سب شہید ہیں اگر ارتثااث نہ ہوا ہو تو شہید

کے احکام جاری ہوں گے یہ فساق کے وقت کہ شر کا نظام مختل ہو جائے اور دن و رات قتل کا کتاب ہونے لگے قتل قطاع اضریق میں داخل ہو جاتے ہیں اور قطاع اضریق کا فعل قتل محدود ہے۔
 ستمہ مقید نہیں رہتا وہ کد کدہ طاہر محمد کفایت اللہ کان مدلہ دہلی

تخریب کشمیر میں ضمہ دار جانے والے مسلمان شہید ہے۔

(از خبر جمعیت مورخہ ۶ فروری ۱۹۳۲ء مطابق ۸ شوال ۱۳۵۰ھ)

(سوال) موجودہ کستیرک تحریک آزادی میں کوئی آدمی ڈوگرے کے ہاتھ سے مار جائے تو وہ شہید کہلائے گا یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر ہتھیار کے جانا اور پناہ سرد دشمن کے آگے رکھ دینا جہاد نہیں ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۱۵۸) ڈوکرے یا نور کسی شخص کے ہاتھ سے ظہار جانے والا یقیناً شہید ہے اور جب کہ مسلح مقابلہ زیادہ مضر ہو تو خموش مقابلہ ہی جہاد ہے موجودہ تحریک کشمیر بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ محمد کفایت مدکان مدہ

ظلمہ راجانے والا مسلمان ثوب شہادت کا مستحق ہے

(: اخبار جمعیت دینی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(سوال) مسجد قدیمی ہو یا نئی غیر معصوموں اور پرہیزگاروں کے سامنے باجائے کی خاطر نماز میں داخل پیدا ہونے کی وجہ سے مسجد کی حفاظت کے لئے کسی ہندو کے ہاتھ سے موت ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے ؟

(جواب ۱۵۹) اگر ہندو قعدہ اور نظم سے کسی مسلمان کو رڈ ایس تو وہ مسلمان یقیناً ثواب شہادت کا مستحق ہو گا بشرطیکہ زید دلی کی بند مسلمان نے نہ کی ہو (۲) محمد کفایت للہ کا نائل دہلی

۱) و کذب یکتو شهیداً بوقبله یا ع او حربی و وضع طریق و لوسب او غیر آنه حارجه فان مقبولهم شهید - انه قتلوه
نور الانوار و شرحه) فان السحیف فی الشامیه دی بشرط ان لا یروى بصاً (باب الشهید ۲ ۲۴۹ ط سعید

۲) وهو، الشهيد، فی لشرع من قبله هل لحرب واسعة و قطاع الطريق
دیه، عالمگیریه الفصل سبع فی لشهد ۱ ۱۶۷ ۱۶۸ ط ماحدیہ کرنته،

(٣) والاميراد شهيد الاحرة من فن مطلوبه (رد امجد مصب في عداد اشهداء ٣ ٢٥٢ ط سعيد)

تیسرا باب غلام و جاریہ

هل يجوز شراء المرأة المسلمة من ابوابها المشركين بضمن معلوم؟
(سوال) ما قولكم دام قصديكم في رجل اشترى امرأة من بنات المشركين بضمن معلوم من ابوابها هل يصح هذا البيع والتقويم؟ وهل يجوز موافقها ويدخل في ملكه ام لا؟ "بيروا تحرروا"

(جواب ۱۶۰) قلت تحقيق المسئلة يقتضي تمهيد مقدمات المقدمة الاولى ان اهل الحرب احرار قال في البحر (۱) ولو فهر حربى بعض احرارهم الخ و في رد المحتار (۲) نقلاً عن الدر المنقى فلو اهدى منكم لمسلم هدية من احرارهم الخ ففي هاتين الروايتين صريح بان اهل الحرب احرار في دارهم اما ما قال في المسئضي انهم ليسوا احرار بل ارقاء فيها اى في دار الحرب وان لم يكن ملك لاحد عليهم (رد المحتار) (۳) فليس على ظاهره بل المراد انهم ارقاء بعد القهر والعلة كما قال في رد المحتار ما نصه قلت لكن قد منافى العنق ان المراد بكونهم ارقاء اى بعد الاستيلاء عليهم اما قبله فهم احرار الخ انتهى (رد المحتار) ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر

المقدمة الثانية ان بيع الحرو كذا شراءه باطل ه وهذا ظاهر

المقدمة الثالثة ان الاستيلاء بالقهر والغلبة موجب للملك سواء كان من مسلم او كافر بعد ان يكون المستولى عليه كافراً حربياً او مائلاً متقوقماً ۶

وادمهد هذا فاعلم ان بيع الحربى حربياً اما ان يكون في دار الاسلام بان يدخل حربى دارنا مستاماً فباع فيها احداً او في دار الحرب بان يدخل مسلم دارهم مستاماً فباع فيها منه حربى حربياً آخر عن الاول لا يحوز البيع لانه بيع الحر اذ لم يوجد

۱ باب المسام ۱۰۷۵ صبروت

۲ مطلب في قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۴ ۱۶۴ طبع سعيد

۳ قوله لا

(۴) مطلب في قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۴ ۱۶۴ طبع سعيد

(۵) نظر بيع ما ليس بمال كاسم والمية والحر والبيع بلم اى جعله ثماً بدخل الء عليه لان ركس بيع مادية لمال ولم يوجد (تنوير الانصار و شرحه مع رد المحتار باب البيع الفاسد ۵ ۵۱، ۵۰ طبع سعيد)

(۶) اداسى كافر كافر في دار الحرب واحد ماله ملك لا يستلانه على مباح (تنوير و شرحه) قال في الشاميه حتى لو استولى كافر الثرى واشهد على الروم و احرروها ناهد ثمت المثل لكفار البرك ككفار ايهده باب استيلاء

ككفر ۴ ۱۵۹ ۱۶۰ طبع سعيد

الاستيلاء الموحى للملك و هل الحرب احرار للمقدمة الاولى قال في رد المحتار نقلاً
عن الزواجر الحية ولو دخل دار بامان مع ولده فداع الولد لا يحوز في الروايات اي لان في
احازة بيع الولد نقص امدته انتهى (رد المحتار ١ ص ٢٥٣ ج ٣ طبع مصر)
و على الثاني وما ان يكون الباع قد قهر المبيع واستولى عليه ام لا؟ و على الثاني
لا يجوز البيع ايضا لانه بيع الحر ولا سبيل الى حوازه و على الاول ان لم يكن عندهم في
ديهم ان من قهر منهم احداً ملكه لم يحر هذا البيع لكونه بيع الحر والاستيلاء الواقع لا
يكون موحياً للملك في اعيانهم وكذا عندنا لانه و قد في دارهم من غير احرار و احرار
وان كان المذهب عندهم ان من قهر احداً او استولى عليه ملكه حاز البيع لان
البايع قد باع مملوكه في اعتقاده قال في البحر ولو قهر حربى بعض احرارهم ثم جاء به
الى المسلمين المستمنين فباعهم منه يطر ان كان لحكم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد
صار ملكه حر الشراء لانه باع المملوك وان لم يملكه لا يحوز لانه باع الحر انتهى
(بحر) ٢

ثم اعلم ان هذا البيع وان حر لكونه لا يكون مفيداً للملك للمشتري ما لم يحر ج
المشتري المبيع الى دار الاسلام قهراً قال في رد المحتار ولو دخل دارهم مسلم بامان ثم
اشترى من حدهم اسبه ثم اخراجه الى دارها فحرها ملكه واكثر المشايخ على انه لا يمكنهم
في دارهم وهو الصحيح انتهى رد المحتار ٢ ص ٢٥٣ ح ٣ طبع مصر)
و بعدم من حكم المشايخ بعدم دخول المبيع في ملك المشتري ما دام في دارهم
ان الموحى للملك هو الاحرار قهراً لا البيع والشراء فان قيل ان لم يكن هذا البيع
مفيداً للملك فما فائدة الحكم بحوازه كما قلتم في صورة بيع الحربى حربياً آخر قد قهره
واعقده مملوكه بالقهر و كما نقلتم من البحر قلت فائدة الحكم بحوار البيع اسما هي
بقي سبه العذر من المسلمين المستمنين الذي دخل دارهم بامان فانه مأمور بان لا يعذبهم
: واخراجه احداً منهم الى دار الاسلام قهراً يعد عذراً الا اذا كان في صورة البيع
والشراء الجائز عندهم ايضاً فانه لا يكون عذراً والملث الحاصل للمسلم بالاحراج

١. كتاب استيلاء الكفار مطبعت في مالور ع الحربى و سنة ٤١٦٠ هـ سعيد

٢. كتاب المستمنين ١٠٦٥ هـ بيروت

٣. مطلب في قولهم ابن الحرب ارقاء ٤ ١٦٤ ط سعيد

٤. دخل مسلم دار الحرب و ما حرم معرضه شئ من دم ومال و فرج منهم دائر المسلمون عنه شروطهم فنور
خرج اليه شيئاً ملكه منك حرقه بعد توبته لا يضر و شرحه اندر المحصر مع رد المحتار كتاب المستمنين

٤ ١٦٦ هـ سعيد

الکذانی لا یكون ملکاً خبیثاً

وجملة الکلام ان الموحب للملک اما هو الاحراج قهراً من دار الحرب الى دار الاسلام و ليس للبيع والسراء فی حصول الملک کثیر نفع وانما نفعه فی بقى کون الاحراج غدرأ فالسوع النی حکم الفقهاء بجوازها معناها انها تصلح لنسیة الغدر من الاحراج المترتب علیها والبیوع النی حکموا بعدم جوارها معناه انها لا تصلح لنسیة هذه النسیة والاحراج المترتب علیها يعد غدرأ

ونوخد مما ذکرنا حکم بیع کفار الہند اولادہم فی المملکة الانحلیریة من انه لا سبیل الى جوار هذا البیع فان هذه البلاد ان کانت دار الاسلام کما هو رای جماعۃ من العلماء لم یحز هذا البیع لما نقلنا سابقاً عن رد المحتار من ان بیع الحربی حربیاً فی دار الاسلام لا یحوز فی الروایات وان کانت دار حرب لا یحوز البیع ایضاً فان حکم جوار البیع فی دار الحرب ایضاً مشروط بکون البائع قاهرأ مستولیاً علی المبیع والقهر والاستیلاء کذلک لا یوجد فی الحكومة الانحلیریة وایضاً قدما ان حصول الملک للمشتري مشروط باحراج المبیع الى دار الاسلام وما دام فی دار الحرب لا یحصل له الملک عند اکثر المسانح وهو الصحیح

فالمسئم الذی یتسرى فی المملکة الانحلیریة من کافر اولاده لا یحوز له البیع والشراء لکون هذا البیع والشراء غدرأ بالحكومة النی نحن من معاهدیها ومن عہدہا ان تجارة الانسان حریمۃ قانونیة عندها و نحن التزمنا العہد و کذلک لا یحصل له الملک علی المبیع لعدم وجود الاحراج قهراً مع انه شرط لحصول الملک کما قدما ولا یفید ان یكون اقدام من کفرة الہند یعتقدون جواز هذا البیع وان یتفق لبعضہم ان یقهر احداً سراً من عمال الحكومة لان اعتقاد اهل الامر هو المعتبر لا اعتقاد کل احد-

قال فی رد المحتار والعذر حرام الا اذا غدر به ملکهم فاخذ ما له او حبسه او فعل غیره بعلمه ولم یمنعه لا نهم هم الذین بقصر العہد انتهى

(رد المحتار، ۱، ص ۲۵۴ ج ۳)

وايضاً قدما ان البیع اما کان لصحة نفی العذر والغدر بقصر العہد و عہدہا بالحکومة و عمالہم لامع الکفرة الذین یعتقدون جواز البیع فهذا البیع وان کان مع المجوزین لا یصح النسیة الغدر و کذا القهر والعلبة حریمۃ عند الحكومة فلا یؤثر فی حصول الملک

فالحاصل ان ہذا البیع و الشراء باطل ولا یدخل المبیع المذكور تحت التقویہ
ولا فی ملک المشتري واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراحی رحمۃ مولانا محمد کفایۃ اللہ
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی یکم رجب ۱۳۳۳ ہجری

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ پک شخص نے مشرکین سے ایک بڑی قیمت دیکر
اس کے ماں باپ سے خریدی کیا یہ بیع و شرا صحیح ہے؟ اور کیا اس سے مجامعت کرنا جائز ہے اور کیا وہ لڑکی
اس خرید کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی؟

(جواب ۱۶۰) اس مسئلے کی تحقیق کے لئے چند مقدمات کی ضرورت ہے۔

(۱) اہل حرب (دار الحرب میں) آزاد ہیں (مملوک نہیں ہیں) بحر میں ہے ولو فہر حربی معص
احرارہم الح و رد المختار نے درمشتقی کے حوالہ سے لکھا ہے فلو اہدمہ منکھم لمسلم ہدیۃ من
احرارہم الح ان دونوں روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حربی در حرب میں آزاد ہیں لیکن
مستغنی میں جو کہا ہے کہ اہل حرب دار الحرب میں آزاد نہیں ہیں بلکہ غلام ہیں اگرچہ وہ کسی خاص شخص کی
ملک نہ ہوں تو اس کے لفظی اور ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ وہ تسلط اور غلبہ
کے بعد مملوک بن سکتے ہیں جیسا کہ صاحب رد المختار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم حقیق
کے بیان میں کہہ چکے ہیں کہ در الحرب میں اہل حرب کے مملوک و رندم ہونے سے مراد یہ ہے کہ
استیلاء کے بعد وہ غلام بن سکتے ہیں لیکن استیلاء اور قبضہ یا اسیری سے قبل وہ آزاد ہیں (رد المختار ص ۲۵۳
ج ۳ طبع مصر)

(۲) آزاد کی بیع و شرا باطل ہے اور یہ ایک ظاہر امر ہے۔

(۳) تسلط باقتدار و غلبہ موجب ملک ہے تسلط خواہ مسم ہو یا کفر۔

بشر صیغہ مغلوب کا فر حربی یا مال منقوم ہو۔

مقدمات شدہ کے ذہن نشین کرنے کے بعد جاننا چاہیے کہ ایک حربی کا دوسرے حربی کو
فروخت کرنا دو طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ یہ معاملہ دارالاسلام میں ہو کہ ایک حربی مستامن بن کر دار
الاسلام میں داخل ہو اور دوسرے حربی کو فروخت کر دے دوسری صورت یہ کہ یہ معاملہ دار الحرب میں
ہو کہ ایک مسلمان مستامن بن کر در حرب میں داخل ہو اور وہاں ایک حربی دوسرے حربی کو اس کے
باتھ فروخت کر دے یہی صورت میں یہ خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ بیع ایک آزاد کی بیع ہوگی اور
وہ استیلاء جو موجب ملک ہوتا ہے اس صورت میں نہیں پایا جاتا اور مقدمہ اولیٰ کی رو سے اہل حرب آزاد

ہیں۔ صاحب رد المختار نے بحوالہ ولوالحیۃ فرمایا ہے کہ اگر کوئی حربی اپنے بچے کو لیکر دارالاسلام میں داخل ہو
اور بچے کو فروخت کر دیا تو یہ بیع منعقد نہ ہوگی کیونکہ وہ بچہ بھی متامن ہے۔ اور اگر اس کی فروخت کی
اجازت دے دی جائے تو نقصان امان لازم آتا ہے (رد المختار ص ۲۵۳ ج ۳ ص ۳ مصر)

دوسری صورت یعنی دارالحرب میں مسلم مستامن کسی حرئی سے دوسرے حرئی کو خریدے تو اس میں دیکھنا یہ ہے کہ بائع حرئی کو بیع پر غلبہ اور قبضہ حاصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو یہ معاملہ بھی ناجائز ہو گا کیونکہ یہ بھی آزاد کی بیع ہے جس کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور اگر غلبہ و قبضہ حاصل ہے تو اگر حربیوں کے مذہب میں اس قسم کا غلبہ و قبضہ موجب ملک نہیں ہے تو یہ خرید و فروخت جائز نہ ہوگی اور یہ قبضہ نہ تو حربیوں کے مذہب کی رو سے موجب ملک ہو گا اور نہ اسلام کی رو سے کیونکہ دارالحرب سے اخراج اور دارالاسلام میں داخلہ کے بغیر یہ غلبہ و قبضہ جواز بیع کا موجب نہیں ہوتا اور اگر حربیوں کے مذہب میں ایک حرئی کا دوسرے حرئی پر قبضہ و استیلاء موجب ملک ہو جاتا ہو اور اس قسم کا ایک حرئی اپنے مملوک کو مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دے تو یہ بیع جائز اور منعقد ہو جائے گی کیونکہ بائع نے جس کو فروخت کیا ہے وہ اس کے مذہب اور اعتقاد کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے صاحب بحر نے فرمایا ہے کہ اگر حرئی نے دوسرے آزاد حربیوں پر استیلاء حاصل کر کے ان کو مملوک بنالیا اور کسی مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر حربیوں کے مذہب کی رو سے یہ غلبہ موجب ملک ہے تو یہ خرید جائز ہوگی کیونکہ اس حرئی نے ایک ایسی چیز کو فروخت کیا ہے جو اس کے مذہب کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے اور اگر اس کو اپنے مذہب کے لحاظ سے حق ملکیت حاصل نہیں ہے تو یہ آزاد کی بیع ہوگی جو ناجائز ہے (بحر)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اوپر جس عقد بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ خرید تو جائز ہے مگر اس میں بھی مسلم مستامن اس بیع کا ملک نہیں بننا جب تک کہ اس کو خود اپنے قبضے کے ساتھ دارالسلام میں نہ لے آئے صاحب رد المحتار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلم امان حاصل کر کے دارالحرب میں گیا اور پھر کسی کافر سے اس کا لڑکا خرید لیا اور اس کو اپنے قبضے کے ساتھ دارالسلام میں لے آیا تو اب وہ اس لڑکے کا مالک بن جائے گا اور اکثر علما کا مذہب ہے کہ دارالحرب میں مالک نہیں بن سکتا اور یہی مذہب صحیح ہے (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

اور مشائخ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب تک دارالحرب میں رہے وہ بیع مسلم مستامن کی ملک میں داخل نہیں ہوتا اس سے معلوم ہو گیا کہ غلبہ و استیلاء اور قبضہ و حراست کے ساتھ دارالحرب سے نکال لانا موجب ملک ہوتا ہے نہ کہ صرف خرید و فروخت اگر کہا جائے کہ جب کہ یہ معاملہ دارالحرب میں موجب ملک نہیں تو اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز قرار دینے سے کیا فائدہ ہے؟ جتنی اوپر تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے کے جواز کا حکم دینے سے سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس صورت میں مسلم مستامن پر بد عہدی کا الزام نہیں آئے گا کیونکہ جو مسلمان کہ کفر کی امان میں ہو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ بد عہدی (یا ان کے قوانین کی خلاف ورزی) نہ کرے اور مسلم مستامن کا کسی حرئی کو جبراً پکڑ کر دارالاسلام میں لے جانا بد عہدی ہے لیکن اگر ایسی خرید و فروخت کی صورت میں ہو جو کفار کے نزدیک

جائز سمجھی جاتی ہو تو یہ بد عہدی نہ ہوگی اور اس طریقے سے اگر مسلم مست من اس خرید کردہ مملوک کو دار السلام میں لے جائے تو وہ اس کا جائز مملوک ہوگا۔

غرض دار الحرب سے صرف غلبہ، حراست کے ساتھ نکال کر لے جانا موجب ملکیت ہو سکتا ہے مذکورہ خرید و فروخت کی صورت میں جو حق ملکیت حاصل ہوتا ہے اس کا کچھ زیادہ فائدہ نہیں اس تناظر میں ضرور ہے کہ اگر مسلم مست من اس کو دار الحرب سے باہر لے جائے تو بد عہدی نہیں ہوگی پس جس خرید و فروخت کو فقہانے جائز کہا ہے اس کے جوڑے غرض یہ ہے کہ اخراج کی صورت میں بد عہدی و غداری کا لازم نہ آئے اور جس کو ناجائز کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بد عہدی کے لازم سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے جو خراج ہوتا ہے اس کو ہمد شکنی قرار دیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ حکومت انگلشیہ میں ہندوستان کے کفار گراہی اور دارالسلام سے تو یہ بیع ناجائز ہے جیسا کہ حوالہ رد مختار ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ دارالسلام میں ایک حرلی داد و سترے حرلی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

اور اگر برٹش انڈیا کو دار الحرب مانا جائے تب بھی یہ بیع جائز نہیں کیونکہ دار الحرب میں بھی جوڑ بیع کے لئے یہ شرط ہے کہ باع کو بیع پر پور قبضہ و اختیار و حق تصرف حاصل ہو ورنہ بیع خیار و قبضہ حکومت انگلشیہ میں موجود نہیں ہے اور اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ مشتری کے لئے ملکیت کا ثبوت بھی خراج لی دارالسلام کے ساتھ مشروط ہے اور جب تک وہ دار الحرب میں رہے گا اس کو اکثر علماء کے نزدیک حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا اور یہی مذہب صحیح ہے۔

پس جو مسلمان حکومت انگلشیہ میں کسی کافر سے اس کے بچے کو خریدے گا اس کی یہ خرید و فروخت ناجائز ہوگی کیونکہ یہ معاملہ اس حکومت کے ساتھ بد عہدی کے مترادف ہوگا جس کے قانون کے ہم پند ہیں اور جس کے قانون کی رو سے ردہ فروشی جرم ہے اور ہم نے اس قانون کی پابندی کو اپنے دیر مد کر رکھا ہے اور نہ یہاں ملکیت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ خراج باقتر کا وجود نہیں پایا جاتا جو حصول ملک کے لئے شرط ہے۔

اگر کفار ہند کے بعض قبائل اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہوں اور کسی کو پوشیدہ طریقے پر ایسا قبضہ و تسلط جو ان کے عقائد میں موجب ملکیت ہو حاصل ہو جائے تب بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس معاملے میں حکومت کا عقیدہ و قانون معتبر ہوگا نہ کہ ہر کس و ناکس کا عقیدہ۔

رد مختار میں ہے کہ کافر حکومت میں بھی بد عہدی و قانون شکنی حرم سے سوائے اس صورت کے جب کہ بادشاہ خود ہی بد عہدی و پیمان شکنی کرے کہ مسلمانوں کا دل غصب کر لے قید کرے یا کوئی

دوسرا ظلم ان کے ساتھ ایسا کرے ورنہ بادشاہ جاننے کے باوجود ان کی حفاظت و داور کی نہ کرے۔
 ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ جواز بیع کا حکم محض اس لئے تھا کہ بد عہدی کا الزام مسلم مست من
 یر نہ آئے ورنہ عہدی سے مراد قانون شکنی ہے اور ہمارا قانونی معاہدہ حکومت و عدل حکومت سے ہے نہ
 کہ (رعیت میں سے) ان کفار کے ساتھ جو اس قسم کی بیع کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہوں پس اس قسم کی بیع
 ان کی طرف سے ہو تو مسلم مست من کو ازراہ قانون شکنی سے بری نہیں کر سکتی اسی طرح غلبہ و قبضہ
 بھی حکومت نگشیہ کے قانون کی رو سے جرم ہے اس لئے وہ بھی حصول ملک کے لئے مفید نہیں۔
 غرض کہ بیع و شرمذکورہ فی السوال باطل ہے اور بیع مذکورہ قبل خرید و فروخت نہیں ہے نہ
 مشتری کی ملکیت میں داخل ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہم بستری کا حکم
 (سوال) ایک شخص نے ایک باندی خریدی اس سے ہم بستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہم بستری
 کی جائے اور اولاد ہو تو وہ اور دھرم کی ہوگی یا حلال؟
 (جواب ۱۶۱) ہندوستان میں تو ایسی باندیاں نہیں ہیں جو شرعی قاعدے کے موافق باندیاں قرار
 دی جا سکیں ہذا اس کی تفصیل معلوم ہونی چاہیے کہ باندی کہاں سے خریدی و اس باندی کی حیثیت کیا
 تھی جب جواب دیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

ہندو عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں۔
 (سوال) (۱) ایک مسلمان مرد نے ایک ہندو عورت کو اس کے شوہر سے چھڑا کر اپنے گھر میں زندگی
 بنا کر رکھ لیا ہے اور اس سے ہم بستر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ باندی کے ساتھ صحبت جائز ہے اور نکاح کرنے
 سے نکاح کرتا ہے۔

(۲) باندی کس عورت کو کہیں گے اور کتنی حیثیت کے لئے باندی جائز ہو سکتی ہے اور کہاں کے لئے؟
 (۳) اگر کوئی ناجائز فعل کرے اور کہے کہ یہ جائز ہے تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے گا؟
 المفتی نمبر ۵۳۴ حافظ محمد اسماعیل (منجمل) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۷ء
 (جواب ۱۶۲) ہندوستان میں صحیح شرعی طریق پر باندی نہیں مل سکتی کسی ہندو کی بیوی کو اس کے
 شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور اس کو باندی سمجھنا جائز نہیں (۱) اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی اور اس کے
 خاوند نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا ہو ورنہ مدت گزر گئی ہو تو پھر کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح کر سکتا

(۱) قلت لکن قدیم فی العتق ان المراد بکونہم ارقاء ای بعد الاستیلاء تبیعہم اما قبلہم فہم احرار لم فی نصہیرہ۔
 قال و ہذا دلیل علی ان اہل الحرب احرار و رد المحتار مطلب فی قولہم ان اہل الحرب ارقاء ۴۰ ۱۶۴ ط
 بعد

ہے۔ ۱۱) بغیر نکاح اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور جو شخص ایسی عورت رکھے اور اس کو حلال سمجھے وہ سخت فاسق و رگناہ گار ہو گا بلکہ ایمان جاتے رہنے کا قوی خطرہ ہے ۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں۔

(سوال) ہندہ نے بہ سبب اپنی چند خاص ضرورتوں کے اپنے آپ کو فروخت کے لئے پیش کیا اور زید نے باعوض زر نقد مطلوب اس کو خرید یہ خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز؟ المفتی نمبر ۱۸۶۶ محمد مبین ضلع درگ ۲۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۳) یہ خرید و فروخت قطعاً جائز ہے کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے نفس کو فروخت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی آزاد شخص کو خرید سکتا ہے ہندہ زر خرید و نڈی کا حکم نہیں رکھتی زید اس سے نکاح کر سکتا ہے اور دی ہوئی رقم کو مرقرار دیا جاسکتا ہے وہ آزاد عورت ہے دوسرے شخص سے بھی اس کا نکاح جائز ہے اور زید نے جو رقم قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے ۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرع کے موافق لونڈیاں نہیں۔
(از جمعیتہ سہ روزہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۴۲ء)

(سوال) ریست نیپال گرتھ منی پور وغیرہ میں لونڈیاں فروخت ہوتی ہیں کیا کوئی مسم ان جیسوں سے لونڈیاں خرید سکتا ہے؟

(جواب ۱۶۴) یہ لونڈیاں جو نیپال و منی پور وغیرہ میں فروخت ہوتی ہیں اصول شریعت مقدسہ کے موافق لونڈیاں نہیں ہیں لہذا ان کو خریدنا اور ان سے وندیاں کا کام لینا جائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ مہینہ دہلی

(۱) ودا سمہ حد سروجین فی دار احرب والمراہ فی السی اسلمب وہ یتوفف، فقط ح نکاح سمہ عسی مصی ثلاث حیض سوء دحل بها و سم یدحل بها کد فی الکافی فان اسلم الاحر قبل ذلك فلیکح اصل، عدمگیریہ، الباب اعاسر فی نکاح الکفر ۱ ۳۳۷ ص ما حدہ

(۲) قال من استحل حرماً فقد عم فی دس السی ﷺ حرماً ککح المحرم فکفر (رد المحتار ص ۲۸۲ کما انعم مصب متحلال لمعصہ کفر ۲ ۲۹۲ ط سعید)

(۳) بطل سم ما یس مہم کالمہ والمہمہ واجر والسعہ ی جمعہ ثماً لاد رکب البع ما دہ مہم ملسا ولم یوحہ سوسر الانصار و شرحہ المر السحر مع رد المحتار ص ۵۱۵ ط سعید

(۴) قلت نکح قد مافی العتق ص امر د بکونہم رقاء ای بعد لاستیلاء علیہم اما قبلہم فہم حراً ص مافی لطہیریہ قال و ہذا دلیل عسی م اہل احرب حرار (رد المحتار باب استیلاء و الکفر) مصلب فی قویہ م اہل احرب ارقاء ۴ ۱۶۴ ط سعید

چوتھا باب متفرق

کلکتہ کی لڑائی شرعی جہاد نہیں، فساد ہے
(سوال) کلکتہ کے فساد کو بعض لوگ جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جناب سے درخواست ہے کہ مذہبی اور اخلاقی نقطہ خیال سے جہاد پر چند سطور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمادیں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں، توانوں کو بے خبری میں تنور کے گھاٹ اتارنا کسی طرح بھی جائز ہے؟^۱ المستفتی خادم میر مشتاق احمد دہلی ۲۲ گست ۱۹۴۶ء

(جواب ۱۶۵) اس فساد کو جہاد بتانے والے کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی ابتدا مسلمانوں نے بہ نیت جہاد کی تھی اگر وہ تسلیم کرتے ہوں تو پھر ان مجاہدین کے امیر اور پیشوا پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ اس نے عورتوں، بچوں، بوڑھوں پر کیوں تعدی کرنے دی کیونکہ جہاد میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں سے تعرض نہیں کیا جاتا ہمیں تو ابھی تک فساد کی صحیح نوعیت معلوم نہیں ہو سکی ہاں اس کی شخصی صورت کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو قتل کیا۔ جدیداً ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے، مکانوں کو جلا دیا، شرعی جہاد کی صورت نہیں ہے اسے تو فساد ہی کہا جاسکتا ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی)

اقدامی جہاد بھی جائز ہے
(سوال)

مکتوب مولانا عبد الماجد دریا آبادی

۱۸ جون ۱۹۲۹ء دریا بد۔ بارہ بنگی

مخدوم مکرم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد، اللہ حج و زیارت سے واپس ہو کر، بھی دریا بد پہنچے ہوں، عنقریب انشاء اللہ دہلی کا بھی ارادہ ہے زمیندار کے پرچے پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی الجمعیت کی موجودہ روش بہت بہتر معلوم ہوئی وائسرائے کی ملاقات والے معاملہ کا جو جواب الجمعیت نے نکات و لطائف میں دیا ہے وہ بہت پر لطف ہے (یعنی خود صاحب زمیندار کا سر معاملہ دہرایا ہے) اس کی داد دیتا ہوں اللہ ہی ہم سب پر رحم فرمائے۔ مدینہ منورہ میں بہت اطمینان سے قیوم کا موقع مل گیا تھا اپنے سب جاننے والوں کے حق میں خوب دعائیں کیں اور سب سے زیادہ خود امت محمدیہ کے حق میں۔

(۱) و یعی للمسلمین ان لا یقتلوا امرأۃ ولا صبیا ولا محبوا ولا شیخاً فانیا (عالمگیریہ الباب الثانی فی کیمۃ القتال ۱۹۴/۲ ط واحد کونست)

س عریضے کا مقصود ایک مسئلہ کی تحقیق ہے۔ میں اپنے مطالعہ سے اب تک اس نتیجے پر پہنچے ہوں کہ قتال کی اجازت کفر کے مقابلہ میں نہیں بلکہ حرب کے مقابلہ میں ہے یعنی صرف حربی کافروں کے خلاف نہ کہ محض کافروں کے خلاف ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر چنانچہ سورہ بقرہ اور سورہ حج کی متعدد آیات (قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعندوا ۱، الحج ۱۷۱) اور اللذین ظلموہ (۲، الحج ۲، وغیرہ) پنی تائید میں رکھتا تھا نیز صاحب بدیع کی یہ تصریح یاد تھی کہ کافر عورتوں پر ہونے والے حملوں وغیرہ سے قتال کی بنا پر جائز نہیں کہ وہ شریک جنگ نہیں ہوتے اپنے اس خیال میں بالکل مستحکم تھا تاہم رائے سفر حج میں مووی منظر حسن صاحب نے اس کے بالکل برخلاف تقریر فرمائی اور یہ صراحت فرمایا کہ ہر کافر کا مجروح اس کے عقائد کفریہ کی بنا پر مباح نہ ہو، فقط حنفی کا مسلم مسئلہ ہے نیز سورہ توبہ کی بھی محض آیات سے استدلال کیا۔ محمد کے لئے جناب کو تکلیف دیتا ہوں مفصل جواب کی رحمت کی ضرورت نہیں مختصر اشارات مع فقہائے حنفی کے حوالہ جات کے کافی ہوں گے اگر ہر کافر محض اپنے عقائد کی بنا پر وجہ قتل ہے تو آپ حضرات نے فتویٰ ترک موالات میں نصاریٰ کے مظالم کا ذکر حاصل ہی کیا صرف اس قدر سمجھ دینا کافی تھا کہ یہ کافر ہیں ورنہ ان کے کفر کی بنا پر ان سے ترک موالات لازم ہے۔

۱۰ سالہ محتاج دعا عبد المجاہد

جواب مکتوب بابا از حضرت مفتی اعظم

۲۲ جون ۱۹۲۹ء مخدوم محترم مدام فضیلہ۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت اور مع الخیر مراجعت پر مخصوص مبارکباد قبول فرمائیں بفضل اللہ مکہ و جعہ ذوالحجۃ الاخرنکم زمیندار کی عنایت طبعیہ کی مجھے کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ ”توپک باش بر درمد راز کس پاک“ اور ”مقتضیٰ طبعش این ست“ ”هدایا اللہ وایاہ الی ما بحجہ و بر صاہ

مواہبات! مجھ جیسے بچہ مدد کی مسکے پر کیا روشنی ڈال سکتا ہے لیکن تعمیر ملامر اپنا خیال، نفس عرض کرتا ہوں یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے کفر کوئی حد ذاتہ باحتدام کا سبب قرار نہیں دیا ورنہ مقاتلہ میں عورتوں پر زور ہوں ورنہ ایہوں کے قتل سے ممانعت نہ کی جاتی جب کہ ان کا کفر کے ساتھ متصف ہونا بھی یقینی ہے مگر ان کے ساتھ شریعت مقدسہ نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کفر فی حد ذاتہ موزوم و حرب اس کو لازم ہے یعنی کافر دکنہ میں کوئی ایسے خاص حالت نہ ہوں جو حرب کے تحت نہ

۱ لعرہ ۱۹

۲ الحج ۳۹

(۳) ولا یصلوا امرؤ ولا صبا ولا سحابة ولا معصدا ولا اعمی لا ان المسیح یقتل عندہ هو الحرب ولا یحق صہم (هدایا باب کتبہ لغت ۲ ۵۶۲ ط مکتبہ شریک علیہ ص ۵۷)

مرتفع کر دیں یا کم از کم ضعیف بنادیں تو تمام کافر حربی ہی قرار دیئے جائیں گے اس کا مقتضایہ تھا کہ تمام کفار (اس نظریہ کے ساتھ کہ کفر مستلزم حرب ہے) مباح الدم ہو جاتے مگر معاہدہ ستیمین نے رب کا احتمال اٹھا دیا اور انوشیت شیخوخہ نے بیانیہ سے قتل حرب کو ضعیف کر دیا اس لئے ان پر سے مباح دم ہونے کا حکم جاتا رہا ۱۰

جو آیات کہ مطلقاً کفار کے ساتھ قتل و ران کے قتل کے بوازیہ دالمت کرتی ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ تمام کفار و مشرکین صغیر و کبار اور مسلمین کے دشمن اور محارب ہیں اور انی وجہ سے ہر قوم کافر سے مسلمانوں کو ابتداً قتال جائز ہے جب کہ ان سے کوئی معاہدہ یا مواعدہ نہ ہو نہ کورہا معروضات سے یہ ثابت ہو کہ اسلام نے اجازت قتل میں یہ شرط نہیں لگائی کہ جب کفار کی جانب سے اللہ ہونے بھی مسلمان لڑیں ورنہ نہیں بلکہ مسلمان هجوم و مدافعت دونوں قسم کی جنگ کر سکتے ہیں مگر صرف ان کفار سے جن کی حریت کا حکم مرتفع یا ضعیف نہیں ہو چکا ہے خاصہ یہ کہ نفس کفر فی حد ذاتہ موجب اہمۃ الدم نہیں مگر کفر کا یہ ازم یعنی حریت موجب ہدایت دم ہے اور جن صورتوں میں یہ ازم مرتفع ہو جائے وہاں ہدایت دم کا حکم نہیں ہو گا اگرچہ کفر موجود ہو غائباً یا علاناً منظر احسن صاحب کا یہی مطلب ہو گا اور انہوں نے ازم و ملزوم دونوں کو یکجائی کی نظر سے دیکھ ہو گا اور ارتقاء و تضخیم ازم کو اپنے کلام میں واضح نہ کیا ہو گا اور غائباً جناب نے بھی حریت کو بالفعل محاربہ پر مقصود نہ قرار دیا ہو گا بلکہ کفر و اسلام کی اس طبعی و جبلتی محاربت کو جو وما نعموا منهم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید الایہ سے ثابت ہے اور جس کا نتیجہ ان آیت میں قتل اصحاب الاحد و الدار ذاب الرفود اذہم عینہا قعود و ہم علی ما یفعلون بالمؤمنین سہود ۲ میں مذکور ہے جو از هجوم کے لئے کافی سمجھا ہو گا اور اس صورت میں جناب کے ور مور نامنظر احسن صاحب کے کلام میں فی حقیقت تدافع نہیں ہو گا۔

اگر میری یہ پریشانی خلی جناب کو صحیح معلوم ہو تو الحمد للہ۔ ور نہیں تو اس کے اسقام سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ والسلام حیر حنام محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

۱ اما فی صیرورہ (المسام) ذمہ فلا قصاص بقلہ عمدان اللہ فی شرح سیر الکبیر الاصل ۱۰۱۱
عمی الاصل بصرۃ المستامین مادامو فی درہ (رد المحتار) مطلب فی احکام المستامین قبل ان یصیر ذمہ ۴ ۱۶۹
ط سعد

۲ ولا یقتلوا مرة ولا صلب ولا شحۃ ولا مقعد ولا عمی لا ۱۰ صیح نفس عدہ ہو لحرب ولا یحقو منهم
ہد بہ ۱۰ کفہ الفہم ۲ ۵۶۲ ط مکتبہ شریک عمہ ممتاز

(۳) الروح ۷۴

كتاب الحدود والجنايات

پہلے باب اقامت حدود شرعیہ

دارالحرب میں زانی سے توبہ کرا لینا کافی ہے
(سوال) ایک شخص زنا کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا اس پر کیا کفارہ ہے اور غریب شخص نے توبہ کر لیا تو
اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۸۲۹ شاہ محمد صاحب (ضلع عظیم گڑھ) ۲۴ رجب
۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۶) اس شخص سے توبہ کر لینا کافی ہے کہ اجرائے حدود کے لئے اسلامی عدالت کا حکم
ضروری ہے اور وہ موجود نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی۔

دوسرے باب تعزیر

استاذ شاگرد کو تعزیر آکٹن مار سکتا ہے؟
(سوال) مدارس اور سکولوں میں بہ سبب شرارت یا سبق یاد نہ کرنے کے استاد یا اسٹروگ بید یا لٹچی یا
باتھ سے اپنے شاگردوں کو تنبیہ و تعزیر دیتے ہیں اس کے متعلق شرعاً شریف میں کتنی حد مقرر ہے؟
اس حد تک تنبیہ ان اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں؟ یا بالکل جائز نہیں اور کس حد سے تجاوز کرنے سے
استاذ آثم ٹھیرے گا اور آثم ٹھیرنے میں اس پر شرعاً کیا تعزیر لازم آئے گی؟ نیز اگر غصے کی حالت میں
استاذ کچھ درشتی کے الفاظ سب و شتم استعمال کرے تو کس حد تک استعمال کر سکتا ہے اور کس حد سے تجاوز
حرام ہے؟ بیوا تو جروں۔

(جواب ۱۶۷) چہرہ اور مذاکیر کے علاوہ سارے بدن پر تاوقتیکہ تجاوز من احد نہ ہو، مارنا جائز ہے
یعنی اس طرح مارنا کہ بدن کہیں سے زخمی ہو جائے یا کہیں کی ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر سیہ دیا جائے یا
یہی ضرب ہو جس کا اثر قلب پر پڑتا ہو جائز نہیں گرنے میں حد معلومہ سے تجاوز ہو یا چہرہ اور مذاکیر
پر خواہ ایک ہی ہاتھ چلائے گنہ گار ہو گا۔

استاذ کو شرط جزا و لدین اس قدر مارنے کا اختیار ہے جو مذکور ہو اور وہ بھی جب کہ مارنے
کے لئے کوئی صحیح غرض تادیب یا تنبیہ یا کسی بری بات پر سزا دہی ہو بے قصور ہر نایا مقدار قصور سے زیادہ

مارا چہ نہ نہیں بلکہ ستر خود مستحق تعزیر ہوگا۔ او عسی المداکبر یجب الصمان بلا خلاف ولو
 سوطاً واحداً لانه اطلاق (رد المحتار) (۱) ضرب المعلم الصبی ضرباً فاحشاً وهو الذی
 یکسر العظم ویخرف الجلد او یسوده (رد المحتار) (۲) فانه عزره ویضمه لومات سمس
 (درمحرار) (۳) ضرب معلم صبیاً او عبداً بغير ادن ابه او مولاه فالصمان عسی المعلم
 اجماعاً وان ضرب بادنہما لا ضمان علی المعلم اجماعاً (درمحرار) (۴) سب و شتم میں
 ایسے لفظ جن کا تعلق صرف لڑکے تک محدود رہے مثلاً بیوقوف گدھ پچی نالائق او وغیرہ۔ ورنہ زیادہ
 خش نہ ہوں استعمال کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن ایسے الفاظ جن کا تعلق لڑکے سے متجاوز ہو کر اس کے
 مدین یا اور کسی تک پہنچے مثلاً گدھے کا بچہ سوڑ کا بچہ حرامی یا اور فحش الفاظ اور گایں استعمال کرنا ناجائز
 اور حرام ہے والضابطہ انہ منی تسہ الی فعل احتساری محرم شرعاً و بعداً را عرفاً بعزیر
 والا لا امن کمال (درمحرار) (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بلا عذر منکوحہ بالغہ کی رخصتی نہ کرنے والے قاتل مواخذہ ہے۔

(سوال) جو شخص منکوحہ لڑکی کو جو کہ عرصہ چار پانچ سال سے بائغ ہو رخصتی نہ کرے اس کے لئے
 تعزیر ترغی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۰ مولوی محمد بخش (ضلع جھنگ) ۱۴ ارجب ۱۳۵۶ھ مطابق
 ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۸) اگر وداہ نہ کرنے کا کوئی معقول عذر ہو تو خیر ورنہ وہ شرعاً مواخذہ دار ہے (۱) تعزیر
 قاتل شرعی کی رائے پر مشونہ سے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) فصل فی التعلیل ۵۶۶/۶ ط سعید

(۲) باب لتعزیر ۷۹ ط سعید

(۳) حوالہ بالا

(۴) باب النفود فیما دون النفس فصل فی التعلیل ۵۶۶/۶ ط سعید

(۵) باب التعزیر ۷۲ ط سعید فی المسحق فی اشیاءہ (قوت و الصمد) قال اس کتاب . فخرج بانقیہ لاوں
 المسئۃ الی الامور الخلقیۃ فلا یعزیر فی با حصار و سجود فان معادہ الحقیقی غیر مراد بل معادہ السحاری کاللید
 وهو امر حشی (باب التعزیر ۷۲ ۷۳ ط سعید)

(۶) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا حطب المکم من بر صود دید و حلقہ فرو جود ان لا تتعلدہ تک
 فسہ فی الارض و فسد کبر (منکودہ المصاحح) کتاب مکح ۲۶۷ ط سعید

(۷) و ذکر مشایحنا ان ادناہ علی ما یراہ الامام یقدر بقدر ما بعلم انہ یزجر بہ (عالمگیریہ) فصل فی التعزیر ۱۶۷/۲
 ص ماخذہ کتبہ

تیسرا باب تعزیر یا خدامال (جرمانہ)

پنچ کا مجرموں سے جرمانہ لینا ناجائز نہیں، جزا تا وقت تو بہ قطع تعلق جائز ہے۔
(سوال) ہماری قوم نجران برادری میں ایک بھائی نے دوسرے سے یہ کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے کیونکہ وہ غیر برادری کی ہے اور تیرا نکاح برادری میں کرادیا جائے گا اور میں بھی کروں گا۔ بعد ازاں اس تحریک دہندہ نے بلا نکاح اس مطلقہ کو کچھ مدت تک اپنے گھر میں رکھا۔ پچوں کو جو اس کی یہ ناجائز حرکت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی اور گوہوں سے اس کا قصور ثابت ہو گیا تو یہ فیصلہ دیا کہ مبلغ پچاس روپے تحریک دہندہ کے نامہ جس نے بلا نکاح مطلقہ کو گھر میں رکھا تھا احمقانہ کئے اور مبلغ پچاس روپے طلاق دہندہ پر اس وجہ سے کہ تو نے اتنے دنوں تک اس کی ناجائز حرکت کا تذکرہ پچوں کے سامنے کیوں نہیں کیا اور ایک اور شخص پر بھی ان معاملے میں بعد ثبوت قصور پانچ روپے احمقانہ نقد کئے۔

یہ احمقانہ برادری میں اس وجہ سے رائج کیا گیا ہے کہ حتیٰ الامکان ان ناجائز طرق کا اصلاح ہوتا رہے اگر اس قسم کا تذکرہ نہ کیا جائے گا تو برادری میں تفرقہ اور ناجائز طرق کا کھلم کھلا رواج ہو جائے گا جو موجب تباہی ہے۔ بے غرضے دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ احمقانہ کارروپیہ یا ستمندہ جو اس قسم کے واقعات سے احمقانہ وصول ہو پچوں کو اپنے استعموں میں رہا برادری میں صرف کرنا یا فی سبیل اللہ دینا درست ہے یا نہیں اگر نہ کو رہا مدت میں اس کا صرف کرنا درست نہیں تو اس کو کس مصرف میں لگایا کریں۔ بیوا تو برو

(جواب ۱۶۹) یہ احمقانہ کر تعزیر سمجھا جائے تو واضح ہو کہ بغیر نکاح کے کسی عورت کو رکھنا اور اس سے زنا کرنا شرعاً موجب حد ہے اور بن گناہوں میں کہ کوئی حد شرعی مقرر ہے ان میں تعزیر نہیں ہے۔
التعزیر هو النادیب دون الحد و یحب فی جانیہ لیست موحیة للحد کذا فی الہدیہ (عالمگیری) ۱ اور نیز حرمت زنا حق اللہ میں داخل ہے اور حقوق اللہ میں تعزیر کرنا صرف حال مباشرت میں عامہ مؤمنین کا حق ہے نہ بعد مباشرتہ فالو الکمل مسلم اقامہ التعزیر حال مباشرتہ المعصیۃ و اما بعد الماسرۃ فیس دلتک لعبر الحاکم (عالمگیری) ۲ اور اگر زنا نائبات نہ ہو تا ہم تعزیر یا ماسرۃ ضیفہ اور امام محمد کے نزدیک ناجائز ہے و عندہ ابی یوسف یحوز التعزیر باحد المال للسلطان و عندہما و باقی الاثمۃ الثلاثۃ لا یخوز کذا فی فتح القدیر (عالمگیری) ۳

اور اگرچہ امام ابو یوسف نے تیزی میں کو جائز فرمایا ہے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال کو ایک مدت مناسبہ تک روک لے اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہو گیا پھر واپس کر دے نہ یہ کہ بالکل خود اپنے لئے یہ بیت میں کے لئے ضبط کر لے و معنی التعزیر باخذ المال علی القول بد امساك شئ من ماله عنده مدة لينر جرثم يعيده الحاكم اليه لا ان ياخذ الحاكم لنفسه او لبیت المال كما يتوهمه الظلمة اد لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سب شرعی کذا فی البحر الرائق (عالمگیری) (۱) پس یہ احتمال لینا اور اس کا مصارف مذکورہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں بلکہ جن سے لیا ہے ان کو واپس دینا لازم ہے یا ایسے لوگوں کے زجر اور ایسی باتوں کو بند کرنے کے لئے یہ جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو پنچایت اور برادری سے خارج کر دیا جائے اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ برادری کے تعلقات نہ رکھے جائیں (۲)۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) جرمانہ جو ہمارے دیار میں مروج ہے کیا شرعاً جائز ہے؟ اگر ہے تو اس روپے کا مستحق کون ہے؟ (۲) نیز جو شخص سربر آوردہ سرقہ و زنا وغیرہ کا جرمانہ کر کے خود کھا لیا کرے تو وہ شخص کیسا ہے؟ چہ تو جروا

(جواب ۱۷۰) مالی جرمانہ ناجائز ہے اور امام ابو یوسف سے جو تیزی میں مال کے جواز کی روایت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے اس کا مال روک لیا جائے اور جب انزجار کی امید ہو جائے تو اس کا مال واپس کر دیا جائے (۳) (۲) یہ شخص ظالم اور فسق ہے کہ لوگوں کا مال کھاتا ہے (۴)۔

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں، تاوقت توبہ قطع تعلق کرنا جائز ہے۔

(سوال) ایک عورت اور اس کی رُکی نے اپنے باپ کو واپس اپنے خصم کو تہمت زنی لگائی و ربعد میں وہ

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) فتاویٰ المسوغ بھجر و هو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطع عليها منه هجره - هذا يكف عنها قال المهلب عرض البخاري في هذه الباب ان يبين صفة الهجران الجائر، وانه يسوغ بغير الجرم ضمن كان من اجل العصيان يستحق الهجر ان يترك المكالمة كما في قصة كعب و صاحبه (فتح الباري بشرح صحيح البخاري باب ما يحوز من الهجران لمن عصي ۱۰ ۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)

(۳) و عند أبي يوسف يجوز التعزير للمسلم باخذ المال و عدها و باقي الاثمة الثلاثة لا يجوز كذا في فتح القدير و معنی التعزیر باخذ المال علی القول بد امساك شئ من ماله عنده مدة لينر جرثم يعيده الحاكم اليه (عالمگیری فصل فی التعزیر ۲ ۱۶۷ ط ماحدیدیہ کوئٹہ)

(۴) اد لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سب شرعی (عالمگیریہ فصل فی التعزیر ۲ ۱۶۷ ط ماحدیدیہ کوئٹہ)

دونوں انکار کر گئیں اور کہا کہ ہم نے جھوٹ بولا تھا ب مہربانی فرما کر زانی کی تعزیر اور تہمت زنا کی تعزیر سے مطلع فرمائیں اور مالی تعزیر فرمادیں؟ المستفتی نمبر ۷۳ اسید محمد حسین صاحب (ضلع جاندھر) ۱۴ رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۷۱) شریعت میں مالی تعزیر نہیں ہے (۱) اور زنا اور تہمت زنا کی جو سزا ہے وہ آج کل جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ حکومت موجودہ کے قانون کے مطابق نہیں ہے اس لئے مسلمانوں کو زانی یا تہمت لگانے والوں کو سزا دینے پر قدرت نہیں (۲) ہاں تنبیہ کرنے کے لئے اس کو اپنی پنچایت اور کھانے پینے سے علیحدہ کر سکتے ہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو علیحدہ رکھیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک قوم کی دو پارٹیوں میں کچھ نزاع تھی ب وہ اتفاق کے لئے دو ثالث مقرر کرتے ہیں اور ان سے بیان کرتے ہیں دونوں ثالث مسجد میں جا کر فیصلہ سناتے ہیں کہ تین صاحب تو تین حصے دے دیویں اور تین صاحب مسجد میں پانچ پانچ بھٹے دے دیویں ایک شخص کہتا ہے کہ یہ تاوان جو مجھ پر ڈالا گیا ہے میں بے گناہ ہوں اور پنچایت ان کا بے گناہ ہونا تسلیم کرتی ہے یا عند الشریع ان کا قصور معاف ہو سکتا ہے؟ اور یہ فیصلہ از روئے شرع ٹھیک ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۵ ۷۷ قیام الدین (جیپور) ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۲) معاملہ جس کے لئے ثالث مقرر کی گئی تھیں ہمیں معلوم نہیں اور سوال میں یہ مذکور نہیں کہ اس نے دو فریقوں پر تاوان کس سلسلے میں عائد کیا اس لئے اس فیصلے کی صحت و عدم صحت کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی اجمالاً اس قدر کہا جاسکتا ہے کہ تعزیر بالمال ہمارے نزدیک جائز و صحیح نہیں ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

قاضی کو مالی جرمانہ کرنے کا حق نہیں

(سوال) کیا شرعاً قاضی کسی معاملے میں جرمانہ کر سکتے ہیں؟ اور کیا وہ جرمانہ کار و پیہ اپنے ذاتی تصرف

(۱) والحاصل ان المذہب عدم التعزیر باحد المال رد المحتار مصنف فی التعزیر باحد المال ۴/۶۲ ط سعید

(۲) فی بیشتر ط الامام لا یتفاء الحدود رد المحتار فصل فیما یوجب القود و فیما لا یوجد ۶/۵۹ ط سعید

(۳) فبین ہنا السبب الممروع للہجر وهو لمن صدرت عنہ معصیۃ فیسوع لمن اطلع علیہا منہ حجرہ علیہا لیکف علیہا قال المہلب عرص البحاری من ہذا الباب ان ینص صمدہ الہجران الحارز وانہ یسوع بقدر الحرم فس کان من اہل العصب ینسحق لہجران بترك المکالمۃ کما فی قصۃ کعب و صاحبہ فتح باری شرح صحیح البحاری باب ما یحور من الہجران من عصبی ۱۰/۱۵۵ ط مکتہ مصطفیٰ مصر

(۴) والحاصل ان المذہب عدم التعزیر باحد المال رد المحتار مطلب فی التعزیر باحد المال ۴/۶۲ ط سعید

ہیں آسکتے ہیں۔

(جواب ۱۷۳) جرمانہ کرنے کا قرضی کو حق نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

جبرانی فیصدہ کرنے کی اجرت میں اور وہ جرمانہ میں جائز نہیں۔

(سوال) ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ اگر کسی سے لڑائی جھگڑ ہو تو بیچ اور سردارن محمد ملکر نصف کرتے ہیں اور سامی و فریدی جائین سے جھگڑا مٹانے کے لئے کچھ روپیہ وصول کرتے ہیں اور اپنے تصبیح و قات کا بدلہ خیل کرتے ہیں اور وہ لوگ اس روپے کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں آیا اس رقم کا لینا جائز ہے یا نہیں اگر جواب جواز میں ہے تو اس روپے کو نیک کاموں میں یعنی مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس کے بعد کچھ جرمانہ بھی کرتے ہیں اس کو بھی مسجد وغیرہ میں گانا جائز ہے یا نہیں، المسقی نمبر ۱۹۶ محمد انصار مدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۴) جبرانی فیصدہ کرنے کی اجرت لینا، یہ جرمانہ ۲۰ روپوں کرنا جائز نہیں ہے اسے روپے کو مدرسہ مسجد و نیک کام میں صرف کرنا بھی ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

ماں جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک شخص ماں مسجد بھی ہے و اسکول میں معلم قرآن شریف بھی ہے و نائب قاضی بھی ہے۔ بعد م موجود قاضی صاحب قصد نکاح پڑھایا کہ جیسے اجرت نکاح کا مفاد ہوان سے اس معاملہ کی شکایت ہونے پر جواب طلب کیا گیا وقت مقررہ تک کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ب تک دیدہ مطابق قواعد انجمن جیسا کہ ملازمین انجمن کے لئے طے شدہ ہے ن پر صدر نے ۸ نے جرمانہ کیا ہذا استدعا ہے کہ جواب بصوبہ مرحمت فرمائیں، المسقی نمبر ۲۱۱۵ جناب پریزیڈنٹ صاحب انجمن سلامیہ (بتی) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ ادا مبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۵) ماں جرمانہ کرنا جائز نہیں ہے، یہ جرمانہ واپس کیا جائے اور ان کو تنبیہ کر دی جائے کہ گروہ آئندہ ایسا کریں گے و ان کو نائب قاضی کے ہمدے سے موقوف کر دیا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

۱) والحاصل انہما صاحب عدد التعریر واحد المال رد المحتار مطلب فی التعریر واحد المال ۴ ۶۲ ط سعید
۲) ادلا بحور لا حد من لم یسب احد من احد غیر سب سرعی عالمگیریہ، فصل فی التعریر ۲ ۱۶۷ ط
ماجدیہ کوثر

۳) والحاصل انہما صاحب عدد التعریر واحد المال رد المحتار مطلب فی التعریر واحد المال ۴ ۶۲ ط سعید

۴) حوالہ لا

جرمانہ میں لی ہوئی رقم، لکوں کو واپس کی جائے
(سوال) کچھ رقمیں وصول شدہ جرمانہ وچندہ تنظیم کمیٹی کی جمع ہیں، ان رقموں کو کون سے مصرف میں لگانا جائز ہے؟ تنہا جرمانہ یا تاوان لیکر کسی قسم کی تنبیہ کرنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین ضلع رینگپور - ۲۶ جمادی دوم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۷۶) جرمانے کی رقمیں تو واپس کی جائیں اور چندہ جس کام کے لئے یہ لگایا گیا ہے اس میں خرچ کیا جائے مالی تعزیر جتنی جرمانہ کرنا جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں۔
(۲) تہمت لانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں
(سوال) (۱) جو مسلمان کسی مسلمان کو گناہ کی ترغیب دے اس پر اگر جرمانہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ (۲) ایک شخص تہمت چوری یا ڈاکہ کی لگاتا ہے اگر چند مسلمان دیندار اس پر جرمانہ کریں تو کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد ضلع اعظم گڑھ - ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۷۷) (۱) گناہ کی ترغیب دینا ایسا ہی گناہ ہے جیسے اس گناہ کا ارتکاب کرنا (۲) مالی جرمانہ کرنا درست نہیں (۳) تہمت لگانا بڑا گناہ ہے مگر تہمت لگانے والے پر مالی جرمانہ کرنا درست نہیں کفایت اللہ کان اللہ

مالی جرمانہ جائز نہیں، رقم مالک کو واپس کی جائے۔
(از اخبار جمعیت دہلی مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)
(سوال) کچھ عرصہ ہو، مسکمی میر بہادشاہ نے اپنی حقیقی بہن ایک شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے، ان بھائی بہن کا اپنی ماں زندہ ہے جو محمد شیر کے نکاح میں ہے اسی وجہ سے یہ بھائی بہن محمد شیر کے مکان میں رہتے ہیں مسجد کے پیش امام ملا بلال صاحب اور خان زادہ غلام احمد خاں نے محمد شیر جو کہ لڑکی کا سوتیلا باپ ہے اس کے خلاف احتجاج شروع کیا اور روزانہ مسجد میں وعظ کرتے رہے اور اہل سنت و جماعت کو متنبہ کیا کہ آئندہ کے لئے محمد شیر سے جس بے لڑکی کو شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ہر قسم کا بائیکاٹ کریں

(۱) والحاصل ان المذہب عدم التعریر باخذ المال (رد المحتار) باب التعریر مطلب فی التعریر باخذ المال ۶۲/۴ ط سعید

(۲) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: ومن دعا الی صلالة كان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلك من آثامہم شیئاً (صحیح الامام مسلم) باب من سہ سہ حسداً او سنہاً ومن دعا الی ہدی او صلالة ۲ ۳۴۱ ط قدیمی کتب حدیث کراچی

(۳) والحاصل ان المذہب عدم التعریر باخذ المال (رد المحتار) مطلب فی التعریر باخذ المال ۶۲ ط سعید

یونکہ یہ وگ اسلام سے خارج نہ چکے ہیں اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا محمد شیر نے تنگ آ کر مورخہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور عرض کیا کہ میرا کیا قصور ہے اس کی تمام تر ذمہ داری اس کے بھائی میر بادشاہ پر عائد ہوتی ہے اس پر دوبارہ جسہ ہوا اس میں یہ قرار دیا گیا کہ اس معاملہ میں محمد شیر اور اس کی عورت کے ہاتھ ہے اس لئے اس پر مبلغ پچیس روپ جرمانہ ور لڑکی اور لڑکی کے بھائی کے ساتھ اس قسم کا تعلق نہیں رکھوے ورنہ پھر بریکٹ کی جادے گی محمد شیر نے مبلغ پچیس روپ صاحب کو دے دیے اور کہا کہ مسجد کی مرمت ہو رہی ہے یہ روپیہ اس میں لگا دیا جائے، صاحب نے کہا کہ یہ روپیہ حرام ہے دوسرے تمہارے ثوب جاندار ہے گا اس لئے یہ مجھس جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اس کا پادشاہ میں گئے محمد شیر نے عرض کیا کہ مسجد کے لئے حرام اور پادشاہ کے لئے حلال! یہ کیسا شریعت ہے؟

(جواب ۱۸۷) یہ پچیس روپ جو شیر محمد سے لئے گئے ہیں ناحق لئے گئے ہیں محمد شیر کو وہ پس دینے جائیں پھر اگر محمد شیر اپنی خوشی سے مسجد میں دیدے تو مسجد میں لگانا جائز ہو گا اس کی حقیقی اجازت اور رضا مندی کے بغیر مسجد میں لگانا بھی جائز نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۰۔ جرمانہ جائز نہیں، وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(مجمیعہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی عورت کو بکرا غور کے لے یا پنچیت نے بکرتے زید کی عورت زید کو وہ پس دوا دی اور بکرا پر زر نقد کا کچھ جرمانہ کیا یہ جرمانہ انجمن اسلامیہ تھائیر (ضلع کرنال) کے فنڈ میں مدرسہ اسلامیہ وغیرہ کے خرچ یعنی مرمت مکان مدرسہ کے لئے دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۹) جرمانہ فارم پیہ وصول کرنا جائز ہے جس سے یہ لیا جاتا ہے واپس دیا جائے اس کی نیک کام میں بدون رضا مندی مالک کے خرچ نہیں ہو سکتا مگر وہ شخص جس سے روپیہ وصول کیا گیا ہے خود اجازت دیدے اور واپس لینے کے مدرسہ میں لگا دینا پسند کرے تو پھر مدرسہ میں لگا دیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

۱۔ مرجع مسی

۲۔ عن ابی حویرۃ الرقسی عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ ﷺ لا تظلموا الا لا یحل مال امرء لا یطلب نفسہ مسکوۃ المصابیح باب یصیب و یعد ۱۰ ۲۵۵ ص سجد

۳۔ والحاصل ان المذهب عدم التعذر باحد یصل رد المحتار باب تعزیر مصیب فی التعزیر باحد ۲۴ ص سجد

۴۔ عن ابی حویرۃ الرقسی عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ ﷺ لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا یطلب نفسہ مسکوۃ المصابیح باب یصیب و یعد ۱۰ ۲۵۵ ص سجد

چوتھا باب قصاص و دیت

شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے، دیت مغلطہ اور کفارہ لازم ہے
(سوال) متعلقہ قصاص

(جواب ۱۸۰) بسم اللہ سبحانہ - خاکسار نے احمد سعید مقتول اور جمیل احمد خاں قاتل کے مقدمہ قتل کے متعلق حسب ذیل کاغذات بغور دیکھے۔ اول بیان مقتول - دوم بیان ڈاکٹر - سوم بیان تصدیق احمد سمد و دار پولیس - چہارم بیان نبی بخش گواہ - پنجم بیان رمضان گواہ - ششم بیان اسمعیل خان کانشیل - ہن میں سے مقتول کا بیان تو صرف دعویٰ ہے ڈاکٹر کا بیان ظن و تخمین سے زیادہ وسیع نہیں تصدیق احمد کا بیان بھی شہادت معائنہ نہیں نبی بخش و رمضان یہ دونوں واقعہ کے شاہد ہیں اسمعیل خان بھی من وجہ واقعہ کا شاہد ہے جمیل احمد خاں کا احمد سعید کی ناک کاٹتینوں کی شہادت سے بلا اختلاف ثابت ہے اور باقی بیٹ اور رانوں وغیرہ پر چاقو و نیزہ سے زخم لگانا نبی بخش اور رمضان کی شہادت سے مع تھوڑے اختلاف کے ثابت ہے مثلاً نبی بخش کے بیان میں ہے کہ جمیل احمد نے احمد سعید کے پیٹ میں دو تین ضربیں لگائیں۔ نکتہ ڈاکٹری معائنہ و رمضان کے بیان سے پیٹ میں متعدد ضربیں ثابت نہیں ہوتیں لیکن یہ اختلاف مضر نہیں ہے ممکن ہے کہ قاتل نے دو تین مرتبہ ہاتھ چلایا لیکن ایک ہاتھ لگا و رہا تو خالی گئے اور رمضان نے صرف ایک وار دیکھا باقی نہ دیکھے ہوں اسی طرح اور بھی بعض جزوی اختلافات ہیں لیکن وہ بھی مضر نہیں اور خصوصاً ایسے وقت اور ایسے واقعہ کی شہادت میں مگر پھر بھی یہ شہادتیں ثابت قصاص کے لئے ناکافی ہیں ورس کی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اول - گواہوں کی عدالت شرط مقبولیت شہادت لقولہ تعالیٰ و اشہدو اذوی عدل منکم (۱) وفي الهدایہ (۲) ولا بدفی ذلك كله من العدالة ولغة الشهادة فان لم يذكر الشاهد لفظة الشهادة وقال اعلم او اتیقن لم یفصل شہادۃ انتہی اور رمضان کے بیان سے ثابت ہے کہ وہ تارک صلوۃ عدا ہے۔ اور ترک صلوۃ عدا بصرہ ہے جس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور نبی بخش پر مدعا علیہم نے جرح کرنی چاہی تھی جس کا انہیں حق تھا مگر عدالت نے اجازت نہ دی حالانکہ حدود قصاص میں حاکم کا خود فرض ہے کہ شہود کی عدالت کے متعلق سوال کرے۔ ولا یسال عن حال السہود حتی یطعن الخصم الا فی الحدود والقصاص فانه یسال عن السہود (کدافی الہدایہ) ۳۱ وجہ دوم نبی بخش احمد سعید کا نوکر ہے اور جیر کی گواہی مستحکم ہے۔ اما

الاحیر الواحد وهو الذی استاجرہ میاومۃ او مساهرۃ او مساهۃ ناجرۃ معدومۃ لا تقل استحساناً (فتاوی عالمگیری) (۱)

لا یقال ان شہادۃ بنی نحتس لیست من باب شہادۃ الاجیر للمستاجر فان المستاجر قد مات واقطعت الاجارۃ بموتہ والشہادۃ للاولیاء فان یعہا عاند الیہم لا نقول منی الرد اما هو التہمة وہی موحودۃ ہہنا و ایضا ان القصاص موحب الوارثۃ عند ابی یوسف و محمد حتی یتب الملك فیہ للمورث ابتداء تم للوارث ولدا لو انقلب مالا یكون له فعلى هذا رجوع نفع شہادۃ الاجیر الی مستاجرہ لارم کانه یتشہد له والموضع احتیاط فیجب التحرر عن النسبۃ واللہ اعلم (کفایۃ اللہ)

وجہ سوم۔ لفظ شہادت کا ذکر کرنا بھی شرط مقبولیت ہے اور یہ کسی گواہ کے بیان میں نہیں ہے اور یہ لفظ ”نصف مذہبی بیان کرتا ہوں“ قائم مقام لفظ شہادت کے نہیں ہو سکتے۔ لما مر من عبارة الهدایۃ فی الہدیۃ (۲) و ہل نشترط لفظۃ الشہادۃ قال مشانح بلح و مشانخ بخار انشترط وقال مشانخ العراق لا بشرط کذا فی المحيط والقدری اعتمد علی الاول و علیہ الفتوی کذا فی الحلاصۃ وجہ چہارم۔ گواہان ثلاثہ میں سے کسی گواہ کے بیان سے یہ ثابت نہیں کہ پیٹ کا زخم جو سبب موت ہو ہے وہ اس نے جمیل احمد کے چاقو سے لگتے ہوئے دیکھا ہے پیٹ پر چاقو چلنا سبب بیان کرتے ہیں اسی طرح کپڑوں اور مقتول کے پاؤں پر خون بہتا ہوا دیکھا سبب بیان کرتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ چاقو سے پیٹ میں زخم لگتے ہیں نے دیکھا ہے۔

پس یہ وجوہ اربعہ اس بات کو مستلزم ہیں کہ حکم قصاص اس شہادت پر نہیں دیا جاسکتا لیکن قصاص کا مندرج ہو جانا اس امر کو بھی مستلزم نہیں کہ جمیل احمد بالکل بری سمجھا جائے قصاص چونکہ شبہات بھر ساقط ہو جاتا ہے اس لئے اس کے سقوط سے برکت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پر دیت مغفہ کفارہ لازم ہوگا واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم کتبہ محمد کفایت لد مدرس مدرسہ مینیہ سنہ ۱۳۱۶ھ مسجد دہلی ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۶ء

تو اس سے بھی تیز آہ سے قصاص لینا بنسبت تو اس کے اوں ہے۔
(سوال) تلوار سے استیفائے قصاص میں ہر اوقات بلکہ ہمیشہ یہ صورت پیش آتی ہے کہ دو تین مرتبہ بھی تلوار مارنے سے جب گردن عیجدہ نہیں ہوتی تو اس کو بحالت گر جانے کے تلوار کو بطور چھری کے گردن پر چلایا جاتا ہے گویا ذبح کیا جاتا ہے تو اگر استیفائے قصاص تلوار سے نہ کیا جائے بلکہ بجائے تلوار

(۱) الفصل الثالث فیما لا یقبل شہادۃ للہمة ۳ ۷۰ ط محدثہ کونئہ

(۲) الباب الاول فی تعریفہ و رکبہ و سبب دانیہا ۳ ۵۱ ط محدثہ کونئہ

کوئی دوسرا آہ دھار دار ایسا استعمل کیا جائے کہ وہ آہ قاتل کی گردن کے محاذ میں اوپر سے چھوڑا جائے اور وہ آہ ایسا تیز ہو اور اس کے ساتھ بوجھ ہو کہ یکایک گردن قاتل پر گرے اور فوراً اپنی تیزی اور ثقل کی وجہ سے گردن کاٹ کر الگ کر دے یہ صورت شرعاً جائز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۳۷ حضرت مولانا محمد حسن صاحب دفتر دارالقضاء بھوپال ۱۲ رجب ۱۳۵۴ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۸۱) حنفیہ نے قصاص کے بارے میں یہ ضرور کہا ہے ولا یفاد الا بالسیف (۱) یعنی استیفائے قصاص صرف تلوار کے ذریعہ سے کیا جائے مگر اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ قتل کی دوسری صورتوں کو مثلاً پتھر سے پچل دینا پانی میں غرق کر دینا لٹھیوں سے مار کر ہلاک کر دینا اختیار نہ کیا جائے بلکہ دھار دار آہ سے ہی قتل کیا جائے تلوار کی شخصی صورت مراد نہیں ہے بلکہ نیزہ و خنجر کی اجازت بھراحت موجود ہے وفي الدرر عن الکافی المراد بالسیف السلاح قلت و به صرح فی المصمرات حیث قال والتخصیص باسم العدد لا یسمع الحاق غیره به الا تری انما الحقا الرمح والخنجر بالسیف فی قوله علیه السلام لا قود الا بالسیف انتھی (درمختار) (۲) و الحق ان یكون المراد بالسیف فی الحدیث المرئور السلاح مطلقاً بطریق الکناية كما اشار الیه المصنف بقوله والمراد به السلاح (فتح القدير) (۳) و عن عبدالله بن مسعود واحرجه البیهقی ایضاً من الحدیث ابراهیم عن علقمة عنه ولفظة لا قود الا بالسلاح (عیسی شرح بخاری) (۴) پس صورت مسئلہ میں جس آہ جارحہ کا ذکر ہے وہ سلع میں داخل ہے اور بوجہ اس کے کہ اس کے ذریعہ سے استیفائے قصاص میں مقتول کو زیادہ تکلیف نہیں بلکہ تلوار کی نسبت اس کے لئے آسانی ہے بجائے تلوار کے اس کو کام میں لانا اولیٰ ہوگا لقوله علیه السلام ان الله تبارک و تعالیٰ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة (الحدیث رواہ مسلم) (۵) کذا فی المشکوۃ (۶) والمراد بها المستحقة قصاصاً او حداً والا حسان فیها اختیاراً سهل الطرق و اقلها ایلاماً (مرفقاۃ شرح مشکوۃ) (۷) محمد کفایت اللہ کان للہ

(۱) سبیر الانصار مع رد المحتار فصل فیما یوجب القود ومالا یوجبه ۵۳۷/۶ ط سعید

(۲) ایضاً

(۳) ب ما یوجب القصاص ومالا یوجبه ۸/۲۶۱ ط مصر

(۴) ب سبیر القاتل حتی یقر والا قرار فی الحدود ۲۴ ۳۹ ط سبوت

(۵) ب الامر باحسان الذبح والقتل وحديد الشفرة ۲ ۱۵۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۶) کتاب الصید والذبائح الفصل الاول ص ۳۵۷ ط سعید

(۷) حوالہ بالا ۱۱۵/۸ ط امدادیہ ملتان

منصوم مقتول حمد کرنے والے کو بھی قتل کر دے تو ظالم کا خون رائیگاں ہے، منصوم کا قصص یادیت واجب ہے۔

(سوال) شخص زمین خود بندہ است کرد شخصے دیگر گفت بہ صاحب زمین کہ من این بند را بستن نہ دہم۔ شخص صاحب زمین گفت بے یعنی نہ مدعی باطل بیرویم من و تو نزد حکومت یا نزد قاضی تا کہ فیصلہ منتظر پذیرد مگر مدعی باطل قبول نہ نمود پس بعد انکارش صاحب زمین بستن زمین خود شروع کرد آں مدعی باطل بر آشفت و آمد بر آں زمین ایک شخص دیگر ہمراہ و لعن طعن کردن۔ و چند طمانچہ زدند و بعدہ صاحب زمین ہار خود گذشت کہ طرف حکومت می رود و روانہ شد پس پسران مدعی باطل معہ شخصے دیگر رفتند و بزاندش اصاصیل این ست کہ صاحب زمین را بکشند و صاحب زمین ہم پسر مدعی باطل را کشت ازالہ دو۔

المستفتی نمبر ۱۶۲۷ مووی عبد الرحمن (کاٹھیوڑ) ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء۔

(ترجمہ) ایک شخص اپنی زمین کا بندہ بست کر رہا تھا ایک دوسرے آدمی نے مالک زمین سے کہا کہ میں بندہ بست نہیں کرنے دوں گا۔ مالک زمین نے مدعی باطل سے کہا کہ تو ہم تمہارے پاس چھپیں اور فیصلہ کر ایسے مگر وہ مدعی باطل اس پر راضی نہ ہوا اور مالک زمین نے بھی اپنی زمین کا بندہ بست شروع کر دیا۔

اس پر مدعی باطل آٹھ فساد ہو گیا اور ایک اور آدمی کے ہمراہ مالک زمین سے مار پیٹ شروع کر دی پھر مالک زمین نے اپنا کام چھوڑ کر حاکم کے پاس جانے کا ارادہ کیا اس کے بعد مدعی باطل کے لڑکے اور ایک تیسرا شخص آئے اور مالک زمین کو قتل کر دیا۔

اور مالک زمین نے بھی مدعی باطل کے دو لڑکوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔

اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

(جواب) (زمویان عبد الرحمن صاحب) لا علم لنا الا ما علمتنا الخ خون پسر مدعی باطل بدرو باطل ست و خون صاحب زمین باقی و ثابت ست بر تشدد معین مدعی باطل چنانچہ منقون است در ہدایہ (ترجمہ) مدعی باطل کے لڑکے کا خون بدرو باطل (رائیگاں) ہے اور مالک زمین کا خون مدعی باطل کے نمدگاروں پر باقی و ثابت ہے جو اس قتل میں شریک تھے جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

در ہدایہ : ومن شہر علی المسلمین فعلیہم ان یقتلوا لفقوله علیہ السلام من شہر علی المسلمین سباً فقد اطل دمه ولا یباع فتسقط عصمتہ بعبہ و فی سرۃ (الجامع الصغیر) ومن شہر علی رجل سلاحاً لبلاً او بهاراً او شہر علیہ عصاً لیلاً فی مصر او نهاراً فی طریق فی غیر مصر فقتلہ المستہزئ علیہ عمداً فلا شئی علیہ لما بینا وهذا لان السلاح لا یثبت فاحتج الی دفعہ بالقتل و العصا الصغیرۃ والکتاب یست ولا کس فی الدلیل لا یلحقہ العرب فیصطر الی دفعہ بالقتل و کذا فی النہار فی غیر المصر فی الطریق لا یلحقہ الغوث فاذا قتلہ

کتاب دمه هدرأ قالوا فان كان عصا لا تسب يحصل ان يكون مثل السلاح عندهما
هدایہ ، باب القصاص واللہ اعلم

بندہ سید ارجمین ابن رمضان بوجہ ہوائی تابع ایران۔ سند یافتہ زموانہ برکات احمد ٹوٹکی۔
(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم) ہاں عین حملہ کی حالت میں اگر مظلوم نے حملہ کرنے والے
نہ ملے، قتل کر دیا تو ظالم مقتول کا خون بدر ہوتا ہے اور مظلوم کے خون کا قصاص یا دیت (جس کی صورت
ہو) واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

ستاد کے جائز ڈرانے دھمکانے سے بچہ جان دیدے تو استاذ پر گنہ نہیں!
(سوال) اگر کوئی نابغ چہ کسی مرئی استاد یا آقا کے خوف و دہشت یا ڈر نے دھمکانے سے یکایک
خوف زدہ ہو کر جان دیدے یا خودکشی کرے یا فرار ہونے کی نیت سے نکل جائے اور راستہ میں لقمہ اجل بن
جائے تو اس کا عذاب کس پر عائد ہو گا جب کہ مرئی یا آقا کی نیت اس کی فلاح و بہبود کی ہو اگر یہ گنہ
ہے تو اس کا کفارہ کیا اور اگر نہ ہو گا تو ڈرانے دھمکانے والے اس سے مستثنیٰ ہوں گے؟ المستفتی نمبر
۱۶۸۶ محمد مظہر الدین صاحب (مب) ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۸۳) اگر مرئی استاد آقا نے بچہ کو جائز حدود کے اندر تنبیہ کی ڈرایا دھمکیا مارا اور بچہ نے
خوف زدہ ہو کر جان دیدی یا بھاگا اور اس میں لقمہ اجل ہو گیا تو اس کا گنہ اس مرئی استاد و آقا پر نہ ہو گا (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

پانچواں باب قتل اور خودکشی

قتل غیر اسلامی حکومت کے فیصلہ پر دس سال سزا کاٹ کر آزاد ہو جائے تو گناہ سے بری
لذمہ سمجھا جائے گا یا ورنہ کو خون بہا دینا ہو گا!
(سوال) ایک شخص جو ایک مسلمان کو بے گناہ قتل کرنے کے جرم میں از روئے قزیرات ہند نگریزی
فیصلہ عدالت کے مطابق سات یا اس سال قید بھگت چکا ہو کیا شرعاً بھی اس کے سزے میں سے انکافی سمجھی
جائے گی؟

۱. باب من ركب القصاص وما لا يوحه ۵۶۷ ط مکتبہ شریک عسبہ مکتب
(۲) فصرہ انتداب مقدمہ لایہ مباح و صرہ التعلیم لایہ واجب و معہ فی انصرہ المعد الدر لمختار مع رد
المحتار فصل فی القصاص ۵۶۶ ص سعید

اور کیا وہ شخص مقتول کے وارثوں کو خون کا معاوضہ دیئے بغیر اس گناہ سے بری الذمہ سمجھا جائے گا اور اگر نہ ہو رہا، سزا قاتل کے حق میں شرعی سزا نہ سمجھی جائے اور نہ ہی مقتول کے وارثوں کو خون کا معاوضہ دیا گیا ہو تو ایسی حالت میں وہ شخص (قاتل) امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶ سید شاہ محمود۔ کراچی۔ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب) (از نائب مفتی) اگر درحقیقت یہ شخص قتل کے جرم کا مرتکب ہے تو مقتول کے ورثہ کا حق قصاص کا یہ دیت یعنی خون کا معاوضہ مالی ہو گا اور یہ سزا مرقوم کافی نہ ہوگی، لہذا یہ شخص جب تک کہ ورثہ کے لئے حق خون کا ادا نہیں کرے گا یا معافی نہیں مانگے گا ورثہ نہیں کرے گا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (۱) فقط واللہ اعلم۔

اجوبہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ

الجواب صحیح۔ بندہ محمد یوسف عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جو ب صحیح ہے مگر کسی شخص کو قاتل قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اقرار کرے یا کسی باقاعدہ شرعی عدالت میں اس کے اوپر شہادت شرعیہ سے جرم قتل ثابت ہو گیا ہو (۲) اور اگر یہ صورت نہ ہو تو عام مسلمانوں کو اس امر کا یقین کرنا کہ فلاں شخص قاتل ہے اور اس کے ساتھ قتل کی طرح معاملات کرنا درست نہیں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان للہ۔ مدرسہ امینیہ، دہلی

کیا قومی مفاد کے لئے خود کشی گناہِ بئیرہ ہے؟

(سوال) زید نے قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو بندوق چاقویا زہر سے یا اپنی جان کو بھوک اور پیاس میں رک کر ہلاک کرنے کا ارادہ کیا یہ فعل عدا ہے کیونکہ لوگ اس کو روکتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا کیونکہ یہ شخص کو مرنے کے بعد شہید کہا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابو الوفاق (ضلع ہزارہ) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۵) جو فعل براہ راست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا گلا کاٹ لیا یا پیٹ پھاڑ ڈالا یا بندوق یا پستوں سے گولی مار لی خود کو کنویں میں گرادیا یا شور میں کود پڑا یہ تو خود کشی ہے ور

(۱) و موحیہ القود عیناً فلا بصیر ملاً الا بالتراصی (تویر الانصار و شرحہ الدر لمحتار مع رد المحتار کتاب الحدیث ۶ ۵۲۹ ط سعید)

(۲) و تکرہ امامہ عبد و اعراضی و فاسق (تویر الانصار) قال المحقق فی التامیہ (شولہ و فاسق) من الفسق و غیر الخروح من الاستقامہ و لعل المراد من یر تکب لکثیر کشارب لحم و الراسی و آکل الربوا و نحو ذلك کتاب الامامہ ۱ ۵۶۰ ط سعید

(۳) والطریق فیما یرجع الی حقوق العباد المحصہ عبارة عن الدعوی والحجة، وحی اما بالبد او الا لقرار (رد المحتار مطلب الحکم المعنی ۵ ۳۵۴ ط سعید)

یقیناً گنہ کبیرہ ہے (۱) اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں ہے بلکہ مفنی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کر دیا ان کی صفوں میں گھس گیا یا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہو گا کھانا نہ کھاؤں گا ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی ان کو علی الاطلاق خود کشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کبہ دینا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ

خود کشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثہ صدقہ واستغفار کریں۔

(سوال) ایک شخص نے عداپنے نفس کو بذریعہ بدوق ہلاک کر دیا ورپوسٹ مارٹم ہونے کے بعد دفن ہو۔ چونکہ آیت کریمہ ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ۳ ہے اور دوسری جگہ فرمایا ومن يقتل مؤمرا متعمداً فجزاؤه جهنم خالداً فيها و غصب الله عليه و لعنه واعد له عذاباً الیماً (۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ عذاب میں مبتلا ہو گا اب اس کی تلافی کے لئے اس کے پیمانہ گان کیا کریں؟ المستفتی نمبر ۸۹۳ نواب لئیق احمد خاں۔ پانی پت ۶ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۶) دوسری آیت کا مضمون اس شخص پر عدا نہیں ہوتا جس نے خود کشی کر کے اپنی جان کو ضائع کر دیا تاہم خود کشی ایک گنہ اور سخت گنہ ہے وہ اور اب متوفی کے ورثہ اس کی مغفرت کے لئے استغفار اور صدقہ ہی کر سکتے ہیں ان کے اختیار میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں حق تعالیٰ غفار و رحیم ہے اور جو ممکن ہو صدقہ کر کے ایصالِ ثواب کریں (۱) لیکن صدقہ ترکہ مشترکہ میں سے نہ کیا جائے اور اس کام کے لئے قرض بھی نہ لیجائے۔

فیض محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ومن قتل نفسه ولو عمداً یعمل ویصلی علیہ نہ یعنی وان کان اعظم ورداً من قاتل غیرہ (تنبیہ و شرح) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ نہ یعنی) لانہ فاسق غیر ساع فی الارض بالفساد وان کان باعياً علی نفسه کسائر فساد المسلمين (مطلب فی صلوة الجارہ ۲/۲۱۱ ص سعید)

(۲) بی اسرائیل ۳۳

(۳) النساء ۹۳

(۴) لکن ذکر فی شرح السیر۔ انہ لا یسأل ان یحمل الرجل وحده وان طئ انہ یقتل اذا کان یصع شیئاً یقل او یحرج او یمیر فقد فعل ذلک حسامۃ من الصحابة بن بدی رسول اللہ ﷺ یوم احد و مدحہم (رد المحتار) مطلب اذا علم انہ یقتل یحور لہ ان یقاتل ۱۲۷/۴ ط سعید (قال السیوطی) اسما الاعمال بالیات و اسما لامرء ما بری (الحديث) (صحیح البخاری) باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۵) ومن قتل نفسه ولو عمداً یعمل ویصلی علیہ نہ نفسی وان کان اعظم ورداً من قاتل غیرہ (تنبیہ و شرح) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ نہ یعنی) لانہ فاسق غیر ساع فی الارض بالفساد وان کان باعياً علی نفسه کسائر فساد المسلمين (مطلب فی صلوة الجارہ ۲/۲۱۱ ط سعید)

(۶) صرح علمنا فی باب الحج عن الغیر بان لا یسأل ان یجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوماً او صدقۃ او غیرہا (رد المحتار) مطلب فی القراءة للعبید و احمد، ثوابہا لہ ۲/۲۴۳ ص سعید

قتل جرم قتل پر پھنسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے (سوال) متفقہ توبہ قاتل

(جواب ۱۸۷) اگر قاتل کو اس کے جرم قتل میں پھنسی دی جائے اور پھنسی پانے والا پھانسی سے پہلے توبہ بھی کر لے تو مید ہے کہ وہ آخرت میں نجات کا مستحق ہو۔ محمد کفایت اللہ کان لہ اہل

چھ باب سرقہ

چور کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(سوال) ایک سیٹھ جس کا بیوہ پیر دیس میں ہے اس کے ہاں دو نوکر ہیں زید اور بکر سیٹھ کی دکان سے پیوہ بکر نے مل کر پوٹیدہ طریقہ پر روپیہ چور کی کیا زید اپنی مدت ملازمت پوری ہونے پر روپیہ ساتھ بیروہ من کی طرف روانہ ہو رہے ہیں سمجھیں ٹھہرا روہاں کی دکان پر چور یا ہو روپیہ پسند نہ کر رکھنا چاہا شبہ ہونے پر اس سے روپیہ کی بابت سوال کئے گئے آخر اس نے قبول کیا کہ ایک تھالی روپیہ خود نے اور باقی روپیہ بکر نے سیٹھ کی دکان سے چرایا ہے بکر اس بات کا قطعی انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سرقہ سرقہ ہے فی الحالہ وہ روپیہ سیٹھ کے پاس سے وروہ پیار روپیہ کسی کار خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے زید نے شریعت پر روپیہ کن کن کاموں میں صرف کیا جاسکتا ہے اگر مسلمان میت خانہ تیار کرنے میں صرف کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں "المسنلی نمبر ۳۵۶ ح جی رمت اللہ (مانٹو - کاٹھیوار) ۱۷ اردو اول ۱۳۵۳ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۸) جس قدر روپ کا زید نے قرار کیا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے چورایا ہے اس قدر روپیہ سیٹھ کی ملک ہے اور سیٹھ اس کو جس کام میں چاہے صرف کر سکتا ہے میت خانہ بنانے میں بھی صرف ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ

ایضاً

(سوال) جو بفتویٰ باب شکریہ بجز گواہت کا انکار کرتا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے روپیہ چرایا

۱ لا تصح برونہ لندیل حتی یسمو نفسہ بنفود الدر سمحدر قال اسحق فی مسامہ ثرونہ لا تصح برونہ بحدیث ی لا نکمہ برونہ و حدیثی فی سس مسحدر و جمہل برونہ لندیل لا یکرہ لا لا سعید و الحدیث لقص من سرفق عنی رصاء یومہ بمشور من کتب لندیل محمد لا بد من یسکیم من انقص منہ فقل فیما یوح بنفود و لا یوحہ ۵۴۹ ط سعید

۲ واد قطع السارق و انقص فاسمہ فی مدد رد عنی صاحبہ بنفایا علی مدکہ کاشی الہدایہ علی سگریہ نقص لربع فی کشفه لقص و ساء ۱۸۴ ط واحدہ کرونہ

مگر چونکہ زید اس بات کی کہ اس نے چرایا ہے گواہی دیتا ہے اور بحر خود یہ منظور کی دیتا ہے کہ دو تہائی چوری شدہ روپیہ (جو زید کہتا ہے کہ بحر نے چرایا ہے) کے لئے سیٹھ کو حق ہے چاہے جس طور پر استعمال کرے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحر نے چرایا ضرور ہے مگر خود کو الزام سے بری رکھنے کے لئے انکار کرتا ہے فی احوال وہ دو تہائی چوری کردہ روپیہ بھی سیٹھ کے پاس ہے اور ایسی حالت میں جب کہ مشکوک بحر نے سیٹھ کو حق دیا ہے روپیہ کس طور پر استعمال کیا جائے؟ المستعنی نمبر ۷۳۵ حاجی رحمت اللہ (بائوال کاٹھیوڑ)

(جواب ۱۸۹) جب بحر اس دو تہائی روپیہ کی بات خود مدعی نہیں جتنی اپنی ملک ہونہ بیان نہیں کرتا تو گویا زید و بحر دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ وہ روپیہ سیٹھ کی ملک ہے گو اس کے حاصل کرنے کی صورت میں باہم اختلاف ہے اس لئے وہ روپیہ بھی سیٹھ کی ملک ہے اور سیٹھ کو اس کے خرچ کرنے کا بھی اختیار ہے خواہ اپنے صرف میں لائے یا کسی کار خیر میں صرف کر دے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسروقہ مال مالک کو واپس کر دیا اس سے معاف کرانا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے (سوال) زید نے ڈاکہ اور چوریاں کیں جن لوگوں کا مال کھیا ب تک وہ لوگ یا ان کی اولادیں زندہ ہیں ان لوگوں سے مال مسروقہ خوردہ نشتہ یا نہیں میں ہی یہ کبھی توبہ کی ہے تو کیا ایسی توبہ شرعاً مقبول ہے؟ کہ زن ۵ زور جب ڈاکہ اور چوری پر نہ ہو سکے یہ چوری کی توبہ کرے ورنہ پیر کی مرید کی کرے تو ایسا آدمی قبل بیعت ہے یا نہیں؟ المستعنی نمبر ۴۱۴ فقیہ محمد (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۹۰) جن لوگوں کا مال ڈاکہ اور چوری سے لیا ہے ان کا مال واپس کرنا ان سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے توبہ تو ہر وقت لازم ہے اگر حاققت کے وقت توفیق نہیں ہوتی تو جس وقت ممکن ہو اسی وقت کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر اجازت سے کالی ہوئی سرکاری جنگلات کی لکڑیوں کا خریدنا درست نہیں (سوال) زید ایک ریاست کا باشندہ ہے اور یہ ریاست مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کرتی ہے اور یہ طرح نہ ہی آزادی دے رکھی ہے اس حالت میں زید سرکاری جنگلات کی لکڑیوں کو جس کا کاٹنا اور فروخت کرنا قانوناً ممنوع ہے جو روپے سے کم قیمت پر خرید کر بیوپار کرتا ہے تو کیا اس قسم کی چوری کا مال

(۱) حوالہ بالا

(۲) وقفہ یحتاج الی الرکاد وهو حق لادعی والرکاد صافی للذی دلاستحلال و رد العین او بدلہ (مردہ) لمصباح باب الکسائر و علامت متفق ۱۲۱ ط اعدادہ ممتاز

خفیہ طریقہ سے خرید کر تجارت کرنا جائز ہے^۱ اور کیا ایسی چوری کے مال کے تاجر کی امامت جائز ہے؟
المستفتی نمبر ۲۰۲۳ مفتی رکن الدین صاحب (میسور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۶ مہرگی ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۹۱) قانونی چوری سے بچنا موس و حفاظت عزت کے لئے لازم ہے جو لوگ چوری سے
لکڑیاں کاٹ لاتے ہیں وہ سرکاری قانونی مجرم ہیں اور اگر وہ جنگل خود رو اور مباح الاصل نہ ہوں تو شرعی
جرم بھی ہے (۱) پس ایسی مشتبہ مال کو خریدنا درست نہیں (۲) تاہم کسی شخص خاص پر فرد جرم عائد کرنے
کے لئے بہت باتوں کی تحقیقات لازم ہوں گے اس کے بعد کہیں امامت کے جو زیہ عدم جواز کا معامدہ سامنے
آئے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

شرکاء سے چورنی چھپے شرکت کا مال بچنے والے سے خریدنا جائز نہیں
(سوال) تین بھائی ہندو آپس میں شریک ہیں بڑا بھائی اندر باہر کا مالک ہے چھوٹے بھائی نے اپنے
دونوں بھائیوں سے چھپ کر اٹھارہ روپے کی سرسوں بدست حافظ عبدالرحمن فروخت کر دی بعد خریدنے
کے حافظ صاحب موصوف کو خیال ہوا کہ یہ چوری کا مال ہے ہم پیسے بھی خرچ کریں اور پھر بھی حرم
کھائیں اب اس سے واپسی کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ ہمارے دونوں بھائی بھی ہم سے پوشیدہ طور پر
فروخت کرتے ہیں ہم نے بھی پناہ سمجھ کر فروخت کیا ہے یہ چوری نہیں ہے اب اگر اس سے زیادہ
سرور واپسی پر کیا جاوے تو اس شرط سے واپس ہو گا کہ ہمارے ہی مکان پر کسی دوسرے بٹے کے ہاتھ
پوشیدہ طور سے فروخت کرے گا جب ہمارا روپیہ وصول ہو گا۔ المستفتی مولوی عبدالرؤف خان۔
جنگ پور

(جواب ۱۹۲) اگر اس بات کا سم ہو کہ یہ شخص شرکت کا مال چوری سے بیٹا ہے اور رقم خود اڑ بیٹا ہے
تو خریدنا ناجائز ہے اور خریدنا ہو مال واپس کرنا ضروری ہے اگر وہ واپس نہ کرے تو اس سے کہا جائے کہ ہم
تیرے شرکاء سے کہہ کر واپس کرانیں گے اس مال کو لینا اور خود اس کی بیع کرنا یا اپنے کام میں ناجائز
نہیں (۳) نیز اس کو موقع دینا کہ وہ خریدار کے مکان میں چوری سے بیع کرے ناجائز ہے (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) اما ان بکرم ضررها بدي المال او به و بعمه المسلمين فالاول بسمي بسرقة الصغرى و ثانی
بالکبری . . ای لان المعتر فی کل شیءا احد المال حقیة لکن الحمه فی الصغری ہی الخشیة عن غیر المالك
و من يقوم مقدمه كالمرودح المسعر وفي الکبری عن غیر الامام المتلزم حفظ طرق المسلمين ر ۵۷۷ھ
والمحار کتب لسرقه ۸۲ ص ۸۲

(۲) الحرام یسئل (الدرالمختار) قال سحقی فی الشامیہ ای تتل حرمه وان تداولته الا بدي و تبس الاملا
(باب الصیغ الناسد ۹۸/۵ ط سعید)

(۳) مرجع سابق

(۴) قال اللہ تعالی ولا تعاروا علی لائمہ والعدوان (سائده ۲)

ساتواں باب بدکاری وزنا

محرم عورت سے زنا کرنے والا فاسق ہے ایسے شخص سے تاوقت توبہ قطع تعاقب کیا جائے (سوال) کوئی شخص اپنی محرمات یعنی بہن، ورماں اور خالہ وغیرہ سے مرتکب زنا ہو رہا ہے ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے کافر ہو گیا ہے یا مسلمان رہا؟ اس کے ذمہ کس درجہ کا گناہ ہے؟

(۲) ایک شخص ایک فاحشہ عورت سے مرتکب زنا سے یعنی رنڈی سے۔ اس رنڈی کی ایک لڑکی ہے نہیں معلوم کہ اس شخص کے نطفے سے ہے یا اور کسی شخص کے نطفے سے۔ غرض کہ شخص مذکور رنڈی مذکورہ سے بھی اور اس کی بیٹی سے بھی مرتکب زنا ہے اس زانی کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۱۹۳) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا فاسق ہوتا ہے ہاں اگر ماں، بہن وغیرہ محرمات کے ساتھ زنا کو حلال بھی سمجھے تو کافر ہو جائے گا (۱) لیکن یہ بات مسلمان کی طرف بلا کسی قوی دلیل کے منسوب نہیں کر سکتے اسی طرح دوسری صورت کا جواب ہے کہ ان دونوں صورتوں میں زانی نہ کافر فاسق ہے شریعت محمدیہ میں اس پر حد زنا لازم ہے لیکن اقامت حدود کا زمانہ نہیں ہے (۲) اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ زجر او تو بخائے شخص سے تعہد اسلام کا کلام مخالفت وغیرہ ترک کر دیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے، ورنہ اس کی توبہ کا خلوص قرائن سے معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے محبت قائم رکھیں (۳) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد کفایت اللہ سنا عنہ مورہ۔ مدرس مدرسہ مہینہ دہلی

جانور سے بدکاری کرنے والا فاسق ہے، جانور بدکار کے حوالہ کر کے قیمت لی جائے، (سوال) ایک شخص نے ایک گائے اور یک بھری سے زنا کیا اب اس گائے اور بھری کو کیا کیا جائے ان سے نفع حاصل کیا جائے یا نہیں اور زانی کے لئے کیا حکم ہے اور اس حیوان کا تاوان کس کو دینا پڑے گا؟ (جواب ۱۹۴) جس گائے بھری سے زنا کی گئی اس کو ذبح کر ڈالنا چاہیے اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں اور زانی کو صرف زجر و توبہ کی جائے۔ ولا یحد بوطی بہیمۃ بل یعزر و تدبیح ثم تحرق

(۱) من استحل حراماً قد علم فی دین الہی ﷺ تحریمہ، ککاح، المحارم فکافر (رد المحتار باب رکاف المعصیۃ مطب استیصال المعصیۃ کفر ۲۹۲ ط سعید)

(۲) فی شرط الامام لاستیفاء الحدود (رد المحتار: فصل فیما یوجب القود و مالاً یوجبہ ۵۴۹/۶ ط سعید)

(۳) فی ہذا السبب المسرغ للہجو و ہر عن صارت منہ معصیۃ علیہا لیکف عنہا وقال المہذب عرص لبحاری فی ہذا الباب ان یسب صفاً النہجوان الحائز وادہ یتزوج بقدر المحرم فمن کما من اهل العصیان یتسحق النہجوان یتروک المکالمہ کما فی قصۃ کعب وصاحبہ (شرح الباری بشرح صحیح البخاری) باب ما یحور عن النہجوان لمن غشی ۱۰/۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر)

و مکروہ الاستفادع بہ حیث و منہ (درمختار) قیمت کا تون زانی کے ذمہ ہوگا۔ فی الحاحۃ کان لصاحبہا ان یدفعہا الیہ بالفیمہ (رد المحتار) ۱، مگر یہ نہیں کہ مالک اپنے جانور کو ذوق نہ کر دے اور زانی سے نوالہ بخواد قیمت لے لے اگر خود ذوق کر دے گا تو زانی پر اس کی قیمت دینا واجب نہیں بلکہ جانور کو اس کے حوے کر کے اس سے قیمت لے لے۔

(حواہب دہبگر) ثبوت و ہی بہیمہ کے لئے، قرار و طلی کافی ہے اگر وہ اقرار نہ کرے اور مالک مدعی ہے، نو شہادت سے اثبات ضروری ہے، گناہ کا واسطی سے قیمت دی جانی جاسکے بہیمہ موطوءہ سے انتفاع مکروہ تحریمی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

دار الحرب میں زانی اور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی، ان سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے

(سول) ۱۰، برخصن و محضہ زنا کنندہاں ثبوت رہتم تحقق شای بنی برایت داییش چہست نیز صورت ہذا اگر دار الحرب میں قوت آمد کہ دریں دیار اجرائے حکم شرعی یک قلم سلب است پس بدیں ہنگام مجبوری علماء دین راجعہ حکم باید داد؟ المسئلی نمبر ۱۱۱۲ محمد عبدالحکیم صاحب (مادہ) ۷۱ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ گشت ۹۳۶ھ

(ترجمہ) اگر شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو رجم ہن پر نفاذ کس دلیل پر مبنی ہے؟ اگر دار الحرب میں ایسی صورت پیش آئے جہاں احکام شرعیہ کا اجرا ممکن نہیں تو علمائے دین کو کیا حکم نافذ کرنا چاہیے؟

(حواہب ۱۹۵) تنفیذ حدود شرعیہ در دار اسلام باشد۔ در دار الحرب بادشاہ اسلام نیز تنفیذ حدود شرعیہ نمی تواند کرد پس در ہندوستان کہ دار الحرب است امکان اقامت حدود معدوم (۲) علماء امت را لازم کہ زانی و زانیہ را پس قدر زجر کنند کہ در استطاعت ایشان باشد و مضام قانون حکومت نبود۔ مثلاً حکم منقطعہ کنند یعنی تو قتیکہ زانی و زانیہ توبہ نکنند کسے ہائیں تعقبات معاشرت ندارد (۱)

(ترجمہ) حدود شرعیہ کی تنفیذ در اسلام میں ہو سکتی ہے دار الحرب میں بادشاہ اسلام بھی حدود شرعیہ کا نفاذ نہیں کر سکتا۔ پس ہندوستان جو دار الحرب ہے اس میں اقامت حدود ممکن نہیں ہے علمائے امت پر

۱، باب الرضاء الذی یوجب الحد الذی لا یوجہ مصب فی رطاء الذی لا یوجہ مصب ۲۶ ط سعید

(۲) حوالہ بالا

(۳) درار الکمال فی دار الاسلام لاند لاحد بالرما فی دار الحرب (تویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار مطلب الرما شرعاً لا یخص بما یوجب الحد ۵ ص سعید)

(۴) قر امہلک عرص البحاری من ہذا الباب ان یبین صفة المہجر و احاطہ واد یشوع بقدر لحد وفس کس من من العصیل یشتحق المہجر ان یشتر المکالمہ کما فی قصۃ کعب و صاحبہ (فتح الباری بشرح صحیح لبحاری) باب ما یجوز من المہجر ان یشتر غشی ۱۵/۱۰ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

۔ زم ہے کہ زانی وزانیہ کو اپنی طاقت بھر زجر کریں جو قانون وقت سے متصادم نہ ہو مثلاً مقعد کا حکم دیں یعنی جب تک زانی وزانیہ توبہ نہ کریں اس وقت تک کوئی ان سے میل جو نہ رکھے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

کیا زانی اور زانیہ کو قاضی کے فیصلے کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟
 (سوال) زید نے اپنی بیوی کو دوسرے شخص سے زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا تو زید زانی وزانیہ کو بلا فیصلہ قاضی قتل کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کر سکتا تو دونوں کو کیسے سزا دی جائے اگر بیوی توبہ کرتی ہے تو کیا جائز ہے کہ توبہ کرنے پر اس کو معافی دے دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالحیہ خاں صاحب (سندھ) ۱۴ شواہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء
 (جواب ۱۹۶) زانی کو اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو اس کو خود قتل کرنا نہیں چاہیے کہ یہ قانون کا اپنے ہاتھ میں لینا ہے قاضی کے سامنے پیش کرے لیکن اگر جوش غضب میں خود قتل کر دے تو وہ عند اللہ قتل پر مامو نہ ہو گا باں قانوناً مجرم قرار دیا جائے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تا وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے۔

(سوال) ایک شخص کا اپنے بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق ہے اب اس نے اس الزام سے بچنے کے لئے اس عورت کا نکاح بھی کر دیا ہے مگر شوہر کے پاس نہیں بھیجتا اس کے متعلق مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے یعنی اس کے ساتھ تعلقات رکھیں یا منقطع کر دیں اور شوہر بھی گناہ گار ہو گیا نہیں کہ وہ جانتے ہوئے بھی نہیں لے جاتا۔ المستفتی نمبر ۹۳۵ حافظ غلام حسین صاحب (ریاست جنید) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۷) یہ شخص بدکار ہے جو بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے لوگوں کو اس کا بایکاٹ کر دینا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

(۱) احتلف ففس قتل (حلاً و رعم) وہ واحد قدری یا مراد فقال حمہور ہم لا یقل بل یدرمہ القصص الا ان تقوم بذلك نبیہ او تعرفہ و ورثة القتل والیہ اربعۃ من عدول الرجال یشہد وں علی نفس الرما و یكون القیل محصنا واما فیما یبد و بین اللہ تعالیٰ فان کاد صادقاً فلا شنی علیہ (عمدة القاری للعی کتاب التفسیر باب قوله عز و حل والذین یرمون ارواحهم الخ ۱۹ ۷۵ ط إدارة الصاعہ المسریۃ بیروت) (۲) قال المہلب عرص لبحاری من ہذا اسباب اب یس صفۃ الہجران الحائر وادہ یشوع بقدر الحرم فمن کاد من اهل العصیان یسحق الہجران ثرت المکالمۃ کما فی قصۃ کعب و صاحبہ (فتح الدری شرح صحیح البخاری باب ما یحور من الہجران لسن عسی ۱۵۱/۱ ط مکتبہ مطبعی مصر)

جانور سے بدکاری کرنے و فسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے؟

(سوال) ایک مسلمان بخی نے ایک شیردار بھینس کے ساتھ زنا کیا ہے اسلامی حکومت ہو تو اس آدمی کو کیا سزا دی جائے اور اس بھینس کو کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد نعام حق دہلی کینٹ ۸ رمضان ۱۳۵۶ھ

(جواب ۱۹۸) بھینس کے ساتھ حرام کاری کرنے والے گناہ گار ہے جانور تو غیر مکلف و ربے سمجھ ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے ہاں اس خیاں سے کہ ہوگا اس جانور کو دیکھ کر یہ نہ کریں گے کہ اس کے ساتھ فساد شخص نے بر اقام کیا تھا تو اس برے کام کا ذکر باقی رہے گا اس جانور کو ذبح کر کے دفن کر دینے کا حکم لیا گیا ہے جانور کا لک کوئی ور ہے تو سلو پوری قیمت حرام کاری سے دوائی جائے گی اور یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے جانور کو کام میں دتا رہے گا حرام کاری کو تحریر کی جائے گی انگریزی حکومت میں تحریر یہی ہو سکتی ہے کہ اس سے میل جول اور کھانا پینا بند کر دیا جائے یعنی ہوگا اس کو کھانے میں شریک نہ کریں۔
محمد کفایت لہ کان اللہ لہ دہلی

سائے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

(سوال) ہاؤنہ مووی محمد حمید سے کہا کہ مجھے معافی دو۔ مووی صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کی معافی دوں؟ کاوٹے کہا مجھے جو زنا کیا ہوا ہے کہ میں نے سائے سے زنا کیا وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں مجھے مسلمان کرو۔ حد از اس نے تین بار کہا کہ رجو (منکوحہ کا) میری ماں بہن۔ مووی صاحب نے کہا تین طلاق دے پھر کاوٹے نے تین بار طلاق طلاق کہہ دی۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۰ معرفت مووی محمد نور بجنائی۔ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۹) قرار زنا سے ثبوت زنا کے لئے یہ شرط ہے کہ اقرار مجس قاضی میں ہو ورنہ مقرر چار مرتبہ چار مجلسوں میں قرار کرے مجس قضا کے باہر اقرار ہو تو وہ معتبر نہیں ورنہ قرار پر شہادت مقبول نہیں۔ ولا یعسر اقراره عند غیر القاضی ممن لا ولاية له فی اقامة الحدود ولو كان اربع مرات حتی لا تقبل الشهادة عنه بذلك كذلك فی النیس ولا بدان یکون الافرار صریحاً عالمگیری) ۲ والاقرار ان یقر النال العاقل علی نفسه بالمرار اربع مرات فی اربعة مجالس المقر کدافی الہدایہ (عالمگیری) ؛ لیکن اقرار زنا کے لئے یہ شرائط ثبوت حد زنا کے لئے ہیں ورنہ حرمت زوجہ ثبوت حرمت مصاہرۃ کے لئے یہ شرائط نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ کے

۱) ولاحد یؤدء سہمة بل یعور و یتبحر ثم تحرق (سور الابصار و شرحہ) قال للمحقق فی التہذیب (قولہ و یتبحر ثم تحرق) ای یقطع امتداداً وحدت بہ کما رؤیت ویسیراً و احب فان کانت الدانة غیر لو طی یطلب صاحبها ان یدفعها الیہ و لقیمہ ثم یتبع حکمہ فلو لا ولا یعرف دلت الا سماعاً فیحصل عنه و یتبع و طء
۲) فتح ساری لاس لحجر المرحع سابق ۱۰ ۱۵ ط مصر
۳) (عالمگیری) الدان اناسی فی ۲۰ ۱۴۳ ط ماحدہ کوئٹہ
۴) الدان اناسی فی الرب ۲ ۱۴۴ ط ماحدہ کوئٹہ

اقرار سے بھی ثابت ہو جائے گی اور اس کے لئے مجلس قضا بھی شرط نہیں۔ قیل لرحل ما فعت بام امراتک قال جامعتها قال ثبت حرمة المصاهرة قیل ان کاں السائل والمسئول ہار لیں قال لا یتفاوت ولا یصدق انه کذب کدافی المحيط (عالمگیری ص ۹۲۴ ح ۱) (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

آٹھواں باب متفرقات

بے گناہ پر تہمت زنا لگانے والے مجرم ہیں / گناہ گار ہیں۔

(سوال) یہاں گو آ میں ایک افسوسناک واقعہ درپیش ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک جنازہ گورستان پہنچنے پر بوقت نماز جنازہ شیخ یعقوب نامی ایک شخص نے جمعہ حاضرین کے روبرو یہ اعلان کیا کہ حاضرین میں سے ایک شخص بنام شیخ حسین زانی ہے اس لئے اگر وہ شخص نماز جنازہ میں شریک ہو تو ہم نماز میں شریک نہ ہوں گے حاضرین میں سے اس کا ثبوت شیخ یعقوب سے طلب کرنے پر اس نے جواب یہ دیا کہ قاضی محمود صاحب (جو اس وقت حاضرین میں شریک نہیں تھے) نے چار اشخاص کے روبرو مذکور شیخ حسین زانی ہے ایسا کہ تھا ان چار اشخاص میں سے جو تین حاضرین میں شریک تھے ان سے دریافت کئے جانے پر انہوں نے اس کی تائید کی اس پر شیخ حسین نے یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ ذاتی اختلافات کی بنا پر مجھ پر یہ جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں آخر الامر جب طرفین میں سخت گفتگو شروع ہوئی تو جھگڑے کا اندیشہ ہونے پر حاضرین نے شیخ حسین کو آئندہ فیصلہ تک صبر اختیار کرنے کے لئے سمجھوتہ کرتے ہوئے اور سسلی دیتے ہوئے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے روکا۔

بعد ازاں جب قاضی محمود صاحب سے دریافت کیا گیا کہ آیا انہوں نے مذکور شیخ حسین کو کبھی زانی کہا تھا مگر جناب قاضی صاحب نے صاف طور پر انکار کئے کہ میں مذکور شخص کو کبھی ہرگز زانی نہیں کہتا ہوں اس امر سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ شیخ یعقوب ورنہ کورہ بابا گو، ہوں نے شیخ حسین کو تمام مسلمانوں میں بدنام و رسوا کرنے کے لئے یہ جھوٹا الزام بذات خود اپنی ہی طرف سے اس پر عائد کئے ہیں جس کی کوئی اصل یا تصدیق ثابت نہیں ہے۔

اور مدعی شیخ حسین جماعت المسلمین سے اس انصاف کا خواستگار ہے اس صورت میں، اول دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور شیخ یعقوب اور اس کی تائید کرنے والے تین اشخاص کے اس طرح جھوٹے الزام کے عائد کرنے کے جرم میں ان کے ساتھ شرعی قانون سے کیا کیا جائے؟

نیا مرد دریافت طلب یہ ہے کہ مذکورہ عدالت پر شیخ حسین کو نماز جنازہ سے روکنے شرعی قانون سے کہاں تک درست ہو سکتا ہے چونکہ یہ فیصلہ آنجناب کے امر مبارک پر منحصر اور متوی رکھا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک عجیب کشمکش پیدا ہوئی ہے تمام مسلمان آنجناب کے مر کے تحت منتظر ہیں^۱ المستفتی نمبر ۲۳۳۸ شیخ ابراہیم شیخ محمود مجاور نواگوا۔ ۲۸ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ۔

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) اگر کوئی شخص زانی بھی ہو جب بھی وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ حکم نہیں ہے کہ زانی نماز میں شریک نہ ہو یا زانی شریک ہو جائے تو ورگ شریک نہ ہوں یہ بات جس نے کہی اس نے شریعت کا حکم صحیح نہیں بتایا شیخ حسین کو جماعت کے روز روزنی بتانے سے شیخ حسین کی بے عزتی ہوئی اور جب کہ قاضی محمود نے انکار کر دیا کہ میں نے نہیں کہا تھا تو انرازم بھی بے بنیاد اور بے اصل ثابت ہو گیا اب جماعت کے نچاروں آدمیوں کو شیخ حسین سے معافی مانگنی چاہیے ورنہ جماعت کو چاہیے کہ وہ اعلان کر دے کہ شیخ حسین پر انرم زنا کا ثبوت نہیں ہوا اور یہ چاروں آدمی قوم کے سامنے شیخ حسین کے مجرم ہیں جب تک معافی نہ مانگیں ان کی کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) وهو (حدائق) لعنہ ارمی و سرعاً الرمی مارمء وهو من الکافر (الدر المختار مع رد المحتار ۴: ۴۳ ط سعید) وهي المرقاة قسم یعبر بالتوبة و بدویها تحت المشه وهو الکافر من حق الله تعالى و قسم بحاج ای التراد وهو حق الادمی والتراد ما فی الدما بالاستحلال و رد العین و بدیه (مرقاة المفاتیح بشرح مشکوٰۃ المصابیح باب الکافر ۱: ۱۲۱ ط امد دبیہ ص ۱۰۰)

کتاب الاکراه والا اضطرار

پہلا باب

مجبوری میں ارتکاب کفر

حالت اکراہ میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے

(سوال) کوئی مسلمان وقت اکراہ و اضطراب بذریعہ شرک و کفر اپنی جان بچا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵ مولوی محمد حسن صاحب اکل پور۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب) (از مولوی عبد الغلیم شاہ) قانون محمدی کی رو سے وقت مجبوری شرک و کفر کے مرتکب ہونے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل مطمئن ہو۔ مد خطہ ہو آیت من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا ما اکرہ و قلبہ مطمئن بالايمان ۱ الایہ (سورہ بقرہ) شرک و کفر از قسم حرم ہے اور حرام ہے چاہیے مگر حالت اضطراب میں رخصت ہے مد خطہ ہو آیت وقد فصل لكم ما حرم عليكم الا ما اضطررتم اليه (سورہ انعام) بخاری شریف (۲) ص ۱۰۲۶ جلد ۲ میں ہے کہ مجبور ضعیف ہوتا ہے: اپنے ضعف کے باعث امر الہی کو ترک کرتا ہے (یعنی حرام کا مرتکب ہوتا ہے) ہذا ضعیف کو ملہ تعاد نے معذور فرمایا ہے۔ مرقاۃ ۲، شرح مشکوٰۃ ص ۱۱۱ ج میں ہے کہ اما باعتبار اصل الجوار فی حور لا ان يتلفظ وان يفعل ما يقتضی الکفر کسب الاسلام و سجود الصم اذا هد و لو سحر ضرب سديدا و اخذ مال له وقع كما افاد ذلك قوله تعالى من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان الایہ یعنی اگر کسی شخص کو دھمکی دی جائے اگرچہ ضرب تہدید اخذ کیا کی ہو تو اس کے لئے کلمہ کفر کا تلفظ اور ایسے کام کا ارتکاب کہ جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے کہ اسلام کو گناہ دینا یا بت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول من کفر بالله من بعد ایمانہ سے بھڑکی ہوئی بات ثابت ہوتی ہے۔ واللہ، علم بالصواب حررہ حقیر عبد عظیم شاہ۔ مقام بدھو نہ ڈکھانہ قنم بھرو: ضلع بھنگ

(جواب ۲۰۱) (حضرت مفتی اعظم) محرمات شرعیہ کئی قسم کے ہیں ان میں سے بعض تو اکراہ و اضطراب میں جائز ہو جاتے ہیں اس طرح کہ اگر ن کو کام میں نہ آئے اور ہلاک ہو جائے تو گناہ گار ہو جیت خنزیر یا بیتہ کو بوقت اضطراب نہ کھائے اگر استعصا کرنا کہ اگر استعصا نہ کرے و اپنے نفس کو ہلاک ہو جائے

(۱) الحل ۱۰۶

(۲) قال ابو عبد الله فعذر الله المستعصين الذين لا يمتنعون من ثوب ما امر الله به و لمكره لا يكون لا مستعصم غير ممتنع من فعل ما امر الله به صحيح اسحاری باب قول الله الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان ۲ ۱۰۲۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) باب لکھنؤ ۱۳۱ ط امجدیہ علیا

ے تو گنہ گار ہو۔ دوسری قسم وہ کہ اگر ن کو استعمال کر لے تو مباح ہو یعنی مواخذہ نہ ہو اور استعس نہ
رے اور جان دے دے تو موجب اجر و ثواب ہو جیسے کلمہ کفر کہنے یا بت کو سجدہ کرنے پر مجبور کیا جائے تو
نرطیکہ دل میں ایمان قائم رہے اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی نیت کر لے کلمہ کفر زبان سے
نہ دینا اور بت کے سامنے سجدہ کر لینا مباح ہو جاتا ہے لیکن اگر انکار کر دے اور قتل کر دیا جائے یا کوئی عضو
ٹٹ دیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے تیسری قسم وہ ہے جو کسی حال میں مباح نہیں ہوتی جیسے کسی پر
ن کا کراہ کیا جائے کہ اپنے باپ یا بیٹے یا بیوی کو یا اور کسی محقق مدہم انسان کو قتل کر دے تو اس کو ہرگز
باح نہیں کہ اس کو قتل کر دے بلکہ اگر ہر صبر کرے خود قتل کر دیا جائے قرآن مجید کی آیت
لا من اکره دوسری قسم کے متعلق ہے اور فمضطر غیر باغ ولا عاد پہلی قسم کے متعلق ہے ان
دونوں میں یک جان (مکرہ) پچنے کیلئے شریعت مقدسہ نے امور کی اجازت دے دی ہے مگر تیسری قسم
س ایک جان بچانے کے لئے دوسری جان کو ہلاک کرنا لازم ہوتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ ذلی

الت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے۔

سوال () جب کسی تنہا مسلمان کو کفر گھیر لیں اور سر پر توارے کر کھڑے ہو جائیں کہ کلمات کفر و
ک زبان سے کہہ دو ورنہ ہم تجھے جان سے مار ڈالیں گے، اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دل کو ایمان
قائم رکھ کر انکار کر دے تو کیا وہ شرعاً کافر و مشرک ہو جائے گا بدلیل آیت الامن اکره و قلہ
طمئن بالایمان اور بدلیل عبارت در مختار و رد المحتار جلد دوم کتاب الاکراہ ص ۹۲ و ۹۳ اور بحر الرائق
لدہ پیجم احکام المرتدین۔ و تفسیر وغیرہ المستفتی نمبر محمد تھق دیوبندی ۵ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۷
تور ۱۳۵۴ھ

جواب (۲۰۲) پہلے اضطراب کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر و شرک کہہ دینے کی رخصت ہے دل
بمؤمن بالایمان رہے صرف زبان سے کلمہ کفر و شرک داکر دیا جائے تو متلفظ کافر نہیں ہوتا اور نہ کہے اور
جائے تو یہ عزیمت ہے اور اس میں زیادہ ثواب اور شہادت کا اجر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

(۱) فان اکره علی کل مہلۃ او دم او لحم حریر او شرب حممر (تزییر الابصار) قال المحقق فی اشامیہ (قولہ) و
نرد علی کل مہلۃ الاکراہ علی المعاصی انواع' نوع یوحص فعلہ و یناب علی ترکہ کا حراء کلمۃ الکفر و شتم
می علیہ و ترک الصلوٰۃ و کل مائت بالکتاب' و قسم یحرم فعلہ و یائم باتبہ کقتل مسلم او قطع عصوہ و صربہ
ربا متلف او شتمہ او اسہ والربا' و قسم یباح فعلہ و یائم ترکہ کالحمر و ماد کرمعہ (رد المحتار کتاب
کراہ ۶ ۱۳۳ ط سعید)

(۲) و اکره علی الکفر باللہ تعالیٰ و سب النبی ﷺ محمم و قدوری یقطع او قتل رخصت لہ ان یطهر ما صربہ علی
سہ و یودی و قبلہ مطمئن بالایمان و یوحز لو صبر (تزییر و شرحہ) قال المحقق فی اشامیہ ای یوحز احز
شہداء (کتاب الاکراہ ۶ ۱۳۵ ۱۳۴ ط سعید)

الجواب صواب۔ عبدالغفور مغفولہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صواب۔ خدا بخش منشی غنہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

حالت اضطرار کے سو، کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں
(زاخباہ الجمعینہ دہلی مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک شخص نے کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کیا لیکن حقیقت میں اس
اسلام ترک نہیں کیا ہے صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا اور اسلام کے
ارکان پر عمل پیرا ہے؟

(جواب ۲۰۳) ترک اسلام یا، جو، کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ جار
خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطرار
حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و ایقان بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے (۱) واللہ اعلم
محمد کفایت، مہد کان اللہ دہلی

دوسرا باب بیچارگی میں ارتکاب حرام

حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم

(سوال) سخت تکلیف پر کوئی مدد دینے والا نہ ہو اس وقت مجبوراً سود سے پیسے مارداڑیوں یا دیگر بھوکوں
ذریعے سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۰۰ مولوی محمد عبدالحفیظ (ضلع نیل گیری)
جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۲۰۴) اضطرار کی حالت میں جب کہ تین فاقے ہو چکے ہوں بقدر سہر مق سودی رقم حاصل
کرنا مباح ہے اس سے زیادہ رقم لینا اس سے کم ضرورت میں بیجا جائز نہیں (۱) محمد کفایت، مہد کان اللہ

(۱) حوالہ بالا

(۲) قال اللہ تعالیٰ 'من اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ' (الآیۃ) قال الحافظ حماد الدین فی تفسیرہ ای فی
بغی ولا عدوان وهو مجاوزۃ الحد ولا ینکل الا العلقۃ و یحمل معہ ما یلعبہ الحلال (تفسیر اس کتبہ، ۱)
۲۰۶/۱۱۷۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور

مسلمان ماہر معالج بیماری کا علاج شراب میں منحصر بتا دے
تو شراب سے علاج کی اجازت ہے۔

(سوال) اگر انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ اس بیماری کا علاج سوائے شراب کے اور کوئی نہیں یا کسی بیماری کے متعلق جو کہ خطرناک درجے تک پہنچ گئی ہو انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ آخری علاج یہ ہے کہ چند قطرے شراب کے دیں تو یہ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۹ ابراہیم کادیہ نیسپر وٹ ایس افریقہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۵) شیء حرام نجس کے ساتھ علاج یا شراب کرنے کی اجازت اس شرط سے دی گئی ہے کہ کوئی مسلمان طبیب یا ڈاکٹر یہ کہے کہ بیمار کی شفا اسی میں منحصر ہے اور کوئی درد و اس کے لئے مفید نہیں غیر مسلم ڈاکٹر کا قور کافی نہیں۔ یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا احبرہ طیب مسلم ان شفاءہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ وهل یجوز شرب القلیل من الخمر للتداوی فیہ وجہاں انتہی مختصراً (رد المحتار) ۱، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

كتاب اللقيط و اللقطه

پہلا باب پڑی ہوئی چیز پانا

ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے
(سوال) رگنڈر پر اگر کوئی ایک پیسہ پائے تو اس کو خود اپنے مصرف میں لائے یا مالک کو تلاش کر کے
دے دے؟ یہاں ایک مولوی صاحب سے معلوم ہوا کہ ایک پیسہ حلال ہے، مالک کو دینے کی ضرورت
نہیں ہے ہاں اگر اس سے زیادہ رقم ہو تو مالک کو تلاش کرے۔

المستفتی نمبر ۱۲۳ حبیب اللہ صاحب - ضلع غازی پور - یکم شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ نومبر
۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۶) اگرچہ پائی ہوئی چیز ایک پیسہ ہی ہو اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اور اگر مالک مل
جائے تو اس کو دے دی جائے ہاں کم قیمت چیز کے مالک کی تلاش زیادہ دنوں تک ضروری نہیں ہے اگر
مالک نہ ملے تو پانے والا اگر غریب ہو تو خود خرچ کر سکتا ہے غنی ہو تو کسی فقیر کو دے دے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کیا جائے۔

(سوال) دوکان پر جو بیوہ پاری مال خریدنے کے لئے آتے ہیں اور وہ بازار کا خرید اہو مال لاتے ہیں ان میں
سے وہ اکثر چیزیں بھول جاتے ہیں وہ چیزیں امانت کر کے رکھ دی جاتی ہیں یہ بھولی ہوئی چیزیں کب تک
امانت کر کے رکھی جائیں اور ان بھولی ہوئی چیزوں کا کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۹ ایچ محمد
اسماعیل۔ دہلی ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۷) اگر ان بھولی ہوئی چیزوں کا مالک معلوم ہو تو اسے اطلاع کر دینی ضروری ہے اور اگر
مالک معلوم نہ ہو تو پھر اتنے دنوں تک انہیں محفوظ رکھا جائے جتنے دن مالک کو اس کی تلاش و فکر رہے
کا ظن غالب ہو اور پھر اس کے بعد ان اشیاء کو اس نیت سے صدقہ کر دیا جائے کہ ان کا ثواب مالک کو پہنچے
(۱) صدقہ کرنے کے بعد بھی اگر مالک معلوم ہو جائے اور وہ طلب کرے تو اس کی قیمت ادا کر لی
ہوگی۔

(۱) و بکنیہ ان یعول من سمعتموہ یسئد لقطۃ فدلوه علی و عرف ای مادی علیہ حیث وحدھا و فی الجامع الی ان
علم ان صاحبھا لا یطلبھا فستفع المرافق بہا لو فقرا والا تصدق بہا (تویر الانصار و شرحہ الدر المحتار
کتاب اللقطہ ۴/۲۷۸-۲۷۹ ط سعید)

(۲) حوالہ بالا

(۳) فان جاء مالکھا بعد التصدق حبر بین احازۃ فعلہ و بعد هلاکھا ولہ ثوابہا او تصمیہ (تویر الانصار و شرحہ
الدر المحتار مع رد المحتار کتاب اللقطہ ۴/۲۸۰ ط سعید)

ٹی ہوئی چیز کے اعلان کے بعد مالک نہ منے پر پانے وار
 ختاج ہو تو خود استعمال کر دے ورنہ کسی فقیر کو دیدے
 (زاخباہ الجمعیت سہ روزہ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری نابالغ بیٹی کو ایک پٹے میں بندھا ہوا پچھ زبور نفرتی شرع عام پر پڑا ہوا جس کو وہ
 بھنسنے لگی ہے مالک کی تلاش ہے مگر اب تک کوئی مالک نہیں مدد کیا جائے؟
 (جواب ۲۰۸) ہایت کے لحاظ سے اتنی مدت تک مالک کی تلاش جاری رکھی جائے جب تک اس
 بات کا گمان غالب ہو کہ مالک کو سب سے پہلے ملے گا اور خود حاجت مند ہو تو خود خرچ
 کرے اور خود غنی ہو تو فقرا پر صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں اس کی مخصوص علامتیں یاد رکھنا
 ضروری ہے تاکہ اگر مالک آجائے اور مخصوص علامتیں بتا کر پورا کر دے کہ اس کی چیز تھی تو اس کو قیمت
 ادا کی جائے، محمد کفایت مددکان مدد۔

كتاب اليمين والنذر

پہلا باب عہد و پیمان اور حلف فصل اول۔ حلف کی تشریحات

دوسرے کے قسم دینے پر بنیت قسم ”ہاں“ نہ کہے تو قسم نہیں ہوگی
(سوال) کسی دوسرے کے قسم دینے سے قسم ہوتی ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نے عمرو سے یوں کہا کہ تم
اپنے خدا کی قسم اس کام کو انجام دے دو تو اس زید کے قسم دینے سے عمرو پر قسم آیا نہیں؟ بیوقوف تو جروا
(جواب ۲۰۹) اس طرح کسی دوسرے کے قسم دینے سے قسم نہیں ہوتی لیکن اگر جس کو قسم دلائی
گئی ہے اس نے حلف کی نیت سے ہاں یا چھا کر دیا تو قسم ہو جائے گی فال نوری الاستحلاف فلا سنی
علی واحد مہما حایہ و فتح ای لا الالمحاط لم یحہ بقولہ نعم حتی یصیر حالاً
انتہی

ردالمحتار ص ۱۵۰ (ح ۳) الحامس ان یرید المبتدی الاستحلاف والمحب
لحلف والمحب حالف لا غیر (ایضاً) ۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ

قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا
(سوال) قرآن شریف کی قسم اگر کوئی شخص کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے تو اس کے ذمہ کفارہ
واجب ہو گا یا نہیں اور یہ قسم ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۱۰) جو شخص قرآن شریف کی قسم کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے وہ اپنی قسم میں حاث
ہو جائے گا اور اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ فال الکمال ولا یحییٰ ان الحلف بالقرآن الا ان
متعارف فیکون یمباً (در محار) وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین وہ اخذ جمہور
مسانحہ (ردالمحتار) ۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ

گھر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد گھر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا
(سوال) کسی شخص نے کہا کہ تیرے گھر کا کھانا ورپانی مجھ پر حرام ہے اور پھر خ کف و نادم ہو اس کہنے
کے بعد اگر کھانا وغیرہ کھائے تو حاث ہو گا یا نہیں؟

۱ کتاب الایمان مصنف فال لیمعلی کذا فیہ نعم ۳ ۸۴۹ ط سعید

۲ حوالہ لا

۳ کتاب الایمان مصنف فی القراء ۳ ۷۱۲ ط سعید

(جواب ۲۱۱) کسی کا یہ کہنا کہ تیرے گھر کا کھانا مجھے حرام ہے یمین ہے اب اگر اس کے بعد کھاپی لیگا تو اپنی اس یمین میں حانت ہوگا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ حرم علی نفسہ شیئاً ثم فعلہ باکل او نفقة کفر لیمینہ (درمختار منقطعاً) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں (سوال) زید نے عمرو سے کسی معاہدے میں یہ ہمد کیا کہ تم یہ کام کرو میں اس معاہدے میں تمہاری پوری مدد کروں گا عمرو اچانک حادثہ کی وجہ سے مجبوراً کئی روز تک نہ مل سکا زید کے پاس عمرو کے مخالفین آئے اور اس پر زور ڈالا کہ تم ہماری مدد کرو زید نے مجبور ہو کر ہاں کہہ کر عمرو نہ آیا تو میں تمہاری مدد کروں گا اور اگر عمرو آیا تو نہ تمہاری مدد کروں گا نہ عمرو کی مدد کروں گا اب عمرو زید کے پاس آیا اور اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ اچانک حادثہ بیان کی زید کہتا ہے کہ میں نے تمہارے مخالف سے غیر جانبدار رہنے کا عہد کر لیا ہے عمرو کہتا ہے کہ تم نے مجھ سے ہمد کیا ہے میرا عہد پورا کرو اگر میرے ہمد کے بعد دوسرا عہد کیا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے لہذا زید عہد سے دریفت کرتا ہے کہ مجھ پر کون سے عہد کی پابندی لازم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۵ امین الدین صاحب دہلی۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۲) معاہدہ جب کہ وہ کسی مصیبت اور خلاف شرع امر پر نہ ہو واجب الایمان ہے اور ایک جائز معاہدہ کے بعد کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو صحیح نہیں مگر کسی شخص نے ایسے دو معاہدہ کئے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے معاہدہ کی نقیض ہے تو اس کو لازم ہے کہ وہ پہلے معاہدہ کو جب کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو اور دوسرے معاہدہ کے مضمون سے پہلے معاہدہ کا مضمون خیر اور بہتر ہو پورا کرے اور بغیر عذر معقوف شرعی کے اس سے انحراف نہ کرے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین غفرلہ۔ نائب مفتی

قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے

(سوال) جو مسلمان لوگوں کے روبرو قرآن مجید کے ساتھ حلف اٹھانے کے باوجود اپنے معاہدے سے

(۱) کتاب الایمان مطلب فی تحریم الحلال ۷۲۹/۳ - ۷۳۰ ط سعید

(۲) لان المواعید قد تكون لازمة لحاجة الناس (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله: المواعید قد تكون

لازمة) قال فی السراية فی اول کتاب الکمال: اذا کفل معلقاً بان قال: ان لم یؤد فلان فلاناً ادفع الیک و نحوه یقولون

کفایۃ ما علم ان المواعید باکتساء صدر التعلق تكون لازمة (باب ۱ لصراف مطلب فی بیع الوشاء ۵ ۲۷۷ ط سعید)

پھر جائے اس کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو دینی و دنیوی تعہد رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ المسئنی
نمبر ۲۸۹ منظور علی (دہلی) ۷ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۳) حلف کرنے کے بعد اس سے بغیر کسی عذر شرعی کے پھر جانا خست گناہ ہے جن لوگوں
نے حلف بدوجہ توڑا وہ گناہ گار ہیں (۱) اگر حلف کسی اہم امر کے متعلق تھا اور حلف شکنی سے مذہب یا قوم کو
کوئی ضرر پہنچا تو مسلمانوں کو حق ہے کہ حلف توڑنے والوں سے مقاطعہ کر لیں (۲) فقط محمد کفایت اللہ دہلی

”بیوی سے زندگی کروں گا تو اس کے نطفہ سے ہوں گا“ کا حکم

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ ہر دو میں نسب ہو زید کی والدہ نے زید سے شکایت کی۔ زید نے
سخت غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہا کہ ”اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو اس کے
نطفہ سے پیدا ہوں گا“ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ المسئنی نمبر ۴۲۰ عیسیٰ خان (ضلع امر اوتی) ۱۵۔
رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۴) اس قسم کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات و رخانہ داری
کے تعلقات رکھ سکتا ہے (۱) اور اس قسم کا کفارہ اور کرنا لازم ہے کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں
وقت پیٹ بھر کر کھانا کھائے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر
دے دے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پے درپے رکھ لے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان
اللہ، دہلی

گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا بھیر کھانے سے حاش نہ ہوگا

(سوال) زید نے یہ لفظ کہہ کر قسم کھائی کہ اگر میں گوشت کھاؤں تو سور کھاؤں اور گوشت میں بکری
بھیر گائے بھینس اور مرغ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اب زید اس قسم کی وجہ سے ہر ایک حلال
جانور کا گوشت مطلق نہیں کھاتا ہے تو اس کا (زید کا) یہ فعل کیسا ہے اور شرعاً ایسے شخص کے واسطے کیا حکم

(۱) و نوع منها یحب انما البیر فیہا و ہذا ان یعتقد علی فعل طاعة امر بہ او امتناع عن معصية و ذلك فرض علیہ فی الیمین
و بالیمین یرداد و کادۃ (عالمگیریۃ) الباب الاول فی تفسیر ہا شرعاً و رکعہا و شرطہا ۵۲/۲ ط ماحدیہ کوئٹہ
(۲) قال المہلب عرص السحاری فی ہذا الباب ان ین صفة الہجران الحائر و انہ یسوع بقدر الجرم من کان من
اہل العصیان یسحق الہجران بمرت المکالمۃ کما فی قصۃ کعب و صاحبہ (فتح الباری بشرح صحیح السحاری
باب ما یحرم من اصحاب اللمن عتبی ۱۰/۱۵ ط مکبہ مصطفیٰ مصر)

(۳) و نوع لا یحرم حفظہما و ہذا ان یحلف علی ترک طاعة او فعل معصية (عالمگیریۃ) الباب الاول فی تفسیر ہا
شرعاً و رکعہا و صفتہا ۵۲ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۴) و کفارۃ: تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتہم بما یستر عامة البدن
الاداء (تویر الابصار مع رد المحصر مطلب کفارۃ الیمین ۳ ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعید)

ہے؟ المفتی نمبر ۱۹۸۲ قطبی قصبہ نوئی (ضلع میرٹھ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) گریزید مرغ شیر کھائے تو یہ اس کے لئے جائز ہے یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور گائے بھینس بکری دنبہ بھیر کا گوشت کھائے تو اس کو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا (۱) قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو پونے دو سیر گیہوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا (۲) ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کر دینا بہتر ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حلف بالقرآن جائز ہے، حانت ہونے پر کفارہ دینا لازم ہوگا۔

(سوال) حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں اور بصورت جواز کیا کفارہ ہے؟ المفتی نمبر ۲۲۳۳

میاں سراج الدین (ضلع گوجرانوالہ) ۲۵ صفر ۱۳۵۷ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) (۱) حلف بالقرآن جائز ہے کیونکہ بمعنی کلام اللہ کے اللہ کی صفات میں سے ہے اور اس زمانے میں حلف بالقرآن متعارف بھی ہے۔ قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن متعارف فیکون یمیاً (درمختار) اس کے علاوہ اسی کے متعلق عدمہ شامی رد المحتار میں یہ لکھتے ہیں (فوله قال الکمال الح) مبنی علی ان القرآن بمعنی کلام اللہ فیکون من صفاته تعالیٰ کما یفیدہ کلام الهدایۃ حیت قال ومن حلف بغير الله تعالى لم یکن حلفاً کالشیء والكعبة لقوله عليه الصلوة والسلام من كان منکم حالفاً فلیحلف بالله او لذرو کذا اذا حلف بالقرآن لانه غیر متعارف اه فقوله و کذا یفیدہ انه لبس من قسم الحلف لغير الله تعالى بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غیر متعارف ولو کان من القسم الاول کما هو المتبادر من کلام المصنف والقدری لکانت العلة فیہ النهی المذكور او غیره لان التعارف انما یعتبر فی الصفات المسترکة لا فی غیرها وقال فی الفتح و تعلیل عدم کونه یمیناً بانه غیره تعالیٰ لانه مخلوق لانه حروف و غیر المخلوق هو الکلام النفسی منع بان القرآن کلام الله منزل غیر مخلوق الخ و فی آخر هذه القوں و نقل فی الهدیۃ

(۱) ولا حث فی حلقه "لا یاکل لحماً" یا کل مرقه او سمک الا اذا بواهما... مع تسميتها فی القرآن لحماً و دابة و اوندراً للعرف... و لحم الاسنان والکبد والکرش والرمۃ والقلب والطحال والحرر لحم هذا فی عرف اهل الکوفۃ اما فی عرف فلا (تویر الانصار و شرحه) قال المحقق فی انشامیه (قوله لحم) ولا یخفی انه لا یشمی لحماً فی عرف مصر ایضاً فلعلم ان ما فی المحنصر ای الکمر مبنی علی عرف اهل الکوفۃ وان ذلك یختلف باختلاف العرف (کتاب الایمان) مطلب حلف لا یاکل لحماً ۷۷۱، ۳ ط سعید

(۲) و کفارته تحریر رقة او اطعام عشرة مساکیں الح (ردالمحتار) مطلب فی کفارة الیمین ۷۲۵/۳ ط سعید

(۳) نوع یتحرر من الرد والحث والحث حیر من البر فیذهب فیہ الحث (عالمگیریہ) الباب الاول فی تفسیرها و رکعها و صفاتها ۵۲ ط ماحدیہ کوئٹہ

عن المضممرات وقد قيل هذا في زماهم اما في زماننا فيمين و به ناخذ و ما مرو معتقد و قال محمد بن مقاتل الرازي انه يمين و به احد جمهور متاخرين اه فهذا مؤيد لكونه نعورف الحلف بها كعزة الله و جلاله (رد المحتار ص ۵۶ ج ۳) (۱)

(۲) بر تقدیر حانث ہو جانے کے وہی کفارہ اس پر لازم آئے گا جو حلف توڑنے والے پر لازم آتا ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس محتاجوں کو کھانا دو وقت کھلائے یا دس محتاجوں کو پوشاک دے دیوے بجائے کھانا کھانے کے اگر دس محتاجوں کو سڑھے سترہ سیر گیہوں ہر ایک محتاج کو پونے دو سیر گیہوں دے دے گا تو جب بھی کفارہ دیا ہو جائے گا (۲) فقط و لہذا علم۔ اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۱۶) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) اصل مذہب تو یہی تھا کہ حلف بالقرآن معتبر نہیں لیکن فقہائے متاخرین نے اس تاویل کے ساتھ کہ قرآن سے مراد کلام اللہ جو صفت ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کی صف بالقرآن کو معتبر قرار دے دیا ہے متاخرین کے قول کے موافق حلف بالقرآن پر حنث کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور کفارہ یہی ہے جو جواب بالا میں تحریر ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزلہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی۔

(سوال ۱) میں قرآن شریف کی قسم کھاتا ہوں اور میری مراد وہ حروف منظومہ اور الفاظ ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نئے گئے ہیں اور جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں ہمیں سناتے ہیں اور جو کلام اللہ الذی ہو صفة ازلیہ ہے وہ میری مراد نہیں ہے تو کیا یہ میری قسم ہو جائے گی یا نہیں؟ علامہ کاشانی نے بدائع ص ۸ ج ۳ میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ یہ حروف منظومہ اور آیات کہ جو رسول اللہ ﷺ سے سنی گئی ہیں اور حفاظ قرآن ہمیں سنایا کرتے ہیں یہ کلام اللہ الذی ہو صفة ازلیہ ہیں اور بحر کہتا ہے کہ بے شک یہ کلام اللہ تو ہیں لیکن حدیث میں خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہیں اس لئے کہ علامہ تفتازانی نے شرح عقد ص ۴۹ میں کلام اللہ کو مشترک لکھا ہے اور ان آیات اور حروف منظومہ کو مخلوق اللہ اور حادث کہتا ہے اور صفت ازلیہ نہیں کہتا ہے نیز بحر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ (۱) (الایۃ) اور

(۱) کتاب الایمان مطلب فی القرآن ۳ ۷۱۲ ص سعید

(۲) و کفارتہ تحریر رقبۃ و طعم عشرۃ مساکین و کسوتہم بما بستر عامۃ البدن۔ وان عجز عنہا رقت الادلۃ صام ثلثۃ ایام و لاء (تویر الابصار مع رد المحتار مطلب کفارۃ الیمین ۳/ ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعید)

(۳) مرجع سابق رقم ۱-۲

(۴) النقرة ۷۵۰

جو کلام اللہ کو خدائے تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور قائم بذاتہ تعالیٰ ہے اس کی تحریف اور اس پر تصرف ناممکن ہے تو آپ فرمائیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے زید یا کہ بحر؟

(۳) آپ نے جو فتویٰ کے اندر کلام اللہ کا ذکر کیا ہے کہ (قرآن مجید سے مرد حلف نے کلام اللہ ہے تو یہ قسم ہو جائے گی) اس کلام اللہ سے آپ کی کیا مراد ہے وہ کلام جو صفت ازلیہ باری تعالیٰ کی ہے قائم بذاتہ یا کہ یہ حروف منظومہ اور آیات جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں سنایا کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۶ مولوی محمد فاروق صاحب (ضلع گوجرانوالہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۷) (۱) اگر کوئی حلف سے تفصیل سے قسم کھائے جو آپ نے فرض کی ہے تو وہ قسم نہیں ہوگی کیونکہ اس میں محوف بہ ایک ایسی متعین ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہے اور صاحب بدیع کی عبارت کا یہی مطلب ہے اور ان کی یہ تحقیق مذہب متقدمین کے مطابق ہے (۱)

(۲) زید کا یہ قول کہ قرآن جو ہم پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں یہ کلام اللہ ہے اس معنی سے صحیح ہے کہ یہ دال ہے اور اللہ کا کلام جو صفت ازلیہ ہے اس کا مدلول ہے اور عوام چونکہ دال و مدلول کا فرق نہیں سمجھتے اس لئے متاخرین نے قائل کے قول کو (میں قرآن کی قسم کھاتا ہوں) قسم قرار دیدیا ہے کیونکہ اس میں لفظ قرآن در اور مدوں دونوں کا محتمل ہو سکتا ہے لہذا انہوں نے زجر او تغلیظاً مدلول پر حمل کر کے قسم ہو جانے کا فتویٰ دے دیا ہے (۲) ”وہو الالیق لعوام“ ہاں اگر زید کا مطلب یہ ہو کہ یہ الفاظ اور حروف جو ہماری زبان سے ادا ہوئے اور یہ آواز جو ہمارے منہ سے نکلی یہی بشخصہ اللہ کی صفت ہے تو یہ بات ظاہر البطلان ہے (۲) (بسمعوں کلام اللہ) میں کلام اللہ کا اطلاق اس معنی سے کیا گیا ہے جس معنی سے میں کسی کی زبان سے بنام جہاں دار جان آفرین سن کر یہ کہتا ہوں کہ میں نے فلاں شخص کی زبان سے سعدی کا کلام یا سعدی کا شعر سنا۔

(۳) میں نے کلام اللہ کا لفظ اسی سے لکھا ہے کہ عوام سے جب کہ وہ قرآن کی قسم کھاتے ہیں اگر دریافت کیا جائے کہ قرآن سے تمہارا کیا مطلب ہے اگر وہ جواب میں کہیں کہ ہماری مراد کلام اللہ ہے تو یہ لفظ

(۱) ولو قال بالقرآن او بالمصحف او سورة كذا من القرآن فليس يمين لانه حلف بعير الله تعالى، واما المصحف فلا شك فيه، واما القرآن سورة كذا فلا المتعارف من اسم القرآن الحروف المنظومة والا صبرات المقطوعة تقطيع خاص لا كلام الله الذي هو صفة ازلية قائمة بدانه مضافي السكوت والاخر (بدائع الصانع) فصل واما ركن اليمين ۳ ۸ ط سعید

۲. في الكمال ولا يحق ان يحلف بالقرآن الا من متعارف فيكون يمينا (الدر المختار) قال المحقق في الشامية (قوله قل الكمال) مسمى على ان القرآن بمعنى كلام الله فيكون من صفاته تعالی (رد المحتار مطلب في القرآن) ۷۱۲/۳ ط سعید

(۳) وحاصله ان غير المحلوف هو القرآن بمعنى كلام الله الصفة النفسانية لله تعالى لا بمعنى الحروف الممرلة (رد المحتار) مطلب في القرآن ۷۱۲/۳ ط سعید

وال اور مدلول دونوں پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے تغلیظاً اس کو قسم قرار دیا جائے گا اور اگر وہ جواب میں مصحف کو بتائیں کہ یہ مرد ہے تو اس کو قسم نہیں قرار دیا جائے گا کیونکہ مصحف یقیناً غیر اللہ اور حادث اور مخلوق ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مشروع کام کرنے کی قسم کا حکم

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) کسی اسلامی انجمن کے کام کو نہایت اخلاص سے کرنے کے لئے آپس میں بد ظنی کے خیال کو دور کرنے کے لئے کارکنوں کا حلف اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۸) کسی مشروع کام کرنے کا معاہدہ یا حلف کرنا ناجائز تو نہیں ہے لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ وہ کام اگر ضروری (فرض یا واجب) ہے تو خود شریعت کا حکم اس کے لئے کافی ہے اور مسنون یا مستحب ہے تو معاہدہ یا حلف سے ایک قسم کی پابندی اور سختی عائد ہو جاتی ہے اور در صورت خلاف عہد شکنی یا حلف شکنی۔ زم آتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) جو شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہو اور خدا اور رسول کی قسم کھا کر خلاف کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے (۳) اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے کثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمہ کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے (۴) قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) حوالہ بالا رقم ۳۲

(۲) الیمین باللہ تعالیٰ لا تکرہ ولكن تقلیلہ ولی من نکفیرہ (عالمگیریہ الباب الاول فی تفسیر ما شرعاً ورکھ و صفحہ ۵۲، ۲ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۳) حوالہ بالا

۴، و کفارته بحریز رقبة او اطعم عشره مساکین او کسوتهم بما یستر عمة البدن وان عجز عہ وقت الاداء صام ثلثة ايام ولاء (تویر الابصار مع رد المحتار مطلب کفارة الیمین ۷۲۵، ۷۲۶ ط سعید)

(۵) لا یقسم بغير الله تعالیٰ کاسی والقرآن والکعبة (تنویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله لا یقسم بغير الله تعالیٰ) بل یحرم کما فی الفہرستی (رد المحتار قیل مصب فی القرآن ۷۱۲، ۳ ط سعید)

”فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو“ قسم کا حکم!

(از خبر سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید نے قسم کھائی کہ میں بحر کے یہاں کھانا پینا ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ وہ برادری سے بہر ہے اگر کھاؤں تو مجھے حشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو (دونوں مسلمان ہیں) ایک ماہ بعد زید نے بحر کے یہاں کھانا کھالیا اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب ۲۲۰) ایسی قسم جس کا توڑنا شرعاً مطلوب ہو توڑ دینا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ بحر کے یہاں کھانا پینا نہ کرنے کی قسم اگر کسی معقول وجہ پر مبنی نہ تھی تو اسے توڑ دینا بہتر تھا (۱) اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیر گیہوں دے دینے سے ادا ہو جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

فصل دوم - قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے۔

(سوال) ایک آدمی نے قسم کھائی مگر یاد نہیں کہ کس کا نام لیکر قسم کھائی تھی کہ جب تک منکوحہ عورت یعنی اپنی بیوی سے فرمائش نہ کرے وہاں تک اس سے صحبت نہیں کروں گا بعد اس کے بغیر کہے عورت کے صحبت کر لی اور قسم کھاتے وقت طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی تو اس شخص پر کفارہ کیا لازم ہوگا؟ وہ ہمیشہ آج تک صحبت کرتا رہا اور کفارہ بھی نہیں دیا اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ بیوہ تو جروا

(جواب ۲۲۱) اگر قسم خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ کھائی ہو تو اس کا خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں (۲) اور جب کہ طلاق کو معلق نہیں کیا تو طلاق بھی نہیں ہوگی کفارہ قسم یہ ہے کہ یا ایک غلام آزاد کیا جائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ایک ایک جوڑا کپڑا دیا جائے اگر ان تینوں میں سے کچھ نہ ہو سکے تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے لیکن اگر کوئی شخص غلام کے آزاد کرنے یا دس مسکینوں کو کھانا کپڑا دینے پر قادر ہو اور پھر بھی روزے رکھ لے تو کفارہ ادا نہ ہوگا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) نوع بتحیر فیہ بین الر والحنث والحنث حیر من انرفیدد فیہ الحنث (عالمگیریہ الباب الاول فی تفسیرھا ورکھا و شرطھا ۵۲، ۲ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۲) انظر المرحع الرابع صفحہ گدشتہ (۳) والحاصل ان الیمین ما یکون باسم من اسماء اللہ او بالصفات ما کن متعارفاً (حلاصۃ الفتاویٰ الحس الاول فی الفاظ الیمین ۱۲۵/۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) و کفارۃ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم بما یستر عامۃ البدن .. وان عجز عنها وقت الیاء صام ثلاثۃ ایام ولای (تنویر الابصار مع رد المحتار مطلب کفارۃ الیمین ۷۲۵/۳ ۷۲۶ ط سعد)

خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ان کی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین دن روزہ رکھنا واجب ہے۔

(سوال) ایک شخص یک مجمع میں قسم کلام پاک کی کھچکا کہ میں آئندہ آپ سے پس نہیں آؤں گا ورنہ پھر اس جگہ آجاتا ہے پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے یہ شخص جھوٹی قسمیں کھانے کا عادی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷ اچھوٹے۔ دہلی ۲ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۲۲) زیدہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے اور جو شخص زیدہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمے کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا کپڑا پہنائے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنے قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا (سوال) زید نے مسجد میں آنے سے قسم کھائی کہ میں اس مسجد میں نہیں آؤں گا بعد چند روز کے چند آدمی جا کر اس کو لے آئے تو اس صورت میں قسم کا کفارہ زید پر ہو گا یا لانے والوں پر کفارہ دس مسکینوں کو صبح و شام کھلانے سے ادا ہو گا یا اس طرح بھی گنجائش ہے کہ ایک غریب کا قتل بالغ کو دس روز تک دونوں وقت کھلا دے اور بچوں کے کھلانے سے بھی دہو گا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۳) زید نے قسم کھائی تھی کہ میں فداں مسجد میں نہ جاؤں گا پھر لوگوں کے کہنے سننے سے چلا گیا تو قسم کا کفارہ زید پر۔ زم ہو گا ان لوگوں پر لازم نہ ہو گا جو زید کو سمجھانچھ کر مسجد میں لے گئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بیچ بونے کی قسم کھانے کے بعد جھوٹ بونے سے کفارہ لازم ہوگا

(سوال) ایک شخص حاکم کی پیشی میں بحیثیت گواہ پیش ہوتا ہے حاکم اس کو قرآن مجید پر ہاتھ رکھوا کر ان الفاظ سے قسم دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اس کے بعد وہ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھتا ہے اور اسی مجلس میں وہ شخص گواہی بیان کرتا ہے اس صورت میں اگر وہ گواہ خلاف واقعہ کے تہمت دے اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے یا بعد میں وہ جھوٹ کا اقرار کرے

(۱) ومن فعل المحلوف علیہ مکرمًا او ناسيًا فهو سواء (ہدایۃ کتاب الایمان ۲/۷۹ ط مکتبہ شریکہ علمیہ ملتان) و فی العالمگیریہ فصیح من المکرہ و کذا لحدود العمد فصیح من الحطی والہا زل (الباب الاول فی تفسیر ہا شرعا و رکبہ و شرطہا و حکمہا ۲/۵۱ ط ماحدیہ کوئٹہ)

تو آیا قسم مذکورہ بالا میں وہ حانث ہو جائے گا؟ یہ قسم منعقدہ کھلائے گی یا غموس؟ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟ در مذکورہ بالا قسم میں اور اس طرح قسم کھانے میں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم (خدا) یا کسی زبان میں کہو کہ میں اس کام میں شریک تھا اور فلاں فلاں آدمی بھی موجود تھا اور بات دراصل غلط اور بناوٹی تھی جو شہادت بیان یہ دے رہا ہے سب خلاف ہے کیا فرق ہے یمین اول منعقدہ ہے اور ثانی غموس ہے یا دونوں غموس ہیں تو بہ زعم ہے یا دونوں لغو ہیں کیا فرق ہے اور ان کا کیا حکم ہے در بصورت یمین غموس عداوہ تو بہ و نادانستہ کے کوئی تعزیر شرعی جاسکتی ہے کہ اس نے بے باکانہ حلف کذب پر کی ہے تاکہ آئندہ اسے اور دیگر لوگوں کو عبرت اور تنبیہ ہو کہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے اور اپنی مذہبی قسم کو بکا اور معمولی کام نہ سمجھے جس سے اغیار کی نظر میں حقارت ہو۔ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ شریف احمد۔ نئی چھاؤنی۔ دہلی ۲۸ شعبن ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۴) ہاں یہ قسم ہو جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولے تو کفارہ قسم ادا کرنا ہو گا یہ قسم آئندہ سچ بولنے یا جھوٹ بولنے کے حق میں منعقدہ ہے (۱) اور دوسری قسم جو سوال میں مذکور ہے وہ غموس ہے یمین غموس پر تعزیر و تنبیہ کی جاسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

یک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو گا۔

(سوال) ایک شخص کسی بارے میں قسم کھاوے تو اس کو قسم مذکور کا کیا کفارہ دینا چاہیے اور اسی بارے میں چند قسمیں کھاوے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب ۲۲۵) ایک امر پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو جاتا ہے۔ وفي البغية كفارات الایمان اذا كثرت تداخلت ويخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع (کذا فی التمام ص ۵۶) (۳) اور کفارہ غلام کو آزاد کرنا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا دس مسکینوں کو کھانا کھانا ہے و اگر ان تینوں چیزوں پر قدرت نہ ہو تو تین متواتر روزے رکھے کفارۃ الیمین عتق رقبة یجزئ فیها ما یجوز فی الطہار وان شاء کسا عشرة مساکین کل واحد ثوباً فما زاد وادناہ ما یجوز (فیہ الصلوة وان شاء اطعم عشرة مساکین کالا طعام فی کفارۃ الطہار فان لم یقدر علی حد الا نیاء الثلاثة صام ثلاثة ايام متتابعات ، واللہ اعلم بالصواب محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) و منعقدہ و هو ان یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعلہ او لا یفعلہ و حکمها لروم الکفارة عند الحد

دالمگیریہ الباب الاول فی تفسیرہا شرعاً و رکبتها و صفتها ۲ ۵۲ ط محدیہ کوئٹہ

(۲) غموس و هو الحلف علی انات شیء او نفيه فی الماضي والحال یعمداً بکذب فیہ فہذہ الیمین یاثم فیہا ساحناً و علیہ الاستعمار و التوبة دون الکفارة (عالمگیریہ) الباب الاول فی تفسیرہا شرعاً و رکبتها و صفتها ۲ ۵۲ ط محدیہ کوئٹہ

(۳) کتاب الایمان مطلب تعدد الکفار بتعدد الیمین ۳/ ۷۱ ط سعید

(۴) ہدایہ فصل فی الکفارة ۲/ ۴۸۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

دوسرا باب منت ماننا

یہ رہی سے صحت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم
(سوال) ایک شخص منہمی زید نے مرض میں گرفتار ہونے کی وجہ سے نذرمانی کہ اگر شافی مطلق نے مجھے
کامل صحت مرحمت فرمائی تو میں مقابل کی مسجد یا فداں مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھاؤں گا ب وہ سنی
منذورہ زید نے صحت پا کر قبل صحت تمام نمازیوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے سو یہ ہے کہ امر و
نہیاء جو نماز میں شامل ہوتے ہیں وہ اس نذر کی شیرینی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۶) فلاں مسجد کے تمام نمازیوں کو کھانا یا شیرینی کھانا اگر بطور ہبہ یا بابت مقصود تھا تو یہ
قربت مقصودہ نہیں ہے اور اگر بطور صدقہ مراد تھا تو چونکہ نمازیوں میں غنی و محتاج دونوں شامل ہوتے
ہیں اور تصدق علی لغنی صحیح نہیں ہوتا ہذا یہ نذر صحیح یعنی لازم نہیں ہوتی ب اگر وہ کھانا یا شیرینی کھائے
تو تبرع ہو گا اور اس تبرع میں نیت تصدق نہ ہو تو اغنیاء اور فقراء کو کھانا جائز ہے۔ نذر التصدق علی
الاغیاء لم یصح ما لم یبوا السبیل (درمختار) قلت و لعل وجه عدم الصحة فی الاول
عدم کونها قرۃ الخ (رد المحتار) ۱ ولو قال ان فعلت کذا فلله علی ان أصیف جماعة
قرابتی فحنت لا یدرہ سنی الح (ہدایہ) ۲ کتبہ محمد کفایت للہ غفرلہ

شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم۔

(سوال) ایک شخص نے یہ نذرمانی کہ میں بغداد میں حضرات پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار
پر ایک غلاف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ذکر نا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس غلاف پر جتنا روپیہ
کتا ہے اتنا روپیہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں
صرف کرے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ اس طرح کرے تو اس کی نذر ہو گی یا نہیں؟

(جواب ۲۲۷) اگر اس نذر سے نذر کرنے والے کا صاحب قبر کی نذر کرنا اور اس کی طرف تقرب
مقصود تھا اور ظاہری ہے تو یہ نذر بھی معصیت و حرم ہے وراہی صورت میں نذر منعقد و صحیح نہیں ہوتی
اس نذر کا معصیت ہونا تو عبرت ذیل سے واضح ہے۔

وقد نص العلامة فاسم بن فطلو معافی شرح در السحار ان النذر الذی یقع من اکثر العوام
للاموات کان یقول یا سیدی ال رد عائی او شفی مریضی فلک من الذهب والفضة کذا

(۱) کتاب الایمان مطلب فی حکم النذر ۳ ۷۳۸ ط سعید

(۲) کتاب الایمان و مما تنص بدلت مسائل النذر ۲ ۶۶ ط محدث کتبہ

ومن الثیاب کذا أو الطعام أو الشمع والزیت کذا حرام و باطل لکونه نذر المخلوق و ما یؤخذ من التسمع والزیت والدرهم و نحوها الی الضرائح الاولیاء تقریباً الیهم حرام لا یحل اكله لا لغنی ولا لفقر ولا یحوز لخدام القبور اخذه انتهى (عمدة الرعاية (۱) و مثله فی الدر المختار) (۲) اور نذر معصیت کا صحیح نہ ہونا بھی سی عبارت مذکورہ سے واضح ہو گیا نیز عبارات ذیل بھی ملاحظہ ہوں۔

• لا یلزمه النذر الا اذا كان طاعة و ليس بواجب و كان من جنسه واجب علی التعین فلا یصح النذر بالمعاصی ولا بالواجبات الخ (الاشاء والنظائر) (۳) اعلم انهم صرحوا بان شرط لزوم النذر ثلاثة كون المنذور ليس بمعصية و كونه من جنسه واجب الخ (بحر الرائق) (۴) ہاں اگر نذر کرنے والے کا مقصود صاحب قبر کی نذر کرنا نہ تھا اور ان کی جانب تقرب منظور نہ تھا بلکہ غلاف کو صدقہ کرنا اور مجاوروں کو اس کی قیمت یا اس کے کپڑے سے نفع پہنچانا مقصود تھا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جن پر تصدق مقصود ہے وہ غنی ہوں اس صورت میں بھی نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تصدق علی الاغنیاء قربت مقصودہ نہیں نیز اس کی جنس سے کوئی دوسرا واجب شرعی بھی نہیں ہے۔ نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح ما لم یبنوا بناء السبیل (رد المختار) (۵) دوسری صورت یہ کہ وہ محتاج ہوں تو اس صورت میں نذر تو صحیح ہو جائے گی لیکن صرف اس طور سے کہ بقدر قیمت غلاف صدقہ کر دیا جائے گا اور اس صورت میں فقیر کی تعیین ضروری نہیں ہے (۶) اور غلاف چڑھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ فعل مندور اگر خود معصیت نہ ہو لیکن کوئی خارجی معصیت اسے عرض ہوتی ہو تو اس معصیت کا ترک لازم ہو جاتا ہے ولو نذر ذبح ولده یلزمه الشاة استحساناً (عالمگیری) (۷) قلت وجه لزوم الشاة ان النذر بالذبح قد صح والذبح قرابة مقصودة و من جسسه واجب شرعی وهو الا صحیة اما اضافة الذبح الی الولد فسلغة لکونها معصية واما

(۱) باب موجب الافساد ۱/۲۵۵ ط سعید

(۲) کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ۲/۴۳۹ ط سعید

(۳) الفہم الثانی کتاب الصوم ۲/۷۱ ۷۲ ط ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

(۴) فصل و من نذر صوم یوم البحر ۲/۳۱۶ ط بیروت لبنان

(۵) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳/۷۳۸ ط سعید

(۶) رجل قال مالی صدقة علی فقراء مکة ان فعت کذا فحث و تصدق علی فقراء بلخ و بلد اخرى جار و یخرج

عن الدر (عالمگیریہ) و مما يتصل بذلك مسائل الدر ۲/۶۵ ط ما حیدہ کوئٹہ

(۷) حوالہ بالا

لم يؤثر في ابطال النذر لكونها عارضة عن مفهوم المسدور وهو الدبح ولما سطلت الاضافة الى الولد حكماً بوجوب الشاة التي هي اذني الدبائح (كفايت الله) الحاصل ان صورت مسئلة من مقصود نذر من تقرب الى صاحب قبر هو نذر صحيح نہیں اور اگر مقصود تقرب الى الله او تصدق على المجاورين هو توبه بھی صحيح نہیں کیونکہ مجاورين اکثر اغنيا ہوتے ہیں ہاں اگر تقرب الى الله مقصود ہو اور فقراء پر تصدق تو نذر صحيح ہوئی اور نذر کو چاہئے کہ وہ قیمت غلاف فقراء و مساکين و طبہ پر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد کفايت الله غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

يصح التضحية بالشاة المشتراة قبل ايام النحر بنية التضحية الواجبة

(سوال) ما قول العلماء رحمهم الله تعالى في هذه المسئلة رجل مؤسر اشترى شاة قبل ايام النحر قال عند شرائها ادبح هذه الشاة في ايام النحر للتضحية التي اوجبها الله على عباده المؤسرين ولم يقل لله على ان اضحي بها اي لا اوجبها على نفسه بل قال اضحي ما اوجب الله تعالى في هذه الصورة ان اضحي بها في ايام النحر تؤدي عنه التضحية ام تصير ندراً فيدبح للتضحية شاة اخرى؟ بينوا توجروا

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک مؤسر آدمی نے ايام نحر سے قبل یک بکری خریدی اور خریدتے وقت یہ کہا کہ اس بکری کو میں ايام نحر میں اس قربانی کے طور پر ذبح کروں گا جو اللہ نے اپنے مالدار بندوں پر واجب کی ہے اور یہ نہیں کہا کہ اس کا قربن کرنا مجھ پر واجب ہے یعنی اس کو اپنے پر واجب نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ وہ قربانی کروں گا جو اللہ نے واجب کی ہے تو اگر اس نے اس بکری کو ايام نحر میں ذبح کیا اس کی وجہ قربانی ادا ہو جائے گی؟ یا وہ بکری نذر ہو جائے گی؟ اور قربانی کی دیگی کے لئے اس کو دوسری بکری خریدنی پڑے گی؟ بینوا توجروا

(جواب ۲۲۸) لو ضحى بهذه الشاة المستراة بنية التضحية الواجبة عليه تتأدى بها فريضة الله و يصير فارغ الدمة ولا يحب عليه التضحية بشاة اخرى وذلك لانه لم ينزل لم يوجب على نفسه شاة مسداة لتصير ندراً وانما عين الشاة المستراة لاقامة الواجب السريعى الذى كان عليه قبل الشراء و بمثل هذا الكلام لا يعقد النذر كرحل قال ان برئت من مرضى هذا دبحت شاة فرى لا يلزمه شئ الا ان يقول ان برئت فله على ان ادبح شاة (كشافى الهدية ص ۷۱ ج ۲) ۱

و علم منه ان النذر لا يصح حتى ياتى النذر بصيغة الالتزام و الا يحاب عليه لله و هى غير موجودة فى صورة السؤال والله اعلم

کسبہ محمد کفایۃ اللہ غفرلہ سہری مسحد مدرسہ امیہ دہلی ۹ محرم

۱۳۳۵ھ ہجری

(ترجمہ) اگر اس شخص نے اپنی وجہ قربانی کی دینگی کی نیت سے اس خریدی ہوئی بکری کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ کا فریضہ اس سے ادا ہو جائے گا ورنہ شخص بری الذمہ ہو جائے گا ورنہ دوسری بکری خرید کر قربانی کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے پہلی بکری خریدتے وقت اپنے اوپر خود واجب کرنے یا بطور خود اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو وہ نذر بن جاتی اور اس خریدی ہوئی بکری کو اس نے واجب شرعی کی ادائیگی کے لئے متعین کیا ہے جو خریدنے سے پہلے اس کے ذمہ تھا اور اس قسم کے کلام سے نذر منعقد نہیں ہوتی جیسے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اپنی اس بھاری سے شفا یاب ہو جاؤں تو ایک بکری ذبح کروں گا پس اگر وہ شفا یاب ہو جائے تو اس پر ذبح کرنا ضروری نہیں بل اگر یہ کہے کہ اگر میں شفا یاب ہو جاؤں گا تو اللہ کے لئے ایک بکری قربان کروں گا تو وہ نذر ہونے والا اس کی دینگی ضروری ہوگی

معلوم ہوا کہ نذر صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب و لازم کرنے کے لفظ نہ بولے جائیں اور اس قسم کے الفاظ صورت مسئلہ میں موجود نہیں ہیں۔

(رد الجواب) (از مولوی عبد الرحمن شکار پور۔ سندھ) در صورت مسئلہ بر غنی مذکور دو شاة لازم خوبہ شد یکے بہ نذر و دیگر بہ ایجاب شرع چر کہ نذر مختص بہ لفظ نہ علی یا علی نیست بلکہ اگر گوید میں شاة را غنی خو ہم نمود یا میں رضی کردم تا ہم نذر خوبہ شد قال فی الکفایۃ ۱ تحت قول الماتر ان کاں او جب علی نفسه الح ای شاة بعینہا ماں فی ملکہ شاة فیقول اصحی بہذہ الح

وقال فی رد المحتار ۲ تحت قول الماتر ناد ر لمعیۃ الح فالمنذور بہ بان قال لہ علی ان اضحی شاة او بدنة او ہذہ الشاة او البدنة او قال جعلت ہذہ اضحیۃ استھی

باقی ماند اگر در ایام نحر میں صیغہ ہا وقت شر گوید در قصدش اخبار عن اواجب شرعی نیست تا ہم دو شاة واجب خوبہ گردید و اگر در قصدش خبر عن واجب و دپس یک شاة لازم خوبہ شد و اگر قبل از ایام نحر میں صیغہ گوید ہر جس بر دو شاة واجب خوبہ گردید بر اہر است کہ در قصدش اخبار عن الواجب بدینہ۔

قال فی رد المحتار ۲ باب الاضحیۃ و اعلم انہ قال فی البدائع ولو نذر ان بضحی شاة و ذلک فی ایام النحر و هو موسر فعلیہ ان یضحی سائیں عندنا شاة بالنذر و ساء بايجاب الشرع ابتداء الا اذا عنی بہ الاخبار عن الواجب علیہ فلا یلزمہ الا واحدة ولو

۱ کتاب الاضحیۃ ۸ ۳۲ ط مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ د کسان

۲ کتاب الاضحیۃ ۶ ۳۲ ط سعید

۳ حرالہ بالا

قبل ایام النحر لزمه شاتان بلا خلاف لان الصیعة لا تحتمل الاخبار عن الواجب قبل الوقت انتهى وقال فی موضع آخر و قد منا ان الغنی اذا قصد بالندر الاخبار عن الواجب علیه و كان فی ایام النحر لزمه واحدة والا فشاتان (۱) انتهى

پس ازین عبارت واضح گردید کہ صیغہ نذر مختص بہ اللہ علی یا علی نیست و در صورت مسوئہ بر غنی مذکور دو شاة لازم خواهد شد و انچه قبل النحر اخبار عن الواجب نمود قطعاً معتبر نیست پس انچه مولانا مشتق احمد صاحب و مولوی کفایت اللہ صاحب قلمی نموده اند کہ قول مذکور نذر نیست۔ و نہ بر غنی مذکور سوائے یک شاة مشترکہ۔ زم خودہ بر دید در نظر فقیر از رویت فقہا معلوم نمی شود۔ کہ عرفت۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر عبد الرحمن شکار پوری

(ترجمہ) صورت مسوئلہ میں غنی مذکور پر دو بکریاں لازم ہو جائیں گی ایک نذر کی وجہ سے اور دوسری واجب شرعی کی وجہ سے کیونکہ نذر میں اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب و لازم کرنے کے الفاظ ضروری نہیں ہیں بلکہ اگر اس نے کہا کہ اس بکری کی قربانی کروں گا یا اس کی قربانی کروں گا تو نذر منعقد ہو جائے گی کفایہ میں ہے کہ اگر اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا یعنی ایک جانور کو بحینہ واجب کر لیا مثلاً ایک جانور پہلے سے اس کی ملک میں تھا اس نے اس کے متعلق کہا کہ میں اس کی قربانی کروں گا (تو وہ نذر ہو جائے گی) اور رد المحتار میں قول مانس نادر لمعیۃ کی تشریح میں کہ ہے کہ منذور بہ اس طرح ہو گا کہ اس نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ کو ایک بکری یا اونٹ کرنا ہے یا یہ خاص بکری یا اونٹ کہایہ کہہا کہ میں نے اس کو قربانی کے لئے قرار دیا۔ انتهى

رہی یہ بات کہ اگر ایام نحر میں بوقت خرید الفاظ مذکورہ کہے اور اس کی نیت اخبار عن الواجب الشرعی کی نہ تھی تو بھی دو بکریاں واجب ہوں گی اور اگر بقصد اخبار عن الواجب کہے تو ایک بکری لازم ہوگی اور اگر ایام نحر سے قبل الفاظ مذکورہ کہے تو اس پر دونوں صورتوں میں دو بکریاں واجب ہوں گی خواہ اس نے اخبار عن الواجب کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

رد المحتار باب الاضحیہ میں بخوانہ بدائع منقول ہے کہ اگر اس نے ایام نحر میں منت مانی کہ ایک بکری کی قربانی کروں گا تو اگر وہ ہمدار ہے تو اس پر دو بکریوں کی قربانی واجب ہوگی ایک منت کی و ایک ایجاب شرعی کی لیکن اگر اس کی مرد خبر عن الواجب تھی تو یک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر ایام نحر سے قبل نذر مانی تو بال تفاق اس پر دو ہی قربانیاں واجب ہوں گی کیونکہ الفاظ میں قبل از وقت اخبار عن الواجب کا احتمال نہیں ہے انتہی دوسری جگہ لکھا ہے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر نذر سے مراد اخبار عن الواجب ہو اور زمانہ قربانی کا ہو تو اس پر ایک بکری لازم ہوگی ورنہ دو بکریاں۔ انتهى

پس اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نذر کا صیغہ للہ علی یا علی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور صورت مسئلہ میں غنی مذکور پر دو بحریاں لازم ہوں گی اور ایام نحر سے قبل اخبار عن الواجب قطعاً غیر معتبر ہے۔

پس جو کچھ مولانا مشتق احمد صاب اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ قول مذکور نذر نہیں ہے اور غنی مذکور پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی فقیر کے خیال میں روایات فقہیہ کے مطابق نہیں ہے۔ کہ عرفت۔ واللہ اعلم

(نوٹ) اس کا جواب لہجہ اب معلوم نہیں کہ حضرت مفتی عظیم نے لکھا تھا یا نہیں؟ مجھے دستیاب نہیں ہو۔ (واصف غنی عنہ)

مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں

(سوال) زید نے حالت بیماری میں یہ منت مانی کہ بعد صحت تین کام انشاء اللہ کروں گا اول یہ کہ لڑکی کا عقد جہاں تک ممکن ہو گا جلد کروں گا دوم یہ کہ جائیداد کل وقف علی الاولاد کروں گا سوم یہ کہ مسجد کی تعمیر تنہا بذات خود کروں گا اب وہ مسجد تعمیر کر رہا ہے اور روپیہ بھی کافی ہے لیکن شائے تعمیر میں بحر نے کہا کہ ایک سو روپے واسطے تعمیر مسجد ہمارا بھی جمع کیا جائے علاوہ انیس ایک سو روپیہ اور بھی دیں گے ایسی صورت میں بحر کا روپیہ شامل تعمیر مسجد کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ منت وائے کے پاس روپیہ بھی کافی ہے اور تنہا تعمیر کی منت بھی ہے؟

المستفتی نمبر ۷۶ حاجی عبدالرحمن، جونابلا سپور۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۹) مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں ہوتی اس لئے زید کو جائز ہے کہ اپنے خالص مال سے مسجد بنادے یا دوسرے کو بھی شریک کر لے اگر وہ چاہے کہ اپنی منت کو اسی صورت سے پورا کرے جس صورت سے اس نے مانی ہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ مسجد کی عمارت اپنے روپے سے بنادے اور بحر کے سویادو سو روپے سیکر اس کی تکمیل یعنی استزکاری وغیرہ میں صرف کردے (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ ندرہ، مہینہ دہلی

نذر کی قربانی میں عید قربانی کے جانور کی شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(سوال) کسی شخص نے منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو قربانی کروں گا اس قربانی اور عید کی قربانی میں کیا فرق ہے؟

(۱) وفي الدائع من شروطه ان يكون فربة مقصودة، فلا يصح النذر بعيادة المريض وتشيع الحماره وساء الرباطات والمساخذ (رد المحتار، مصنف في احكام النذر ۳ ۷۳۵ طبع سعید)

(جواب ۲۳۲) اس منت کو آپ اس کی اصلی صورت میں بھی پورا کر سکتے ہیں یعنی کسی کوچ کرادیں اور دوسری صورت اختیار کرنا یعنی کسی حاجت مند کو اس قدر رقم دیدینا جس قدر حج کرانے میں خرچ ہوتی تو یہ بھی جائز ہے جو صورت آپ پسند کریں اس کی شرعی اجازت ہے اولیٰ اور بہتر دوسری صورت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیقہ کے جانور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے!
(سوال) قربانی اور عقیقہ کی طرح نذر کے جانوروں میں عمر وغیرہ کی قیود و شروط ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے۔ (ضلع میمن سگھ) ۲۷ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۳) ہاں نذر کے جانور کے لئے بھی وہی شروط ہیں اور وہی عمر معتبر ہے جو قربانی کے جانور کے لئے (۱) (۲) یہ کہ نذر کسی خاص شخص جانور کے متعلق ہو تو پھر شرائط کا اعتبار نہ ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) بکری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الادا ہے۔
(۲) پانچ سو روپے ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الادا ہے۔
(سوال) (۱) اگر کسی دوکاندار نے اپنی بکری پر ۵ / سیکڑا مسجد میں دینا کر لیا اور اس نے کچھ دیکر پھر نہ دیا تو کیا ہوگا؟ (۲) اگر کسی شخص نے اپنے دل میں سوچ لیا کہ اگر مجھ پر پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو مسجد میں دو پیسے روز دیا کروں گا اگر اس پر پانچ سو روپیہ ہو جائیں اور وہ دو پیسے روز مسجد میں نہ دے اور وہ ایک سال میں زکوٰۃ دے تو کیا ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۸ منشی عظمت اللہ خاں صاحب ضلع بخٹور۔ ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) (۱) اگر مسجد میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور پھر نہ دیا تو مضائقہ نہیں لیکن اگر بطور نذر کے اپنے اوپر دینا لازم کر لیا تھا تو ادا کرنا واجب ہے (۲) (۳) یہ تو نذر ہو گئی جب پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو ہر

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) ولو قال للہ علی ان ادفع حروراً واتصدق بلحمہ فدیح مکاتہ سبع شبہ حر ووحہ لا یحتی (الدر المحتار)
فان المحقق فی الشامیہ (قولہ ووحہ لا یحتی) وھو ان السع تقوم مقامہ فی الضحایا والہدایا (کتاب الایمان)
مطلب فی احکام النذر ۳ / ۷۴ ط سعید

(۳) وکذا لو قال لا ھدین ھذہ الشاہ والمسنلۃ بحالھا یدرمہ (عالمگیریہ) وما یتصل بدلت مسائل الدر ۲ ۶۵ ط
ماحدیہ (کوئٹہ) (۴) ومن بدر بدرأ عطلق او معقلاً بشرط وکان من حسہ واجب ای فرض ووحہ الشرط المعلق بہ
لرم البادر لحديث من نذر و سمي فعليه الوفاء بما سمي كصوم وصلوة و صدقة (التتوير و شرحہ) كتاب الايمان
۷۳۵ ط سعید

روز اس وقت تک دینا ہوں گے جب تک پانچ سو روپے رہیں اور جب پانچ سو روپے سے کم ہو جائیں تو پھر دینا لازم نہ ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کا ن اللہ

کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے وار روزہ اور
فدیہ دینے سے اجز ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرے فلاں کام پورا ہو جائے گا تو میں اپنی تمام زندگی کے اندر ہر جمعہ کا روزہ رکھا کروں گا مگر بعض مجبوریوں کی ہیں جن کی وجہ سے اس کو پورا نہیں کر سکتا اس کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے کوئی معقول کفارہ بھی دلائیں کہ سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۴۶۹ امت از جہا نیگم
منیر مسلم گرس اسکول۔ کرل۔ سمبلی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۷ء

(حواہ ۲۳۵) اگر نذر کی شرط پوری ہو گئی یعنی وہ کام پورا ہو گیا تھا تو وفائے نذر اس کے ذمہ لازم ہے ۱۰ روزہ رکھے یا بصورت مجبوری روزے کا فدیہ ادا کرے (۳) ہر جمعہ کاروزہ رکھنا لازم ہوا ہے جس جمعہ کو روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کا فدیہ پونے دو سیر گیہوں صدقہ ردینہ ہے اگر مہینے کے چار جمعے ہوں تو سات سیر گیہوں مہینہ بھر کا فدیہ ہوا اگر نہ روزے پر قادر ہو اور نہ فدیہ دینے کی قدرت ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ وہ اس کی کوتاہی کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ

مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر رزم نہیں۔

(از انجمنیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) اکثر لوگ یہ منتہا منتہی ہیں کہ اگر کوئی مرادپوری ہو جائے تو ہم مسجد میں چراغ جہنم لگا دیں اور کچھ پکا کر مسجد کے اندر جا کر رکھ دیں گے ورنہ ایسا کر کے چلے جاتے ہیں صبح کو جو نمازی آتے ہیں وہ اٹھا کر کھاتے ہیں یا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(حواص ۲۳۶) یہ نذر کہ ہمارا فداں کام ہو گیا تو مسجد میں چراغ جگائیں گے یا مسجد میں کھانا رکھ آئیں گے منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہے مگر کوئی شخص اس کو پورا کرنا چاہے اور مسجد کی معمولی روشن کے لئے تیل یا روپیہ دیدے اور اسی طرح مسجد میں کھانا دے آئے تو جائز ہے (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(۱) حوالہ بالا صفحہ گزشتہ

(۲) (حوالہ بالا ص ۱۸۷ گزشتہ)

(۳) ولو اجر انقصه حتى صار شحاً فرب و كان النذر لصيام الا بد ففجر لذلك او واشتاعه بالمعيشه فله ان يعطر و يطعم لكل يوم مسكياً على ما تقدم و ان لم يقدر على ذلك لعسره يستعمر الله له هو العفو الرحيم)
عن مكبره

الباب السادس في الدر ١ ٢٠٩ ط م ح ديه كوثله

(۴) ورم پیرم النادر ما لیس من حسنه واحب ای فرض
کعباده مریض و تشیع حماره و دخول مسجد)

التوسر و شرحه كتاب الايمان ٣ ٧٣٦ ط سعيد

نذر کا بحر عقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں
(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید نے ایک بحر اللہ واسطے کا چھوڑ رکھا ہے۔ بعد زوال زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا اب زید اس بحرے کو اپنے لڑکے کے عقیقہ میں ر سکتا ہے یا نہیں؟ یا قربانی کے دنوں میں اس بحرے کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۷) یہ بحر ۱ تو مستقل طور پر نذر کا ہو گیا اس کو عقیقہ میں یا اپنی واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق قربان کرنا چاہیے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر مانی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے۔
(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) کسی عزیز کی سلامت واپسی پر کسی جانور کو جو پانچ روپے کا ہو دینے کی نیت کر کے عزیز کی واپسی پر بجائے جانور کے ان روپیوں کی دیگر اشیاء مثلاً ایک نمازی عورت کے لئے چادر یا یتیم بچوں کے لئے کپڑے خرید کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۸) دینے سے اس عزیز کو دینا مراد ہے تو جو چاہے دے سکتے ہیں اور اگر جانور کا قربان کرنا مراد ہے تو یہ نذر ہو گئی اور نذر تو اسی طرح ادا کرنا چاہیے جس طرح فی تھی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

بحر ذبح کرنے کی نذر کے بعد بھیڑ ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی

(سوال) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر میں تندرست ہو جاؤں تو اللہ کے واسطے ایک بحر ذبح کر کے خیرات کرنا میرے ذمہ لازم ہے یہ شخص اگر تندرست ہونے کے بعد بجائے بحرے کے بھیڑ قربان کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۳۹) یہ تبدیلی جائز ہے کیونکہ قربانی اور نذر کا حکم ایک ہے۔ ولو قال لله علی ان

ادبح جزورا واتصدق بلحمہ فادبح مکانہ سبع شیاہ جاز (درمختار ص ۷۶ ج ۱) (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ومن نذر ان یصحی شاة وذلک فی ایام النحر وهو موسر فعليه ان یصحی بشاتین عندما شاة بالنذر و شاة بایحاب
الشرع ابتداء الا اذا عسی به الاحبار عن الحواب علیه فلا یدرمه الا واحدة ولو قل ایام البحر لرمہ شاتان بلا حلاف (رد المحتار کتاب الاصحیة ۶/۳۲۰ ط سعید)

(۲) ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وکاب من حسبه واحب ای فرض ووحده الشرط المعلق به لرم النذر
لحدیث من نذر رسمی فعليه الوفاء بما سمي كصوم و صلوٰة و صدقة (تنویر الانصار وشرح الدر المختار مع رد
المحتار)

مطلب فی احکام النذر ۷۳۵/۳ ط سعید

(۳) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۷۴۰/۳ ط سعید

كتاب القضاء والافتاء

پہلے باب

ثالث بنانا

فریقین کی رضا مندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے

(سوال) شہر ساگر مملد ری سرکار قیصر ہند (انگریزی) میں ایک پنچایت کے مجمع میں یہ پنچ وگ برادری کے جھگڑوں زنا وغیرہ کے معاملات میں ڈنڈ یعنی جرمانہ وغیرہ کر دیتے ہیں اور موجودگی قاضی شہر (قاضی شہر یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو کہ شر کے مسلمانوں نے اپنی رضا مندی سے بعد وفات اس کے والد کے معاملات نکاح خوانی و طلاق وغیرہ کے واسطے پگڑی باندھ کر قاضی مقرر کر لیا ہے اور نماز عیدین بھی اس کے پیچھے جماعت بن اسلام کرتی ہے) زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ منکوحہ پر انزام زنا مرد کے ساتھ لگایا اور چار مرتبہ روبرو حاضرین مجلس قسم کھا کر گواہی دی کہ میں نے اس کو عمرو کے ساتھ زنا کراتے دیکھا اور پانچویں مرتبہ کہا کہ حنت خد کی مجھ پر ہو اگر ہندہ سچی ہو اور ہندہ بھی اس پنچایت میں موجود تھی پھر ہندہ نے اسی طرح چار مرتبہ قسم کھا کر یہ کہا کہ خوند میرا زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور حنت خدا کی ہو مجھ پر گردہ سچا ہو دریافت پر معصوم ہوا کہ اس عورت پر بھی تہمت زنا کی نہیں لگائی گئی (یہ پنچایت تاریخ وقوعہ کے چارپانچ روز بعد جمع کی گئی تھی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقت شب نکال دیا تھا اور اس وقت سے اب تک ہندہ اور زید میں عیحدگی ہے) اس واسطے قاضی مذکور الصدر نے مشورہ پنچان موجودہ باہم زید و ہندہ سے مجمع پنچایت میں تفریق کرادی ب قابل استفسار یہ مر ہے کہ کیا حالت مندرجہ بالا میں جو تفریق کہ قاضی مذکور نے مشورہ پنچان کرادی ہے وہ عملداری انگریزی میں جہاں کوئی شرعی حاکم نہیں ہے جائز قرار دی جائے گی یا ناجائز؟ اور قاضی مذکور کی یہ تفریق جو مجمع پنچایت میں کی گئی قاضی کے حکم کے مطابق جس کا کتب فقہ میں مذکور ہے سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اور اس کارروائی سے جو زید و ہندہ کے باہم ہوئی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقوعہ کے بعد سے نکال دیا ہے کیا باہم زید و ہندہ کے حلق ہو گئی یا نہیں اور اب ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ کسی طریقے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو نکاح کہ ہندہ کا زید کے ساتھ ہوا کیا اس کارروائی سے فسخ ہو گیا؟

معاملت فسخ نکاح کے متعلق جناب مولانا مولوی ابوالکلام آزاد مدظلہ نے اخبار صداقت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء پر یہ عبارت درج فرمائی ہے (اولاً تو جو عدالتیں آج موجود ہیں شرعاً ان کو قاضی و حاکم قرار نہیں دیا جاسکتا اور احکام شرعیہ میں جہاں قاضی یا حاکم کا فقط اتنا ہے اس سے موجودہ عدالتیں مقصود نہیں ہو سکتیں پس حیات موجودہ ہندوستان میں سوائے اس کے چارہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے شرعی مقدمات کے لئے یا عدلیہ کی طرف رجوع کریں یا پنچایتی طریقے سے کام لیں) درجناب مولانا مولوی عبدالرؤف صاحب نے اخبار مذکور الصدر تاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مولانا ممدوح کی اس

صریحے پر تائید فرمائی ہے (یعنی اگر مسلمان ایک جتنی کو شش اس امر کی کریں کہ ایک قاضی انہیں مقرر کریں تو باقی فقہاء یہ صورت جائز ہوگی اور دوسرے نے ممالک میں جہاں مسلمان بیہوشی سلطنتوں کے تحت آباد ہیں یہی صورت کی گئی ہے) تو کیا ان عبارت کا فائدہ دیگر ایسے ہی صورت شرعی میں قاضی نہ کو اور اصدر اور بچن سے بیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ان طریقوں سے مسلمان تفریق کریں تو کیا وہ تفریق جائز متصور ہوگی یا نہیں؟ جو ب صواب سے سرفراز فرمائیں خدم محمد عبد السلام بر مکان قاضی محمد عبد العزیز قاضی شہر مائر۔ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء

(جواب ۲۴۰) یہ قاضی جو ہندو سنن کے کثر شرع میں نکاح یہ عیدین کی نماز پڑھتے ہیں شرع وہ قاضی نہیں ہیں جو ادا کام اور قضا کے اختیار رکھتے ہیں اس لئے ان کا کوئی فیصلہ قضا نہیں ہوگا۔ اور جن مسائل میں قضا کی ضرورت ہے ان میں ان کا حکم کافی نہ ہوگا جمعہ اور عیدین اور ان قسم کے مسائل دینیہ میں تو مسلمان جسے قاضی بنالیں وہ قاضی ہو سکتا ہے اور اس کا فیصلہ معتبر ہے کیونکہ حکومت موجودہ نے مذہبی معاملات میں آراء کی دے رکھی ہے۔ اور خود پچھ دست مذہبی نہیں کرتی لیکن ان خصوصیات کی حد ایں خود اپنے قبضہ اختیار میں رکھی ہیں اس لئے رعایا کا فصل خصوصیات کے لئے ان کی قاضی ہمان اس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک حکومت سے انہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو جائے۔

مگر صورت مسو۔ میں جب کہ زید و بندہ نے اپنا فیصلہ کسی شخص کے سپرد کر دیا اور اس شخص کی تفریق پر فریقین راضی ہو گئے تو وہ شخص حکم ہو گیا اور اس کی تفریق صحیح اور معتبر ہوگی۔
محمد کفایت لدکان اللہ

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) زید و عابدہ زن و شوہر ہیں دونوں میں چوتھی ہوئی اپنے نزاع کو رجوع ثالثی کیا گیا مگر ثالث نے کوہن طلاق کے بیان قلم بند کر کے وقوع طلاق کو ثابت قرار دیا اور فترق کا فیصلہ کر دیا بہ آخر فیصلہ ثانی منجانب عابدہ عدالت میں بدیں مضمون پیش ہو کہ ”زید نے طلاق معطلہ دیا تھا۔ فریقین نے داخل اقرار نامہ جات اپنے نزاعات طلاق کو رجوع ثالثی کیا ثالث نے فترق کا فیصلہ کر دیا ہذا فیصلہ ثالثی عداقی قرار دیا جائے“ زید نے عابدہ کو طلاق دینے نیز ثالث کو طلاق کے تصفیہ کا اختیار تفویض کرنے سے انکار کیا فیصلہ ثالثی پر زید کے دستخط نہیں ہیں صرف اقرار نامہ پر دستخط ہیں اور اقرار نامہ پر بھی اقرار عابدہ

۱ ولو فناء ولو بعد کفار وحب علی المسلمین بعین و لو بعد جمعہ الدر المختار کتاب القضاء مطب

فی حکم بولہ قضاء فی بلاد بعد علیہ لکھنؤ ۱۳۶۹ھ سعید

۲ حکم بولہ بولہ او اقرار و بکون و رصب حکمہ صح نو فی غیر حدود و دیہ علی عطفہ سور لا یندر و

سراج، الدر المختار مع رد المحتار کتاب حکمہ ۴۲۸ ۴۲۹ھ سعید

نے بالجبر دستخط کروالینے کی نسبت ایک فوجداری کارروائی بھی کی خیر چونکہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے جو ضابطہ کے تحت آگیا ہے عدالت نے مقدمہ بذاتیں بعد سماعت عدالت نے تصفیہ برائے تصفیہ قائم کی ہے با قرار نامہ جات بنائے ناشر مورخہ گزٹ نمبر ۳۱۲ مین فریقین شرعاً جائز و قابل نفاذ ہے اور یہ ناث امر شرعی طلاق کے تصفیہ کی مجاز ہو سکتی ہے۔ پیو تو جردا المستفسی نمبر ۳۱۴ محمد امیر (حیدر آباد دکن) ۱۴ ربيع ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۱) اگر اقرار نامہ میں اس امر کی تصریح ہو کہ ثالث کو صدق کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے تو ثالث کا فیصلہ دربارہ طلاق صحیح نہ ہوگا اور اگر یہ تصریح نہیں اور جھگڑا یہی تھا کہ صدق دینے نہ دینے میں اختلاف تھا اور یہ مقدمہ ثالث کے سپرد کیا گیا تھا تو اس کا فیصلہ باقاعدہ ہے، فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ، دہلی۔

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے سوال (دو اقرار نامہ جات منسلک استفتائے بذاتیں بنا پر ثالث نے گواہان صدق کے بیانات قلم بند کر کے طلاق ثابت قرار دیا اور افتراق کا فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ تاشی عدالت میں بدین مضمون منجانب اندر پیش ہوا۔ فریقین نے بدخال قرار نامہ جات اپنے تنازعہ طلاق کو رجوع تاشی کیا ثالث نے افتراق کا فیصلہ کر دیا لہذا فیصلہ تاشی عدالت قرار دیا جائے عدالت نے حسب ذیل تصفیہ برائے مقدمہ بعد سماعت قائم کی۔

آیہ قرار نامہ جات بنائے ناشر مورخہ ۲۶ مرداد ۱۳۵۳، گزٹ نمبر ۳۱۲ مین فریقین شرعاً جائز و قابل نفاذ ہے اور ثالث امر فیصلہ طلاق کی مجاز ہو سکتی ہے واضح ہو کہ یہ دو اقرار نامہ جات پر فریقین کے دستخط ہیں اور فیصلہ تاشی پر مدعا علیہ محمد امیر کے دستخط نہیں ہیں۔ المستفسی نمبر ۳۴۸ محمد امیر (حیدر آباد دکن) ۱۴ ربيع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء۔

(جواب ۲۴۲) قرار نامہ جات منسلک کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں بالترتیب ناثوں کو طلاق مہر جیز و خراجات زوجگی کے متعلق تصفیہ کرنے کا فریقین نے اختیار دیا ہے اس لئے ناثوں کو حق تھا کہ وہ طلاق کے متعلق فیصلہ کریں ورنہ ان کا فیصلہ متعلق طلاق ان کے حدود اختیارات کے اندر ہے (۲) اور فیصلہ تاشی پر فریقین یا ان میں سے ایک فریق کے دستخط نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں قرار ناموں پر دونوں

(۱) وصح احداہما فوراً احد الحکمین و بعد الہ اشاہد حل و لایہ ای نفاء تحکیمہ (تویر الانصار و شرحہ الدر استجار) فان المحقق فی الشیخہ (قرلہ و صح لاحرار الح) ای ادا فال لاحد ہما اقررت عدی و فاقست عدی بیہ غیل بہذا فعدلوہ عدی والرمب بذلک و حکمت لہذا فانکر المعصی علیہ لایلتفت ای مکرہ (باب التحکم ۴۳۰ ط سعید)

(۲) فان حکم برمہا ہم استثناء لثلاثہ بعد صحۃ التحکم فی کل المحنہاد تویر الانصار و شرحہ الدر مع رد المحتار باب الحکمہ ۴۲۹ ۴۳۰ ط سعید

(گرچہ فی الحقیقت قسم بھوئی ہونے کی صورت میں اسے رجعت کا کوئی حق نہیں رہا ہے) سہل دوم کا حکم بھی یہی ہے،

(۳) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین طلاقیں سنی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں یعنی دینہ وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی استخلاص نفس کی سعی کرے (۲)۔
(۴) حکم اور ثالث س مقدمے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور عدالت کا مسدود حج بھی قضی کے حکم میں ہو سکتا ہے (۲) اور حج یا سواں نمبر ۵ میں ذکر کئے ہوئے ثابت یا پنجائیت جب خود مسئلہ سے ناواقف ہوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عالم سے دریافت کر کے اس کے موافق فیصلہ کریں اور عام ان کو قضائے صورت شرعیہ بتا دے (۱) محمد کفایت اللہ کا لکھنا۔

پنجائیت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہئے۔
(سوال) زید و بحر کے برادری ہے اور سب کام شادی نئی وغیرہ کے برادرانہ طریق پر انجام ہوتے ہیں قوی پنجائیت بھی ہوتی ہے اور شادی نئی زیر تحت رسومات مروجہ قبیلہ انجام پاتے ہیں مثلاً برادری میں کسی بچہ کی ختنہ ہیں تو اس میں علاوہ در رسومات وغیرہ کے پاؤ پو بھر گڑنی گھر تقسیم ہوتا ہے اور اس کی یہاں تک پابندی ہے کہ اگر وہ تقسیم نہ کرے تو اس جرم میں برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر اہل برادری میں سے کوئی شخص حصہ نہ لے تو اس کو بھی برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس قصور یعنی گڑ تقسیم نہ کرنے یا حصہ نہ لینے کی معافی چاہے تو برادری اس پر جرمانہ کرتی ہے اور زجر جرمانہ وصول کر کے پھر ان کو برادری میں شامل کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ رسومات مروجہ کو ترک کر دوزیری ہیں بحر کہتا ہے کہ اگر ان رسومات کو ترک کرتے ہیں تو برادری کا نظام بگڑتا ہے زید کہتا ہے کہ اگر نظام بگڑتا ہے تو بگڑنے دو بدعت سے تو بچیں گے بحر کہتا ہے کہ یہ حرام تو نہیں ہیں زید کہتا ہے کہ اس میں بوجہ

۱۔ و ان اختلف فی وجود الشرط ی توبہ بیعہ العدمی فلقولہ مع الیمین لا مکدرہ مطلقاً سوبر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامہ: و فی البرایہ ادعی الاستثناء و الشرط فلقولہ: تم قال و ذکر المعنی ادعی البرہان لا سبب و انکرت فلقولہا ولا یصدق بلا یبہ: و ادعی بعنی لطلاق بالشرط و ادعی لا رسا فلقولہ: کتاب الطلاق باب التعلیق مطلب اختلاف البرہان فی وجود الشرط ۳ ۳۵۶ ط سعد
۲۔ و المرأة کانت خاصاً و ادا سمعہ او حرمها عن لا یحل لہا تمکینہ رد المحذر کتاب الطلاق مطلب فی فروج سحر الصریح بحتاج فی وقوعہ فی لیت ۳ ۲۵۲ ط سعد
۳۔ تم استثناء مثلاً بقید المحکمہ فی کل المحتجہات (اندر المحتار) قال المحقق فی الشامہ: قوله فی کل محتجہات) ای لمسائل التي یسوع فیہا الاحتجہ من حقوق العدد کا لطلاق و التعلیق (باب التحکم ۵ ۴۳۰ ط سعد)

۴۔ و یحرم علی غیر الاہل المدخول فیہ قطعاً من غیر تردد مر فی الحرمة سوبر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامہ (فیرلہ و یحرم علی غیر الاہل) بل المراد بہ ما مر فی قریبہ و سببی ان یکرر مؤثراً فی عفاقہ و عملہ و جعلہ لا یرد بہ انما حل (مطلب ابن حنفی دعوی ابی الفصاء ثلاث مرات فی ۵ ۳۶۸ ط سعد)

بدعات قوم کی تباہی ہے بحر کمتا ہے کہ ان کو ہم دین میں تھوڑا ہی داخل کر رہے ہیں۔ المستفتی نمبر ۴۲۷ غشی محمد ختر خاں (دہلی) ۲۸ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۴) زید کا خیال صحیح ہے اور جس قوم کی ہنجاریب منی ہوئی اور قنم ہے وہ بڑی خوش نصیب ہے یہ اللہ نعان کی ایک رحمت ہے کہ کسی جماعت کا شیرازہ بندھا ہوا ہو مگر یہ خوش نصیبی اور رحمت ہی صورت میں ہے کہ ہنجاریب قوم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت کے موافق کرے نئے شک و فہموں اور تباہ کن رسمیں اگرچہ فی حد ذاتہ مباح بھی ہوں مگر ان کے التزام کی وجہ سے قوم اور بالخصوص قوم کے بے ایمان افراد تباہ و زریار ہونے ہوں واجب ترک ہیں قومی بہبود کے نقطہ نظر سے ان کو ترک کرنا ضروری ہے اور نظام کیوں بگڑنے لگا؟ جب ہنجاریب کا فیصلہ ہو کہ اس رسم نہ کی جائے اور قوم اس کے فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ تو نظام کی درستگی اور تباہی ہوگی اس کو نظام کا بگڑنا کون کہہ سکتا ہے؟ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے۔

(سوال) ایک لڑکی کا نکاح حالت نابالغ میں ایک لڑکے کے ساتھ لڑکی کے باپ نے کر دیا مفقہ نکاح کے بعد لڑکا مجنون ہو گیا اور دھائی سال سے مجنون رہا لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ اب وہ تزویج کے قابل نہیں لڑکی فسخ نکاح چاہتی ہے فریقین نے فسخ نکاح کے لئے ایک حکم مقرر کیا ہے کیا حکم بغیر تاجیل کے فسخ نکاح کر سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۳ مولوی محمد عظیم (ضلع میانوالی) ۲۷ ستمبر ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۵) حکم کو جب فریقین نے رضامندی سے حکم بنایا ہے اور اسکو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے اور زوج مجنون ہے تو حکم دونوں کا نکاح فسخ کر سکتا ہے اور تاجیل کی حاجت نہیں کیونکہ جنون جب کہ دھائی سال سے تو جنون مطبق ہے اس میں تاجیل کی ضرورت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) استثناء الثالث بشد صحاح الحکیم فی کل المجتہدات (الدر المختار) قال المحقق فی الشامہ (۱) قوله فی کل المجتہدات فی المسائل التي يسوغ فيها الاجتهاد من حقوق العباد كالطلاق والعاق والمكة والتمتع بحرف مخالف كتاباً أو سنة أو اجماعاً (باب التحکیم ۴۳۰، ۵ ط سعید)

(۲) فتحکم بیہما سبۃ و افراز او سکول و رصبا حکمہ صح (۱) الدر المختار باب التحکیم ۵ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ط سعید

دوسرا باب

عمدہ قضاء اور قاضی کے فرائض

(۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟

(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے۔

(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) (۱) مسلمانان ہندوستان پر مسلمان قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ہندوستان کے مسلمان اگر بطور خود قاضی مقرر کریں تو وہ قاضی شرعی ہو گا یا نہیں موجودہ صورت حال میں کہ ہندوستان پر حکومت غیر مسلمہ تسلط ہے حکومت غیر مسلمہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور حکومت غیر مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے قاضی شرعی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) بن مسائل میں شرعی قاضی کا فیصلہ ضروری ہے یا نہیں غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر قانون شریعت کے موافق بھی ہو کافی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) مثال کے طور پر چند مسائل جن میں مسلمان قاضی کا فیصلہ ضروری ہو بتا دیئے جائیں؟

(جواب ۶۶۲) (۱) مسلمانوں پر پہلا اہم ورمقدّم فرض یہ ہے کہ وہ مسلمان وان مقرر کریں کیونکہ غیر والی مسلم کے بہت ہی اسلامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

ثم الاحتماع على ان نصب الامام واحد والمذهب انه بحب على الخلق (شرح عقائد ص ۱۱۰) ۱

والمسلمون لا بدلهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم و سد عورهم و تحبير جيو ستم واحد صدقاتهم و فهر المعلنة والمتلصصة و قطاع الطريق و قامة الجمع والاعباد و قطع المنارعات الواقعة بين العباد و قبول الشهادات القائمة على الحقوق و ترويح الصغار والصغار الدين لا اولياء لهم و قسمة الغنائم و نحو ذلك من الامور التي لا يتولاها احاد الامه (العقائد السنية ص ۱۱۰) ۲

و نصبه اہم الواجبات فدا قدموه على دفن صاحب المعجرات (در مختار) قوله

اہم الواجبات ای من اہمها التوقف کثیر من الواجبات الشرعیة علیہ (رد المحتار ص

۴۰۴ ج ۱)۔

ولو شهد وال لعدہ کفار وجب علی المسلمین تعین وال و امام للجمعه فتح

ر در مختار)۔

(ترجمہ) اس بات پر جہاں ہے کہ امام مقرر کرنا فرض ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ امام مقرر کرنا مخلوق (مسلموں) پر فرض ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو حکم جاری کر سکے اور حدود قائم کر سکے اور سرحدوں کا انتظام اور جیوش مسلمین کی تیاری کر سکتا ہو اور صدقات وصول کرے اور متغلب لوگوں کو دبا سکے چوروں اور ٹنگوں کو مقہور کر سکے جمعہ اور عیدین قائم کرے اور مقدمات کا فیصلہ کرے شہادتیں قبول کرے نابالغوں کا جن کے ولی نہیں ہیں نکاح کر دیا کرے غنائم تقسیم کرے اور اسی قسم کی بہت سی ضرورتیں ہیں جو افراد امت سے پوری نہیں ہو سکتیں۔

امام مقرر کرنا فرائض میں سے اہم فرض ہے اسی وجہ سے صاحب رسالت کے دفن سے پہلے صحابہ کرام نے امام مقرر کر لیا کیونکہ بہت سے واجبات شرعیہ امام پر موقوف ہیں۔
گر غلبہ کفار کی وجہ سے والی مسلم نہ ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک والی مسلم اور امام جمعہ مقرر کریں۔

قاضی مقرر کرنے کا اختیار بدشاہ و امام کو ہے لوگ اگر خود قاضی مقرر کر لیں تو وہ قاضی نہ ہوگا کیونکہ ان کے مقرر کئے ہوئے قاضی کو تنفیذ حکام کا اختیار و قدرت نہ ہوگی۔

واذا اجتمع اهل بلدة على رجل و جعلوه قاضياً بقضى فما بينهم لا بصير قاضياً (عالمگیری)۔

اذا قلد السلطان رجلاً قضاء بلدة كذا لا بصير قاضياً في سراد تلك البلدة ماله بقلد قضاء البلدة ونواحيها (عالمگیری)۔

الا اذا كان لم يصلح له الا رجل واحد تعين هو لا قامة هذه العادة فصار فرص عيب عليه الا انه لا بد من التقليد فاذا قلد افرص عليه القبول (بدائع باختصار)۔

واذا لم يكن سلطان ولا من يحوز النقل منه كما هو في بعض بلاد المسلمين عيب عليهم الكفار كفر طه الا ان يحب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم

(۱) مطلب شروط الامامة الكبرى ۱/ ۵۴۸ ط سعید

(۲) کتاب القصاص مصنف فی حکم تولية القضاء فی بلاد تغلب علیها الکفار ۵/ ۳۲۹ ط سعید

(۳) الباب الحامس فی التفسد والاعتراض ۳/ ۳۱۵ ط محدثہ کتبہ

(۴) مرجع سابق

(۵) فصل واما بعد من یصرص علیه فبول بقید انقصاء ۷/ ۴ ط سعید

يجعلونه والياً فيولى قاضياً ويكون هو الذي يقضى بينهم الخ (شامی ۱۱، نقلاً عن الشهر
نقلاً عن الفتح)

(ترجمہ) جبکہ کسی شر کے دُک متفق ہو کر کسی کو قاضی بنائیں جو فیصلے کیا کرے تو وہ واقعی قاضی
نہیں بن جائے گا۔

جب کہ بادشاہ کسی شخص کو کسی شر کا قاضی مقرر کرے تو وہ شخص مضافات شر کا قاضی نہ
ہو گا جب تک کہ بادشاہ شر اور مضافات کی قضا سپرد نہ کرے۔

جب کہ شر میں قضا کے لائق ایک ہی شخص ہو تو فریضہ قضاء ادا کرنے کے لئے وہ متعین
ہے اور قضا اس پر فرض عین ہے مگر بادشاہ کی طرف سے قاضی بنایا جانا ضروری ہے تو جب کہ سے
قاضی بنایا جائے تو قبول کرنا اس پر فرض ہے۔

اور جب کہ بادشاہ اسد م اور ایسا مسم حاکم جو قاضی مقرر کر سکتے ہیں نہ ہو جیسے کہ مسلمانوں
کے بعض شروں میں جن پر کفر غالب ہو گئے ہیں مثل قرطبہ کے آج کل ہے تو مسلمانوں پر
واجب ہے کہ متفق ہو کر کسی مسلمان کو والی مقرر کریں اور وہ والی قاضی کا تقرر کرے اور قاضی
مسلمانوں کے فیصلے کیا کرے۔

گر بادشاہ مسلمان نہ ہو اور مسلمان بھی کوئی دان مسلم مقرر نہ کر سکیں تو بحالت مجبوری
مسلمانوں کو حق ہے کہ غیر مسلم بادشاہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کریں یہی حالت
میں غیر مسلم بادشاہ کے مقرر کئے ہوئے مسلمان قاضی قاضی شرعی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ قاضی کو
تنفیذ احکام کا اختیار ہو اور مسائل شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے سے روکا نہ جائے۔

و يحوز تقلد القضاء من السلطان العادل والحائر ولو كافراً (درمختار) فی
التتار حاسة الاسلام ليس بشرط فيه اى فى السلطان الذى يقلد (ردالمحتار) ۲ الا اذا
كان يمعنه عن القضاء بالحق فيحرم (درمختار) ۲ ولكن اما يحوز تقلد القضاء من
السلطان الحائر اذا كان يمكنه من القضاء بحق ولا يحوز فى قضايه شر ولا ينهاده
عن تنفيذ بعض الاحكام كما ينبغى اما اذا كان لا يمكنه من القضاء بحق و يحوز فى
قضايه شر ولا يمكنه من تنفيذ بعض الاحكام كما ينبغى لا يتقلد منه (الفتاوى
العالمگیریہ ص ۳۷۷ ج ۳) ۱

لكن اذا ولى الكافر عليهم قاضياً ورصيه المسلمون صحت توليه بلا شبهة

(۱) مطلب فی تریبہ حکم القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۵ ۳۶۹ ط سعید

(۲) مطلب ابو حبیہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۵ ۳۶۸ ط سعید

(۳) ایضاً

(۴) کتاب ادب القاضي الباب الاول ۳۰۷، ۳ ط ماجدنا کرمہ

(رد المحتار) (۱)

(زجمہ) منصب قضا قبول کرنا سلطان عدل و رخصم کی طرف سے جائز ہے اگرچہ بادشاہ کافر ہو (در مختار) تاثر خامیہ میں ہے کہ قاضی مقرر کرنے والے بادشاہ کا مسلمان ہونا (صحت قضاء کے لئے لازمی) شرط نہیں ہے مگر جب کہ بدستہ (خواہ غیر مسلم ہو یا ظالم) قاضی کو فیصلہ حق سے روکے تو حرام ہے لیکن بادشاہ ظالم (خواہ غیر مسلم ہو یا مسلم) سے منصب قضا ایسی حاست میں قبول کرنا جائز ہے کہ بادشاہ قاضی کو حق کے موافق فیصلے صادر کرنے کی قدرت دے دے اور اس کے فیصلوں میں نا حق دخل نہ دے اور اس کو بعض احکام کی تنفیذ من سبب نہ روکے اگر بادشاہ قاضی کو حق فیصلہ نہ کرنے دے دیاس کے فیصلوں میں نا حق دخل دے یا بعض احکام کی تنفیذ من سبب نہ کرنے دے تو قضا قبول نہ کرنا چاہیے لیکن جب کافر بادشاہ کوئی قاضی مقرر کر دے اور مسلمان اس پر رضامندی ظاہر کر دیں تو یہ نکر رہہ شبہ درست ہے۔

(۲) غیر مسلم کو قاضی بنانا درست نہیں تھا کیونکہ قضا کے شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ قاضی مسلمان ہو پس غیر مسلم حکام قاضی شرعی کے قائم مقام نہیں ہو سکتے اور ان کا فیصلہ ضرورت شرعیہ کو پورا نہیں کر سکتا۔

ولا یصح ولاية القاضی حتی یجمع فی المولی شرائط الشهادة کذا فی الہدایہ من الاسلام والتکلیف والحرية الح (عالمگیری) ۲، الصلاحية للقضاء لها شرائط منها العقل ومنها السوغ ومنها الاسلام ومنها الحرية الح (بدائع) ۳، قاضی کو قاضی بنانا صحیح نہیں جب تک اس میں شہادت کے شرائط نہ پائے جائیں یعنی مسلمان ہونا مکلف ہونا آزاد ہونا وغیرہ۔

ص حیت منصب قضا کے لئے چند شرطیں ہیں ان میں سے عقل ہونا اور بالغ ہونا اور مسلمان ہونا اور آزاد ہونا صحیح ہے۔ (بدائع)

یہ تو مسلمانوں کے تمام نزاعات کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان حاکمان کو فیصلہ کرے لانه لا ولاية لکافر علی مسلم ۱، لیکن نزاعات کی ایک قسم تو ایسی ہے کہ ان کے لئے قاضی مسلم باختیار کا ہونا اشد ضروری ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی انسانی ضرورتیں معطل ہی نہیں بلکہ مسلمان سخت مواخذات شرعیہ میں مبتلا ہوتے ہیں صرف مثال کے طور پر اس قسم کے

۱ مطلب فی بركة القضاء، فی رد المحتار ج ۵ ص ۳۶۹ ط سعید

(۲) کتاب دین القاضی لب لاو ۳ ص ۳۰۸ ط صاحب کرم

(۳) فصل دین القاضی من یصلح للقضاء ۷ ص ۳۳ ط سعید

(۴) رد المحتار مطلب شروط الامانة الکبری ۱ ص ۵۴۸ ط سعید

چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں -

(۱) آج کل بہاؤ وقت کسی عورت کا خاوند مفقود ہو جاتا ہے اور عورت بھی نو عمر اور مختار ہوتی ہے منکرین حنفیہ کے فتویٰ کے موجب اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ اپنی طبعی اور مالی مشکلات سے گلو خلاصی کی سبیل بہم پہنچائے لیکن اس کی تکمیل بغیر قاضی مسلم کے فیصلے اور حکم کے نہیں ہو سکتی ہزاروں عورتیں اس مصیبت میں مبتلا ہیں اور موجودہ حکومت کا قانون ان کی مصیبت رفع کرنے کے لئے ناکافی اور قاضی مسلم کا نہ ہونا ان تمام مصائب کا ذمہ دار ہے (۱)

(۲) بہت سی نابالغ لڑکیوں کا نکاح ان کے ولی کر دیتے ہیں نکاح شرعاً درست ہو جاتا ہے مگر لڑکی کو بلوغ کے وقت اختیار ہوتا ہے کہ وہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے مگر فسخ کے لئے قاضی کا حکم ضروری ہے اور بغیر قاضی شرعی کے حکم کے نکاح منفسخ نہیں ہوتا موجودہ عدالتوں کے بغیر مسلم حامی اگر فسخ بھی کر دین تو شرعاً اسے فسخ کا اعتبار نہیں (۲)

(۳) بہت سے جاہل مسلمان اپنی بیوی پر بیجا زنا کی تہمت لگا کر اسے کس مہر سی کے عالم میں چھوڑ دیتے ہیں شریعت مقدسہ اسلامیہ نے ایسی صورت میں اس کا علاج لعن مقرر کیا ہے لیکن لعن کے لئے قاضی مسلمان ہونا ضروری ہے بغیر قاضی مسلمان کے لعن کرے ہوئے اس مشکل کا کوئی حل نہیں (۳)

(۴) سی طرح کوئی شریف اپنی بیوی کو بد چینی میں مبتلا پائے اس کی سبیل بھی لعن ہے جس کے لئے قاضی مسلم ضروری ہے (۴)

(۵) اگر کوئی جاہل اپنی سار کے ساتھ ناجائز حرکت کرے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے لیکن ان دونوں میں تفریق قاضی شرعی کر سکتا ہے اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے بہاؤ وقت عورتیں خست گنہ میں مبتلا رہتی ہیں اور کوئی چارہ کار نہیں پاتیں (۵)

(۶) بہت سی عورتوں کو ان کے خاوند معاقہ کر کے چھوڑ دیتے ہیں ان نفقہ نہیں دیتے اور

(۱) اسما یحکم بموتہ نقضاء لانه امر محتمل فسالہ یظم الیہ انقصاء لا یكون حجة (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله 'نقصاء') ان هذا ای ما روی عن ابی حنیفہ من تقریر من موتہ الی رای القاضی رض علی انه یحکم بموتہ بنقصاء (مطلب فی الافتاء) سہم مالک فی روحہ المستفرد ۲: ۲۹۷ ط سعید

(۲) و حاصلہ اندادہ کاب الزوح للتصغیر والتصغیر غیر الایم والحد فلہما الحار بالزوج او العہد فان احراز الفسخ لا یشب الفسخ الا بشرطه 'النقصاء' (رد المحتار) باب الولی ۴: ۷۰ ط سعید

۳. و حنفیہ للعن ان ینتدای بنقصاء بالزوج فیشہد اربع مرات واداء لعن لا تنفع العرفہ حتی یرقی النقصاء ینتہد (ہدیہ) باب للعن ۲: ۱۸ ص مکتہ شرکت سیمہ ملتان

۴. بصا

۵. و تحریمہ المصاہرہ لا یرفع الکاح حتی لا یحل فیہا التزوج الا بعد السارکۃ (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ و حارۃ الحاروی الا بعد تبرع القاضی او بعد السارکۃ وقد علست ان الکاح لا یرفع بل ینتہد (باب المحرمات ۳/۳۷ ط سعید)

کسی طرح راہ راست پر نہیں آتے ایسے وقت شرعاً بعض ائمہ کے مذہب کے موافق قاضی تفریق کر سکتا ہے لیکن قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں عورتیں مبتلائے عذاب ہیں اگر غیر مسلم تفریق کا حکم بھی کر دے تاہم نکاح منسوخ نہیں ہوگا (۱)

(۷) اگر عورت کو مرد نے طلاق نہیں دی ہے مگر عورت نے طلاق دے دینے کا دعویٰ کر لیا اور گواہ پیش کر دیئے اور موجودہ عدالت نے طلاق تسلیم کر کے تفریق کا حکم کر دیا تو یہ حکم شرعی عدالت نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے اب شرعی عدالت ہوتی اور قاضی مسمیہ حکم کرتا تو درست ہو جاتا اور عورت بعد مدت دوسرا نکاح کر لیتی تو زنا کے گناہ میں گرفتار نہ ہوتی (۱)

(۸) عین کے معاملے میں درمجنون کے معاملے میں قاضی شرعی کا فیصلہ ضروری ہے غیر مسمیہ حاکم اگر نکاح کو منسوخ بھی کر دیں جب بھی شرعاً وہ منسوخ نہیں ہوتا اور زوجین یا دونوں میں سے ایک گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (۱)

(۹) رمضان شریف کے چاند دیکھنے عید کے چاند دیکھنے کی شہادت قبول کرنا درصوبہ میافصر کا حکم دینا قاضی مسمیہ کا کام ہے جس کے نہ ہونے سے بیٹ سے جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں (۱)

اسی طرح اور بہت سے مسائل ہیں جن کا شرعی فیصلہ مسلمان قاضی پر موقوف ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ

- (۱-۲) عمدہ قضا کے استحقاق کے لئے صلاحیت و استعداد شرط ہے
- (۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے وہ نہ ہو تو مسلمان جماعت کو ہے
- (۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہیے؟
- (۵) قاضی کی خدمات اجازت کے بغیر انجام نہیں دینی چاہئیں۔
- (سوال) قضاء تازوئے شرع شریف خاندانی حق یا ورثہ (ترک) ہے یا نہیں؟ (۲) اگر ورثہ ترک

(۱) والحاصل ان التبرق بالعجز عن الفقه حائز عند الشافعی حال حصر الرجوع و کذا حال عیہ مطلقاً
 راجعاً لا ولی عیہ مشابحاً حکم محتملاً فیه فیصد فی النساء (رد المحتار مطلب فی فسخ اسکاح بالعیض
 عن سلفہ و بالعیہ ۳ ۵۹۰ ط سعید)

(۲) ویفید الفضاء شہادة الرجوع ظاهر او صریح فی لغتہ و التمسح کافقہ و طلاق (تبریر الاصول و شرحہ
 قال المحقق فی النامہ (قولہ التمسح) ادعت انہ طلقها ثلاثاً و هو یکر و قامت بیة و رجوع فتتبی بالفرقة
 فزوجت باحر بعد بعة حل له و صرح عبد اللہ و د علم بحیثیۃ الحال و حل لاحد الشہدین ان یتزوجین و لا یحل
 الاول و طرہ و لا یحل لہ تسکینہ رد المحتار مطلب فی الفضاء شہادة الرجوع ۴۰۵ ط سعید

(۳) والا باب التفریق من القاضی ان ابی بصلافینا بطسہا (تبریر الاصول و شرحہ الدر المحتار مع رد المحتار باب
 العس و غیرہ ۴۹۸/۵ ط سعید)

(۴) و فی بلا دعوی و بلا لفظ اشہد و بلا حکم و تحس قضا لا لا حیر لا شہادة بصورہ مع عیہ
 سر و لفظ مع لعنة و العدة انصاب شہادة و لفظ اشہد (تبریر الاصول و شرحہ الدر المحتار مع رد المحتار
 کتاب بصورہ ۲ ۳۸۵ ۳۸۶ ط سعید)

نہیں ہے تو شرعی قانون کے مطابق قاضی بنانے کا حق ہندوستان جیسے مقام میں کس کو ہے؟ (۳) کیا غیر مسلم حاکم غیر رضا مندی جماعت مسلمین قاضی کسی کو مقرر کر سکتا ہے؟ (۴) قاضی جیسے آدمی کو بنانا افضل ہے اس کی افضلیت کے کیا کیا اوصاف ہیں (۵) شرعی قاضی کی موجودگی میں منصب امامت صلوٰۃ جمعہ وغیرہ و اقامت جمعہ و اعیاد وغیرہ دوسرے کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ المسنن فی نمبر ۱۳۴۶ عبد المجید صاحب (مدراں) ۲۷۷ یقعدہ ۵۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۷) (۱) عمدہ قضا کا استحقاق صرف وراثت کے طور پر نہیں ہو تا بلکہ صلاحیت و استعداد لازم ہے ہاں صلاحیت اور استعداد رکھنے والے متعدد شخصوں میں سے اس کو ترجیح دی جائے جو قاضی سابق کا فرزند یا قریب ہو لیکن قاضی سابق کے فرزند یا قریب میں صلاحیت اور اہلیت نہ ہو تو اجنبی کو جو صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو مقدم رکھا جائے گا (۱)

(۲) قاضی بنانے کا حق مسلمان حاکم کو ہے اور مسلمان حاکم نہ ہو تو مسلمان کی جماعت کو ہے۔
 اگر غیر مسلم حاکم کسی کو بشرط رضا مندی جماعت مسلمین قاضی بنادے تو یہ بھی درست ہے۔
 (۳) جماعت مسلمین کی رضا مندی کے بغیر اگر غیر مسلم حاکم کسی کو قاضی بنادے تو وہ قاضی صحیح قاضی نہ ہو گا اگرچہ قانوناً قاضی قرار دے دیا جائے۔

(۴) ہندوستان میں قاضی اپنے اصلی مفہوم کے لحاظ سے قاضی نہیں بنائے جاتے بلکہ صرف نکاح پڑھانے اور عیدین کی امامت وغیرہ جیسے کام ان کے پردہ ہوتے ہیں ان لحاظ سے سرنیک اور صاحب پڑھا مکھ آدمی قاضی بنایا جاسکتا ہے۔

(۵) آج کل تو شرعی قاضی کی خدمات یہی ہیں اور جب ایسا شخص موجود ہو جو شرعی طور پر ان خدمات کی ہیئت رکھتا ہے ورنہ یہ خدمات اس کو تفویض کی گئی ہیں تو دوسرے کسی شخص کو اس کی اجازت کے بغیر یہ کام نہ کرنے چاہئیں (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان ندہ دہلی
 اجوبہ صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی

(۱) الصلاحيہ لفصاء بہ شرائط: منہ لعقل و منہ لبلاغ و منہ الاسلام و منہ الحریہ و منہ البصر الحج (مدافع الصانع) کتاب آداب القاضی ۳۷ ط سعید

۲. و منہ بلاد عبہا ولاہ کفار فیحور للمسلمین و منہ الجمع و لا عداد و یصیر القاضی قاضیاً شرعیاً مسلمین (رد المحتار فی مطلق فی حکم توبۃ الفصاء فی بلاد عبہا الکفار ۵۳۶۹ ط سعید)

(۳) د ولی الکافر علیہم قاضیاً و رصیہ المسلمون صحت توبتہ بالاسنہ رد المحتار مطلب فی حکم تولد الفصاء فی بلاد عبہا الکفار ۵۳۶۹ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) و علم ان صاحب الیہ و مثله امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مصداقاً لمرور الابصار و شرح الدر لمحرر مع رد المحتار باب الامامۃ ۱۵۵۹ ط سعید

زوجین کے درمیان انگریز عدالت کے مسلم جج تفریق کر سکتے ہیں!

(سوال) اگر زوجین میں تفریق کی ضرورت ہو تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس وقت نصاریٰ کی طرف سے کون قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی و اتفاق سے بھی کسی منصب قضا نہیں دے سکتے، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی عبارت واداء حلال الرماہ من سلطان دی کفایہ فالامور موکلة الى العلماء وبحب علی الامة الرجوع اليهم وبصروہ ولا فاداء عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر ماناع عمدائہ فان کتروا فالمتبع اعمہم فان استنوو افرح سہم سے بہ علم کو قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرائی مسلم اس وقت اس ملک میں تفریق کر سکتا ہے جو وقت نصاریٰ کی طرف سے جو جج یا مجسٹریٹ یا کسٹرس سٹب میں اگر یہ عوم شریعت سے واقف ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ تو جروا

(جواب ۲۴۸) ہاں ضرورت انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شریعی کے ہو سکتے ہیں کیونکہ حکومت کی طرف سے معاملات مخصوصہ اہل اسلام مثلاً صدق مکان میرٹ وغیرہ میں حکام شریعہ کے موافق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے حدیقہ ندیہ کی جو عبارت سوں میں مذکور ہے وہ یا تو دیانات پر محمول ہے کہ دیانات میں آج کل علماء ضرورت قائم مقام قاضی کے نبجہ جاسکتے ہیں لیکن فصل خصومات میں چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے علم کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اس لئے خصومات میں ان کا کوئی فیصلہ معتبر نہیں یا اس عبارت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصومات کے لئے ولی بنائیں وراہر مسلمان یسائر میں تو پیشک ان علماء کا فیصلہ معتبر ہوگا لیکن جب تک مسلمان یسانہ کریں اس وقت تک علم قائم مقام و احکام نہیں ہو سکتے، و مدہم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کبار کا مرتکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں

(۲-۳) فاسق کے مکان کو محکمہ شریعہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے جانا جائز نہیں

۱) بحور نفہد من السلاطین لعدن و لجانہ و نو کافرا سور الاصدار و شرحہ اندر لمختار مع رد المحتار مصب ابو حنیفہ دعی لی لقصہ ثلاث مرات فانی ۵ ۳۶۸ ص سجد

۲) و نو نفہد وال لعمہ کفار و حب علی سسیمی عس و و ادم لجمعة لدر المحتار فان لمحق فی النہد و فی لفتح و داسم بکن سلطان و لا من بحور التقلید مہ کف ہو فی بعض بلاد المسیم علی عہد انکدر کفر صہ لال بحب علی المسیم ب یقفو علی واحد منہم یجمعونہ والیا قبولی فاصیاً و نکو ہر ہدی سیم رکہا مصو امانا صبی نہم حشعة مصب فی نوبہ القصد فی بلاد نعب علیہ انکدر ۵ ۳۶۹ ص

(۴) کبار کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے

(۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چندہ دینا موجب فسق ہے

(۶) حق چھپانے والا مومنی بھی فاسق ہے۔

(۷) تبع شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے۔

(سوال ۱) جو ان پڑھ خاندانی قاضی کہ عیدین کی نماز کے لئے مع بابے کے گھوڑے پر سوار ہو کر عید گاہ جاتا ہو اور ڈرہی منڈاتا ہو اور احکام شرعی پر آبائی رواج کو مقدم رکھتا ہو اور مسائل دینیہ سے بالکل نااہل ہو اور تارک صوم و صلوٰۃ ہو ورنہ عت کے کاموں کو رواج دیتا ہو ورنہ عزیمت کے سامنے اوبان وغیرہ جاتا ہو ورنہ عزیمت داروں کا حامی ہو یہ شخص کو قاضی سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے نکاح پھوان اور اس کی حمایت کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایسے قاضی کے مکان پر علماء کو امور شرعیہ کے تصفیہ کے لئے جانا درست ہے یا نہیں (۳) اور اس کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھنا کیسا ہے؟ (۴) جو شخص کہ باوجود ظلم ہونے کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہو اور محرم میں لونڈے بچانے والوں اور مرتبہ سننے والوں کا معاون و مددگار ہو جبکہ خود اس مجلس میں شریک ہوتا ہو ورنہ دیوں کا ناج دیکھتا ہو اور محرم محرم میں منصر مشہد تین جیسی غیر معتبر کتاب کا واعظ ہو اور اسے خوب منہ بندا کر پڑھتا ہو کہ سننے والے خوب روئیں اور یہ سمجھتا ہو کہ سامعین جتنا روئیں گے زیادہ ثواب ملے گا ورنہ بت حرمت اہل بیت کا مرتکب ہو اور باوجود حکم شرعی دیکھ بیٹنے کے بھی باز نہ آتا ہو اور علماء محققین کے فتویٰ کو جو دہ شرعیہ کے موافق ہو محض اپنی ضد و نفسانیت سے نہ مانتا ہو ایسے شخص کی گواہی شرعاً مقبول ہے یا نہیں (۵) جو مومنی کہ بزرگوں کے عرس مروجہ فی احوال میں جہاں رندیوں کا ناج وغیرہ ہو و لعب ہوتا ہو چندہ دے ورنہ لوگوں سے چندہ وصول کرے اور ترغیب دے وہ کیسا ہے؟ (۶) جو مومنی بایں خیال کہ عوام مجھ سے بدظن ہو جائیں گے میری بے قدری ہوگی ورنہ روزی میں نقصان پہنچے گا حق بات کو چھپائے اور معلوم ہو کر فتویٰ نہ دے وہ کیسا ہے ورنہ یہ شخص سے فتویٰ پوچھنا کیسا ہے؟ (۷) ممنوعات شرعیہ سے روکنے والے علماء کو سخت ست کرنا ورنہ کی بتک عزت کے درپے ہونا کیسا ہے؟ المسنفی فقیر بلد رخل لمقرب بہ نبی شتر چشتی غنی عنہ (مالی گاؤں)

(جواب ۲۴۹) جس شخص میں یہ باتیں ہوں کہ ڈرہی منڈاتا ہو اور ناج نماز کے ساتھ عید گاہ کو نماز کے لئے جاتا ہو حکام شرعیہ پر رواج کو مقدم رکھتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ورنہ عزیمت داروں کی اس بدعت میں حمایت کرتا ہو وہ فاسق ہے ورنہ ہرگز قاضی بننے کے حق نہیں ہے (۳۲) یہ شخص کو قاضی بنانا اور اس کے پاس فیصلے کے لئے جانا جائز نہیں اور اس کے مکان کو محکمہ

شرعیہ سمجھنا ہے، (۶) یہ شخص بھی فاسق و مردود شہادۃ ہے، (۵) ایسے عرسوں میں جہاں رادیوں کا ناچ ہو اور محرمات و منکرات کا مجمع ہو جیسا آج کل اکثر عرسوں میں ہوتا ہے جائے اور چندہ دے دے وہ بھی فاسق اور دین کو تباہ کرنے والا ہے، (۶) یا مودی بھی فاسق ہے (۷) عام بائبل قبیح شریعت کو برا کہتا اور اس کی توہین کرنا سخت گنہگار ہے اور بسا اوقات یہ بات کفر تک پہنچا دیتی ہے۔
واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ منقرہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی
اجوبہ صحیحہ - عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند - ۲۷ شعبان ۱۳۳۳ھ

تیسرا باب دعویٰ اور گواہی

ٹیلی فون پر عادل گوہوں کی شہادت بھی مقبول نہیں
(سوال) رمضان المبارک کی انیس تاریخ کو ٹیلی فون پر چار معتبر عدس گواہوں نے شہادت دی کہ ہم نے ہمارے فطر دیکھا ہے ان چار آدمیوں کو اور ان کی وزوں کو میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جب کہ تمام کاروباری ور خانگی امور میں ٹیلی فون پر ن لوگوں کا اعتبار کیا جاتا ہے تو چاند کی ٹوہی کیوں نہ معتبر سمجھی جائے اور ب تو یہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ ٹیلی فون پر گفتگو کرنے والے کا فوٹو بھی سامنے آجایا کرے گا اگرچہ اب تک رنج نہیں ہے موجودہ شکل میں ور جو آئندہ آنے والے ہے کچھ فرق ہے یا نہیں؟ المستفسی نمبر ۲۸۸ مو انا حکیم محمد ابرہیم صاحب راندیر ضلع سورت ۶ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۵۰) ٹیلی فون کی حیثیت گرچہ ٹیلی گراف سے مختلف ہے لیکن شہادت کے موقع پر دونوں کا حکم شرعی یک ہے جس طرح کہ تار کے ذریعے شہادت دانیس کی جاسکتی اسی طرح ٹیلی فون بھی دے شہادت کے لئے مفید و مقبول نہیں قانونی عدالتیں بھی تار پر ٹیلی فون پر شہادت قبول نہیں کرتیں اگر آئندہ فون پر بات کرنے والے کا فوٹو بھی سننے والے کے سامنے آجائے جب بھی باب شہادت

۱۔ ولفسن ہلہ فکروں ہا لکن لا بعد وحوماً و یا ثم مقدمہ کفایل شہادۃ لا یفی و نسیر الانصار و شریح لمر لمحتار مع رد المحتار مطلب فی حکم العدوی اندری والصرانی ۳۵۵ ۳۵۶ ط سعید
۲۔ اتفقوا علی ان الاغلاں مکبرۃ بمع الشہادۃ لا یفل شہادۃ من یجلس مجلس المحور والمحدث و نسرا و ن لم یشر و عالمگیرہ الفصل الثانی فیما لا یفل شہادۃ لفسفہ ۴ ۴۶۶ ط ماحدہ کرئہ
۳۔ قال لسماع والقول والرقص الادی بعه المصروفہ فی رماہ حرام و علمگیریہ الباب السبع عشر فی العناء وللہو و سائر المعاصی ۳۵۲ ط ماحدہ کرئہ / قال لا تعالی ولا تعاوی عی لاثم والعدوان والالۃ (لمندۃ ۲)
۴۔ و یحاف عیہ لکفر اذا شہد علماً او فہیہا من غیر سبب و البحر الرقوب باب احکام لمرئیں ۱۳۲ ط

میں وہ ناقابل اعتبار رہے گا تمام کاروبار کا اس پر مدار ہونا اور روزانہ لوگوں کا تجارتی اور نجی کاموں میں اسکو معتبر سمجھنا اس کے لئے کافی نہیں کہ شہادت میں بھی اس پر اعتبار کیا جائے جیسے کہ حکومت ہند کے ہم سے اہم کام تار کے ذریعے انجام پاتے ہیں لیکن ایکزیکیوٹو (نظامی) صیغہ میں تار پر بھروسہ کرنے کے بوجود جوڈیشل (عدالتی) صیغہ اس کو معتبر نہیں سمجھتا۔

ہاں جب کہ کثرت تار یا ٹیلی فون کے وجہ سے کسی کو خبر کا یقین ہو جائے تو وہ شخصی طور پر عمل کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن حکم کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس پر رویت ہلال یا فطر یا عید کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جس کو یہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے۔

(سوال) ایک قوم قبیل التعداد ترم واقعات صحیحہ کے معلومات ہونے کے بوجود شہادت حقہ کا کتبہ بن کرتی ہے اقرار صحیحہ سے بددوش نہیں ہوتی در ایک مظلوم جو کہ عامانہ حیثیت میں ہے فریب و غابازی سے مبرا اور پاک ہے اس کی مظلومیت محفوظ نہیں رکھتی کسی قوم کے لئے عند اللہ کیا سزا ہے اور باشندگان شہر کو از روئے شریعت ایسی قوم کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبد الرحیم صاحب (پھوٹی نیچہ) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۵۱) ایسی شہادت کا کتبہ بن کرنا جس سے حقوق العباد ضائع ہوں حرام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طلبانہ و خوراک نہیں لینا چاہئے

(۲) شہادت شرعی ہو تو آپہ و رفت کا رایہ لینا جائز ہے

(۳) عدالت میں موجود شخص چال چمن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا

(۴) رشوت کی تعریف

(۵) زبانی کوشش سے ہو سکے والے کام کی اجرت لینا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) گورنمنٹ کسی شخص کو کسی کام کے لئے بدلتی ہے تو اس کو طلبانہ یعنی خوراک و کرایہ دیتی

(۱) ولو سمعہ من وراء الحجاب لا یسعه ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ، والعمۃ تشبہ العمۃ الا ان کان فی الدحل وحده و دحل و علم لشیئہ، من فیہ غیرہ ثم جلس علی المسلك و لیس له مسلك غیرہ فسمع اقرار المدعى ولا یرہ لانه یحصل به العلم و یرہ للقاصی ادا فسرہ لا یفیدہ (عامگیریہ اسباب الثانی فی بیان تحصیل الشہادۃ ۳ ۵۲ ط ماحدیدہ کوئٹہ)

(۲) و سب و حوینھا طلب دی الحق او حروف قوت حقدہ بان لم یعم بہادو الحق و حاف فوہ لرمہ ان بشہد بلا طلب (الدر المحرار مع رد المحرار کتاب الشہادات ۵ ۶۱ ۶۲ ط سعید)

ہے اس کا لینا عند لشرع جائز ہے یا نہیں سی طرح گروئی بھائی شہادت کے لئے جئے تو وہ بھی طبانہ دیتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص کسی شخص کو شہادت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے دوسری جگہ ضعیف یا تحصیل میں لے جائے تو اس شخص کو اپنے کام کے چھوٹنے کا حرجانہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر سے ملتا ہے تو کس مقدار تک لے سکتا ہے؟ (۳) اگر کوئی نمبردار وہیں عدالت میں موجود ہو اور کوئی شخص اس سے چال چلن یا حیثیت کی تصدیق کرائے تو اس سے حیثیت یا چور چلن کی تصدیق کرنے کے عوض کرایہ خوراک مینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) رشوت کی مفصل تعریف کیا ہے کہ جس سے رشوت وغیرہ رشوت میں متیاز ہو سکے (۵) اگر کسی شخص کی صرف زبانی کوشش سے کسی کا کام ہو سکتا ہے تو اس کے عوض کچھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ المسنفی نمبر ۲۱۰۰ عبد المجید خاں نمبر در روہنگ ۷ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ادا نمبر ۱۹۳ء

(جواب ۲۵۲) () گورنمنٹ سے طبانہ و خوراک مینا جائز ہے شہادت آرثر ملی شہادت ہو تو اس پر اجرت و خوراک نہیں مینا چاہیے (۲) صرف کر یہ آمدورفت لے سکتا ہے بشرطیکہ شرعی شہادت ہو (۳) نہیں چاہیے (۴) جو کام کہ خود اس پر کرنا لازم ہے اس کے کرنے پر اجرت مینا حق و رشوت سے کرنا حق کر دینا یہ رشوت ہے (۵) اس میں تفصیل سے خاص صورت ظاہر کر کے اس کا حکم دریافت کرو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذہبی

ہندو کی گوہی ہندو کے لئے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں

(سوال) ہندو کی شہادت شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟ زروئے شریعت ہندو کی گوہی ماننا چاہیے؟ نہیں؟ المسنفی نمبر ۲۳۰۸ عبد الشکور صاحب (لہ آباد) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) ہندو کی گوہی ہندو کے لئے معتبر ہوگی (د) مسلمان کے خلاف ہندو کی گوہی مقبول نہیں ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذہبی

۱. وکدا الکتاب دہ یعنی مکتبہ لا ححرہ لا یساعده حتی یردکھ بلا عذر لم نفس و بہ غیل بحديث 'اکبر' سہرورد و حرر انتالی لاکل مصنف وہ نفسی الدر المحترم مع رد لمحار کتاب الشہادات ۵ ۶۳ ط سعید
۲. حوالہ ۵۱
۳. حوالہ ۵۱
۴. قال فی الشہادۃ و فی المصباح الرشودہ ما یعصہ الشخص احکام و عہدہ لبحکمہ لہ او بحسبہ عینی ما یر... سئل فی الکلام علی الرشودہ و انہدہ ۵ ۶۲ ط سعید
۵. نفس من اهل الاہواء و انہدہ عینی ملکہ و ۵ حلف منہ کالہود و انہدہ (تویر لانصار مع رد) ۵ ۶۲ ط سعید
۶. و فی الاشہاد لا یقبل شہادہ کافر عینی مسلم الامعہ در المحتار مع رد لمحار کتاب الشہادہ و عہدہ ۵ ۷۵ ط سعید

طلاق یا بیوی کو بیچنے کی گواہی دینا جائز بعض صورتوں میں واجب ہے!
(سوال) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے یا خرید و فروخت کرے تو اس کی طلاق کی یا بیچ کی شہادت دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۹ محمد خاں صاحب (آگرہ) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۵۴) صدق یہی ہے کہ بیوی کو بیچنے کی شہادت دینا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں۔
(سوال) گواہ کو اپنی گواہی دینے کی اجرت لینے سے منع ہے یا نہیں یعنی صاحبانہ جو دیا جاتا ہے یا اور کسی قسم کی چیز بطور مزدوری وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۲۶۶۶ مولانا محمد یوسف صاحب فقیر دہلی ۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۵۵) قانون شہادت انگریزی کے ماتحت جن گواہوں کے نام ضمن نکوائے جاتے ہیں اور عدالت میں طلب کر لیا جاتا ہے وہ سب شرعی طور پر شاہد نہیں ہوتے تو جو گواہ شرعی طور پر شہادت کے لئے طلب کیا جائے اس کو شہادت کی اجرت لینا جائز ہے لیکن وہ گواہ جس کو شرعی شہادت کے لئے طلب نہیں کیا گیا بلکہ خواہ مخواہ انگریزی قانون شہادت کے بل پر طلب کر لیا گیا ہے وہ شرعی شاہد نہیں اور وہ اپنے وقت کی اجرت لے سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

داڑھی منڈے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔
(سوال) داڑھی منڈانے والے کی شہادت یا وکالت شدی کے موقع پر جائز ہے یا نہیں؟ سی طرح سے شخص کی رمضان المبارک کاچند دیکھنے کی گواہی لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلیہ ضلع مغربی خاندان) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۵۶) داڑھی منڈانے والے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو شاہد یا وکیل نہ بنایا جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) و بحسب الاداء بلا طلب ہو الشہادۃ فی حقوق اللہ تعالیٰ وہی کثیرۃ کطلاق امرأۃ، سیر الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار کتاب الشہادات ۴۶۳/۵ ط سعید (۲) و کذا لکاتب ادا تعین لکن لا یحذ الاجرة لا للشاہد حتی لو ارکد بلا عذر لم تقبل و نہ تقبل لحديث "اکرموا الشہود" (الدر المختار مع رد المحتار کتاب الشہادات ۴۶۳/۵ ط سعید) (۳) و شرط حضور شاہدین حرین احر و حرین مکلمین سامعین قولہما معاً علی الاصح فامین انہ نکاح علی المذهب بحز مسلمین نکاح مسلمة ولو فسقین (سیر الابصار و شرح الدر المختار) قر المحقق فی الشامیہ (قوہ و لوق سقین) علم ان النکاح لہ حکم حکم الاعتقاد و حکم لاصحہ فالاول مادکرہ والثانی اما مکور عند التجاحد فلا یقبل فی الاظهر الاشہادہ من تقبل شہادۃ فی سیر الاحکام و قبل مطلب فی عطف الحاص علی اعام ۳/۲۱/۲۲/۲۳ ط سعید

مدعی یک اور مدعی عدیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

(سوال) مشکور علی خاں باغ ولایت اپنے باپ سد علی خاں کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان زمن بیگم ناباغہ کے ساتھ ولایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے ظاہر کرتا ہے اور محمد عبدالغنی خاں ولایت اپنے باپ حاجی عبدالوہاب کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان زمن بیگم کے ساتھ ولایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے ظاہر کرتا ہے اور مسماۃ سلطان زمن بیگم کا باپ محمد ظہیر الدین خاں اپنے حفیہ بیان میں روبرو مدعیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ سلطان زمن بیگم کا نکاح محمد عبدغنی خاں ولد حاجی عبدوہاب کے ساتھ کیا ہے مشکور علی خاں کے ساتھ نہیں کیا۔

اب عبدالغنی خاں اثبات نکاح کا عدالت دہلی میں دعویدار ہے جس میں مشکور علی خاں مدعیہ عالمیہ ہے اور مشکور علی خاں ثبات نکاح کا عدالت ریاست رام پور میں دعویدار ہے جس میں محمد عبدغنی خاں مدعیہ نہیں ہے۔

سوں یہ ہے کہ عبدالغنی خاں کو از روئے شرع شریف مدعیہ بنانا چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ خوف یہ ہے کہ عدم موجودگی عبدالغنی خاں میں اگر مشکور علی خاں کامیاب ہو جائے تو اس نکاح کا کیا حال ہوگا جس میں عبدالغنی خاں کو مدعیہ ریاست رام پور نے نہیں بنایا۔

(جواب ۲۵۷) مشکور علی خاں کے دعویٰ کا تصدق صرف سلطان زمن کے ساتھ نہیں بلکہ نکاح کے دوسرے دعویدار عبدالغنی خاں سے بھی ہے کیونکہ وہ بھی سلطان زمن کے نکاح کا مدعی ہے اس لئے مشکور علی خاں کو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عبدالغنی خاں کو بھی مدعیہ قرار دے اور اس کے ولی کے روبرو اپنی شہادت و ثبوت وغیرہ پیش کرے۔

محمد کفایت تھکان اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو، میں بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے۔

(سوال) زید نے خالد کو یہ الزام دیا کہ بے خد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دیں اور خد و ہندہ سراسر انکار کرتے ہیں زید و خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سراسر انکار کیا ورنہ کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے

۱۔ ولا یفصی علی عاتب ولا ینہ لا یصح بل ولا ینہ علی لمفتی بہ بحر لا یحضرہ مدعی و من یقوم مقام عاتب، تصویر الانصار و شرحہ الدر المختار) فی المحقق فی الشمیہ (قولہ ولا یفصی علی عاتب) ی بالیہ سواء کاب عائلاً وقت الشہادۃ و بعضہا و بعد الترتیب و سواء کاب عائلاً عن المحسن و البیہ (کتاب القصد مطلب فی ابواب الامیر و قصائد ۵۰۹ ص سعید

کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے زید نے بحیثیت مدعی ہونے کے دعویٰ کیا کہ خالد میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین صدق دیں اور خالد نے اس دعویٰ سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سواں کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ مسکمی بکر حلف اللہ کہہ کر شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسکمی بکر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ بکر گواہ نے کہا کہ پچھلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاق نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بکر کو کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے ہذا قسم تمہیں ہی، ٹھانی پڑے گی بین بکر ہے کہ واللہ باللہ تعالیٰ خالد نے میرے سامنے ہندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں بیان گواہ مسکمی عمرو کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں گر میری شہادت کا ذبہ ہو تو میری منکوحہ پر صدق ہے قاضی صاحب نے فیصلہ سنایا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق خالد پر حرام ہے۔

اب علمائے اسلام کا آپس میں اختلاف ہو گیا اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا۔ المستفتی نمبر ۷۵۰ امر زاحاں ۷ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء (حواص ۲۵۸) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہ کی خبر دے رہا ہے جو حقیقتہ شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس بنا پر اس کا یہ قول غیر مجس قضا میں لغو ہے اور اس غلط فہمی کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی در زوج کی جانب سے استحکیم صحیح نہیں ہوئی کیونکہ استحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے اور صورت مستور میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر۔ (۱)

یہ سب معاملے میں یہ اجنبی بھی یک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی (۲) بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادا کیے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری

(۱) التحکیم ہر لعدۃ جعل الحکم فمذلت لبعیرک و عرف تولیۃ التحصین حاکمنا یحکم بیہما (تویر الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار باب التحکیم ۵/۲۸: ط سعید)

(۲) ہی احبار صدق لاثبات حتی یلفظ الشہادۃ فی مجلس القاضی (تویر الابصار مع رد المحتار کتاب الشہادات ۵/۶۱: ط سعید)

تا خیر نہ ہوئی ہو تو، کیونکہ قاضی شرعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے (۲) اور حکم اسی وقت قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے جب کہ خصمین اس کو اپنی طرف سے فیصلے کا حق دیں اور جب تک خصومت متحقق نہ ہو تنظیم متحقق نہیں ہو سکتی (۳) پس صورت مسئلہ میں لفظ قاضی صاحب سے مراد اگر حکم ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی سمیت ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔ دوسرے ۳۷۳ کے تبصرین سے بھی تحقیق کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی (نوٹ) مکمل استثنائے مذکور وہاں استنباط الطلاق باب متفرقات میں بھی درج کیا گیا ہے وہاں اس کے ساتھ حضرت مولانا تھانویؒ کے رائے بھی تحریر سے (وہ مف غنی عنہ)

عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا فسخ نکاح قضاءً صحیح ہوگا

(سوال) ہندو نے خفافہ، اقد باغونے چند اشخاص جو بدیتی سے اپنے کسی عزیز کے ساتھ عقد کرنا چاہتے ہیں اپنے شوہر پر مظالم وعدم ادا کے حقوق زوجیت کا دعویٰ عدالت منصفی میں کرنے کے فسخ نکاح کی درخواست کی ہے جب کہ عورت اس دعویٰ میں بالکل خفافہ واقع اور جھوٹ کہتی ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم حاکم فسخ نکاح ہو سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۶۶۳ چودھری عبدالعزیز امرتسر۔ ۲۴ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۲۵۹) اگر عورت کا دعویٰ غلط اور خفافہ واقع ہے تو شوہر کو ازم ہے کہ وہ حاکم پر یہ بات واضح کر دے اور عورت کے بیان کا غلط ہونا ثابت کر دے تاکہ حاکم عورت کو ڈگری نہ دے لیکن اگر حاکم عورت کے بیان کی غلطی واضح نہیں ہوئی اور اس نے عورت کو سچی سمجھتے ہوئے نکاح کو رخ کر دیا تو قضاءً یہ فسخ صحیح ہوگا مگر خدا کے نزدیک عورت اور جھوٹی گواہی دینے والے شخص سے نکاح کرے گی تو نکاح شرعاً کفایہ و مہر مشل صحیح ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی۔

۱۔ رسی احمد شاہد الحسیۃ شہادتہ بلا عدل بشری فرد کطلاق امراء (تذکرۃ الابصار و شرح الدر المختار) کتاب شہادت ۴۶۳ ص ۱

(۲) رادب القدسی الراشد لمدد اللہ الشریع من سبط العدل و رفع الظلم و ترک اذیل و المحفوظۃ علی حدود الشریع و الحری علی سن السنۃ (عالمگیریۃ) الباب الاول فی تفسیر معنی الادب و القضاء ۳۰۶ ط ۱ ح ۱ کتبہ (۳) تفسیرہ تفسیر غیرہ حاکم مشکوٰۃ الحکم فیہ من محققین کاندھی (عالمگیریۃ) باب ۱ ص ۱ و تفسیر فی الحکم ۳۹۷ ص ۱ ح ۱

(۴) ر سعد القضاء شہادۃ الزور طائرا و باطناً فی العقود و النسوح کا قالہ و طلاق (تذکرۃ الابصار و شرح الدر المختار) ذیل المحقق فی لسانہ، قولہ (و النسوح) ادعت بہ طلقہ ثلاثاً و هو بکر و افسد

سأزور فقسی القدسی نامہ، فرجحت بأحر بعد بعد حل بہ و طرھا عبد اللہ و اب علم بحقیقۃ الحال (رد المحتار) مطلب فی القضاء شہادۃ الزور ۵۵۵ ط ۱ ح ۱ عن عبد الرحمن بن ابی بکرہ قال: کما عند رسول اللہ ﷺ

فمن لا انکم بکر الکافر ثلاث و شہادۃ الزور (صحیح الامم مسلم) باب الکافر و الکفرہ ۱۶۵ ط ۱ ح ۱ قدیمی کتب حیدر کراچی

حسبت پر مبنی شہادت بدو وجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے

(سوال) جناب کے حافظے اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال وجواب ہو گا کہ زید نے کہا ”میں نے زمین و آسمان پر کئے، غیر ذلک“ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعویٰ خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا نہ لوگوں کا قول جو آٹھ دس ماہ کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں، ناقابل التفات ہے“

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دیکر شاہدین کی شہادت کا ناقابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۳۱ محمد سید (بنارس) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۲۶۰) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہو گا اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبت یعنی تہبیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بدو وجہ معقولات تاخیر کرنے سے ناقابل مقبول ہو جاتی ہے ومتی احرر شہادۃ الحسبة شہادۃ لا عدل ففسق فترو (در مختار) ۱، اس کے علاوہ یہ شہادت رد پر ہے اور اس میں جب مشہود علیہ انکار ردے اور شہد تین کا قرار کر لے تو شہادت شاہدین سے اثر ہو جاتی ہے۔ شہد و اعلیٰ مسلم بالرد و هو منکر لا يتعوض له (در مختار) ۲، محمد کفایت اللہ کا ن اللہ۔ دہلی

(۱) مرض الموت میں مملوکہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے

(۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی گواہی معتبر ہے

(۳) شہادت کے لئے لفظ اشد کافی ہے

(۴) عادل گواہ کی گواہی میں کذب کا عقلی احتمال شرعاً و عرفاً معتبر نہیں

(جمعیت مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنا ایک قطعہ ارضی (جو اس کی ملکیت میں صرف وہی قطعہ تھا) اپنے مرض الموت میں اپنے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا اور بیٹے نے بطور سند و حجت باپ سے ایک خط لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اب اس باغ کی وفات کے بعد بقیہ تین فرزندوں نے اپنے چوتھے بھائی کیساتھ اس متروکہ قطعہ ارضی پر شرکت کا دعویٰ کیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ قطعہ زمین قیثاً خرید ہے جس کی شہادت میں وہی خط پیش کرتا ہے جو بطور سند باپ سے لکھو یا تھا مگر

قاضی اس نے کو حکم الحط بنسبہ الحط رد کرتا ہے پھر وہی مشتری پنی طرف سے دو واہ پیش کرتا ہے ایک کاتب یعنی جس نے وہ خط لکھا تھا دوسرا گواہ جس کا نام بھی اسی خط پر مرقوم ہے اب مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں -

(۱) مرض اموت میں ایک قصداً راضی کو اپنے دیگر ورثوں کو محروم کرنے کی نیت سے فروخت کر دیا جائے تو کیا نہیں جب کہ وہی ایک قصداً راضی کل ملکیت تھی (۲) جب کہ حکم الحط یشہ الحط مرقوم شدہ بیع نامہ شرعاً رد کیا جاسکتا ہے تو پھر اس کا کاتب اور اس پر مرقوم شدہ گواہ کس طرح اور کس دلیل کی بناء پر شرعاً مقبوع ہو سکتے ہیں (۳) اگر فرض محال ان گواہوں کو شرعاً تسلیم کیا جائے تو پھر ان کی شہادت بغیر حلف کے معتبر ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ اگرچہ قاضی ان کی شہادت بغیر حلف کے قبول کرتا ہو (۴) جب الحط یشہ الحط کے صوں کے مطابق مدعا علیہ کے خط کو وجہ قتال مشابہہ اخط کے مستر کیا جاتا ہے تو پھر اگر کاتب اور مرقوم شدہ گواہ کو تسلیم کیا جائے گا تو اس حالت میں ان ہر دو گواہوں کی زبانی شہادت میں احتمال کذب کا موجود ہے یا نہیں ؟ اگر واقعی قتال کذب موجود ہے تو پھر بروئے قانون اصول اداء جہلاء الاحتمال بطل الاستدلال مذکورہ صورت میں بطل السواہد کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(حواص ۲۶۱) (۱) بیع جائز ہے کیونکہ یہ تبرع نہیں ہے عقد معوضہ ہے (۲) ان گواہوں کی گواہی مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ خط کا رد کر دینا اس وجہ سے تھا کہ اس کا ثبوت نہ تھا تو اس کا ثبوت پیش کرنے اور ثابت کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں (۳) شہادت میں لفظ اشد کافی ہے پس یہ فقط ہی قائم مقام حلف کے ہے اس کے بعد وہ مزید حلف ضروری نہیں ہے (۴) شاہد عدس کی زبانی شہادت میں کذب کا عقلی احتمال شرعاً عرفاً قابل اعتبار نہیں ورنہ باب تہاتر ہی مسدود ہو جائے گا۔ محمد کفایت للہ غفرلہ

عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں

(سوال) مسکمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صہبزدی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا اور یہ ہر

۱ اما تعريفه فمدله اهل العلم بالمراسي و اما ركه فهو عدا احد هما لا يحاب والقول و لذي
اما حكمه فيوت املك في البيع للمشتري و في الثمن بلبايع اذ كان لبع مانعا عالمگريه الدب الاول في
تعريف البيع و ركه و شرطه و حكمه ۳ ۲ ط ماحديه كوئله

۲ و مصداقه لغيرها من المحقوق سواء كان له حق مالا او غيره ككسح و طلاق و زكاة و اسهال صبي و سول الاربع
و رحل و اسرات و سول الامصار و شرحه سول المختار كتاب لشهادات ۵ ۶ ۵ ص سعب

۳ و ركهها لفظ اشهد لا عبر بتصميمه معني مشاهد و قسم و احوار للحال سول الامصار و شرحه لبر المحرم مع
و المختار كتاب لشهادات ۵ ۶ ۲ ص سعب

۴ و العداة و هي شرط و حوب القبول على القضي لا حواره كذا في البحر الرائق (عالمگريه الدب الاول في
تعريفه و ركهها و سب ادائها ۳ ۵ ۵ ص ماحديه كوئله

دو یعنی مسماۃ صاحبزادی اور حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح ہو ہی نہیں امان خاں انعقاد نکاح کے دو گواہ پیش کرتا ہے بیان یہ ہے کہ مسماۃ صاحبزادی کا جس روز نکاح ہوا اس روز ہر ف جان محمد و نور محمد دو اشخاص موجود تھے اور مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف تھے اور کوئی نہیں تھا حکیم نے کہا کہ میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور مسماۃ صاحبزادی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے تجھ کو اپنا تن شباب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان خاں جو ایک ثابت شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کیا موجود یکہ مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف انکار کر رہے ہیں اس ثالث شخص کے پیش سے ہوئے گواہوں کی شہادت سے نکاح ثابت ہو گیا نہیں۔

(حواہ ۲۶۲) نکاح پر بغیر دعویٰ احد ازوجین شہادت مقبول نہیں پس جب تک زوجین میں سے کوئی نکاح کا مقرر نہ ہو کسی تیسرے شخص کا شہادت پیش کرنا غیر معتبر ہے جن چیزوں میں شہادت بغیر دعویٰ مسموع ہو جاتی ہے وہ خالص حقوق اللہ ہیں نکاح ان میں داخل نہیں (۱) واللہ اعلم۔

چوتھا باب منصب افتا اور مفتی کے فرائض

مطلقہ مغضظہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی۔
(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو صدق مغلطہ دی و طلاق نامہ لکھ دیا چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرعی طلاق دی ہے اور جھوٹے گواہ لے جا کر مفتی سے فتویٰ لے کر اس کو حلال سمجھ کر اپنے تصرف میں لاتا ہے؟ المستفتی نمبر ۷۰۳ ینگ مسلم نورانی کلب ڈیگن۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(حواہ ۲۶۳) اگر شخص مذکور بلا شرط صدق دے چکا ہے اور تین حد قیس دی ہیں تو اس کی زوجہ اس کے لئے حرم ہو چکی ہے (۱) جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہوتے ہیں اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتوے سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں۔

(۱) و یحب اذانیہ بالطلب ولو حکماً کما مر لکن و حوہ بشرط سعه مسرطۃ فی الحر و غیرہ مینا عددہ فاص و غیر مکانہ . . . و طلب المدعی لو فی حق العبد (تزییر الابصار و شرح الدر المختار کتاب النہادیہ ۵ ۳۶۳ ط سعید)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرہ . . . لم یحل له حتی نکح زوجاً غیرہ (ہدایہ فصل فیما یحل له المطلقة ۲ ۳۹۹ ط مکتبہ سرکت علمیہ ملتان)

(۳) عن عبدالرحمن بن ابی بکرۃ قال : کما عد رسول اللہ ﷺ فقال الا ینکم باکر الکائر ثنائاً لا شرک بادلہ و حقوق الکوالدین و شہادۃ الرور (صحیح الامم مسلم باب نکاح واکبرھا ۱ ۶۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

توجہ دے گا۔ یہ نکتہ مفتی کا فتویٰ تو بین السائل پر ہوتا ہے کریا یا جھوٹا ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں اور نہ
نہ کے فتوے سے حرم نیز حلال ہو سکتی ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے

(سوال) زید نہ فقہ حدیث صرف و نحو کی عبارت پڑھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں نہ قرآن صحیح پڑھ سکتے
ہیں ناحق فتویٰ دیتے ہیں دروگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہیں گویا پیشہ ہی یہ ہے کسی سے قرض دیتے ہیں تو
بنا نہیں جانتے جھوٹ بول کر دغا دکر سے لوگوں کا ماں غصب کرتے ہیں آیا یہ دروگوں سے غلط ملط
رہنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۳۲ عبد الرحمن (ضلع ناسک) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق
۳ جو فی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶۴) بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے (۱) دروگوں کے حقوق غصب کرنا جھوٹ بولنا سہ
بیرہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب ۲۶۵) (۵۵۳) فقہ مذکورہ فی اسواں کے متعلق دو فتوے میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ
تیسرا ہے اور فسوس کہ پہلے فتووں کی نقل بھی میرے پاس موجود نہیں رکھی گئی اگر جو یوں میں کچھ
اختلاف نظر آئے تو وہ بین السائل کے اختلاف پر مبنی ہو گا کیونکہ مفتی کے پاس سب بات سے معصوم
رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ کون سا بیان سچ اور واقعہ کے مطابق ہے اور کون سا جھوٹا واقعہ کے
خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء

یہ فیصلہ کرنا بل شوریٰ کا کام ہے کہ فلاں کام دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں؟

(سوال) مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم بن کے رسالے (مساوات اسلامی) کی وجہ سے
ہندوستان کی بہت بڑی مسلم آبادی کے قلوب مجروح ہوئے ہیں اور دارالعلوم کو ہر رماروپ کا نقصان
روشت کرنا پڑا ہے دارالعلوم میں رکھنے کے لائق ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۶۳، صم معبد
اصبہ دارالعلوم، یومہ ۲ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶۶) دارالعلوم کو یہی باتوں سے محفوظ رکھنا جو اس کی حالت مایہ و انتقامیہ و روقار کے لئے

۱۔ حکم محترمہ و اسنی محترمہ عنہ و مفتی فخر عمر منہ علامہ لمرفعی لا یقی ولا حکم لا
سکتون عالمی ماحول ۱۳۳ ط ۱ لکب العلمیہ سرور

۲۔ مفتی لاس و سس ناہل لیسری فہرثم و عدس علامہ لمرفعی ۱۶۶ ط ۱ لکب العلمیہ سرور

۳۔ عن سلیمان بن عمر والا حوص عن امہ قل سمعت رسول اللہ ﷺ یقول قل دی نکم و میرالکم

و عن صکم سکم حرام جامع الترمذی باب مدحہ فی تجریمہ الدماء والا حوا ۲ ۳۹ ط سعید

مضر ہوں اہل شوری کا فرض ہے اور یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں مرد اور اعلیٰ معلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں یہ بھی اہل شوری کا منصب ہے میں شخص کے متعلق ضرر رائے بھی مفتی کے منصب سے خارج سمجھتا ہوں چہ جائیکہ حکم شرعی گانا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسئلہ پوچھنے پر عالم کا یہ کہنا جاؤ میں نہیں جانتا کیسا ہے؟
(سوال) امام صاحب سے اگر کوئی مقتدی شرعی مسئلہ دریافت کرے تو کیا امام صاحب و زمرہ شریعت سے مقتدی کو یہ جواب دینا جائز ہوگا کہ جہاں میں نہیں جانتا اگر مقتدی اس پر اصرار کرتے تو امام صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے تمہاری پروہ نہیں خواہ میرے پیچھے نماز پڑھوینہ پڑھو جائز ہے یا جاز؟
المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (شملہ) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۶۷) امام صاحب کو اگر وہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کا یہ کہنا کہ ”میں نہیں جانتا“ بہت مقتدی کو اصرار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے متعلق یہی جواب صحیح ہے کہ ”میں نہیں جانتا“ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مفتی پر زبانی جواب واجب ہے تحریری نہیں۔

(سوال) کسی مفتی صاحب سے شرعی فتویٰ دریافت کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے کہ مجھ کو کتاب دیکھنے کی فرصت نہیں ہے اور نہ قوت کی اور جبہ تحقیق کریں گے نیز مستفتی پنا پتہ لگانے پر مکھنا بھول گیا مفتی صاحب کو پتہ مکھنا پڑا اس پر ان کا یہ کہنا کہ غافلے پر پتہ مکھنا ضروری تھا مگر مجھ کو تکلیف دی یہ مفتی کے لئے شرعی حکم ہے مفتی کہنے کا حق نہیں؟ کیونکہ مسلمان تو علمائے اسلام سے ہی فتویٰ حاصل کریں گے؟ المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (کوہ شملہ)

(جواب ۲۶۸) بھائی صاحب اعالم اور مفتی کے ذمہ اتنی بات ہے کہ جو مسئلہ اس کے علم میں نہ ہو اور کوئی دریافت کرے تو نہ دے اور نہ مختصر نہ ہو مگر کتاب دیکھ کر بتانے پر قدرت ہو اور اس میں سے کوئی کلفت نہ ہو تو دیکھ کر بتا دے یلین کی حاکم میں تحریری جواب دینا اس پر لازم نہیں اور پھر مکتوب ایہ مفتی مستفتی کے نام کا خط اور غافلے پر پتہ مکھنا کی حل میں لازم نہیں جو علما کہ یہ سب کام کرتے ہیں جن تحریری جواب دیتے ہیں (ج) کہ مستفتی مقامی علما سے زبانی دریافت کر لینے پر قادر ہیں (د) وہ محض تبرعاً اور بہت ثواب یہ کام کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر یہ بات فرض ہے نہ ان کے ضد

۱) ر عن عبد اللہ قال - لما سأل من علم شيئاً فليقل به ومن لم يعلم فليقل الله اعلم، مشکوٰۃ بمصباح، و عن اسرافاد و ذکر لم محسری فی ربع لاسرافاد، و علیٰ کرمہ، و چند مسئل عن شیء و هو عی اسرافاد لا یری فضل کتب نفول لا یری ذات صعب فوق الصبر فقل اسما طلع بقدر عسلی و طلع بقدر حیمی نسبت نسباء (کتاب عدم الفصل الثالث ۱ ۳۱۴ ح مدادیہ منت)

نے یہ فرض نہیں کیا (۱) محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ

- (۱) مفتی کے لئے صاحب علم، بہر احوال زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔
 (۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا ہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے
 (۳) مفتی کا قصد کسی مسمان کے خلاف نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے
 (۴) تکبر اور نام و نمود کی نیت سے اپنی تعریف شائع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے۔
 (سوال) (۱) زید نے کسی دارالعلوم دینی میں تعلیم دینیات باقاعدہ حاصل نہیں کی نہ درسی کتابیں پڑھنے کے بعد سند حاصل کی ہے نہ دستار فضیلت باندھی گئی ہے مگر دینی امور میں بحیثیت مفتی فتوے صادر کرتا ہے کیا ایسی ناقابل اطمینان صورت میں زید فتویٰ شرعی صادر کرنے کا مجاز ہے اور کیا زید کا فتویٰ قابل قیام ہے؟

- (۲) کیا بصورت مذکور اس قدر زید کے فتوؤں پر مسلمانوں کو صحیح سمجھ کر عمل کرنا چاہیے؟
 (۳) اگر کوئی مفتی غلطی سے ہمدکن جلیس قدر مستند عالم مفتی بزرگ امام کے خلاف غلط فتویٰ صادر کر دے جس سے عالم موصوف کی عزت و حرمت خطرہ میں پڑ جائے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد جنگ و جدل کی آگ بھڑک جائے ایسے متقاضی مفتی کے لئے کیا حکم ہے؟
 (۴) اگر کوئی نماز پڑھانے والا اجیر امام جاہل مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں کی بوسہ بازی کرانے سے منع نہ کرے اور کبر و رعوت سے دیگر بزرگان دین کی عظمت و عوامر تبت کا لحاظ و ادب نہ کرے اور اپنی شہرت و نمود کے لئے پوٹروں اور اخبارات میں جاہل سازشی اشخاص کی طرف سے بڑے بڑے لقاب اور خطاب جو انبیاء کرام و اولیاء اللہ کی شان کے لائق ہوں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوں طبع کرے عوام الناس کو اپنے دام تزویر میں لائے اور ایسی دھوکہ بازی و فریب کاری کے جال میں نادان مسلمانوں کو پھنسانے لگے گمراہ کرے ایسے آدم کے واسطے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۹۵ مولوی موسیٰ خان صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۹) فتویٰ دینے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ عالم صاحب بصیرت کثیر المطالعہ وسیع النظر احوال زمانہ سے واقف ہو جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ افما کا اہل نہیں اور اس کے فتوے پر بہ دن تحقیق و تصدیق کے عمل جائز نہیں اور خود اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں (۲)

(۱) لا اب التواحد عند الحواب باللسان دون الکتابۃ ثالث (الدر المختار مع رد المحتار) مطلب فی احقرۃ صلی
 الفاصی و المفتی ۹۲/۶ ط سعید (۲) لا یعنی لاحد ان یفتی الا من کان حکماً و یرید ان یکون المفتی عدلاً عالماً
 بکتاب والسنة و اجتہاد لری الا ب یفتی شیئ قد سمعہ رعا مکیبہ الدب الاول فی تفسیر الادب و الفصاء
 ۳۰۸/۳ ط ماجدہ کوئٹہ و فی الشامیہ ان المفتی فی الوقایع لا بدلہ من صرب اجتہاد و معرفۃ باحوال الناس
 باب ما یفسد الصوم و لا یفسد ما یصلح منہ ۳۹۸، ۲ ط سعید

اگر کوئی مفتی قصد اور عمد کسی مسلمان کے خلاف اس کے نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ صادر کر دے اور مقصود اس کو رسوا اور بدنام کرنا ہو تو ایسے مفتی سخت گناہ گار اور مفتری ہو گا (۱) اور اگر فتوے میں کسی نام کی تصریح نہ ہو بلکہ فرضی نام کے ساتھ مثلاً زید و عمر کے نام سے سوال کیا گیا ہو اور مفتی واقعات مندرجہ فی سوال پر حکم شرعی بتائے اور حکم شرعی صحیح ہو تو مفتی پر کوئی الزام نہیں اس میں مجرم وہ لوگ ہوں گے جو اس فتویٰ کو کسی خاص شخص پر چپکائیں گے حالانکہ اس شخص میں وہ باتیں موجود نہ ہوں جو سوال میں مذکور ہیں اور جن پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر یہ و نمودن نیت سے کوئی شخص اپنی تعریف خود شائع کرے یا کرائے تو وہ گناہ گار ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دینی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) متعلقہ ذمہ داری مفتی

(جواب ۲۷۰) مذہبی مسئلہ بغیر علم کے من گھڑت بتانا بڑا گناہ ہے اس سے لوگوں کو مسئلہ نہیں بچھنا چاہیے اور اس کے بتائے ہوئے مسئلہ پر جب تک کوئی عالم تصدیق نہ کر دے عمل نہیں کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فتویٰ کو بلا وجہ نہ ماننا موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے

(سوال) جو شخص فتویٰ کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۷۱) جو شخص بلا وجہ فتویٰ کو نہ مانے وہ فاسق ہے اور اگر وہ کوئی معقول وجہ بیان کرے تو پھر اس وجہ پر غور کیا جاسکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

ایضاً۔

(المجمیۃ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص علمائے اہل سنت و اجماعت کے فتوے سے انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۱) عن ابي هريره قال قال رسول الله ﷺ من افشى بغير علمه كان اثمه على من اثمه (سنن ابی داؤد باب التوقي في الفتيا ۲ ۱۵۹ طبع دہلی ملت)

(۲) قال السيوطي من سمع سمع الله به ومن برأى برأى الله به ر صحيح البحري باب الرد والسمعة ۲ ۹۶۲ قديمی کتب خانہ کراچی)

(۳) من افشى الناس ولبس باهل للفتوى فهو اثم وعاص (اعلام الموقعين ۴/ ۱۶۶ ط دار الكتب العلمية بيروت)
۴. دا حاء احد الحصميين الى صاحبه بفتوى الانمة فقال صاحبه ليس كما افتوا بوقل لا بعمل بهذا كذا عليه التعيير (عالمگیریہ منها ما يتعلق بالعمم والعماء ۲ ۲۷۲ ط محدثہ کونہ)

جواب ۲۷۲ فتویٰ نے حیر وجہ انکار کفر فسق و رباہاقت موجب کفر ہو جاتا ہے۔ مال اگر نکاح
نہ کوئی وجہ ہو مثلاً فتویٰ غلط ہو تاغیر فتویٰ کا انکار ہی کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

غیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے

(امعیۃ موریہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) جو شخص غیر علم کے مسئلہ بتائے اس کا علم ماننا چاہیے یا نہیں؟

جواب ۲۷۳ غیر علم کے مسئلہ بیان کرنا گناہ ہے، اور دو گوں پر بھی اسے شخص کی بات نہ
ضروری نہیں اگر صحیح مسئلہ بتائے تو مان لینا چاہئے لیکن صحت میں شک ہو تو کسی مام سے تصدیق کر لینی
پائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

جواب کے آخر میں ”و اللہ اعلم“ لکھنا علماء کا طریقہ مسلوکہ ہے اس سے جواب مشکوک
نہیں ہوتا

(امعیۃ موریہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کوئی عام صاحب کسی ایسے مسئلہ کا جواب جس کو اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے
کوئی واضح کر دیا ہو لکھیں، آخر میں ”و اللہ اعلم بالصواب“ لکھ دیں یا زبانی جواب بتا کر آخر میں یہ کلمہ کہہ دیں
تو یہ سمجھا جائے کہ علم صاحب کو اس مسئلے میں شک ہے۔

جواب ۲۷۴ ”و اللہ اعلم بالصواب“ لکھنا علماء ربانین کا طریقہ مسلوکہ ہے اور اس سے ان کے
نئے ہوئے بیانات ہوئے مسئلے میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود مام صاحب
کو اس میں شک ہے بہر حال یہ فقرہ اس سے کہنا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز و ہر صواب بات پر محیط
ہے اور اس کا قارئین کا وظیفہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

غیر قاضی کا فیصلہ قضا نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اس کے بعد اس کی زوجہ نے ایک مولوی صاحب کے پاس
واہ قلم سے کہ مجھے زوج نے پسے ہی سے طلاق دی ہوئی ہے لیکن ان کی گواہی سے پہلی طلاق ثابت نہ

۱۔ رحل عرصہ غصہ حصہ قوی الامۃ فردہ قبل یکم لایہ رد حکم السرخ (عالمگیریہ صفحہ ما يتعلق
بالعلم والاعلام ۲ ۲۷۲ ط ماحدہ کوئٹہ)

۲۔ من اقصیٰ لاس و بس دھن ملتوی شہو شہ عاص (اعلام الموفع ۴ ۱۶۶ ط دار الکتاب العلمیہ بیروت)

۳۔ رد حرج صفحہ ۱۵۱ کتاب غلبہ جواب والدہ اعلمہ ابو محمود (عالمگیریہ انساب لاؤں فی تفسیر
معنی الادب و انصاء ۳ ۳۰۹ ط ماحدہ کوئٹہ)

ہو سکی اس لئے مولوی صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں اس لئے جب تک عدت نہ گزرے نکاح جائز نہیں اس فیصلے کے بعد کسی عورت نے اور گواہ ہی مولوی صاحب کے پاس پیش کئے کہ زید نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اس کے بعد اسی مولوی صاحب نے دوبارہ یہ فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت ہے اور مدت جاری بننے کی بھی درمیان میں موجود ہے ہذا اب جدید عدت کی ضرورت نہیں وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اس پر دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ یہ ثانی فیصلہ غلط ہے کیونکہ پہلے ایک دفعہ قضاء ہو چکی اب تانی فیصلہ سے قضاء اس کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں و رد مختار ان اس مہارت کو پیش کیا۔ - فضی الفاضی سبہ فی حدیثہ تم فاں رجعت عن قصانی او بداعیر دلت او وقعت فی ندیس السہود او اطلب کسا لا یقع تو کیا اب مولوی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے یا ثانی کا ستراض صحیح ہے اور اس عورت کا نکاح بغیر عدت جدید کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیا موجودہ زمانہ کے علماء کے فیصلوں کو فقہ میں بیان کردہ احکام قضائے پر قیاس کر سکتے ہیں؟ و ر امر زوج خود بھی اس صورت میں بعد امدق جدید قرار کرے کہ میں نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی مدت گزر چکی تو کیا اس کے قول کا بھی اعتبار ہے یا نہیں؟ المسئلی نمبر ۱۵۰۴ حافظ محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ ہاشمیہ سہول (ضلع کراچی)

(جواب ۲۷۵) اول تو مولوی صاحب قاضی نہیں کہ ان کے فیصلے کو قضا قرار دیا جائے دوسرے یہ کہ محض عورت کے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار دیکر یہ فیصلہ کر دینا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں کیونکہ گواہوں کے نہ ہونے یا قابض، غما نہ ہونے کی صورت میں مدعیہ یعنی زوج کی بیہین پر فیصلہ کرنا تھا، اس کا سوا میں ذکر نہیں پس مولوی صاحب کا یہ کہ پہلی طلاق ثابت نہیں قضا نہیں ہے اور دوسری بار یہ کہن کہ پہلی طلاق ثابت ہے یہ بھی قضا نہیں کیونکہ مولوی صاحب قاضی نہیں ہیں پس یہ دونوں فیصلے محض ان کے خیال اور مشورے ہیں عورت دینتہ جس امر کو حق سمجھے اس پر عمل کر سکتی ہے، محمد کفایت مدکان اللہ لہ۔

ایک شخص مدعی نکاح ہو، عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟
(سوال) ایک استفتا اور اس کا جواب علامہ مصطفیٰ شاہ ساکن راولپنڈی نے شائع کیا ہے اس میں مسعود شاہ جہاں بیگم دختر فاشی عبدالرحمن نے اپنے نکاح کا جو ذکر مستقنی غلام مصطفیٰ شاہ نے کیا ہے اس کی صحت

۱) مصلب لا یصح رجوع القاضی عن قصانہ الا فی ثلاث ۵ ۲۳ ۴ ط سعید

۲) قول اختلاف فی وجود بشرط ای ثبوتہ بجمع الاعداد فی فالقون لہ مع ایمنیں لا کرہ اطلاق (سور و سرحد) باب العلق مصلب اختلاف البروح فی وجود بشرط ۳ ۳۵۶ ط سعید

۳) واد جمع اهل بلدہ علی رحن و جعلہ فاضی یقضى فیما سہم لا یصر ذصیا، عدسگریدہ الب الاحمد فی لتفید واعد ۳ ۳۱۵ ط واحدہ کرہ

سے شاہ جہاں بیگم اور اس کا والد غنشی عبد ار حمن دونوں انکار کرتے ہیں چنانچہ ن کے تحریری بیانات شائع ہو کر عوام الناس میں تقسیم ہو چکے ہیں یہ شاہ جہاں بیگم کا کسی دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا؟

(جواب ۲۷۶) اس استفادہ حیثیت بھی وہی ہے جو اس استفادہ فتویٰ کی تھی جو غلام مصطفیٰ شاہ کی طرف سے شائع کیا گیا تھا اور باہر کے لوگوں کے لئے اس کی بھی صحت معلوم کرنے کا وسیعہ مسدود ہے اور شخصی ناموں سے استفادہ کرنا اور تخصیص کے متعلق جواب دینا آداب استفادہ و فتا کے خلاف ہے لہذا ہم غلام مصطفیٰ شاہ اور شاہ جہاں بیگم کے معاملے کے متعلق کوئی جواب نہیں دے سکتے صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر غلام مصطفیٰ شاہ کا بیان صحیح ہے تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر غنشی عبد ار حمن اور شاہ جہاں بیگم کا بیان صحیح ہے تو نہ م مصطفیٰ شاہ کی طرف سے بہتان ہے اور عزت و ناموس کی توہین کی گئی ہے اس کا فیصلہ کسی ثالث مسلم فریقین کے سامنے ہو سکتا ہے کہ کس کا بیان صحیح اور کس کا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ رند رسد امینیہ دہلی۔

كتاب الطهارة

پہلے باب

حوض اور کنویں کے احکام

بحری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) یہ بحری کنویں میں گرتے ہی مر گئی اور اس کی ناک سے خون وغیرہ بھی نکلا، آدھ گھنٹے کے بعد نکالی گئی اب کنویں میں سے کس قدر پانی نکالنا چاہیے۔ بیوا مال الدلیل

(جواب ۲۷۷) یہ کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تمام پانی نکالنا چاہیے بحری کا مرجع ہاں کنویں کی ناپاکی کے لئے کافی تھا پھر خون کا نکلنا اور پانی میں مخلوط ہو جانا اور دوسرے سبب بھی ناپاکی کا جمع ہو گیا، واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ شہری مسجد دہلی۔

کنویں میں بحری یا اونٹ کی کتنی میٹگنیاں گر جائیں تو ناپاک ہو گا۔

(سوال) کنویں میں بحری یا اونٹ کی میٹگنیاں گر جائیں اور ٹوٹ نہ جائیں تو کتنے عدد تک پانی پاک رہے گا اور کس ناپاکی کا حکم دیا جائے گا؟ بیوا توجروا

(جواب ۲۷۸) کنویں میں اونٹ کی میٹگنی گری ہو یا بحری کی۔ ٹوٹی ہو یا نہیں۔ سارے پانی نکالنا چاہیے۔ وا کثرہم علی ما فیہ ضرورۃ و ملوی لا ینسجس والا بحس (رد المحتار) ۲۔ بہت گرا کر جگہ ضرورت اور بتلائے عام ہو جس سے حفاظت مشکل ہو تو وہاں دو چار میٹگنیاں ثابت نکلنے سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا ۲۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ۔

چشمہ دار کنوئیں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) مولانا پوری نے اپنی کتاب ”رکن دین“ میں لکھا ہے کہ جو کنوئیں سوت در ہو کہ جس کا پانی بھی ٹوٹ نہ ہو اس کا تمام پانی نکالنا چاہیے جو عام اس کا یہ فتویٰ دے کہ اس کا پانی دو سو سے تین سو سال تک نکالا جائے وہ بڑی عظمیٰ پر ہے کیونکہ یہ فتویٰ امام محمد نے خاص کر بغداد کے کنوئیں کے بارے میں لکھا تھا۔ بغداد کے کنوئیں میں عموماً دو سو سے تین سو سال تک پانی تھا یا مولانا پوری صاحب کا یہ حکم صحیح ہے یا نہیں؟

۱۔ وان صاب فیہ شاہ روح جمیع ما فیہا من اماء ہدیہ فصل فی الشرب ۱ ۴۳ مکبہ شریکۃ عسب۔

(۲) فصل فی لیس مصیب فی تعریف الاستحباب ۱ ۲۲۱ ط سعید

(۳) واپ کا صلاً بخوبی لیس والعلم ذکر فی الاصل ۱۱۱ بحس الماء فی التوابع وہ و کثر و فی الاستحباب ۱ کان قلیلاً لا بحس و ۱ کان کثیر بحس و ۱ فصل بین برطوب والیاس و لصحیح و المکسر بدائع الصانع و اما ما فی المقارنہ لیدی بصریہ المحل بحس ۱ ۷۶ ط سعید

(جواب ۲۷۹) صحیح یہی ہے کہ تمام پانی نکالا جائے دو تین سو ڈول نکالنا کافی نہیں ہے (۱) واللہ اعلم

کنویں میں پیشاب کا ڈھیلا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
(سوال) پیشاب کا ڈھیلہ مسجد کے کنویں میں گر گیا اور کنویں مذکورہ میں پانی ۲۵ گز مہری ہے اور عرصہ ۴ ماہ سے بند پڑا ہے نمازیوں کو سخت تکلیف ہے۔

(جواب ۲۸۰) صورت مسئلہ میں کنویں کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے (۲) اور پانی توڑ دینا ضروری نہیں بلکہ موجودہ پانی نکل جانا چاہیے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص کیفیت سے ایک گھنٹہ اس کا پانی نکال کر دیکھا جائے کہ کتنا آم ہوا پھر اسی کیفیت سے اتنے گھنٹوں تک پانی نکالیں کہ ۲۵ گز پانی اس حسب سے نکل جائے (۳) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟
(سوال) کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۵۶۵ مواعی رضی الحسن (ضیع بیا) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۸۱) کنویں میں پاک جوتا گر جائے تو کنواں پاک ہے اور قیمتی طور پر یہ نجس غائب ناپاک ہو تو کنواں ناپاک ہو گیا جوتا نکلے یہ نکلے کنواں حسب قاعدہ پاک ہو سکتا ہے (۴) تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) وہ بعدد برح کلہا لکونہا معاً فقد ما فیہا وقت انتداء النرج قانہ الحسی (تنویر الابصار و شرحہ اندر المحتار مع رد المحتار فصل فی النیر ۱/ ۲۱۴ ط سعید)

(۲) ولو وقع فی البئر حرفة او حشة نحسة برح کل الماء (المواوی الحانیہ علی هامش الفتاویٰ الہندیہ) واما ما یفسد ماء البئر ۱/ ۹ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۳) وال کتاب النیر معیہ بحيث لا یمکن برحہا احر حوا مقدار ما کذب فیہا من الماء و طریق معرفتہ ان تحفر حفر مثل مرصع الماء من النیر و یصب فیہا ما یرح منہ الی ان یمسک او یرسل فیہا قصبة و یجعل المبلغ ماء علامۃ ثم یرح منہا مثلاً عشر دلواً تعاد القصبة فتصر کم انقص برح لكل قدر منہا عشر دلواً (ہدیہ فصل فی النیر ۱/ ۴۳ ط مکتبہ شریعت علمیہ ملتان)

(۴) ولو وقع فی النیر حشة نحسة او قطعة ثوب نجس و بعدد احر اجہا و تغیت فیہا طہرت الحشة والثوب تعد لطہارة النیر (عالمگیریۃ الباب الثالث فی المیاء ۱/ ۲۰ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۵) ادا وقعت فی النیر نحاسة برحت و کذب ما فیہا من الماء طہارة لہا (ہدیہ فصل فی النیر ۱/ ۴۱ ط مکتبہ شریعت علمیہ ملتان)

کنویں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) ایک مسجد کے قریب یک کنوئیں ہے جس کے قریب سٹ ہو ایک گڑھا ہے جس میں سب جائے ضرورت بھی کرتے ہیں اور اسی کے مٹا ہوا برسات کے زمانے میں یہہ کر اسی گڑھا میں جمع ہوتا ہے جب زیدہ بارش ہوتی ہے تو گڑھے سے جب زیدہ پانی ہوتا ہے تو تھوڑا بہت یہہ جاتا ہے ورنہ سب ان گڑھے میں جمع رہا کرتا ہے بلکہ یہ پانی ہو جاتا ہے اور گندگی پھیلتی ہے اور کنواں یٹ ہوا ہے جو اس کے اندر بھی اس کا سوت جاتا ہے اس حالت میں اس کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مزہ میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے؟ المستفتی نمبر ۶۰۶ عبد الغنی خاں (ضلع موٹھیر) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۲) اگر س گڑھے کا نجس پانی کنویں میں جاتا ہے یا نجاست کا رنگ یا مزہ پانی میں ظاہر ہوتا ہے تو کنواں ناپاک ہے اور اگر پانی کنویں میں نہیں جاتا یا نجاست کا رنگ یا مزہ پانی میں ظاہر نہیں ہوتا تو کنواں پاک ہے (۱) گڑھے کا کنویں کے قریب ہونا یا پانی کے مزے میں کچھ فرق معلوم ہو مگر وہ فرق ایسا نہ ہو کہ اس کو نجاست کا مزہ قرار دیا جاسکے تو اس سے کنویں کی ناپاکی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (۲) فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو کھٹیک کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔
(سوال) جہاں یک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ پانی بھرتے ہوں جو نجاست کا کوئی نذر نہیں رکھتے ایسے کنویں سے مسلمان پانی بھریں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۲۸۳) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ بھی پانی بھرتے ہوں تو وہاں وجہ ضرورت اور عموم بدوی کے مسلمان بھی پانی بھر سکتے ہیں اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

۱) سر الماء اذا كتب بغير السر الحصة فهي صاهرة مسمیة بغير طعمه وسوره ورحمہ کذا فی الطہریۃ (۱) کتاب الثالث فی المیاء ۲۰/۱ ط ماحدیہ کونہ

(۲) ولا یقدر هذا بالدرعان حتی اذا کان بیہما عشرة ادرع وکان یوجد فی السراثر البالوعة فماء السر محس وان کان بیہما دراع واحد ولا یوجد اثر البالوعة فماء لیس صاهر (عالمگیریۃ) الباب الثالث فی المیاء ۲۰/۱ ط ماحدیہ کونہ

(۳) ولو ادخل الکفار او الصبیان ابدیہم لا یتنجس اذا لم یکن تحلی اندیہم بحاسة حقیقة (حلی تیسرے فصل فی احکام المیاء ص ۱۰۳ ط سہیل کدیمی لاہور)

دہ دردہ کنواں جوتا کرنے سے نپاک نہ ہوگا۔

(سوال) ریست دو جنہ میں ایک باؤلی ہے جس کا طوں ساڑھے گیارہ ہاتھ و عرض ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے (ہاتھ انگریزی گز کا نصف ۱۸ انچ کا مانا گیا ہے) یعنی کہنی کی ہڈی سے وسطی کے ناخن تک) گہرائی پانی کی بہت ہے یعنی ۱۵ ہاتھ کے قریب۔ تو یہ پانی مسلمان یا کسی غیر قوم کی جوتی گر جانے سے نپاک ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس پینش کے باؤں حوض کبیر کی حد سے بھی زیادہ ہے یا نہیں مگر عرض ہے کہ باؤلی چوکور ہے گول نہیں۔ المستفیٰ نمبر ۱۶۷۱ مرزا محمد حمید الدین صاحب (ربطک) ۱۱ جمادی دوم ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب مرسیں) اس باؤلی مذکور کی مقدہ دردہ حوض سے بھی زیادہ ہے لہذا باؤلی وجہ گر جانے نپاک جوتی وغیرہ کے نپاک نہیں ہوگی بلکہ بدستور سابق پاک ہی رہے گی۔ فقط واللہ اعظم۔ اجابہ و کتبہ حبیب المرسیں عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ مینیہ دہلی

مختصر قدس علی جناب مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند دامت فیوضہم۔ اس خط کار سے گزارش کرنے میں بوجہ بیان ایک شخص کے صرف یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس باؤلی کو چوکور لکھ دیا ہے حالانکہ یہ باؤں گور ہے جس کا قطر ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے حوض کبیر کا رقبہ ۱۰ در ۱۰ کے حساب سے ۱۰۰ ہاتھ ہوتا ہے اور گور $\frac{1}{4}$ ہاتھ قطر کے حساب سے $\frac{1}{8}$ ہاتھ رقبہ ہوتا ہے یعنی سطح پانی کی تو اس صورت میں بھی باؤلی مذکور ہا! حوض کبیر کی حد سے زیادہ ہوگی اور پاک ہی رہے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جب پانی کی سطح کا رقبہ سو ذراع (ایک ذراع ۱۹ انچ کا) سے کم نہ ہو تو وہ باؤلی دہ دردہ یعنی حوض کبیر کے حکم میں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ر۔ دہلی

ہشت پہلو حوض کا رقبہ دہ دردہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے۔ (سوال) ایک حوض وضو کرنے کے لئے ہشت پہلو بنایا گیا ہے جس کا اندرونی رقبہ بھی پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہے اور دہ دردہ حوض کا بھی پچاس فٹ کے رقبہ سے پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہی ہوا کرتا ہے غرض پانی کا حصہ ہشت پہلو حوض کا مربع حوض کے برابر بلکہ کچھ زیادہ ہے ہشت پہلو حوض کا ہر پہلو ساڑھے سات فٹ مو اور مربع دہ دردہ حوض کا ہر ضلع پندرہ پندرہ فٹ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ہشت

(۱) وادکان الحوض عسراً فی عشر فہو کسر لا یشتمس بوشوع الحاسة

۱۱۱ لم یزلہ اثر ۱ حلی کبیر

فصل فی احکام الحيض ص ۹۸ ط سہیل اکدمی لاہور

(۲) الحوض ۱۱۱ کا عشر فی عشر ای طولہ عشرہ اذرع و عرضہ کد لک شکون و حد اسماء مائۃ ذراع ۱ حلی

کبیر فصل فی احکام الحيض ص ۹۷ ط سہیل اکدمی لاہور

پہل حوض سے وضو کر: جب نزع یمنیں^۱ المستفتی نمبر ۷۸۰ حافظ محمد یعقوب پل بکشن۔ دہلی ۵
رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب المرسلین) حوض مربع دہ دردہ کے سوا اور اشکال کے حوض اگر
مقدار میں حوض مربع دہ دردہ کے برابر ہوں تو ان کا حکم بھی مربع دہ دردہ کا ہی ہوتا ہے لہذا بہشت پہلو
حوض مرقوم سے وضو کرنا جائز ہوگا ورواقع نجاست سے یہ حوض ناپاک نہ ہوگا ورنہ طویل لا عرض
لکنہ یلع عشر افی عشر حار تیسرا (درمختار) فتاویٰ شامی میں اس کے متعلق یہ ہے (قولہ
حار تیسرا) ای جار الوضوء منه ساء علی بحاسة الماء المستعمل او المراد جار وان
وقعت فیہ بحاسة الح (ردالمحتار ۱۱ ح ۱ ص ۱۴۱) احانہ و کتبہ حبیب المرسلین نائب
مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۸۵) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) جب کہ حوض کا رقبہ دہ دردہ حوض کے رقبہ
کے برابر ہو تو اس کا حکم دہ دردہ کے موافق ہوگا خواہ شکل کچھ بھی ہو مربع حوض جب کہ اس کی ہر جہت
۵ فٹ ہو تو اس کا رقبہ ۲۵ مربع فٹ ہوتا ہے اتنی ہی رقبہ جس شکل میں پورا ہو جائے اس کا حکم اس مربع
حوض کے حکم کے موافق ہوگا (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) کنویں میں عورت گر گر زندہ نکال لی جائے تو کنواں پاک ہے۔

(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ایک عورت حاملہ ہے اور حمل قریب آٹھ ماہ کا ہوا کہ اسی عرصہ میں بچہ پیٹ میں مر گیا
جس کے صدمہ سے وہ زیادہ بیمار ہو گئی یہاں تک کہ اس کے ہوش و حواس نادرست ہو گئے رات کے
وقت اسے دروازہ شروں ہوا وہ جا کر ایک کنویں میں گر پڑی معلوم ہونے پر وہ زندہ کنویں سے نکال
لی گئی کنویں سے نکالنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے درمیان میں مر ہوا بچہ پیدا ہوا اور عورت مذکورہ تقریباً
۳۶ گھنٹے کے بعد انتقال کر گئی ایسی حالت میں کنویں کا پانی کس طریق پر پاک ہوگا؟

(۲) اسی کنویں میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ایک دوسرا شخص جو دیونہ اور پاگل ہے پاگل پن کی حالت
میں اس نے کنویں میں پیشاب کر دیا اور آج قریباً آٹھ نو ماہ کے بعد جب وہ کچھ اچھا ہو گیا تو بتاتا ہے کہ
میں نے کنویں میں پیشاب کر دیا ہے تو ایسی حالت میں کنویں کس طریق پر پاک ہوگا؟ المستفتی نمبر
۱۹۸۹ بہادر خاں صاحب۔ یکم رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۲۸۶) (۱) عورت کے گرنے اور زندہ نکال دینے سے تو کنواں ناپاک ہی نہیں ہوا۔
 (۲) ہاں پیشاب کرنے کی وجہ سے (گر پیشاب کرنا ثابت ہو) کنواں ناپاک ہو اور سر پانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا جتنی موجودہ تمام پانی نکل جانا کافی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔
 (سوال) جس چہ میں چھپکلی مر جائے تو کتنے دن نکالنے چاہئیں اور گر پھٹ جائے یا پھول جائے تو کس پانی کا جائے گا یا نہیں کیونکہ صاحب قدوری (۲) یوں فرماتے ہیں فان مات فیہا قارۃ او عصوۃ او صعۃ او سودانیۃ او سام ابرص (جس کے معنی سرج اللغت میں چلپسہ و بہد کی ٹکٹکی و چھپکلی کے لکھے ہیں) نرح مہا ما میں عسریں دلواً الی تلبس یہ صرف اس کے لئے ہے جو مر جائے اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے اس کے لئے صاحب مذکور یوں فرماتے ہیں وان انتفح الحیوان او تفسح نرح حمبع ما فیہا من الماء صعر الحیوان او کبر، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعض وگ چھپکلی میں دم ساکل نہیں بتاتے جب دم ساکل نہیں تو چھپکلی کو چوہا و چڑیا کے حکم میں کیوں رکھا نیز چھپکلی میں آدم ساکل نہیں تو نجس ہونے میں تو کوئی کام نہیں کیونکہ سابق علما کیا محقق نہ تھے نیز جو سلف کے اقوال کو (جن کی بدولت ہم تک یہ ظلم پہنچا کہ اقوال کے یوں کہیں کہ ان کا قول تمام حجت نہیں یہ الفاظ ان کی شان میں بجا کتخی و توہین ہے یا نہیں نیز توہین و گستاخی کرنے والے کا یہ حکم ہے کیونکہ وہ یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں اھذا مید ہے کہ مدلس و مفصل جواب سے مستفیض فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے کہ اس صورت میں چاہ کا کیا حکم ہوگا۔ المستفسی نمبر ۲۶۰۵ محمد احمد ولد نیاز احمد (دہلی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۷) چھپکلی میں دم ساکل نہیں ہے اس لئے اس کے پانی میں مرنے یا پھولنے پھٹنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا اس کی دلیل بھی فقہ کی کتابوں میں صاف طور پر لکھی ہے۔ و موت ما لیس لہ نفس سائلۃ لا ینحس الماء، جتنی سے جانور کا پانی میں مر جائے جس میں دم ساکل نہیں پانی کو ناپاک نہیں کرتا پس اس قاعدے کے ماتحت سرم ابرص سے کوئی ایسا جانور مراد ہو سکتا ہے جس میں دم ساکل ہو مثلاً۔

۱۔ وکل حیوان سوی الحیوان والکلب علی مذکرہ و اخرج حد من البئر بعد الوفور والحال انہ قد اصاب الماء فمات فمات مطراں کا سورہ طاہر و لم یعلم ان عینہ بحسۃ لا ینحس الماء (حلی کبیر فصل فی البئر ص ۱۵۹ ص سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) و ان مات شاہ او بقرة او غیر ہما مد یوکل لحمہ فی البئر تحس (حلی کبیر فصل فی البئر ص ۱۶۲ ص سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) ص ۱۱ ص سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) ہدایۃ باب الماء الذی یحوز بہ الوضو و ما لا یحوز بہ ۱ ص ۳۷ ص مکتبہ شریعت علمیہ ملتان

گرگٹ جس میں دم سائل ہوتا ہے سامبرص میں گرگٹ چھپکلی دونوں شامل ہیں جو ہرہ نیرہ شرح قدوری میں سامبرص کی تفسیر میں الورع الکبیر نے لکھا ہے یعنی بوگرگٹ جس میں دم سائل ہوتا ہے

جن جن نوروں میں دم سائل نہیں وہ اگرچہ حرام ہوں مگر ناپاک نہیں جیسے مکھی جھینگر کہ اگر یہ پانی میں شوربہ میں گر جائیں مر جائیں تو پانی یا شوربانیاک نہیں ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

حوض وہ درودہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں! (سوال) بمبئی جیل روڈ کھد لبرری میں یک چھوٹی مسجد بہت پرانی ہے جسکے بعض حصے بیدگ کی وجہ سے گر گئے تھے، اب دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے اس کے حوض کی حالت یہ ہے کہ چوڑائی میں بارہ فٹ و رملہائی میں ۲۵ فٹ اور گہرائی میں ساڑھے چار فٹ ہے اس پر بعض لوگوں نے اس وقت اعتراض کیا کہ یہ حوض وہ درودہ کے خلاف ہے ۱۵ فٹ عرض میں اور ۱۵ فٹ طوں میں ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ ساڑھے سترہ فٹ عرض میں اور ساڑھے سترہ فٹ حوں میں ہونا چاہیے پس زروئے شرح شریف حوض مذکورہ بالا کی نسبت کیا حکم ہے آیا اس میں وضو جائز ہے یا نہیں؟ المستمسکی نمبر ۲۶۲۸ فتح محمد صاحب بمبئی نمبر ۱ جلد ۲ لکھنؤ ۱۳۵۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۸) ۵ فٹ طویل ۵ فٹ عرض حوض وہ درودہ ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حوض کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے یہ لازم نہیں کہ پندرہ فٹ سے ۵ فٹ ضرور ہو یعنی اگر یک جانب ۱۵ کے بجائے ۲۵ فٹ اور دوسری طرف صرف ۹ فٹ ہو تو یہ وہ درودہ ہوگا کیونکہ رقبہ ۲۲۵ ہو گیا۔

پس صورت مسئلہ میں جو حوض کہ بارہ فٹ سے بچیس فٹ ہے اس کا رقبہ ۳۰۰ فٹ ہوتا ہے جو وہ درودہ کے مطلوب رقبہ ۲۲۵ سے ۷۵ فٹ زیادہ ہے تو اس کے جائز حوض ہونے میں کوئی شبہ نہیں موجودہ مقدمہ تو ساڑھے سترہ فٹ بھی تقریباً ۲۲۵ فٹ زیادہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

غیر مسموم کو نہلا دھلا کر کنویں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) کوئی غیر مسموم نہلا دھلا کر وپاک پٹر پہن کر کسی کنویں میں کسی ضرورت سے داخل کیا

(۱) قوہ او سام ابرص، و فی الجوہرۃ بشیبد المیم الورع الکبیر (الجوہر البرہ ۱/۱۸۱ ص امدادہ ملان
(۲) و موت ما لیس له دم سائل لا یحس الماء ولا غیرہ و وقع شہ فمات، و مات ثم وقع فیہ و دلت ک بقای
اعراض و امداد و الرمایر بحمیع مواضع، حللی کبر فصل فی البرص ص ۱۶۴ ص سہل اکیمی لاہور
۳ و بولہ طول لا عرض یکہ سبع عشر فی عشر حر نیر، بدر معمار، قال لمحقق فی الشامیہ قوہ لکھ
یلع، کان بکون طولہ خمسین و عرصہ دراعین مثلاً و فی الورع صا عشر فی عشر، رد المحتار ص ۱۹۳ ص سعید

جائے تو اس سے کنواں نجس تو نہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نجم الحسن رضوی، سینٹاپور۔ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء
(جواب ۲۸۹) غیر مسلم کا بدن ناپاک نہیں اور صورت مسئلہ میں کنواں ناپاک نہیں ہوگا (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے۔

(سوال) شرعی گز کتنا ہوتا ہے؟

(جواب ۲۹۰) شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا!

(سوال) ایک مسجد کے صحن میں ایک کنواں ہے چونکہ اس کا پانی نہایت خوشگوار اور صاف ہے اس لئے چھ سات برس سے تقریباً دو سو ہندو مسلم اس کا پانی استعمال کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ اس کنویں کے پانی سے مسلمانوں کا وضو نہیں ہوتا ہندوؤں کے لئے اس کا استعمال ممنوع کرنا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۲۰۳۴ منشی سید اطاف حسین (ضلع گنٹور) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۹۱) مسلمانوں کا وضو نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہندوؤں کو پانی سے بند کر دینا ٹھیک نہیں ماں ان کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ احتیاط سے پانی بھرا کریں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

دہ درودہ رقبہ یا اس سے زیادہ رقبہ کے تالاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس سے غسل و وضو جائز ہے۔

(از اخبار جمعیت مورخہ ۵، ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) موضع پالی میں ایک ناڈی بنام پانچولائی شہرہ سے ڈھائی سو قدم اور حدل خوروں کے مکانات و رہائے کی ٹیوں سے ڈیڑھ سو قدم کے فاصلے پر واقع ہے جس میں برسات کا پانی شہر کی گلیوں سے بہہ کر آتا ہے اور جنگل سے زیادہ مقدار میں پاک پانی اس میں نہیں آتا البتہ کسی قدر راستوں اور قبروں کا

(۱) حتی لو اعتسل (ای الکافر) فوقع فہما من مئینہ لا یرح مہشی (رد المحتار فصل فی اسر ۱ ۲۱۷ ط سعید)

(۲) المعتمر فی الدر، ع دراع الکربس وهو سبع قصات (حلی کبر) فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ ط سنہیل (اکدمی لاہور)

(۳) ولو ادخل الکفار او الصناد ایدیہم لا یسحب ادا لم یکن علی ایدیہم حاسة حقیقة (حلی کبر) فصل فی احکام الحیاض ص ۱۰۲ ط سنہیل (اکدمی لاہور)

پانی اس ناڈی میں ضرور آتا ہے اور حلاں خوروں کے مکانات کے پاس کوڑا اور نمد ظلت وغیرہ کا ڈھیر لگا ہو
 ہے اور اس ڈھیر میں مراد جانور مشائے سور وغیرہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں اس کا پانی بھی اسی ناڈی میں جاتا
 ہے اور رقبہ ناڈی کا وہ درہ سے بہت زیادہ ہے یہ پانی سے وضو غسل وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟
 (حواص ۲۹۲) اگر اس نالاب کا رقبہ وہ درہ سے زیادہ ہے اور اس کے پانی میں نجاست کا کوئی اثر
 نہیں ہے صاف شفاف پانی ہے تو اس سے وضو اور غسل جائز ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ وہ دہلی

چشمہ دار کنوں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(از اخبار الجمعية مورخہ ۵ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک کنوں جس کا استوازی یعنی بریہ سولہ فٹ دو انچ ہے اس میں ایک ڈھیلا جسکو لھڑا کہتے
 ہیں وہ بجائے اینٹ کے خشک تھ کر گیا جس کی وجہ سے کنوں ناپاک ہو گیا کنویں میں پانی کی آمد بہت ہے
 ٹوٹ نہیں سکتا اس میں تھوڑا فٹ پانی ہے جگہ نہیں ہے مگر پھر بھی دو کوس جوتیں تو بھی چار فٹ پانی
 رہتا ہے ہم نے تین سو ڈول نکال کر پانی کو استعمال کر لیا ہے۔

(حواص ۲۹۳) جب کہ پانی ٹوٹ نہ سکے تو موجودہ پانی نکال دینا کافی ہے یعنی جتنا پانی موجود ہے وہ
 نکل جائے اور نیا پانی آتے رہنے کی وجہ سے نہ ٹوٹے تو مضائقہ نہیں صرف تین سو ڈول نکالنا کافی نہیں
 ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ وہ دہلی

۱۔ پر سے تنگ نہ رہے کشادہ حوض میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کا حکم۔

(از اخبار الجمعية مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) حوض اوپر سے تنگ ہے اور نہر سے کشادہ ہوا ٹاٹ کھلی نہیں نظر آتی بلکہ ڈھلی ہوئی سے
 پانی اوپر ہے تو اس حوض میں وضو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(حواص ۲۹۴) اگر کھلا ہو پانی مقدس شرعی سے کم ہے تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جاسکتا ہے
 جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے نجاست پڑنے سے وہ حوض ناپاک ہو جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ
 کان اللہ وہ دہلی

۱۔ واداء الحوض عشر فی عشر فہو کسر لا سحس بوقوع الحاسہ ادا لہ برلہا اس حسی کسر
 فصل فی حکم الحیاض ص ۹۸ ط سہیل، کتبی لاہور۔

(۲) و ب تعدد روح کلہ بکونہ معاً بقدر ما فیہا وف سدد والروح فافہ الحلی تنویر الانصار و شرحہ
 المحار مع رد المحتار فصل فی سیر ۱ ص ۲۱۴ ط سعید۔

۳۔ واداء علی الحوض فی عشر فی عشر و اسئلہ عشر فی عشر و کثر فرفعت فہ حاسہ فی اعنی
 الحوض حکم بحاسہ لاعلی ثم تنقص اسماء و انتہی الی موضع ہو عشر فی عشر فالاصح انہ یحور لتوضوہ
 و لا یحس فیہ عالمگیرۃ لئال الثالث فی سدد ۱ ص ۱۹۱ ط ماہدہ کوئٹہ۔

کنویں میں مرا ہوا کتا گر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے
(از اخبار الجمعۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک کتا زہر کی گولڈالٹے سے مر گیا اس کو کسی ٹرکے نے مسجد کے کنویں میں ڈال دیا تین روز کاٹل وہ کنویں میں پڑا رہا اور پھول گیا کسی کو خبر نہ ہوئی تین روز بعد وہ کتا کنویں سے نکلا گیا مسجد کے پیش امام صاحب نے صرف پیچاس ڈول جس میں چھ سیر پانی آتا ہے نکلوا دیئے پانی مسجد کے حمام وغیرہ میں ور محے میں استعمال ہوتا رہا پانچ روز بعد جب مولوی صاحب سے استفسار کیا گیا کہ صرف پیچاس ڈول نکلوانے سے کنوں کیونکر پاک ہو گیا؟ تو نموں نے سی ڈول ور نکلوا دیئے اس کنویں کا پانی بربر مستعمل ہو رہا ہے؟

(جواب ۲۹۵) صورت مسوہہ میں کنویں کا تمام موجودہ پانی نکالنا ضروری تھا پیچاس ڈول اور اس کے خدا سی ڈول نکالنا کافی نہیں ہوا اور اگر کنویں میں مثلاً دو سو ڈول پانی ہو تو ایک سو تیس ڈول جو نکالے جا چکے ہیں محسوب کر لئے جائیں گے محمد کفایت اللہ غفرلہ

مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا

(سوال) کنویں میں اگر مینڈک گر جائے تو کنواں ناپاک ہو گیا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جاوے تو کتا پانی نکال جاوے؟ المستفتی مولوی عبد رؤف خاں۔ جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۲۹۶) مینڈک کے مرنے سے کنوں ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس میں دم سائل نہیں ہے محمد کفایت اللہ کان بدہ

(۱) کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتا پانی نکال جائے؟

(۲) بچوں کے گرے ہوئے پتھروں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کنوں پاک ہے

(سوال) () کنویں میں گر سانپ زندہ یا مردہ نکلے تو کتا پانی نکال جاوے؟ (۲) بچے کھیلتے کھیلتے کنویں میں ڈھیلے یا ٹھیکری پھینک دیتے ہیں اور اس ڈھیلے یا ٹھیکری کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہیں ہوتا تین صورت میں کتا پانی نکال جاوے؟

(جواب ۲۹۷) (۱) سانپ اگر زندہ نکلے تو کنوں پاک ہے در مردہ نکلے اور سانپ آبی نہ ہو تو

۱۔ اور مات فیہا شاة او آدمی او کلب مزج جمعہ فیہا من الماء ہدیہ فصل فی البئر ۱ ۴۳ ص مکتبہ سرک عمیدہ ملتان

(۲) ولو ریح عصہ ثم رآ فی البئر مزج قدر الباقی فی البئر (الدر لمحار فصل فی بئر ۱ ۲۱۳ ص سعید)

(۳) و موت ملا دم نہ کاسملیہ و نحوہ کما لا یفسد ماء لا یفسد عبرہ کالعصر و نحوہ فی روایۃ عن ابی یوسف و کذا الصدوق (فتاویٰ القاضی حرمی ہدیش ابہدیہ فصل فیما یقع فی البئر ۱ ۱۰ ط مکتبہ کونہ)

کنواں ناپاک ہے (۱) اور اس کا حکم مرغی مردہ نکلنے کا ہے (۲) (۲) ڈھیلے یا ٹھیکری کے ناپاک ہونے کا حکم ہے۔
تو کنواں ناپاک ہوگا اور نجاست غلیظ (پیشاب اور پاخانے) کی ناپاکی ہو تو سارا پانی نکالنا ہوگا (۳) اور اگر
رنے والے چیز کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک رہے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دو درودہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے۔

(سوال) دو درودہ حوض کی گہرائی م از کم کتنی ہونی چاہیے؟

(جواب ۲۹۸) گہرائی صرف ان قدر کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پانی اٹھایا جائے تو زمین یعنی پانی
کے نیچے نہ کھلے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

دوسرا باب

انسان اور اس کے عوارض
فصل اوں۔ بول و براز کے احکام

شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے

(سوال) اگر چھ ماہ کی بچی پڑے پر پیشاب کر دے تو وہ پاک ہے یا ناپاک اور اگر شیر خوار لڑکا چھ یا سات ماہ
کا پاک کپڑے پر پیشاب کرے تو پاک سمجھا جائے یا ناپاک بعض کہتے ہیں کہ اگر شیر خوار لڑکا پیشاب
کر دے تو اس کپڑے پر پاک پانی کا چھینٹا دینے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۳ حافظ محمد رفیق صاحب ضلع ٹھٹھا (سبکس) ۳ شول ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ دسمبر

۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۹) حنیہ کے نزدیک شیر خوار لڑکے اور شیر خوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے ہاں

(۱) لحد البریۃ فی التعلیق فی الماء د. ماتب فی الماء فانیہ تصدہ (حلی کبیر فصل فی السر ص ۱۶۶ ط
سہل اکدمی لاہور)

(۲) دست فی حمامہ او دحاحہ او مافار بہا فی الحدیث روح مینا اربعون دیوا او حمسوں حلی کبیر
فصل فی السر ص ۱۵۷ ط سہل اکدمی لاہور

(۳) زہر وقع فی السر حرقۃ او حشیۃ تحسہ بنرح کل الماء (شاوی القاصی حاد علی ہامش الہندیہ واما ما یصد
ماء لیر ۱ ط محدثہ کوئٹہ)

(۴) البیس لا یزول بالشک الاصل بقاء ساکان علی ماکان (الاشیاء والظائر القاعدة الثالثہ ص ۵۷ ط بیروت)

۵، و لمعتر فی عمقہ ان یکور بحال لا یحس بالاعتراض ہو المصحح (عالمگیریہ لبث الثالث فی مباد ۱۸
ط محدثہ کوئٹہ)

ٹر کے کے پیشاب کو زیدہ مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں پانی بہا دینا اور نچوڑ دینا کافی ہے (۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم

(از اخبار جمعیتہ دہلی مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) آب ست کے پانی کی چھینٹ اڑ کر دو ایک قطرے اگر جسم پر یا کپڑے پر پڑ جائے تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب ۳۰۰) آب ست کرتے وقت پانی کے قطرے کپڑوں پر گرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد گرتا ہے وہ تو ناپاک ہے دوسرا وہ پانی جو دھوئے یا ہاتھ پر سے گر جاتا ہے قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو وہ پاک ہے پہلی صورت میں ایک درہم کی مقدار تک مٹوا اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیل اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے۔

(از اخبار جمعیتہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

(سوال) پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کا میناسنٹ ہے یا پانی کا لینا؟

(جواب ۳۰۱) کلوخ (پتھر ڈھیل) لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے ورنہ اگر صرف پانی سے استنجہ کر لے تو یہ بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم۔ حیض و نفاس

ایم حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

(سوال) اگر ایسے یام ہوں جس میں حرام ہے کہ غورتیں ہاتھ لگائیں کلام پاک کو کیا ایسی حالت میں

(۱) وهذا هو قول معشر الفقہاء انہ بحسب غسل بول العلام کما یحب غسل بول حیاریۃ الا انہ لا یباع فی الاول کما یباع فی الثانی الخ (اعلاء السنن ص ۱۱۹۱ ط اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

(۲) وقال محمد بن طاهر بن صاب دلت الماء ثوباً ان كان ماء الاستحاضاء واحداً اكثر من قدر الدرهم لا يجوز فيه الصلوة (فتاوی القاصی حاشی علی هامش الہدیۃ فصل فی الماء المستعمل ص ۱۵۱ ص ما حدیہ کوئٹہ)

(۳) ثم علم ان الجمع بين الماء والحجر افضل و يليه في الفصل الاقصر عن الماء رد اسمحار فصل في الاستحاضاء ص ۳۳۸ ط سعید

ایک کتب کو بھی گانا پڑھنا جائز ہے جس میں دس بارہ یا ایک دو آیات قرآن پاک کی ہوں؟
 المسئنی نمبر ۱۰۸ میر عبد خضر صاحب سابق نچ شاملہ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء
 (جواب ۳۰۲) حیض کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا اور یہی کتب جس میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوں
 ان آیات کے ورق پر ہاتھ لگانا جائز ہے، کتاب کو چھونا ٹھنا جائز ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے عداوہ تمام ذکر کو پڑھ سکتی ہے۔
 (سوال) جس عورت کو حیض آتا ہو وہ درود شریف و اہل خیرت پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ المسئنی
 نمبر ۱۸۰ امجد جلال الدین (ضلع آراء شاہ آباد) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء
 (جواب ۳۰۳) ہاں سوائے قرآن مجید کے تمام ذکر پر ہند مباح ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں۔

(سوال) ایک عورت کو ہمیشہ مہینہ کے آخری ہفتہ میں حیض ہو کرتا تھا اس کی شادی مہینے کے دوسرے
 ہفتے میں ہوئی ورنہ سب کو ہم ستر ہونے سے حیض شروع ہو گیا لیکن بے خبری کی وجہ سے خونہ
 و بارہ ستر ہوا ایک حالت میں دونوں میں سے کسی پر نہ ہو یا نہیں؟ اگر گناہ ہوا تو اس کا کفارہ وغیرہ کتنی
 دین چاہیے شادی کے بعد سے حیض مہینہ کے دوسرے ہفتہ میں ہونے لگا ہے؟ المسئنی حاجی محمد دود
 صاحب تاجر چٹا و کمر بند۔ بزرگ بازار۔ دہلی

(جواب ۳۰۴) بے خبری سے یہاں ہو گیا تو دونوں میں سے کسی پر گناہ نہیں ہوا، محمد کفایت اللہ کان
 اللہ۔ دہلی

نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے وار اور دیگر حرام افعال کا
 مرتکب شخص سرداری کے قاتل نہیں

(سوال) نفاس والی عورت جب کہ تنویر کا رنہ ہو اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظروف کو حقیقہ
 ناپاک سمجھنا، سمات کافرہ کی پانڈ کی کرنا مثلاً ٹکے کے کان کس بزرگ کے نام پر چھو دنا۔ حقوق عباد

۱) ریمع قراءۃ قرآن مقصد و مسہ ولو مکرواً ما فارسیہ فی الاصح الا بعلافہ المستقص کما بر و کد
 ریمع حمہ کلوح و ورق فہ الہ تویر الاصر و شرحہ الدر المنیر مع رد المحتار باب حیض ۱ ۲۹۳ ص
 سعد

۲) قال فی اسحر و فی شرح اسحر و لغیر حص المس ناید فی الکب الشرعیہ (اسحر اراؤ باب حیض
 ۱ ۲۱۲ طبروت)

۳) ولا یس حیض و حب مفرہ دعب و مسہ و حمہا و ذکر اللہ تعالیٰ و مسیح لح تویر الاصر و شرحہ
 الدر المنیر مع رد المحتار باب حیض ۱ ۲۹۳ ص سعید

۴) ثم ہو کبیرہ یو عمد محترأ علیہ لا حرامہ لا حراماً او مکراً او سباً (الدر المنیر مع رد المحتار باب
 حیض ۱ ۲۹۷ ص سعید)

کو تلف کرنا اور کھا جان۔ بطب حقوق شدت اور سختی سے پیش آکر مخلف انکار کرنا یہ فی سددتیں ایک سردار قوم کے اندر پائی جائیں تو یہ شخص کو سردار از روئے شریعت تصور کرنا چاہیے یا نہیں۔ اور یہ شخص نے مسلمانوں کو کپسار تاؤ کرنا چاہیے؟^۱ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبد الرحیم صاحب (چھاؤنی پنجم) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۵) حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو پاک ہیں اور ان کے گتے چھونے سے مٹی تانبے وغیرہ کے برتن ناپاک نہیں ہوتے (۱) کس بزرگ کے نام پر بچوں کے کان چھیدنا حرام ہے کسی کا حق نہ رہا اور کھا جانا بھی حرام ہے ایسا شخص سرداری کے اائق نہیں جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کانئہ لہ دہلی

عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے۔

(سوال) ایک عورت کو ۳۶ دن نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن صبر پھر ایک دن خون پھر تین دن صبر پھر دس دن خون پھر ایک دن صبر پھر ایک دن خون پھر نو دن طہر نو دن خون اور اس کے بعد سے اب تک طہر ہے اس عورت کو پہلے ایک نفاس ہو چکا ہے جو ۳۵ یوم کا تھا پہلے مومنا اس کو آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر تاریخیں یاد نہیں تو ب صورت مسئلہ میں اس کے نفاس کے یوم کتنے اور طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے اگر خدا نخواستہ آئندہ ایسی ہی گڑبڑ کی حالت رہی تو صبرت و حیض کے دن کس طرح شمار کئے جائیں گے اس کے لئے قاعدہ بتا دیں نفاس و حیض سے درمیان طہارت کم از کم دن کتنے ہوتے ہیں؟^۲ المستفتی نمبر ۲۸۱۴ سلیمان موسیٰ حفظہ جی یارڈوں ضلع سورت۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ

(جواب ۳۰۶) نفاس کے چالیس دن ہوں گے اس کے بعد صبرت کا حکم ہوگا (۲) اور کیا اس کو ایام رضاعت میں پہلے بھی خون حیض کا آتا رہا ہے یا رضاعت کے ایام میں حیض نہیں آتا تھا اس کا جواب دیا جائے تو آئندہ کا حکم بتایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کانئہ لہ دہلی

(۱) ولا یکرہ طحہا ولا استعمال ماستہ من عحین او ماء او نحوہما (رد المحتار باب الحيض ۲۹۲/۱ ط سعید)

(۲) لا یجوز لاحد من الممسوس احد مال احد بغير سب شرعی (عالمگیریہ) فصل فی التعریر ۱۶۷، ۲ ط واحدہ کوئٹہ)

(۳) اقل النفاس لاحد لد' واكثره اربعون يوماً والرائد عبد اسحاقہ (ہدایہ) فصل فی النفاس ۱ ۷۰ ط مکتبہ شریکہ علمہ ملتان)

تمہ سوال۔ جو ب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جو ب یہ ہے کہ جی ہاں پہلے بھی ایام
رضاعت میں اس کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سواں میں مکھا گیا ہے کہ اس کو پہلے عموماً آٹھ
یوم کا حیض آتا تھا مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں ہیں تو باقی یام میں صہارت کے دن کتنے اور حیض کے
دن کتنے؟

حضرت ۱۱! یہی مسئلہ میں نے جامعہ ڈابھیل کے مفتی اسمعیل بسم اللہ صاحب مدظلہ عالی
پر بھی لکھا تھا مگر سواں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس آپ کے سوال میں آخری طہر ۱۵ دن کا ہے اور ان
کے سواں میں پانچ دن کا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان پر سوال لکھا اور اس کا جو ب یہ اور پھر آپ پر سوال
لکھا تو یہ جو یام صہر کے ترے وہ زیادہ کر دیئے گئے۔

نہوں نے جو ب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے
چاہیے وہ کہیں نہیں ہیں ہذا اس کی نفاس کی عادت کے ۳۵ یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استحضہ میں شمار
ہوں گے جس میں نماز روزے ادا کرنے ہوں گے لہذا اس کو جن تاریخوں میں پہلے آٹھ یوم حیض آتا تھا
عادت کا وہ بن تاریخوں میں آٹھ یوم حیض شمار ہوگا ورنہ باقی کا استحضہ۔

حضرت ۱۱! میرے ناقص مطالعہ کے خانہ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں
کہ چالیس دن نفاس کے شمار کے جائیں تب بھی دو خون کے درمیان کی اقل مدت طہر پندرہ یوم وہ نہیں
آتی لہذا آخری طہر جو ۱۹ یوم کا ہے اور اس وقت ۲۸ یوم کا ہوا ہے اس کے علاوہ سب ایام استحضہ کے ہیں
ہذا اس کی نفاس کی سابقہ عادت جو ۳۵ یوم کی ہے وہ عود کر آئے گی تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵ یوم کا ہوگا
اس کے بعد احتیاطاً ۱۵ دن کا صہر ہوگا اس کے بعد اس کی سابقہ عادت کے مطابق آٹھ دن حیض کے ہوں
گے اور اس کے بعد اب تک کے ایام طہر کے ہوں گے اگر خدا انخواستہ ن کو پندرہ دن کا طہر نہ آتا تو پھر ن
کو بائیس دن صہر کے ہوتے پھر آٹھ دن حیض کے پھر بائیس دن طہر کے پھر آٹھ دن حیض کے اور ایسے ہی
حکم چلتا رہتا ہے کہ عورتوں کو عموماً مہینے میں ایک بار دم حیض آتا ہے یام رضاعت میں حیض نہ آنے کو
اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی رشاد فرمائیں؟

(جواب) (زموان مفتی عبد الغنی صاحب۔ صدر مفتی دارالافتاء مدرسہ مہینیہ۔ بعد وفات حضرت مفتی
اعظم) جب کہ نفاس کی ۳۵ دن کی پسی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳۶ دن خون آیا لیکن تیس
دن بند رہ کر پھر چالیسویں دن بھی خون آئی اس کے بعد کچھ دن بند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس
دن شمار ہوں گے لہذا اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جائے تا تو ب شک عادت سے
زائد کو استحضہ میں شمار کیا جائے مگر میں نے اما المعتادہ فتروا لعادتها و کذا الحیض شکی میں
ہے ادا کا عادتھا فی النفس ثلاثین یوماً فانقطع دمها علی راس عشرين یوماً و طہرت

عشرة ايام تمام عاداتها فصلت و صامت ثم عاودها الدم فاستمر بها حتى جاور الاربعة عشر ايام
ذكر انها مستحاصة فيما زاد على الثلاثين ودری جگہ ہے صورتہ فی النفاس كانت
عاداتها فی كل نفاس ثلاثين ثم رات مرة احدى و تتین ثم طهرت اربعة عشر ثم رات
الحیض فانها ترد الى عاداتها وهي الثلاثون و يحسب اليوم الزائد من الخمسة عشر التي
هي طهر ۱۰ کیونکہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم پورے پندرہ یوم کا فاصلہ ضروری ہے۔ اقل
الطهر بین الحيضتين او النفاس والحیض خمسة عشر يوماً ولها ليها اجماعاً ۲، اگر عادت
بھور گئی یعنی ایام حیض کے مدیاد ہیں لیکن یہ بھول گئی کہ مہینے کے پہلے عشرہ میں حیض آیا ہے یا دوسرے
عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحرری کر کے ظن غالب پر عمل کرے گی۔ و من سیت عاداتها اما
بعد او بمكان او بهما انها تتحرى ۲ الخ فقط محمد عبدالغنی غفرلہ (ذیقعدہ ۳۷۳ھ)

فصل سوم۔ آدمی کا جسم اور جھوٹا

بھنگی یا چھار نہلا دھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں
(سوال) بعض مسلمان عیسائیوں چھاروں بھنگیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی
استعمال نہیں کرتے خواہ اپنا جسم و لباس پاک صاف رکھیں برخلاف اس کے بعض ہندو قوم مشہور ہمن
راجپوت مہاجن ملی بڑھی کہہ رو غیرہ کے ہاتھ کا کایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال کرتے ہیں ان
مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن وحدیث جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۸۵ اللہ دیا صاحب ماسٹر
(ضلع سہارنپور) ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۰۷) شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے خواہ وہ بھنگی ہو یا چھار یا اور
کوئی کام کرنے والا ہو اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں ہے (۳) ہاں بھنگی یا چھار یا ایسے لوگ جو
نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں ان کا بدن یا لباس ظہر کے خاتم سے اکثر ناپاک رہتا ہے اس لئے اس
ناپاکی کے غلبہ ظن کی بنا پر ان کا حکم یہ لوگوں سے مختلف ہے جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے مگر
جب کہ کسی بھنگی یا چھار کو نہلا دھلا کر پاک صاف کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے

(۱) المرجع السابق ۱ ۳۰۰

(۲) المرجع السابق ۱ ۲۸۵

(۳) المرجع السابق ۱ ۲۸۶

طہر (سور الاصرار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار

(۴) فسور آدمی مطلقاً ولو حیاً و کافر

مصنف فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید

باتھ کی چیز میں کوئی فرق نہیں رہے گا، محمد کفایت اللہ کان مدہ

(۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہو تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں

(۲) بھنگی سے مسجد میں جھارود لوانا کیسا ہے؟

(سوال ۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟
(۲) ایک غیر مذہب بھنگی کو بد کر مسجد میں جھارود لوانا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبد مغفور صاحب دہلی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۸) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس میں بھنگی اور چمچ کا بھی سوال نہیں ہے (۲) سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر لئے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے پاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کر لئے ہیں یہی بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصاع کے لحاظ سے بدل سکتی ہے اگر کوئی معقول وجہ پنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی ازام اور اعتراض نہیں (۲) اور کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلا وجہ غیر مسموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینے کا الزام ہو گا مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا (۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھنگی سے جھارود لوانی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھارود لوانی جا سکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ سلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان مدہ دہلی

(۱) حی لواعسل (ای الکافر) فوق فیہ من ساعتہ لا یروح منہا شیء (رد المحتار فصل فی الشہر ۲۱۴/۱ ط سعید)

(۲) فیور ادسی مطلقاً ولہ حسابا کافراً طاهر (تذکرۃ الابصار) و شرح الدر المختار مع رد المحتار ۲۲۲/۱ ط سعید

(۳) وفي التعریض لا یاس من یصف کافراً بقراۃ او سحابة (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الدماء والا حکام انتی بعود البیہم ۳۴۷/۵ ط ماحدہ کونہ

(۴) اب انتی ب مسم مرة و مرتین فلا یاس بہ و ما الدوم علیہ فیکرہ کما فی المحيطہ (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الدماء والا حکام انتی بعود البیہم ۳۴۷/۵ ط ماحدہ کونہ

(۵) لا یاس من حول اهل الدماء المسحود حرام و سائر اسباب و نحو لتصحیح (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الدماء والا حکام انتی بعود البیہم ۳۴۶/۵ ط ماحدہ کونہ

بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اسکے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے، تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قبل تحسین ہے۔

(سوال) اگر کوئی شخص خروب (بھنگی غیر مسلم) کے ہاتھ دھو کر اور خوب صاف کر کے اس کے ساتھ کھانا کھائے تو جائز ہے؟ سوال مذکور کی صورت اس وجہ سے پیش آئی کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار سنبھل کے ایک بیان میں اسلام کی رواداری غیر مذاہب کے لوگوں پر واضح کرتے ہوئے پناہ واقعہ بیان کیا کہ ایک جگہ میں نے خود بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اس کے منہ کا آدھ کڑ ہوا تو بھی میں نے کھالیا اب ایک صاحب نے شاہ صاحب موصوف کی تقلید میں ایک بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا ہے کچھ لوگ اس خیال پر چرخ پا ہو رہے ہیں براہ مہربانی اگر ممکن ہو تو دو چار دلیل بھی جواب کے ساتھ ارقم فرما کر ممنون فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۲۷ مولانا طاہر الانصاری صاحب فاضل دیوبند (سنبھل مراد آباد) ۲۷ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۹) اسلام کا مسدہ اصول ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے اور انسان کا جھوٹا پاک ہے خواہ مسلم ہو یا کافر (۱) اس اصول پر جب کہ کسی انسان کے ہاتھ پاک ہوں (۲) اور کھانا بھی حلال ہو (۳) برتن بھی پاک ہوں (۴) اور مسلمان اس کے ساتھ کھانا کھالے، تو اس میں کوئی اصولی غلطی نہیں ہے اور اگر کسی موقع پر سنی اصول کی حقیقت و ضیح کرنے کے لئے کوئی شخص یہ کام کرے تو وہ قبل تحسین ہے نہ کہ محل لزام (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل مستحسن ہے۔

(سوال) انجمن خدام اسلام جگہ اؤں کے زیر اہتمام ایک تبلیغی ہفتہ اول اکتوبر میں منایا گیا جس میں علمائے کرام میں سے ایک نے اسلامی مساوات پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سب سی نوع انسان

(۱) فسور الادی مطلقاً ولو حسناً او کافراً طاہر (تویر الابصار و شرحہ مع رد المحار) مطلب فی السور ۲۲۲ ط سعید

(۲) ولو ادخل الکفار والصیان ادبہم لا ینحس ادا لم یکن عنی ادبہم بحاسة حقیقة (حلی کبیر) فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) لا ناس بطعام السحوس کله الا الدیحة فان دینہم حرام (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الدمہ الح ۳۴۷ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۴) ویکره الا کل و الشرب فی اوانی المشرکین قبل لغسل (ایضاً)

(۵) وفي التفاریق لا یاس بان یصیف کافراً لغرابہ او لحاجة کذا فی التمر ناشی ولا یاس بالذهب الی صیافة اهل الدمہ (عالمگیریہ) نفس المکان ان فعل ذلك لیسبل قلہ الی الاسلام فلا ناس نہ (عالمگیریہ) الباب الرابع عشر فی اهل الذمہ ۵ / ۳۴۸ ط ماحدیہ کوئٹہ

کو یکساں سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جھوٹا کھاپی سکتا ہے جبکہ اپنے دین کو ضرر پہنچائے بغیر ان کے گھر کا بھی کھاپی سکتا ہے اچھوتوں میں سے ایک نے جو سب اجد سوں میں حاضر رہا اور جو مائیں بہ اسلام تھا اور اب بھی اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے عمامہ و دیگر معززین کی دعوت ردی ہو قبول کر لی گئی کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مد نظر تھا کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان ہی پکائے چنانچہ بریانی مسلمان نالی نے پکائی اور صوا اچھوتوں نے تیار کیا البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے سے چھوت تھے عمامہ و اکابر کے س فعل پر جو محض بنصر تریف قلوب و مقصد تبلیغ اس طور سے عمل میں لایا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محاسن اسلام پر ایک مبسوط تقریر انی اچھوت کے گھر کی گئی اور اس میں دعوت اسلام دی گئی۔ "عض معاندین نے بفحوائس انما المسترکون نجس فلا یعربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا" بطور استدلال پیش کیا اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب کہ ان کے بدن نجس نہیں اعتقادات نجس ہیں نظر انداز کر دیا گیا اس شور و غل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو درہ اسلام کے بہت قریب آگئے تھے اب خ موش ہو گئے ہیں آپ از روئے شریعت ظاہر فرمادیں کہ طرفین میں سے کون حق پر ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۹۲ جناب مفتی عبداللہ ایم اے صدر انجمن خدام اسلام جگراؤں ۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۰) اسلامی اصول کے بموجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں ہے جب بدن پر کوئی نجاست نہ ہو تو بدن پاک ہے (۱) اور ان کے ہاتھ کا کھانا بھی جائز ہے (۲) اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر بن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا کھایا وہ مستحق اجر ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

کافر کا بدن پاک ہو تو اس کا جھوٹا اور پکایا ہوا کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد سے یہ عمل موجب اجر ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب کچھ عرصہ سے فقہ شریف کا مسئلہ اپنی وعظوں میں اس طرح بیان فرماتے رہے ہیں کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے چوہڑے بھی ہندوؤں کی مانند ہیں لہذا چوہڑوں کا کھانا بھی جائز ہے چنانچہ اب کی وعظ پر یعنی کل ۶/۳۹ کو ایک چوہڑے نے جو کہ اپنے آپ کو مذہبی سکھ کہلاتا رہا ہے اس نے مولوی صاحب کی معہ چند احباب دعوت کردی مولوی صاحب نے نہایت خوش

(۱) التوبة ۲۸

(۲) ولو ادخل الکفار، و الصبیح یدہم لا ینحس اذا لم یکن علی یدہم نجاسة حقیقة (حسی کبر فصل احکام

الحصاص ص ۱۰۳ ط سہیل اکبدمی لاہور)

(۳) ولا یاس بالذہاب الی صیافة اهل الدمة (عالمگیریہ الباب الرابع عشر فی اهل الدمة والا حکام التي تعود

الیہم ۳۴۷/۵ ط ماحدیہ کونہ

(۴) یطر ب فعل ذلك لمیل فله لی الاسلام فلا یس به عالمگیریہ نفس المکون ۳۴۸/۵

سے بے چون و چرا منظور فرمائی اور یہ وقت روانگی یعنی جب دعوت کھانے کیسے جانے پر تیار ہوئے اس وقت
غیر اللہ کبر بلند آواز سے لگایا۔ بعدہ مولوی صاحب معہ ایک جماعت کثیر کے نعشیں پڑھتے ہوئے اس
چوہڑے کے گھر پہنچے اور چوہڑوں نے بدست خود ان کو کھانا اتار اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا
اور مولوی صاحب نے نہایت فراخ دلی سے مع اپنے رفقاء کے دعوت کو نوش فرمالیا۔
دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسب ذیل ہے :-

صوے کو تو خود ان چوہڑوں نے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا اور پلاؤ کو ایک حجام نے تیار
کیا حجام کہتا ہے کہ بجز پکانے کے باقی سب کام پانی وغیرہ کا ذالنا غرض کہ سب اہتمام ان چوہڑوں ہی کا رہا
ہے ہاں گوشت جو پلاؤ میں ڈالا گیا ہے ان کے ہمراہ میں نے قصب کی دکان سے خرید کیا تھا جب کہ
انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا میں بازار چلا گیا دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سف خرید کر کے جب
ان چوہڑوں کے گھر پہنچی تو میں نے ان کے گھر سے منگو اور دیگ میں پکا دیا عایجاہم نہایت ہی ادب سے
التماس کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے
چینی پیدا کر دی ہے ہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات سے آگاہی فرما کر عند اللہ مجبور ہوں۔

(۱) کیا فقہیہ کتب میں مذکور ہے کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جس پر
مولوی صاحب نے عمل کیا ہے؟

(۲) کیا فقہاء عظام کے مسائل مستطب من القرآن والاحادیث نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا فقہاء
عظام کے مسائل مطابقت قرآن مجید و احادیث شریف سے ضروری نہیں؟

(۳) اللہ جل جلالہ یک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ مشرک تو زے گندے ہیں اور
دوسری جگہ فرماتا ہے کہ مسلمانوں تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے
حلال ہے کیا قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان
فرمایا ہے اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ عیسائی یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفر کی دعوت کو قبول کرنا خلاف مر جناب رسول اللہ ﷺ نہیں ہے آنحضور ﷺ تو
مشکوٰۃ شریف میں فاسقین کی دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبیحہ کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوہڑوں کے گھر انکے قبضے میں رہا کیا شرع شریف سے
گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(۶) اگر مولوی صاحب کی شرعاً اس میں کچھ گرفت ہو تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا
جائے۔ المستفتی نمبر ۲۱۱۲ مستری نذیر حمد (ضلع ودھیانہ) ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر

۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۱) مسئلہ شرمیہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے جب کہ اس

پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو (۱) کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے پس اگر اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہہ دے
میں کوئی ناجائز و ناپاک چیز نہ تھی (۲) اور پکانے والے اور کھلنے والوں کے ہاتھ بھی کسی نجاست سے
مٹ نہیں تھے تو ان کے ہاتھ کے کھانے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے (۳) اور اگر تبیغی ضرورت یا
اسلامی مساوات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے (۴) آیت "اما
المشرکون نجس" میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے نہ کہ جسمانی (د)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

نجاست کا یقین باطن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے
(از اخبار سبہ روزہ جمعیتہ مورخہ ۰ مئی ۱۹۳۲ء)

(سوال) زید نے جان بوجھ کر کافر کا حقہ اینا تھ گا کر لی لیا یہ فعل کیسا ہے؟ کافر و مشرک کا جھوٹا کھانا
پینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۱۲) جب کہ ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مواخذہ نہیں فی حد
ذاتہ جائز ہے جب کہ نجاست کا ظن غالب نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

(حوالہ ۳۱۳) کافر کے ہاتھ سے تر وریل چیز میں فی حد ذاتہ جائز ہے لیکن اگر کافر کی
احتیاطی وجہ سے ملوث مانجاست ہوئے گا گن ہو تو چھنا بہتر ہے اور غالب گن ہو تو پینا جائز ہے ورنہ پاک
ہونے کا یقین ہو تو بدکار بہت جائز ہے (۲) کیونکہ انسان کا بدن فی نفسہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک
قرار دیا گیا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ (از اخبار جمعیتہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

۱۔ (۱) ولو دخل الکفر او اصاب بدینہم لا یحس دالم یکن علی یدیہم بحسۃ حقیقہ (حلی کسر ص ۱۰۳
سہیل اکیمی لاہور)

(۲) فسور الادی مطلقاً ولو جسا او کافر (ظاہر (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

(۳) لا یاس طعام المحروس کله الا لد یحہ فان دبحتہم حرام (ولا یاس بالدهاب انی صافۃ اهل الدمة
عالمگیریہ الباب الرابع العشر فی اهل الدمة والا حکام الی تعود الیہم ۳۴۷/۵ ط ماجدہ کوند)

(۴) یظر ان فعل ذلك لیمیل قلبہ الی الاسلام فلا یاس نہ (عالمگیریہ الباب الرابع عشر فی اهل الدمة والا حکام
الی تعود الیہم ۳۴۸/۵ ط ماجدہ کوند)

۵۔ فالمراد بقوله تعالى "اما المشرکون نجس" بحسب النجاسة فی عقادہم (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲
ط سعید)

(۶) فسور لادی مطلقاً ولو حب و کافر (ظاہر (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

(۷) ولو ادخل الکفار او الصیب بدینہم لا یحس دالم یکن علی یدیہم بحسۃ حقیقہ (حلی کسر ص ۱۰۳
حکام الحصاص ص ۱۰۳ ط سہیل اکیمی لاہور)

(۸) فسور الادی مطلقاً ولو جسا او کافر (ظاہر (رد المحتار مطلب فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

فصل چہارم۔ وضو غسل اور تیمم

اعضاء تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے، کوئی عضو رہ جائے تو تیسری ضرب کی ضرورت نہیں

(سوال) تیمم میں اعضا کو گرد گنا فرض ہے؟ یا صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے؟ نیز یہ کہ تیمم دو ضرب سے ہوتا ہے اب اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب لگائی جائے یا نہیں؟ بیوا تو جروا (جواب ۳۱۴) تیمم میں اعضائے تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے، یہ ضروری نہیں کہ اعضا پر بھی غبار نظر آنے لگے، تیمم میں اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی ضرورت نہیں ویسے ہی اس جگہ ہاتھ پھیر دینا کافی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ٹخنوں سے نیچے پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(سوال) پا جامہ اگر ٹخنوں سے نیچا ہو تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ پا جامہ ٹخنوں سے نیچے پہننے سے وضو باطل ہو جاتا ہے ہذا یہ حدیث شریف ہو تو اس سے مطمع فرمائیں؟

(جواب ۳۱۵) اس امر کی کوئی معتبر دلیل نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پا جامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ ٹخنے سے نیچا پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے (۲) لیکن ایسا کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جو حدیث کہ ابو داؤد شریف (۴) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جو ٹخنے سے نیچے کپڑا پہنے ہوئے تھا وضو کرنے کا حکم دیا اول تو اس میں ایک راوی ایہ جعفر ہے جو مجہول ہے (د) دوسرے اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے حکم دیا تھا ممکن ہے کہ اس کے گناہ کے کفارہ کے لحاظ سے یہ حکم دیا ہو کیونکہ وضو سے اعضاء کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) ثم عمدہما ای عمدہ ای حیلہ و محمد الشرط فی صحتہ البہم مجرد المس . ولا یشرطان غلو شی

منہما (حلی کبیر) باب التیمم ص ۷۶ ط سنبل اکیڈمی لاہور

(۲) انار کد فصر بان الحج (حلی کبیر) باب التیمم ص ۶۲ ط سنبل اکیڈمی لاہور

(۳) عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال ما اسفل من الکعبین من الارار فی النار (صحیح البخاری) باب ما اسفل من الکعبین ففی النار ۲ ۸۶۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۴) باب ما جاء فی ارسال الارار ۲ ۵۶۵ ط امد دیہ مد

(۵) و فی سادہ ابو جعفر رحل من اهل المدینۃ لا یعرف اسمہ و معالم السنن لا بی سلیمان الحطانی باب ما اسفل من الکعبین ففی النار ۶ ۵۱ ط انصار السنۃ المحدثہ

(۶) یحتمل والله اعلم انه امره باعادة الوضوء دون الصلوة لان الوضوء مکفر للذنوب کما ورد فی الاحادیث الکثیرہ (بدل المحتجود فی حل مس ابی داؤد) باب ما جاء فی ارسال الارار ۵/۵ ط معینہ الحلل الاسلامی کراچی

غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

(سوال) اگر سونے کا دانت لگو یا ہو تو کیونکر اس کے اندرونی حصہ یعنی جزو دربر ابرو میں غسل جنابت کے وقت پانی پہنچایا جاسکتا ہے اور نہ نیچے تو غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۹۶، ۱۵ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۶) اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا اس لئے ضروری نہیں کہ اب وہ دانت بوجہ لازم اور ثبات سونے کے صلی دانت کے حکم میں ہو جاتا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(حوالہ و بکر) (از نائب مفتی صاحب) جب اصلی و خفقی دانت پر سونے کا پترہ چڑھا دیا جائے تو یہ سونے کا خون بوجہ شدت اتصال کے کا بجز ہی ہو جائے گا ورنہ اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہوگا تو یہ ابصار و در مختار میں ہے (عسل ما فیہ حرج کعبین) وان اکتحل بکحل نجس (و نقب الصم و) لا (داحن قلعة) الح علی هامش رد المحتار ۲، حلد اول ص ۱۱۳ سونے کا دانت ضرور لگایا ہو یا زینت دونوں صورتوں میں حکم مختلف نہ ہوگا۔ فقط حبیب المرسلین غنی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ۔

(سوال) ہر نماز کے لئے بیچ وقت وضو کیا جاتا ہے اگر ایک ہی دفعہ وضو کر لیا جائے اور چار وقت نہ کیا جائے تو عقل سیم طہارت کا حکم نہیں لگا سکتی اور طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اور طہارت کے لئے ان اعضاء کو کیوں خاص کیا گیا؟ اگر ان اعضاء کے دھونے کے بجائے غسل کر لیا جائے تو کیا وضو ہو جائے گا؟ المستفتی نمبر ۳۷۶ ابو محمد عبد الجبار (رنگونا) ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۷) نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے طہارت کے لئے ان اعضاء کو اس لئے خاص کیا گیا کہ یہ اعضا اکثر حالات میں خارجی موثرات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تلویت کا اثر ان اعضاء پر بہ نسبت باقی اعضاء کے زیادہ ہو سکتا ہے اس لئے انہیں اعضاء کو دھونے کے لئے مخصوص کیا گیا وضو کی جگہ غسل کر لینا بہرہ تم کافی ہے اور غسل کے اندر وضو خود بخود ہو جاتا ہے (۲) لیکن اگر ہر نماز کے لئے غسل کا حکم عام دیا جاتا تو مسلمانوں پر اس کی تعمیل دشوار اور قریب قریب ناممکن ہو جاتی اس لئے حکم تطہیر میں دوگوں کی آسانی کا عاظ بھی خدائے علیم و حکیم و خبیر کے احکام میں موجود ہے طہارت ظاہر کا اثر

(۱) لاصل و حوت العسل الا انہ یفقد للحرج رد المحتار مطلب فی بحاث العسل ۱۵۳ ط سعید

(۲) مبحث بحاث العسل ۱۵۲ ط سعید

(۳) عن عائشہ قالت قال النبی ﷺ لا یتوضؤ بعد العسل (جامع الترمذی باب الوضوء بعد العسل ۳۰، ۱ ط

طہارت باطن پر پیشک پڑتا ہے اس لئے نماز جو طہارت باطن کا رعبہ ہے اس کے لئے طہارت ظاہری شرط کر دی گئی، اور طہارت ظاہری میں مکلفین کی آسانی کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے کیونکہ فقہوان الدین یسرا ائمان دینیہ کا بنہ آسانی پر رکھا گیا ہے واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ

و نوتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل اور وضو نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص بھت و سلا متی اپنے دانتوں پر بغرض زینت سونے کا تیرہ اس طرح چڑھائے کہ دویا چار دانتوں پر یا ساری تیسری پر سونے کا خول منڈھا دے کہ جس سے دانت اور مسوڑھے سب بد ہو جائیں تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں فقہائے کرام نے باب لغسل میں لکھا ہے کہ بدن کے جس حصے میں آنا چپک کر سوکھ جائے یا چکنا میل ناخن کے اندر ہو جس کی وجہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچ سکے تو غسل نہیں ہوگا۔ المستفتی نمبر ۵۳۹ مووی ضور احمد (کاٹھیواڑ) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۸) دانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھوانا جائز نہیں اور محض زینت کے لئے چڑھانا مکروہ ہے اور ضرورت چڑھایا ہو یا بلا ضرورت بہر صورت غسل وضو کے لئے وہ مانع نہیں کیونکہ وہ ایک جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے، بخلاف آٹے اور چنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں (۲) ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

ولا یستد سے المتحرك بذهب بل بقصة وجورهما محمد تنویر الابصار و

درمختار، جلد ۵ الجواب صحیح حبيب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھاپی لیا جائے۔

(سوال) حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ المسفتی نمبر ۶۱ عظیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۹) جنابت میں کھانا پینا درست ہے بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے کھائے پئے وغیرہ وضو کئے صرف ہاتھ منہ دھو کر کھاپی تو یہ بھی ناجائز نہیں خلاف اوں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و قبل سبھا احدث فی حکمیہ وهو وصف شرعی یحل فی الاعضاء یزید بالطہارة (رد المحتار، کتاب لطہارہ ۱/ ۸۵ ط سعید) (۲) الاصل وجوب الغسل الا ان سقط للحرع (رد المحتار، مطلب فی بحاث الغسل ۱/ ۱۵۲ ط سعید) (۳) والعجس فی الطهر یمنع تمام الاعسار (عالمگیریہ، الباب الثانی فی الغسل ۱/ ۱۳ ط ساحیدہ کوئٹہ) (۴) کتاب الحظر و الاباحة فصل فی اللبس ۶-۳۶۱-۳۶۲ ط سعید (۵) فی الشامیہ قال فی لخصه اذ اراد الحب ان باكل فالمستحب ان يغسل يده و يتمضمض او يمسح و ذکر فی الحب، عن ابي داؤد و غیرہ، انه عنه، بصورة والسلام اذ اراد ان باكل وهو حب غسل کفیه و فی روایت مسلم بتوصا وصوبہ للصلوٰۃ و حب لخص ۱/ ۲۹۳-۳۹۴ ط سعید

انت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے بال ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے!
 (سوال) انگریزی برش جو دانتوں پر استعمل ہوتا ہے اس میں اگر سور کے بال ہوں تو استعمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المسقنی نمبر ۶۱ حسیم محمد قاسم (ضلع میانوالی)
 (جواب ۳۲۰) اگر خنزیر کے بال کا برش ہو تو اس کا استعمل قطعاً ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان
 اللہ۔ دہلی

وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہیے۔
 (سوال ۱) وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال گوں تک ہاتھ دھونے میں کرے یعنی شروع وضو
 میں ہاتھوں کے دھوتے وقت کرے؟ سید علی طرف سے یا لئی طرف سے؟
 (۲) چوتھائی سر کا مسح یا تمام سر کا مسح کرتے ہیں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ المسقنی نمبر ۶۵۸
 مجیدی دواخانہ ممسی ۷۲ رب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
 (جواب ۳۲۱) وضو میں انگلیوں کا خلال ابتداً وضو میں ہاتھ دھوتے وقت کرنا چاہیے۔
 (۲) منفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ اور پورے سر کا مسح سنت ہے پورے سر کا مسح کرنا
 چاہیے تاکہ فرض اور سنت دونوں ادا ہو جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے۔

(سوال) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے یا محض سنت؟ المسقنی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ
 ممسی
 (جواب ۳۲۲) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو اس کا استعمال نہیں
 کرنا چاہیے۔

(سوال) دانت صاف کرنے کا برش خنزیر کے بالوں کا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ خلا حد حریر فلا بطهر سور الا بصار و شرحہ الدر المنثور (۱) قال المحقق فی الشامیہ قوله فلا بطهر ای
 لا یحس ان یمس بالیمنی ۱۰۰۰۰ جمیع حرمہ بحسب حد و مت لطارہ و مطب فی احکام اندلس ۱۰۰۰۰ ۲۰۰۰
 سعد

۲۔ بتحلیل الحدیث بعد لتثبت لایہ سے التثبت (رد المحتار ۱۱۷ ط سعید)

۳۔ مسح ربع الرأس فیه سور الا بصار مع رد المحتار (۱) کتاب الوضو (۱) ۹۹ ط سعید

۴۔ (مسح کل راسه مرة مسوعدة سور الا بصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله مسوعدة) حد سے
 انما کما حرمہ فی الفتح (۱) کتاب الوضو (۱) ۱۲۱ ط سعید

۵۔ و لم یثبت سے مؤکدہ سور الا بصار و شرحہ الدر المنثور کتاب الطہارہ ۱۱۳ ط سعید

المسفتی نمبر ۸۳۱ محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۳) وایتی برش جس میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو استنجن نہیں کرنا چاہیے
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ناک اور آنکھ سے آنے والے پانی کا حکم

(سوال) زکام کے وقت میں جو پانی ناک سے جاری ہوتا ہے ابتداً سفید ہوتا ہے بعد میں زرد اور بدبو دار ہو جاتا ہے یہ آنکھوں میں درد ہونے کی صورت میں آنسو آتے ہیں یہ ناقض وضو ہیں یا نہیں؟
(جواب ۳۲۴) ناک سے آنے والا پانی جب تک متغیر اللون والرتح نہ ہو اسی طرح آنکھ سے آنے والے آنسو جب تک پانی کی طرح صاف ہوں نواقض وضو میں نہیں ہیں (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں۔

(سوال) سونے کا دانت جیسا کہ آج کل لوگ بنواتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ دوسرے دونوں طرف کے دانتوں پر بھی خون چڑھ جاتا ہے غسل کی حالت میں خوں کے اندر پانی نہیں پہنچ سکتا ورنہ یہ خون اتر سکتے ہیں ایسے دانت لگوانے شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ غسل سوجائے گا یا نہیں؟ المسفتی نمبر ۹۳۵ شیخ محمد ابراہیم (مانڈلے برہ) ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۵) ضرورت کی بناء پر یہ دانت لگوانا جائز ہے محض زینت کے لئے لگوانا مکروہ ہے غرض دونوں حالتوں میں درست ہو جائے گا کیونکہ یہ دانت لگنے کے بعد جسم کا حکم لیتے ہیں (۱۰)
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

سببین سے خارج ہونے والا مصدق ناقض وضو ہے۔

(سوال) عاجز بہت، ضعیف ہونے کے ساتھ اور مختلف مراض میں بھی مبتلا رہتا ہے یا سیرگاہ بھی خون اور بھی کچھ اور مادہ بھی کم بھی زیادہ نکالتا ہے اور کپڑا ملوث ہو جاتا ہے فتاویٰ شامی جلد ۱ ص ۱۲ میں ایسے عذر

۱) حلا حلد خبر فی لا بطهر (تبریر لا تصیر و شرحہ بدر المحذر) قال المحقق فی الشامیہ، قولہ فلا بصیر، ی لا یحس العین بمعنی ان دہنہ یجمع، حرانہ بحسۃ حد و مس، مطلب فی احکام مذاہبہ ۱: ۲۰ ط سعید
۲) کما لا یفص لہ حرج من دہ و بحرہ کعصہ و مدہ فح و بحرہ کصدید، تبریر و شرحہ (قال المحقق فی الشامیہ) قال فی البحر و قد بطیر من لظہر اذ کان لبحارح فبحا او صدیداً انقص سراء کان مع و ح و مع او مدو، لا یہما لا بحر حار الا عن غلہ (مصنف فی تراویح بوضو ۱: ۱۴۹ ط سعید)

۳) لو تحرکت من رجل و حاف سوا صفا فسدھا بالذهب او بالفضہ لم یکن بداس (عمامگیریہ ابواب العشر فی اسعمر الذهب والفضہ ۵: ۳۳۶ ط جدید کوئٹہ)

۴) الاصل و حرج لعل الا انہ سقط بحرج (رد المحتار مصنف احکام العسل ۱: ۱۵۲ ط سعید)

کی حالت میں کپڑے کے ناپاک نہ ہونے کو مفتی بہ بتایا گیا ہے مگر سبیلین سے خارج ہونے کو شرح منیتہ
المصلیٰ کے ص ۱۱۸ میں اس قاعدے سے مستثنیٰ کیا ہے کہ سبیلین کے خارج ہونے میں جو سیلان خون و
پیپ ہو یا سیان نہ ہو بجز خضوع سے ناقض وضو قرار دیا ہے غائباً نجس ہی ہو گا میری نصرت ضعیف
ہو گئی فتاویٰ پڑھا نہیں جاتا میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ سبیلین سے دل و براز کا اگر ظہور ہو تو یقیناً ناقض وضو
اور نجس ہے اور اگر عاویہ و دل و براز کے خون یا پیپ نکلی تو موافق پہلے قاعدہ مرقومہ کے شاید نجس اور
ناقض وضو نہ ہو جو ب تحریر فرمائیں آپ کی تحریر مجھے اطمینان دہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۴

(مولوی) محمد مشتاق احمد صاحب (ضلع کرناٹ) ۹ اذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۶) مخدوم مکرم حضرت مولانا دستبر کا تہم۔ اسدم ۳ یکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت
نامہ نے ممنون و مشکور فرمایا حق تعالیٰ آپ کے سہ پہ مکرمت و فیوض کو تادیر مبسوط رکھے آمین آپ کا وجود
باعث برکات و خیرات ہے سبیلین سے بر خارج نجس و ناقض وضو ہے کم ہو یا زیادہ سائل ہو یا نہ ہو اور
رطوبت دیر بہر صورت نجس ہے و کذا الدود و الحصة ادا خرج من احد هذین الموضعین
لاستماع الرطوبة وھی حدث فی السبیلین و ان قلت (غنیة المستملی) (۱) اور کس زخم سے
خون یا پیپ کا تھوڑا تھوڑا نکلتا رہنا اور کپڑے کو متاثر ہنا بے شک بقول مفتی بہ نہ ناقض وضو ہے اور نہ اس
سے کپڑا ناپاک ہوتا ہے مگر یہ حکم سبیلین کا نہیں ہے ہاں و سیر میں مخرج سے باہر سے اور مسوں کی جڑ
میں قروح ہو جاتے ہیں ان میں سے جو خون یا رطوبت نکلتی اور کپڑے پر گرتی رہتی ہے اس کا حکم دوسرے
زخموں کا ہے کیونکہ اس سے نکلنے والی رطوبت خارج من السبیلین میں داخل نہیں ہے خارج من
السبیلین میں وہی رطوبت داخل ہے جو مقعد کے اندر سے باہر آئے اور جو حوالی مقعد کے بیرونی مسوں یا
زخموں سے نکلے اس کا حکم مثل دیگر اجزاء جسم سے نکلنے والی رطوبت یا خون و ریم کے ہو گا (۲) مید کہ
دعائے خیر میں خادم کو یہ فرماتے رہیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی ۹ اذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھوینا کافی ہے 'خوہ باقی عضو
خشک ہوں یا نہ ہوں۔

(سوال) وضو یا غسل میں کوئی عضو یا جگہ بھولے سے خشک رہ جائے تو اسی عضو یا جگہ کو دھوئے یا دوبارہ
وضو کرے اگر اسی جگہ کا دھونا کافی ہے تو آیا یہ حکم جب تک ہے جب تک عضو تر ہیں یا عضو کے خشک
ہونے کے بعد بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۹ محمد یونس صاحب (مقرر) ۲۷ اذیقعدہ ۱۳۵۵ھ
موفق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) فصل فی مواقف الرصاص ۱۲۵ ط سہیل کڈمی لاہور پاکستان

(۲) ثم المراد بالخراج من السبیلین مجرد الظہور و فی غیر ہما عین السیلان (الدر المحتار مع رد المحتار

فصل فی مواقف الرصاص ۱۳۵ ط سعد)

(جواب ۳۲۷) صرف خشک رہ جانے والے عضو کو دھولینا کافی ہے خواہ باقی اعضاء کے خشک ہونے سے پہلے دھوئے یا خشک ہونے کے بعد (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دخول حشفہ سے بیوی پر بھی غسل واجب ہوگا۔

(سوال) زوجہ پر جو کہ (بوجہ خای کے) حظ مجامعت سے مبرا ہے، غسل جنابت لازم ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۷۹ محمد خال صاحب (ملک مالوہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۸) بقدر دخول حشفہ موقع ہو اور دخول حشفہ ہو جائے تو عورت پر بھی غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جنازے کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے
(سوال) جنازہ کے لئے جو وضو کیا ہو کیا اس سے دوسرے فرض و نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۳۹ ولی محمد صاحب (کاٹھیاواڑ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۹) جنازہ کے لئے جو وضو کیا ہو اس سے فرض اور نفل ہر نماز پڑھی جاسکتی ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا جائز ہے، زینت کے لئے مکروہ
(۲) دانتوں پر سونے کا چڑھا ہوا سونے کا خول مانع غسل و وضو نہیں۔
(سوال) (۱) آج کل عام طور پر دانتوں پر سونے اور چاندی کے خول پہنائے جاتے ہیں جو پورے دانت کو ڈھانک لیتے ہیں اور پورا دانت خول میں پوشیدہ ہو جاتا ہے اس طرح مرد کے لئے دانتوں پر چاندی اور سونے کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

(۱) ولو ترکنا ای ترک التعمیم او الاستساق او اللعنة من ای موضع کال من البدن ناسیاً فصلى ثم تدکر ذلك يتمم من ای يستش أو یعسل اللعنة و بعد ما صلی الخ (حلی کبیر) فرائض العسل ص ۵۰ ط سہیل اکبڈمی لاہور

(۲) الا یلاح فی احد السبب ۱۵ بواثر الحشفة یوجب العسل علی الفاعل و لمفعول بہ، نزل اولہ یسر و ہذا ہو المذهب لعلمائنا (عالمگیریہ) الفصل الثالث فی المعنی الموحیہ للعسل ۱/۱۵ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۳) یمم لصلاة الخمار او السجدة التلاوة احزاب ان یصلی بہ المکتوبة بلا حلافت (عالمگیریہ) الفصل الاول فی امر لا بد منها فی التیمم ۱/۲۶ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۲) یہ چاندی و رسونے کا خول غسل کے تو بیغ نہیں ہوتا غسل میں کلی کرنا فرض ہے خول شدہ دانت کی حالت میں غسل کا یہ فرض (کلی کرنا) دہو جاتا ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۵ سرٹیری صاحب محمدن بچو کیشن سوسائٹی (کولہا پور اسٹیٹ) ۴ ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۳۰) دانتوں پر چاندی یا سونے کے خول بضرورت چڑھانا مکروہ ہے لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے چڑھائے جائیں تو مکروہ نہیں اور بہر صورت چڑھانے کے بعد یہ خول وضو اور غسل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوتے محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہی

گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدال کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال) وضو میں سر و گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا خدال کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۲ محمد عبد اشکور فیض آباد ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

(جواب ۳۳۱) سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس ترک ردی جائے محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہی

جنسی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(سوال) متعلقہ احکام جنابت

(جواب ۳۳۲) جس کو جنابت جینی غسل کی حاجت ہو اس کو ناپاک کہہ سکتے ہیں مگر یہ ناپاک کی ایک نہیں ہے کہ اس کے بدن پر ناپاکی کے حکام جاری ہوں۔ یہ ناپاکی حتمی ہے یعنی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہونے قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو وہ ناپاک ہے مگر کھانے پینے میں اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہی

۱) لو نحرکک من رجل وحرف سقر صیدہ فسدہ بذهب و بالعصا لم یکن وہ بأس عامگریہ لدب معاشر فی سعمال اندھب والقصہ ۵ ۳۳۶ ص ما حدیہ کرملہ

۲) لاصل وجوب غسل الا انہ سقطت روح ورد للمحذر مطب فی بحث العسل ۱ ۱۵۲ ط سعید

۳) ان اسحب من یکرہ بعد سنن لاہ سنہ التلب رد المحتار کتاب الطہارۃ ۱ ۱۱۷ ط سعید

۴) و جمع دحیر مسجد و فروع و فرب و مسہ الا بعلافہ و کدہ حملہ و لاس بقراءہ ادعہ و مسہ و حملہ و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح و کن و شرب بعد مصمصہ و غسل یدہ و سیر الا بصر و سرح مع رد المحتار کتاب حصص ۱ ۱۹۳ ۱۹۴ ط سعید

۵) ولا بکرہ طحہ ولا استعمال ما مستہ من عجب و ماء و نحوہم (رد المحتار باب احص ۱ ۲۹۲ ط

کمزور ہوڑھے کو پانی کے استعمال سے سخت بیماری کا اندیشہ ہو تو
غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے

(سوال) متعلقہ تیمم وجہ ضعف و مرض

(جواب ۳۳۳) ہوڑھا کمزور آدمی جسے خوف ہو کہ اگر غسل کرے گا تو سخت بیمار ہو جائے گا اسے جائز ہے کہ غسل کے بجائے غسل کا تیمم کر کے دروضہ کر کے نماز پڑھے پھر سوپ کے وقت غسل کرے
(محمد کفایت اللہ کان لہ نہ دینی)

حنفیہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا فرض ہے

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم عن ابن عباس انہ سئل عن التیمم فقال ان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ حین ذکر الوضوء فاعسلوا وحوہکم وایدیکم الی المرافق وقال فی التیمم فامسحوا وحوہکم وایدیکم منه وقال والساوق و السارفة فاقطعوا ایدیہما فکان السہ فی القطع الکفین اما هو الوجه والکفین ۲

مذہب حنفیہ این است کہ مرفقان داخل است در غسل و عند الشفقی دخل نیست ہذا القیاس فی التیمم و در قطع یدین مذہب حنفیہ این است کہ قطع تا سعبین باشد۔

از ابن عباس کے سوال کرد کہ در تیمم کد ام حکم مقرر است یا قیاس بروضو ست یا بر قطع یدی جی اگر قیاس بروضو شود تا مرفقین مسح لازم می آید و اگر بر قطع قیاس شود تا سعبین لازم می آید۔

ایں اگر قیاس بروضو شود با کل موافق باشد مذہب حنفیہ و اگر قیاس بر قطع شود چنانچہ از فکان السہ فی القطع الکفین الحج معلوم میشود بظہر مذہب حنفیہ مخالف باشد تا ہم مضر نیست زیر کہ ایں اجتہاد حضرت ابن عباس باشد دیگر ایں است کہ مخالف از حدیث صریح است کہ در باب تیمم ذکر شد مضرتین فرمودہ یک للوجه و دیگر لید راعین دیگرین کہ تیمم خلف وضو ست۔ چنانچہ در وضو مرفقین داخل است در تیمم نیز داخل شود۔

امام مدین ۱۹۲۸ھ

(ترجمہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مذہب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضو کے متعلق فرمایا ہے کہ پس تم اپنے چہروں کو و ہاتھوں کو کہنیوں تک وضو کرو اور تیمم کے متعلق فرمایا پس تم اپنے چہروں کو و ہاتھوں کا مسح کرو و فرمایا چوری کرنے سے مرد اور

(۱) و یحجر التیمم اذا حاف الحب اذا اعتسل باسماء ان غلغله البرد او بمرصہ (عالمگیریہ) الفصل الاول فی امور لا بد منها فی التیمم ۱ ۲۸ ط ساحدیہ کوئٹہ

(۲) جامع الترمذی باب ما جاء فی التیمم ۱ ۳۸ ط سعبہ

عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو تو قطع میں مسنون طریقہ کہیں کا قطع ہے تو تیمم میں بھی چہرہ اور کہن کا مسح ہے۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کہنیں دھونے کے حکم میں داخل ہیں اور امام شافعی کے نزدیک داخل نہیں ہیں یہی قیاس تیمم میں بھی ہے اور قطع یدین کے باب میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قطع کلائی تک ہے۔

ابن عباس سے کسی شخص نے پوچھا کہ تیمم میں کون سا حکم مقرر ہے؟ آیا وضو پر قیاس کیا جائے گا یا قطع یدی پر؟ یعنی اگر وضو پر قیاس ہو تو کہنیوں تک مسح ضروری ہوتا ہے اور قطع قیاس ہو تو صرف کلائیوں تک ہوتا ہے۔

اب اگر وضو پر قیاس کیا جائے تو مذہب حنفیہ کے موافق ہو گا اور قطع پر قیاس کیا جائے جیسا کہ فکاہ السنۃ فی القطع الکفین الخ سے معلوم ہوتا ہے تو اگرچہ بظاہر حنفیہ کے مخالف ہے مگر مضمر نہیں کیونکہ یہ حضرت ابن عباس کا اجتہاد ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث صریح کے مخالف ہے جو تیمم کے بارے میں آئی ہے کہ دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لئے دوسری ذراعین کے لئے۔

پھر یہ کہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو جیسے وضو میں کہنیاں داخل ہیں تیمم میں بھی داخل ہوں گی۔ (نوٹ) یہ امتحان کے پرچہ کا جواب ہے ح ص ۵۰ کردہ نمبر ۵۰ و ۴۰ و اصف

(جواب ۳۳۴) مطلب جواب ابن عباس نہ این است کہ مجیب فہمید بلکہ ابن عباس تیمم راتار بسعین ثابت می کنند و گویند کہ اگر تا مرفقین بودے حق تعالیٰ الی اموافق ذکر نمودے چنان کہ در آیہ وضو ذکر فرمود و چنان کہ در آیہ قطع ذکر غایت نیست و زین وجہ در ان قصر بر سبعین سنت شد ہسچنین عدم ذکر غایت در تیمم مستلزم قصر بر سبعین است۔

اما جواب حنفیہ ہں قدرے از ذکر کردید و قدرے ترک نمودید۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر

۱۳۲۸ھ

(ترجمہ) ریمارک ممتحن۔ حضرت ابن عباسؓ کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مجیب نے سمجھا ہے بلکہ ابن عباسؓ تیمم کو کلائیوں تک ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تیمم مرفقین تک ہوتا تو حق تعالیٰ الی المرافق بھی فرماتا جیسا کہ آیہ وضو میں ذکر فرمایا ہے اور جس طرح آیہ قطع میں غایت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے کلائیوں پر قصر کرنا مسنون ہوا اسی طرح تیمم میں عدم ذکر غایت قصر بر سبعین کو مستلزم ہے۔

لیکن حنفیہ کا جواب تم نے کچھ لکھا اور کچھ چھوڑ دیا۔ محمد کفایت اللہ ۷ صفر ۱۳۲۸ھ

دانت صاف کرنے کے لئے ایسے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے۔ (از اجمعیت دہلی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) دانتوں میں انگریزی دوئی لگانے کے لئے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈبوں پر ”برسلز“ لکھا ہوتا ہے جس کے معنی ”موئے خنزیر“ ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ برش بالوں کے ہیں تو ضرور خنزیر کے بال ہیں کیونکہ وہی سخت ہوتے ہیں ان کو جلایا جائے تو بال کی طرح سکڑ جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

(جواب ۳۳۵) اگر برش کے متعلق یقین یا گمان غالب ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں تو ان کا استعمال مسدئوں کے لئے حرام ہے اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ ”موئے خنزیر“ ہوتا ہے تو بہر صورت ان کا استعمال مسدئوں وغیرہ کی غیبت و حسیت کے بھی منافی ہے مسدئوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے برشوں کو جن پر لفظ ”موئے خنزیر“ کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوئے ہوں اور ایسے برش جن میں خنزیر کے بالوں کا ہونا یقین یا مظنون ہو ہرگز استعمال نہ کریں (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

خست اوئی یا سوتی موزے جن پر سے پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔
(از اخبار سہ روزہ الجمعیت دہلی مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) موزہ اگر پنسے ہو رات کو یا صبح کو نماز کے وضو کی ضرورت ہو تو وجہ سردی کے موزہ اتار نہ سکے اس پر تیمم کرنا جائز یا نہیں؟ موزہ سوت یا ریشم یا اون کا ہے؟

(جواب ۳۳۶) چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے (۲) اگر اوئی یا سوتی موزے بھی اس قدر دیر اور موئے ہوں کہ ان پر سے پانی نہ چھنے تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی

حالت جنبت میں تیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا۔
(از اخبار الجمعیت مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) جنبت کی حالت میں پاک تیل لگا کر غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) ہاں غسل درست ہو جائے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) خلا حلد خبریر فاه لا یطہر (تویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله 'فلا یطہر' ای لایہ بحس لغین بمعنی ان دانتہ بحمیع احرائہ بحسۃ حیاً و میتاً) مطلب فی احکام الدباعۃ ۱/ ۲۰۴ ط سعید

(۲) المسح علی الخفین حائز و لا حار فیہا مستفیضة، ہدیۃ ناب المسح علی الخفین ۱/ ۵۶ ط مکتبہ سرکت عسیمیہ ملتان

(۳) او جوریدہ و نو من عرل او شعرا شخبیبین بحیث یمشی فرسحاً و ینت علی الساق بنفسہ ولا یری ما تحتہ ولا یشف الا ان ینقل الی حفر قدر القرص (تویر الابصار و شرحہ مع رد المحتار) ناب المسح علی الخفین ۱/ ۲۶۹ ط سعید

(۴) واذا ادهن فامر الماء فلم یصل یحزئ (عالمگیریہ الفصل الاول فی فرائضہ ۱/ ۱۴ ط ماہدہ کوئٹہ)

مسواک سے دانتوں کو صاف کرنا مستنون ہے، برش اگر پاک ہو

تو اس کا استعمال مباح ہے (الجمعیت مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) دانت صاف کرنے کے لئے کئی قسم کے برش ملتے ہیں کیا ان سے دانتوں کا صاف کرنا جائز ہے؟

(جواب ۳۳۸) دانتوں کو مسواک سے صاف کرنا مستنون ہے، اگر برش اگر پاک ہو تو اس کا استعمال اگرچہ صریقہ مستنون کے موافق نہیں تاہم مباح ہو گا، مگر سنت ہے کہ دانت نہ کھنکھنے کے برش خنزیر کے دلوں سے بنائے جاتے ہیں گریہ خچر ہو یا کاشہ بھی ہو تو ایسے برش کا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔
محمد کفایت اللہ کان ملہ

تمباکو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(الجمعیت مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۵ء)

(سوال) تمباکو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۹) تمباکو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ

یواسیر میں مبتلا شخص جس کے پیڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟

(سوال) ایک شخص مریض یواسیر میں مبتلا ہے ہر وقت سے باہر نکلے رہتے ہیں گھڑی گھڑی انگلی سے دبا کر نذر کرتا رہتا ہے اور نیز فوطہ پر پھوڑا نکالتا جو ٹوٹ گیا ہے ایک سوراخ نیچے ہوا ہے اور دوسرا پرے دونوں ہر وقت جاری رہتے ہیں اور جب ہوا کھلتی ہے تو نیچے دے سوراخ سے بھی نکلتی ہے لوگ بد دل کر نماز پڑھتا ہے جب بھی نجاست سے کچھ نہ چھ پیرے آدہ ہو جاتے ہیں اور مریض کے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہر وقت کپڑے دھو سکے یہی صورت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جمن پور۔ ضلع فیض آباد

(جواب ۳۴۰) مریض کے پاس اگر کوئی آدمی نہیں ہے تو وہ جہاں تک خود صفائی اور پاکی پر قادر ہو وہاں تک رہے اس کے بعد نہ تعالیٰ کے غفور کرم پر نظر رکھے۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ

۱ و لسوائے سہ موكدة، نور الابصار و شرحہ ۱/۱۱۳ ص ۱۱۳

۲ و عند فقہہ او عند اسدہ تقوم بحرقۃ و الحتۃ و الا صاع مقعدہ (الدر المحتار مع رد المحتار مطلب فی صاف اسوائے ۱/۱۱۵ ط سعید)

۳ جلاحد تحریر فقہ لا طہیر سریر لا بصر و شرحہ فی المحقق فی شامہ، قولہ فلا طہیر، ی لاہ محسن لعین بمعنی ہدایتہ بجمع احوال محسنہ حب و میا، مطلب فی احکام مددہ ۱/۲۰۴ ص سعید

۴ والمعدی لدفعۃ لوصول کل مخرج من السین والدم والقیح والصدید۔ و بقی اد کتب من لعمہ و نوم ایچ، مختصر لعموری کتاب البصيرة ص ۶ ص سعید، ۵ و دانت القدرہ سقط الکلیف فقہ حمدا

بعلو من اسماں دیہ لوصیر لتفسیر نکیر، مماندة ۱۱۱۶ ۱۶۴ ط در الکب العبدیہ، پیراں

بدن سے نجاست زائل کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

(سوال) ایک شخص وجع مفاصل کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کو پانی نقصان کرتا ہے اگر اس کو احتلام ہو جائے تو وہ بدادھوئے نجاست حقیقیہ کے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور

(جواب ۳۴۱) نجاست لگی رہے تو نماز نہیں ہوگی نجاست زائل کرنا ضروری ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان للہ

فصل پنجم۔ حد بلوغ

ٹرکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے باغہ ہو جاتی ہے

(سوال) لڑکی کس عمر میں باغہ ہوتی ہے؟

(جواب ۳۴۲) جب لڑکی کو حیض آنے لگے یا پندرہ سال کی پوری ہو جائے باغہ ہو جاتی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان للہ

(۱-۳-۷) لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے باغہ ہو جاتی ہے۔

(۲) موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا عداست ہو غ نہیں

(۳) حیض آنے کے بعد بھی لڑکی باکرہ کہلائے گی

(۵) لڑکے کی علامات بلوغ

(۶) مراہق و مراہقہ کی پہچان

(سوال) (۱) لڑکی کے شرعی باغہ ہونے کا قطعی معیار اور یقینی پہچان کیا ہے؟ (۲) کیا صرف موئے زیر

ناف کا ظاہر ہونا لڑکی کے شرعی باغہ ہونے کا کافی ثبوت ہے؟ (۳) اگر حیض کا آنا باغہ ہونے کی دلیل ہو

تو شبہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کو محض آٹھ نو برس کے سن میں جب کہ نہ موئے زیر ناف کا پتہ ہوتا ہے نہ

کسی اور عداست کا مگر حیض کا آنا شروع ہو جاتا ہے پھر کیا ایسی لڑکیوں کو ہم باغہ کہیں گے؟ (۴) یہ ظاہر

ہے کہ باغہ لڑکیوں کو اپنے نکاح میں اختیار ہے ورنہ کی رضا مندی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا تو

معاملہ نکاح میں لڑکی کے بالغ یا نابالغ ہونے کی پہچان کیا ہے؟ (۵) خون حیض آنے کے بعد لڑکی باکرہ

(۱) تطہیر لحدیث، واجب من بدایہ المصنوع و بحور تطہیرھا بالماء و بککل منہ طاهر، ہدایہ، ناف، احاس و

تطہیرھا ۷۱ ط مکتبہ شریک علمیہ، ملتان

(۲) بدوع، جاریہ بالا احتلام و الحیس و الحس و لہم یوحد مہما فحتی یتہم بکن مہما خمس عشرۃ سنۃ بد یفتی

نویز، الانصار مع رد المحتار، فصل بدوع اعلام بالا احتلام ۱۵۳ ط سعید

کمائے گئی یا نہیں؟ (۶) مراتب اور مرہقہ کی پہچان کیا ہے؟ (۷) معاملات میں شہادت بائع ہونا شرط ہے تو اس وقت علامت بلوغ کون سی چیز قرار پائے گی؟ (۸) لڑکوں کے بالغ ہونے کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ المفتی نمبر ۵۳۰ محمد حسین ضلع پٹنہ ۲۶ عفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۴۳) (۱) حیض۔ حتمی علامات بلوغ ہیں یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا (۲) نہیں (۳) اگر نوسرل کی عمر ولی لڑکی کو قاعدہ حیض آنے لگے تو وہ بالغہ قرار دی جائے گی (۴) باقاعدہ حیض یا پندرہ سال کی عمر پوری ہونا (۵) احتلام یا حیض کے بعد ہی واقع ہوتے ہیں (۶) بل بائعہ کمائے گئی یعنی حیض آنے سے بکارت زائل نہیں ہوتی (د) (۷) قریب البلوغ کو مراتب کہتے ہیں لڑکیوں میں اس کی پہچان چھاتیوں کا ابھار وغیرہ ہے (۸) وہی عدد متبیں جو اوپر مذکور ہے (۹) احتلام یا نزال یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ

تیسرا باب برتنوں اور کپڑوں کی پاکی

معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے

(سوال) درمختار صفحہ ۲۱۳ پر ایک مسئلہ معذورین کے بیان میں آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے (و حکمہ الوضوء لا غسل توبہ و نحوہ الخ اس میں شبہ یہ باقی رہا کہ غسل ثوب کا بالتفصیل کوئی عرصہ نہیں بتایا کہ کب تک نہ دھویا جائے اور ثوب معذورین کب تک پاک ہی کے حکم میں رہے گا۔ المفتی نمبر ۴۳۳ وصی الحسن (کنجیورہ ضلع کرنال) ۶ ار رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۴ء (جواب ۳۴۴) آپ نے درمختار کی عبارت و حکمہ الوضوء لا غسل توبہ کے متعلق دریافت

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) مفادہ: انه لا اعتبار لبات العانة (رد المحتار فصل فی بلوغ العلام ۶/۱۵۳: ۱۵۴ ط سعید)

(۳) بلوغ، الحارث، بالاحتلام والحیض والحبل . . . وادی قنہ . . . لہا تسع سین (توزیر الانصار مع رد المحتار فصل فی بلوغ العلام ۶/۱۵۳: ۱۵۴ ط سعید)

(۴) حوالہ بالا

(۵) وادارالت بکارتیا برثیۃ او حیض . . . فیہی فی حکم الامکار (ہدایہ ناب الاولیاء واکفاء ۲/۳۱۵ ط مکبہ شریعت علمیہ ملتان)

(۶) واما ینود لندی ولا یحکم بہ اسلوح فی طہر لروایہ . . . رد المحتار فصل فی بلوغ العلام ۶/۱۵۳ ط سعید

(۷) بلوغ العلام دلا احتلام والاحیاء والابرار والحارثہ دلا احتلام والحیض والحبل فان لم یز حد سہمہ فحتی یتہ لكل منہما خمس عشرة سۃ (توزیر الانصار مع رد المحتار فصل فی بلوغ العلام دلا احتلام ۶/۱۵۳: ۱۵۴ ط سعید)

فرمایا ہے کہ کپڑا آب تک نہ دھویا جائے اس میں تین قول ہیں اس میں یہ کہ اگر دستوں نے کے بعد دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو دھونا واجب نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دھو کر ادا لے نماز کا موقع مل سکتا ہے یعنی دوبارہ ناپاک ہونے سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہے تو دھونا واجب ہے ورنہ نہیں تیسرا قول یہ ہے کہ دھونے کے بعد نماز کے وقت کے اندر ناپاک ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور نماز کے وقت کے اندر دوبارہ ناپاک ہو جائے تو دھونا واجب نہیں در مختار نے قول ثانی کو مختار لفتویٰ کہا ہے اس کی تصریح و حکمہ الوضوء کے پانچ سطر کے بعد وان سال علی نثرہ میں موجود ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ر دہلی

خرید اہوا کوٹ یا واسکٹ کا پلید ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں۔
(سوال) جو کوٹ یا واسکٹ مستعمل شدہ نیام میں خریدے جاتے ہیں جن کے صلی استعمال کرنے والے کا کچھ پتہ نہیں اس کو پس کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۵) ن کو دھو کر پہننا بہتر ہے اگرچہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے دھونا واجب نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ر

مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔
(سوال) پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے مٹکے میں کتے منہ ڈال دیا تو پانی کے ساتھ اگر برتن بھی نپاک ہو گیا تو اس کی پاکی کی کیا شکل ہوگی؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی اور ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۶) مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں کتا منہ ڈال دے تو اس کا پانی بھی نپاک ہو جائے گا اور مٹکا بھی نپاک ہو جائے گا پانی پھینک دیا جائے اور مٹکا تین مرتبہ دھویا جائے ہر مرتبہ دھو کر

(۱) وان سال علی نثرہ فوق سرہم حار نہ ان لا یغسلہ ان کان لوعسلہ سحس قبل الفراع مہا ای لصوۃ والا سحس قبل فراعہ فلا یحور ترک غسلہ ہو المحتار للفتویٰ و کذا مریض لا یسط ثوباً الا تحس فوراً لہ ترکہ (تویر الابصار و شرحہ) قال المحقق فی السامیہ (قولہ و هو السحار للفتویٰ) و قبل لا یجب غسلہ اصلاً و قبل ان کان مفیداً لا یغسلہ مرة اخرى یحب و ان کان یصبہ المرة بعد الاخری فلا ... لکن فیہا من الراہدی ایضاً عن فاضل صدر اند لو یقی طاهر ا الی ان تخرج من الصلوۃ ولا یقی الی ان یخرج الوقت مقنناً یصلی بدو یغسلہ خلاف الشافعی لان الرخصة مقدرة عہ بحر و ح الوقت (مطلب فی احکام المعدور ۱/ ۶، ۷، ۳۰ ط سعید)

(۲) وفي التارحایہ من شئت فی ائانہ او ثوبہ او بدہ اصاتہ الجاسة اولا فهو طاهر مالم یستقی و کذا ما تحده اهل الشریک او الحیلة من المسلمین کالسمس و الحر و الا طعمة و الثاب (رد المحتار) قبل مطلب فی بحث الغسل ۱/ ۵۱ ط سعید

اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ پانی ٹپکتا نہ ہو جائے (۱)

کفار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں دے سکتے ہیں، جھٹکے کے واسطے
بحری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے
(زاخباہ الجمعیت دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) جھکے اور خنزیر کھانے والے مشرکوں کو جھکے پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں برتن وغیرہ
دے دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے ہاتھ جھٹکے کے واسطے بحر فروخت کرنا کیسا ہے؟ جس برتن میں
جھکے پکایا جائے وہ پاک کس طرح کیا جائے؟

(جواب ۳۴۷) کفار کو مسلمان اپنے تانبے پیتل و ہبے کے برتن عاریتاً کرنا دے سکتے ہیں اور
اگر مشرکین و کفار ان برتنوں میں جھکے یا بیتہ یا خنزیر کا گوشت پکائیں تو یہ برتن دھونے سے پاک ہو جائیں
گے، (۱) بہت سی برتن نہیں دینے چاہئیں کہ ان میں یہ چیزیں پکنے کے بعد (اگرچہ شرعاً وہ بھی پاک
کئے جاسکتے ہیں) مسلمان کی طبیعت میں نفرت پیدا ہو جائے گی اور ان کا استعمال کرنے پر قلب مطمئن نہ
ہو سکے گا اسی طرح مسلمان کسی مشرک و کافر کے ہاتھ جانور فروخت کر سکتا ہے بیع میں کوئی گناہ نہیں
بجھکے کرنا اس کا فعل ہے اس فعل کا گناہ اس مسلمان بایع کے ذمہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کافر کے دھسے ہوئے پیروں کے ناپاک نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز ہے
(از: خباہ الجمعیت مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) کس پر اور کفار کے ہاتھ کے دھسے ہوئے پیڑے پہن کر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۸) کفار کے دھسے ہوئے پیڑے جب تک کہ ان کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو
پاک قرار دیئے جائیں گے اور ان میں نماز جائز ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وفرد سلبت حفاف ای مطلقاً بقطر فی غیرہ ی غیر معصر مما بشرط الحاشیۃ، توبیر الانصر و ترح
الدر المحتار مع رد المحتار باب الانحاس ۱/۳۳۲ ط سعید
۲۔ وہ اذا غم غام لا یحور اب یسرب و ما کن میما قبل اعسل (عالمگیریہ، الہد الرابع عشر فی اہل الذمہ و
الاحکام التي تعود الینیم ۵/۳۴۷ ط واحدہ کوئٹہ)

(۳) و حار بیع عصیر عتب من غم ان یتخذہ حمر لان المعصیۃ لا تقوم بعد من بعد تعیرہ و توبیر الانصر و
شرحہ) قل المحقق فی الشامیہ (فرد لا تقوم المعصیۃ بعد) یزید من ان المراد ما تقوم المعصیۃ بعد و یحار
لہ بعد البیع و صف آخر یكون قد فنام المعصیۃ (رد المحتار کتاب الحظر و الاناحہ فصل فی البیع ۶/۳۹۱ ط
سعید)

(۴) وفی التارخانیہ من شد فی امانہ او ثوبہ او مدہ اصنامہ الحاشیۃ ۱ ولا فیہ طاهر عالم سنین . کد
و مسجده اہل لشرک و اچھلہ من سلسلہ کسب و احیر و الاطعمۃ والشراب (۱) داسحار فی مطلق سحر
لعسل ۱/۱۵۱ ط سعید

تائے، پیتل اور لوہے کے برتن جائز تقاریب کے لئے
غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔

(از اخبار جمعیت دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں سنی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جس میں کھانا پکانے کا دیگچہ وغیرہ برتن و رکنی قسم
کا دیگر اسباب سے وہ مسلمانوں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے یہ سامان ہندوؤں اور احمدی یا قادیانی جیسے لوگوں کو
کرایہ پر دینا اور اس کی برت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۹) تائے، پیتل و لوہے وغیرہ ایسی دھات کے برتن جس میں جذب کی صفت نہیں
ہے، مسلموں غیر مسلموں کو کرایہ پر دینے سے ان برتنوں کے ناپاک ہو جانے کا شبہ نہیں ہو سکتا اگر
جائز تقاریب میں کرایہ پر برتن دے دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جنسی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے

(از اخبار سہ روزہ جمعیت دہلی مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء)

(سوال) حالت جنابت میں کپڑا جو ناپاک ہو گیا اس کو غسل جنابت کے بعد پاک کرنا چاہیے یا غسل
جنابت سے پہلے؟ اور حالت جنابت میں کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۳۵۰) حالت جنابت میں ناپاک کپڑے کو دھو کر پاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لوگوں کا
یہ خیال ہے کہ جنابت کی حالت میں ناپاک کپڑا دھونے اور پاک کرنے سے کپڑا پاک نہیں ہوتا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے

(جمعیت مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

(جواب ۳۵۱) دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں سے نماز جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) و حار احارہ یب - لتحدت بر و کنبہ و بعا (سور الانصار و شرحہ مع رد المحتار کتاب طہارۃ و الا
باحد فصل فی البیع ۳۹۲/۱ ط سعید)

(۲) ولا مکروہ طہارۃ و استعمالہ من عجن او ماء او نحوہما رد المحتار کتاب الحيض ۲۹۲ ط سعید

(۳) و کذا فی صحر عالم مسکن حسنة و بتحدہ اهل لشرک و بخلہ من المسمن کاسمن و الحمر و الا طعمة

و ثياب رد المحتار فی طب بحث العسل ۱۵۱ ط سعید

چوتھا باب صابون

وہابی صابون جس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے، کے استعمال کا حکم

(سوال) آج کل وہابی صابون عموماً استعمال کیا جاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہو گیا ہے شرعی حکم سے مطہع فرما کر ممنون فرمایا جائے واجرکم علی اللہ

(جواب ۳۵۲) اور تو یہ مر محقق نہیں کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے اگرچہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور نہیں اس سے کوئی پرہیز و جتناب نہیں ہے، لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ صابون میں اس کی چربی ضرور ڈالی جاتی ہو ظاہر ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صابون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع مہیا کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعہ اشیاء کی تجارت میں ترقی ہو۔

آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ ”اس چیز میں بننے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی اس چیز کو ہر مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں“ وغیرہ وغیرہ ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے؟ صرف یہی کہ اہل عالم کی رہنمائی اس چیز کی طرف مائل ہوں اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیاء کے استعمال میں مزاحم نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہو جائے اور یہی ہر تجارت کرنے والے کے لئے پہلا مقصد بالشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا غور کرے جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہو سکتی ہے اور اس کے مابین کھپت ہے اہل یورپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزاء کے استعمال کو حرام مطلق سمجھتے ہیں پس موافق اصول تجارت ان کا اولین فرض یہ ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی شاعت و ترویج کا مصلح نظر ہے، ایسی چیزیں نہ ڈیں جن کی خبر ہو جائے کہ مسلمان ان چیزوں کے استعمال کو حرام سمجھیں اور ان کی تجارت کو ایک بڑا صدمہ پہنچے میرا یہ مطالب نہیں کہ یورپین اشیاء میں ایسی چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں گمان غالب یہ ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے ہوں گے پس صرف اس بنا پر کہ یہ چیزیں یورپ سے آتی ہیں اور اہل یورپ کے نزدیک خنزیر حلال ہے یہ خیال قائم کر لینا کہ ان میں ضروری صورت پر خنزیر کی چربی پڑی ہوگی یا پڑنے کا گمان غالب ہے، صحیح نہیں ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی باگ ہے، بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک و رپوتر

سمجھتے ہیں گائے کا گوشت اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ مقبرک بھی ہے باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی منی مٹھیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور مستعمل کرنا شرعاً جائز بھی ہے یہ کیوں صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دوکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خرید ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوشت اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں اس لئے وہ تجارتی اشیاء کو ایسی چیزوں سے علیحدہ اور صاف رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تامل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے ورنہ صرف صابون ہندو یورپ کی تمام مصنوعات کی صارت و نجاست کی قاعدے کے نیچے داخل ہے ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں اسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کب چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کی بن پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یہ گمان غائب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے ناپاک کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت و نجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں محض گمان و شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔
ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابون کا استعمال جائز ہے کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابون بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے روایت ملاحظہ ہوں۔

ویطہر زیت نوحس بحملہ صابوناً نہ یعنی للسلوی کتنود رس لہماء نوحس لا ناس بالحبیر فیہ (درمختار) ۱ یعنی روغن زیتون ناپاک ہو جائے تو صابون بنائے سے پاک ہو جاتا ہے اسی پر عموم ہوئی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے کا مضائقہ نہیں۔ جعل الدھن الحسن فی صابون نفی طہارۃ لہ نہ تعبر والتغر بطہر عند محمد و یعنی نہ للسلوی ۱ (محتسب کذا فی رد المحتار) ۲ یعنی ناپاک تیل صابون میں ڈال دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت پت جاتی ہے اور حقیقت کا پلٹ جانا محمد کے نزدیک پاک کر دیتا ہے و عموم بلوئی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

(۱) وفي التتار حاشیة من شك في اكله و توبه او بدنه صانده انجاسة اولاً فهو طاهر مالم يستعمل و كذا ما يتحداه اهل الشرك والجمعة من المسلمين كالمسلم والحبر والا صعبة والنياب (رد المحتار) فيل مطلب احباب العسل ۱ (ط سعید) وفي الاشياء لبعض لا يرول بالسك (نقص الاول لقاعده الكله ص ۵۷ ط بيروت)

۲ (اب الانحاس ۱ ۳۱۵ ط سعید)

۳ (اب الانحاس ۱ ۳۱۶ ط سعید)

فذكر هذه المسئلة العلامة فاسم في فتاواه وكذا ما سياتي متا و شرحا من
مسائل المتطهير بانقلاب العين وذكر الادلة على ذلك بما لا مرید علیه و حقق و دقق كما
هو دأبه رحمه الله فببر اجمع ثم هذه المسئلة قد فرغوه على قول محمد بالطهارة بانقلاب
العين الذي عليه الفتوى واحاروا اكثر المسانخ خلافاً لابي يوسف كما في شرح المصيه
والفتح وغيرهما (رد المحتار) (۱) یعنی اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور
اسی طرح وہ مسائل جو متن و شرح میں آگے آتے ہیں جن میں انقلاب عین پر پاکی کا حکم دیا گیا ہے اور
علامہ قاسم نے اس کے درمیان نکتہ تحقیق و تدقیق سے بیان فرمائے جیسا کہ ان کا طریقہ ہے خدا تعالیٰ
ان پر باران رحمت نازل فرمائے پھر سمجھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ فقہائے امام محمد کے قول پر متفرع کیا ہے کہ
ان کے نزدیک نقاب عین سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے و رائی کو کثر مشائخ سے
اختیار کیا ہے امام ابو یوسف کا اس میں خلاف ہے جیسا کہ شرح منیہ اور فتح القدیر (۲) میں مذکور ہے المرتب
علیہا (رد المحتار) یعنی فتح القدیر میں ہے کہ بہت سے مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی
مذہب مختار ہے کیونکہ شریعت نے وصف نجاست اس حقیقت پر مرتب کیا تھا اور حقیقت جس اجزاء کے
مٹتی ہو جانے سے مٹتی ہو جاتی ہے تو بالکل پلٹ جانے سے کیوں مٹتی نہ ہو کیونکہ نمک گوشت اور ہڈی
سے مغائر ہے پس ہڈی اور گوشت جب کہ نمک بن جائیں تو ان کو نمک ہی قرار دیا جائے گا اور اس کی
نظیر شریعت میں یہ ہے کہ نطفہ ناپاک ہے پھر وہ عقدہ یعنی خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر منہ
یعنی گوشت بن کر پاک ہو جاتا ہے و شیرہ انگور پاک ہے پھر شراب بن کر ناپاک ہو جاتا ہے پھر سرکہ بن
کر پاک ہو جاتا ہے اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس
حقیقت پر مرتب تھا حیور اکل ذلك الملح (رد المحتار) (۳) الحمار و الحزیر ادا وقع فی
المملحة فصار ملحا او برء الملوحة ادا صار طيباً يطهر عندهما خلافاً لابی يوسف كذا فی
محیط السرحسی (فتاویٰ عالمگیری) ؛ اس نمک کا کھانا جائز ہے۔ یہ۔ گدھا یا خنزیر کا نمک
میں گر کر نمک بن جائے یا نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے یہ امام ابو حنیفہ اور امام
محمد کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف کا خلاف ہے اھ۔ ولو احترقت العذرة او البروث فصار کل مسیما
رماداً او مات الحمار فی المملحة و کذا ان وقع فیها بعد موته و کذا الکلب و الحزیر لو
وقع فیها فصار ملحاً طهر عند محمد و اکثر المسانخ احتار و اقول محمد و علیہ الفتوی
لان الشرع رب و صف المحسنة علی تلك الحقیقة و قد رالت بالکیة فان الملح عبر

(۱) حوالاں و صفحہ گرسہ

(۲) باب الاسحاس و تطہیر ص ۲۱۱ ص مصر

(۳) باب الاسحاس ۳۱۷/۱ ص سعید

(۴) الباب السابع الفصل الاول فی تطہیر الاسحاس ۴۵۱ ص ماخذہ کوئٹہ

العظم واللحم فاداً صارت الحقیقة ملحاً ترتب حکم الملح حتی لو اکل الملح جاز و نظیرہ النطفۃ نجسۃ و تصیر علقۃ وھی نجسۃ و تصیر مصغۃ فتطہر و کذا الحمر تصیر حلاً و علی قول محمد فرعو اطہارۃ صابون صاع من دهن نجس و علیہ یتفرع ما لو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهرّاً لتدل الحقیقة انتہی مختصراً (عیۃ ۱۱) المستملی شرح مئۃ المصلی (ترجمہ) اگر پاخانہ یا گوبر جلا کر راکھ کر دیا جائے یا گدھا کان نمک میں گر کر مر جائے یا مر کر گر جائے اسی طرح کتاب خنزیر گر جائے ورنہ نمک بن جائے تو وہ نمک کے نزدیک یا یک ہو جاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکل زائل ہو گئی کیونکہ نمک اور چیز ہے بڑی گوشت اور چیز ہے پس جب کہ حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہو گیا اور اس کی نظیر زلفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے پھر خون بہہ جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر گوشت ہوتی ہے و تھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح شرب کہ نجس ہے سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے اور امام محمدؒ کے اس قول پر اس صابون کی صارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے اور ان قول پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ انسان یا کتا صابون کی دیگ میں گر کر صابون بن جائے تو پاک ہو جائے گا کیونکہ حقیقت بدل گئی ان روایت منقولہ سے موردیل بھراحت نہایت ہو گئے۔

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت و نجاست کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب میں حاصل ہو جاتا ہے (در مختار و معتبہ کی مذکورہ بالا عبارتیں دیکھو)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ صابون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے ورنہ استعمال جائز ہے کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی و روغن روغن نہ رہا بلکہ صابون ہو کر پاک ہو گیا جیسے مشک صابون میں ٹوٹ ناپاک ہوتا ہے لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز استعمال ہوتا ہے پس ولایتی صابون کے استعمال کے لئے اس تحقیقات کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس کے اجزاء کیا ہیں؟ وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ کیونکہ حقیقت صابون بننے کی طہارت کی کفیل ہے جیسے کہ حقیقت مسحیہ اس کی صارت کی ضامن ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایت مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابون کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص کیونکہ اصل اس کی پاک بننے کی باہر سے اسے

۵۔ ش ہوئی ہے جس سے خنزیر کی چرلی کے صابن کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ خنزیر اور اس کے اجزاء نجس اعمین ہیں تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب میں سے پاک ہو جانا نجس اعمین اور غیر نجس اعمین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے خون بھی نجس اعمین ہے مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے -

ولاملح کال حماراً او خسیراً ولا قدر وقع فی ثرقصار حماة لانقلاب العین ۱
یہی (درمختار) ۱ یعنی وہ نمک پاک نہیں جو دراصل گدھ یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنوئیں میں گر کر کچھڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا کسی پر فتویٰ سے قولہ لا انقلاب لعین عدہ للکل وهذا قول محمد و ذکر معہ فی الذخیرۃ والمحیط انا حبیبہ (حلیہ) ۲ یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کچھڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ و محیط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے قال فی المنہج ۳ و کثیر من المسامح احتار وہ وهو المحتار لا السرع رب و صف النحاسة علی ثلث الحقیقة و تنتفی الحقیقة بانتفاء بعض احراء معہومہا فکف بالکل عن الملح عن العظم واللحم فاذا صار ملحا ترتب حکم الملح و بطرہ فی الشرع الطلعة محسنة و نصر علقہ وھی نحسہ و نصیر مصعۃ فتطهر والعصیر طاهر فیصیر حمراً فیحس و بصیر حملاً فطهر فعرف ان اسحاله العین تستتبع زوال الوصف -
ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

- (۱) گدھا، خنزیر، تانا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں۔
 - (۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے کریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میت جو جس قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔
 - (۳) انسان جس کے جزوئے بدن سے کرامت، انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میت جن سے وجہ نجاست انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میت کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک ہو جاتا ہے انتفاع ہو جاتا ہے جب کہ انقلاب حقیقت طہرہ کی طرف ہو۔
 - (۴) کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ بیرونی شرح منیہ کی عبارت میں صریح مذکور ہے۔
- ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میت یا کتے کی چرلی سے بنے ہوئے صابن

۱ باب الاطعام ۱ ۳۲۶ ط سعید

۲ رد المحتار باب الاطعام ۱ ۳۲۷ ط سعید

۳ باب الاطعام و بطییرہ ۱ ۲۰۰ ۲۰۱ ط مصر

کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے۔

اور یہ شبہ کچھ وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے پس صایون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں نص قرآنی نے خنزیریت کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صایون بن جانے کے بعد وہ خنزیریت ہی کہاں رہے دیکھو شراب بنص قرآنی حرام اور نجس ہے اور سرکہ بن جانے کے بعد باتفاق وہ پاک اور حلال ہو جاتی ہے پس جس طرح کہ شراب منصوص النجاستہ پر سرکہ بن جانے کے بعد طہارت و حلت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ نہیں اسی طرح خنزیر کے صایون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور بعد انقلاب جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی سے نہ غیر۔

تنبیہ اول۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گرچہ خنزیریت وغیرہ کی چرلی سے بنے ہوئے صایون کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ خنزیر وغیرہ کی چرلی سے صایون بنائے کیونکہ قصد ان چیزوں کو صایون بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں اور یہ بات ہے کہ غیر مسلموں کے بنانے اور صایون بن جانے کے بعد استعمال جائز ہو جائے۔

تنبیہ دوم۔ انقلاب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں اتنی بات تو یقیناً ثابت ہے اور فقہاء کی تصریحات بھی اس کے متعلق آپ ملاحظہ فرما چکے کہ جب انقلاب حقیقت ہو جائے تو حکم بدل جاتا ہے لیکن یہ بات ابھی تک قابل تحقیق ہے کہ انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے تو واضح ہو کہ انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا و تھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ و خون نے اپنی حقیقت دمیہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے حقیقت بدل جانے کا حکم ان وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولی مقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ مسئلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

بعض آثار کا زائل ہو جانا یہ وجہ قسوت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی ناپاک

ہے (۱) یہ گھڑے دو گھڑے پانی میں تو۔ دو تولہ شراب یا پیشاب ملا دیا جائے تو وہ پانی ناپاک ہے (۲) حاکمہ روئی بیانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا وجہ قلت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء آم تھے اور آٹے کے اجزاء زیادہ اس لئے وہ روئی میں محسوس نہیں پس یہ اختلاط ہے نہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت متقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا، مع انقلاب نہیں جیسے شراب کے سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابون میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے پس انقلاب عین ک وجہ سے تبدل حکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ ہر اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق

تنبیہ سوم۔ اس انقلاب و اختلاط کے اشتباہ کا ہمارے اس مسئلہ صابون پر کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ ہم نے تصریحات فقہاء سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کسی چیز کا صابون بن جانا انقلاب حقیقت ہے نہ کہ اختلاط۔ اس لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں والدہ اعم و علمہ اتم کتبہ الراحہ رحمہ ربہ محمد کفایۃ اللہ عہدہ مدرس مدرسہ الامینیۃ الواقعہ بدھئی ۲۵ شعبان ۱۳۳۴ھ

هذا التحقيق صحيح عزير الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

الحواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند

پانچواں باب متفرقات

مستعمل جاری پانی سے وضو کا حکم

(سوال) (۱) ٹین کی سوفٹ کی نالی ہے جس پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ اپنے اپنے لوٹوں سے وضو

(۱) قلت لکن قد يقال ان المدس ليس فيه انقلاب حقيقة لا بد عصر حمد بطيح و كذا سمس ادا درس واحتلط
دھب، احراء دفعه تعبر وصف فقط كلين صار حسا و بر صار حسا و طحين صار حزا احلاط بحر حبر صار حلا
(رد المحتار باب الانحاس ۱، ۳۱۶ ط سعید)

(۲) ادا وردت السحاسة على الماء تحس الماء احمد عا (الدر المحتار مع رد المحتار باب الانحاس ۱، ۳۲۶ ط
سعید)

کر رہے ہیں اب اسکا پانی بہتا ہوا نالی کے باہر جاتا ہے اگر کوئی شخص نالی کے اخیر میں بیٹھ کر وضو کرنے لگے اس خیال سے کہ یہ ماء جاری ہے تو کیا اس شخص کے سنے یہ فعل جائز ہوگا کہ نہیں؟

(۲) اگر اس پانی کے عدوہ دوسرا پانی بھی نہ ہو تو دوسرے لوگ کیا کریں؟ یہ وضو اور تیمم دونوں کریں یہ صرف وضو اور تیمم؟ المستفیٰ نمبر ۲۱۴ کریم اللہ خاں صاحب (ضلع بلاس پور) ۷ اربب ۱۳۵۵ھ
م ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۳) اگر اس نالی میں صرف وہی پانی بہہ کر جاتا ہے جو لوگوں کے استعمال سے گرتا ہے تو وہ سر اپنی غیر مطہر ہے اس سے وضو جائز نہیں لیکن اگر پانی میں وضو کے استنماں پانی کے علاوہ اور پانی بھی آتا ہو اور وہ غیر مستعمل پانی مقدار میں مستعمل سے زیادہ ہو تو وہ پاک اور پاک کرنے والے اس سے وضو جائز ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

ہیلوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا۔

(سوال) زمیندار جو دانہ و غلہ نکالنے کے وقت تھوڑے سے دانے دانوں کے انبار میں سے اللہ واسطے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہیل جو پیشاب پاخانہ غلہ کو روندتے وقت کرتے ہیں ان کو یہ نکالے ہوئے کم و بیش دانے پاک کر دیتے ہیں جیسے کہ زکوٰۃ تحریر فرمائیں کہ نکالنے چاہئیں یا نہیں؟ اگر نکالنے چاہئیں تو نکالنے کا کیا اندازہ ہو؟

(جواب ۳۵۴) جو غلہ زمیندار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ روندتے وقت ہیلوں نے جو پیشاب پاخانہ کر دیا تھا اس کی طہارت ہو جائے تو زمینداروں کا یہ فعل درست اور ٹھیک ہے اس ترکیب سے سارا غلہ پاک ہو جاتا ہے جو سائل کو دیا ہے اور جو باقی بچا ہے اور غلہ کی اتنی مقدار نکالنا چاہئے جتنا کہ اندازہ ہیلوں کے پیشاب پاخانے سے خراب ہوا تھا ولو نالت الحمر علی الحنطة حال الدوس فذهب بعض الحنطة فالفاقی طاهر و کذا الداهب ابضاً (کبریٰ ۲، مجتہائی ص ۲۰۳) کما لو بال حمر علی نحو حنطة تدوسها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهمة او اکل او بیع حیث یطهر و کذا الداهب لا حتمال وقوع المجس فی کل طرف (درمختار مختصراً) (۳)

(۱) او مماثلاً کمسعمل فیلا حراء فان المطلق اکثر من اصف حار التطهر بالکل والا لا وهذا یعم السقی السلاقی فی الساقی یحور الوضو عالم بعدم تساوی المستعمل عنی ما حققه فی البحر والہر (در المختار مع رد المختار باب لمباہ ۱، ۱۸۲ ط سعید)

(۲) شروع مشتق ص ۲۰۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) باب الامحاس ۱/۳۲۸ ط سعید

راستوں کی کچھڑ اور پانی میں آثار نجاست نہ ہو تو پاک ہیں

(سوال) راستوں کی کچھڑ اور ناپاک پانی حاف ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۵) راستوں کی کچھڑ پر مواضع ضرورت میں پاکی کا حکم کیا جائے گا بشرطیکہ اس میں آثار نجاست ظاہر نہ ہوں۔

جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھائے۔

(سوال) رمضان شریف میں سحری کے وقت کسی آدمی کو احتلام ہو اور اسے یقین ہے کہ غسل کرنے کے بعد کھانے کا وقت باقی رہے گا مگر اس نے کاپلی کی وجہ سے غسل نہیں کیا اور کھانا کھالیا تو اس کا روزہ ہوگا؟ یا نہیں ورحمات جنبت میں کھانا کھانے سے گناہ گار ہو گا یا نہیں اور حات جنابت میں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس طرح کھائے وضو کرے یا ہاتھ دھو کر کھائے؟

(جواب ۳۵۶) حات جنابت میں بغیر منہ دھونے ہوئے یا وضو کئے ہوئے کھانا پینا خواہ رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ ہاتھوں پر کسی قسم کی نجاست نہ لگی ہو سحری کھاتے ہوئے تو مناسبت یہ ہے کہ غسل کر ڈالے یا وضو کر لے یا کم از کم ہاتھ دھو ڈالے (۱) واللہ اعلم

(۱) مشرکوں میں نجاست اعتقادی ہے اور ان کا جھوٹا پاک ہے۔

(۲) بلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(سوال) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول خدا ﷺ کے آخر عہد میں مشرک کو نجس اعمین فرمایا ہے لہذا ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

(۲) بلی کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ المسنن فی نمبر ۳۴۲ نذیر احمد۔ ضلع بلیہ۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) قرآن شریف میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے ورنہ انسان کا جسم ناپاک نہیں ہے (۱) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے بوجہ دس کے طعام الذین

۱۔ وثی الفیض طب الشوارع عن وان ملاء النوب بصورۃ - والعفو مقید بما اذا لم یظهر فی اثر الحاسة (رد المحتار) مطلب فی العفر عن الشوارع ۱/ ۳۲۴ ط سعید (۲) وثی الشامیہ قال فی الحلاصۃ اذا اراد الحب ان یاکل فالمستحب له ان یعمل بیدہ و یتضمن تناول و ذکر فی الحلیہ عن ابی داؤد و غیرہ ان علیہ الصلوۃ والسلام اذا اراد ان یاکل و هو حب غسل یدہ و فی رواۃ مسلم متوضیاً وضوئہ للصلوۃ و بد الحیض ۲۹۳-۲۹۴ ط سعید (۳) فسر ادبی مطلقاً و لرحباً و کافر - طاہر (نور الانصار و شرحہ) قال المحقق فی لشمہ (قولہ کثراً) لانه علیہ السلام ارسل بعض المشرکین فی المسجد علی ما فی لصحیحین فمراد بقوله تعالیٰ 'ما المشرکون بحسب' للحاسة فی اعتقادہم مطلب فی اسؤر ۱، ۲۲۲ ط سعید

اور تو الکتاب حل لکم ، کا حکم بھی موجود ہے۔

(۲) علی کا جھوٹا مکروہ ہے ، محمد کفایت اللہ کان لہ نہ نہ رسہ امینیہ دہلی

کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر شیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں۔
(سوال) آپ نے عنایت نامے میں ہر چند شرح و بسط کے ساتھ مسئلہ مستفسرہ پر روشنی ڈالی ہے لیکن افسوس کہ ایک بہم ٹکڑا نظر انداز ہو گیا جس کی وجہ سے مسئلے کا جواب نامکمل رہ گیا۔
میں نے عرض کیا تھا کہ عدوہ نجاست بدنی کے غیر مسلم (ہل بنود) اشیائے خوردنی کے تیار کرنے میں ایسے جز استعمال کرتے ہیں جو شرعی نقطہ خیال سے پاکیزہ نہیں ہو سکتے اجوبہ لازمی طور پر نہیں بلکہ امرکافی طور پر کبھی کر گزرتے ہوں گے۔

مثلاً ایک کنویں میں چوبائے کر مرگیا شریعت کی رو سے اس کنویں کا پانی پاک نہیں رہا اور ظاہر ہے کہ جب یہ پاک نہیں رہا تو کھانے پینے کے کام میں ایسے ایسا جاسکتا ہے اس کی نجاست حکمی ہی سہی مینی نہ ہی۔ الجواب ”حکمی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔“

اس پانی کو پیا تو نہیں جاسکتا۔ الجواب ”پینا کھانا وضو کرنا سب ناجائز۔“
شریعت نے سے پاک کرنے کا طریقہ تجویز کر دیا لیکن اس میں بالتحقیق یہ معلوم ہے کہ غیر مسلم اس کنویں کو اس طریقہ سے پاک نہیں کریں گے زیدہ سے زیدہ اس جانور کو نکال کر ہر پھینک دیں گے الجواب ”میشک وہ خود پاک کرنے کی فکر نہ کریں گے لیکن اس کنویں سے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں تو مسلمان اس کو پاک کریں گے ورنہ دوزخ میں نہ ہوں گے۔“

کلمہ شریف پڑھنا نہ ہی۔ الجواب ”یہ تو پاکی کا طریقہ شریعی نہیں۔“
یانی نکالتا تو ضروری ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے سوال یہ ہے کہ جن چیزوں میں یہ پانی پڑا ہوا ہے کھانا کیسا ہے الجواب ”اگر مسلمانوں کو اس کا علم ہو جائے تو اس کا کھانا ناجائز ہے۔“
نجاست بدنی کے لئے تو مہ دیا کہ خود دیکھ لیجئے کہ اس کے ہاتھوں کی نجاست تو یہیں تک ہے لیکن یہ پانی کو اس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ایسے کنویں کا یا برتن کا ہے جو شرعی طور پر پاک نہیں ہے۔
الجواب ”جب تک کس پانی کا ناپاک ہونا معلوم و یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پاک ہے“ جیسے نل کا پانی اور ترم ان کنوؤں کا پانی جو غیر مسلم ہستیوں میں ہوں اور وہاں مسلمان پہنچیں اور خود کنویں سے نکالیں۔

اس میں قیاس و ظن کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چیز ہمارے تحقیقی مسم میں ہے کہ یہ دُک پانی کو اس طرح سے پاک نہیں کرتے اس طرح کتے کا جھوٹا ہمارے یہاں ناپاک ہے لیکن وہ اس سے استعمال سے کرہت بھی نہیں کرتے یہی چیزیں وہ ان اشیاء کے تیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ چیزیں مسلمانوں کے نزدیک اس طرح کھانے کے قابل ہو سکتیں گی اس میں ظن اور قیاس کو دخل نہیں بلکہ مشاہدہ اس کا شاہد ہے۔ کم از کم ایک مسلمان جب پانی یا دودھ یا گھی استعمال کرے گا تو وہ خود کتنی ہی غیظ یوں نہ ہو لیکن ایسی چیزیں ہرگز استعمال نہیں کرے گا جو شرعی معیار کے مطابق ناپاک ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ ”نجاست بدنی کو پانی سے صاف کریں تو کافرو مسلم دونوں پاک ہو جائیں گے“ بالکل درست اور ہی لیکن نجاست کو صاف کرنے کے لئے پانی بھی تو پاک ہونا چاہیے نہ یہ کہ ظاہری نجاست کو پانی سے دھو دیا جائے جو نجاست پانی کے اندر خود موجود تھی وہ مارے بدن پر چپک کر رہ گئی اتنا فرق ضرور ہے کہ پہلی نجاست سامنے نظر آتی تھی یہ دوسری نظر نہیں آتی میں یہ نہیں کہتا کہ ایک غیر مسم محض اس لئے نجس ہے کہ وہ غیر مسم ہے بلکہ یہ کہ غیر مسم ن چیزوں کو بدلتا تکلف استعمال کرتا ہے جو مسلمانوں کے نزدیک نجس ہیں جن میں سے بعض تو دیکھی جاسکتی ہیں لیکن اکثر دیکھی نہیں جاسکتیں ان کا استعمال محض اس لئے تو جائز ہو نہیں سکتا کہ وہ نظر نہیں آتیں جب کہ ہمارے تمدنی تجربہ و عملی مشاہدہ اس پر دالت کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے جو مسلمان کے نزدیک نجس ہیں الجواب ”میشک دریغ نہیں کرتے لیکن یہ ازم نہیں کہ روزانہ ان کا استعمال یہی ہے“

المستفتی نمبر ۸۸۲ چودھری غلام احمد خاں (شعبہ) ۲۷ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۳۵۸) اگرچہ آپ کے سوا ت میری زشتہ تحریروں پر عرض کرنے سے حل ہو جاتا ہیں تاہم مزید وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

کنوئیں میں کر کر چوہا مر جائے یا مر ہو چوہا گر جائے تو یہ پانی سلامی احکام کی رو سے ناپاک ہو گیا اور جب کسی مسلمان کو علم یا ظن غائب ہو جائے کہ کسی ہندو (بلکہ مسلمان) نے اس پانی سے کوئی چیز پانی ہے تو سکا اس کو استعمال کرنا جائز نہیں مگر یہ ناپاک ایک ناپاک چیز کے ذریعہ سے پانی میں آئی ہے اس میں کفر و سلام کا تفاوت نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ ہندو سے ناپاک نہیں سمجھتا اور اس لئے وہ اس کنوئیں کے پانی کو بے تامل استعمال کرے گا بلکہ یہی واقعہ کہ کنوئیں میں چوہا مر کر مر جائے کثیر لوگوں اور غیر مسموں کے کنوئیں کے لئے لازم نہیں ہیں اس قسم کے محدث میں ظن غائب پر عمل کیا جاتا ہے اور کیا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اگر غیر مسلم کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ کے استعمال سے اس بنا پر پرہیز کیا جائے کہ وہ اس قسم کی ناپاکیوں سے احتراز نہیں کرتے گواہی واقعات شذوہ نادری وجود میں آتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ اصل مسئلہ پر اس سے کوئی زد نہیں پڑتی ورنہ یہ کہ اسلام نے غیر مسم کے جسم کو (جب کہ اس پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور جب کہ ہم کسی ہندو کو اپنے سامنے بٹا کر اپنے پاک پانی سے اس کے ہاتھ دھلوا کر اپنے سامنے اس پانی سے ٹاگوندھوا کر یا قند کا قوم بندہ اگر اس کے ہاتھ سے روٹی پکوائیں یا مٹھائی بنائیں تو وہ مٹھائی یا روٹی پاک ہے محض غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہونے کی بنا پر وہ ناپاک نہیں، میری سبقتہ تحریرات کا مطلب یہی قدر تھا۔

جب کہ مسئلہ کی یہ نوعیت صاف ہو گئی کہ انسانی جسم پاک ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر تو اب صورت مسئلہ آپ کی اس تحریر کے بموجب یہ ہوئی کہ جسم انسانی حیثیت جسم انسانی ہونے کے پاک ہے مگر چونکہ غیر مسم بہت سی ایسی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں جو اسلامی احکام کی رو سے ناپاک ہیں اور وہ انہیں ناپاک نہیں سمجھتے بلکہ پاک اور مقدس خیال کرتے ہیں (مثلاً گائے کا پیشاب) تو ان حالات میں مسلمانوں کو ان کی بنائی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ بعض مرتبہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں کو ناپاک سمجھ کر ان کے ہاتھ کی چیزوں کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنی چیزوں میں مسلمانوں کا ہاتھ نہیں لگنے دیتے اور لگ جانے تو سے پھینک دیتے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی چیز دیتے ہیں تو نہایت ذات آمیز طریقے سے اوپر سے ان کے ہاتھوں میں ڈال دیتے ہیں ان کے اس سلوک کو دیکھتے ہوئے اسلامی غیرت کس طرح اجازت دے سکتی ہے کہ ان کے ہاتھ کی مٹھائی یا پوری کچوریاں مسلمان استعمال کریں۔

میں اسکے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک ہندوؤں کے عقیدے اور اس سوک کا تعلق ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان بھی قومی غیرت اور خودداری پر عمل کریں اور جو ہندو ان کے ہاتھ کو ناپاک قرار دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ بھی یہ تقاضائے غیرت و خودداری ان سے پرہیز کریں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ جواء سیئہ سیئہ مشہا کے ماتحت گرفت نہیں مگر یہ یاد رہے کہ اگر مسلمانوں کے نزدیک ہندوؤں کا یہ فعل غلط اور خلاف عقل اور ذلیل ہے تو وہ خود اپنے اس فعل کو فی حد ذریعہ صحیح و موافق عقل و شریعت قرار نہ دیں۔ بلکہ یہی کہیں کہ انسانوں کے درمیان اس قسم کا طرز عمل جاری کرنا غلط اور خلاف عقل اور مبتذل تو ضرور ہے مگر ہم صرف مجازاً کرتے ہیں نہ یہ کہ یہ طرز عمل ہمارے نزدیک مستحسن ہے۔

(۱) فسور الادمی مطلقاً ویر حباً او کافراً (ص ۱۰۳) سیر الابصار و شرحہ مع رد المحتار مطلب فی فسور ۲۲۲ ط سعید (ولو ادخل الکفار والصالحین یدہم لا یسجنون) ہم یکی علی ایدہم محاسبہ حقہ حسی کبیر فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہس کبیر لاہور

اب رہی یہ بات کہ ہندوؤں کا ناپاکیوں سے احتراز کرنا ان کے متعلق مرضیہ سے کہ جب کہ کسی قوم پر
جمہوریت کے متعلق یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ وہ ناپاکی کا استعنا ضرور کرتی ہے تو اس سے احتراز لازم
فرض ہے مگر محض کسی قوم کا یہ عقیدہ کہ پوبا کرنے سے کوال ناپاک نہیں ہوتا یا کہ جھوٹا پاک ہے
اس سے احتراز کرنے کو لازم نہیں کرتا مثلاً مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو منی کو ناپاک قرار نہیں
دیتے، کول اٹھم جانوروں کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں، تو محض اس وجہ سے ہم ان کے ہاتھ کے
سمانے پر بیزار کرنے لگیں کہ ممکن ہے جو پانی انہوں نے استعمال کیا ہے اس میں بکری کا پیشاب پڑ
کیا ہو اور انہوں نے اسے پاک قرار دے کر وہی پانی استعمال کر لیا ہو اس لئے ہم استعنا نہیں کرتے یہ حکم
عام طور سے صحیح اور قبیح عمل نہیں کوئی شخص بنا برزہ و تقویٰ اپنے نفس کے سے یہ ضرر عمل خفیہ
کرنے تو مضائقہ نہیں مگر حنفی مسلمان عام طور پر اس کے پابند کر دینے جائیں کہ شائع و ناجائز کے
سمانے وغیرہ سے اس بنا پر احتراز کرو کہ ان کے نزدیک کول اٹھم جانوروں کا پیشاب پاک ہے یہ
درست نہیں۔

بہر حال دیکھنا یہ ہے کہ غیر مسلم اگرچہ اس کنویں کے پانی کو استعمال کریں گے جس میں پوبا
شراب کر جائے مگر کیا روزمرہ کے واقعات میں یہ چیز کثیر وقوع ہے؟ کیا ان کے پانی میں جسے وہ روزانہ
استعمال کرتے ہیں غائب مانا جاتا ہے کہ ضرور وہ پوبا کرے ہوئے کنویں کا پانی ہو گا تو میں سمجھتا ہوں
کہ اس کا التزام آپ بھی نہ کر سکتے ہیں گے۔ اور اگر التزام کریں تو میرا جواب یہ ہو گا کہ ہاں اگر روزانہ
استعمال کے پانی میں نجس شے کی آمیزش کا گمان غالب ہے تو بیشک احتراز لازم ہے مگر میں اس نظریہ کو
تسلیم نہیں کرتا کہ ایسا گمان غالب ہے بالخصوص ایک حالتوں میں کہ بکاشری طور پر شہروں میں نلوں کا
پانی استعمال کیا جاتا ہے اور نلوں کے پانی کا خزانہ جتنی وہ حوض جن میں سے نل میں پانی آتا ہے کثرتی طور پر
غیر مسموں کی گرائی میں ہوتے ہیں اور ان میں پوبا ہے گھونسلی کتے کر کر مر جانے کا اور نہال چیتے کا
تھم موجود ہے اور اس بنا پر نلوں کے پانی کے استعمال میں بھی عدم جواز کا پہلو ہے جس سے احتراز عمومی
آج کل تقریباً ممکن ہے۔

اس اصول کے موافق سلف صالحین میں ہمت سے نظر موجود ہیں بخاری و میں حضرت
عمر کا یہ اثر کہ ”نہوں نے ایک غار میں ایک نھر نیچے کے گھر سے پانی لیکر وضو کیا“ اسی سلسلے میں آیا ہے
ہے کہ غیر مسموں کے گھر کا پانی وضو کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ خاص اس پانی کے نایاب ہونے

۱۔ فی السنن ابی طاهر لاجہ ہدایۃ ص ۱۰۷۳ مکتبہ شریک عممہ مدائن

(۲) زیور مکتوب المحرم مجلس حدیث حنفیہ و صفیرہ محمد اسیر لایسار و شرح مع رد المحار فیل مطلب فی
لندوی بائعہ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱

۳۔ زیور عمیر و حمیمہ و من سب نصر ماز صحیح البخاری باب وضو لرحل مع مرنہ و فصل وضو ص ۲۳۱
۲۳۱ طافسی کتب حدیث کرمی

کا ظن غالب نہ ہو اگرچہ یہ بات قطعی تھی کہ نصرانی خنزیر اور شراب عام طور پر استعمال کرتے تھے مگر یہ عام استعمال اس خاص پانی کے ناپاک قرار دینے کے لئے کافی نہ تھا امید ہے کہ اس گزشتہ کے بعد کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تولیہ یارومال سے پاؤں یا جوتا جھاڑنے کے بعد چہرہ پونچھنا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔
(سوال) ایک صاحب کی عادت ہے کہ پیدل سفر کر کے کسی مقام پر پہنچ کر تولیہ یارومال جو ان کے پاس موجود ہو جوتے وں پیر مار کر جھٹک کر رد صاف کر دیتے ہیں اور پھر اسی پر نماز پڑھتے اور وضو کر کے ہاتھ اور منہ پونچھ لیتے ہیں اگر اعتراض کیا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ خشک چیز ہے جو شرعاً پاک ہے اور جائز ہے دوسروں کا خیال ہے کہ وہ پاک کسی مگر مکروہ ضرور ہے۔ المستفتی نمبر ۱۵۷۹ محمد خاں صاحب (ملک مالوہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۵۹) تولیہ یاروماں سے جوتی اور پاؤں جھاڑنے کے بعد منہ پونچھنا یا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے اور جب کہ رومال یا تولیہ پر غبار کا اثر نہ رہے تو کوئی کراہت بھی نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(سوال) یہاں پر ایک اسپتال ہے جس میں مخصوص صور پر تپ دق اور سل کا علاج ہوتا ہے اس اسپتال میں بخار کے درجہ کو ناپنے کے لئے تھرمامیٹر بجائے منہ یا بغل میں رکھنے کے مقعد میں رکھا جاتا ہے وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ منہ یا جسم کے کسی اور جگہ کی گرمی قابل اعتبار نہیں ہے بخار کا درجہ روزانہ اس طور سے کم سے کم چار دفعہ صبح دوپہر شام اور رات کو ناپا جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی حاست میں مریض نماز کس طرح داکرے اور قرآن شریف کو کس طرح چھونے کیونکہ مریض دن میں چار چھ دفعہ کتہ نہائے مید کہ جواب سے سر فرز فرمائیے گا۔

المستفتی نمبر ۲۳۳۵ محمد یونس صاحب۔ مدینہ پال۔ ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۹ جنوری ۱۹۳۹ء
(جواب ۳۶۰) مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا (۱) پس مریض اس عمل کے بعد صرف وضو یا تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید کو چھو سکتا ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) فی الندر حایہ من شئت فی نالہ او یوہ او مدہ اصنہ بحاسہ او لا فہو ظاہر مالہ بسنتہ (رد المحتار) قبیل مقصد فی احداث العسل ۱۵۱ ط سعید

(۲) والمعانی الموحدة بعسل ابرال لسی عی وحده الدفق والسهوة من برحل والمرأة والتقاء الحسین من عبر ابرال والحصص والندس (مختصر القدوری ص ۷ ط سعید)

(۳) وكذا لم ادخل اصعد فی دردد ولم یعبها فان عیبا او ادخلها عند الاستحشاء بطل وضوئہ (الدور المحار مع رد المحتار) مطلب فی توافق الرصر ۱۴۹/۱ ط سعید

دری یا ثاٹ جو نچر نہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ .

(سوال) مسجد کی جانمزد دری کی یا ثاٹ کی جو نچر نہ سکے پاک ہو گئی وہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ مبد غنیم (نارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۱) دری یا ثاٹ کو دھو کر ڈال دو جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوسری بار دھوؤ اور پھر جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھوؤ پاک ہو جائے گی، (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جالتے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے تو تنور کا کیا حکم ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) اگر جلتے ہوئے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے تو اس تنور کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶۲) جلتے ہوئے تنور میں کتا گر کر مر جائے تو جب کتا جل کر راکھ ہو جائے یا اس کو نکال کر پھینک دیا جائے اس کے بعد تھوڑا سا توقف کر کے روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و فی ثلث حذاف ی انقطع قطره فی غیرہ ای غیر معصر مما یشرب لحسنۃ (میزر الانصار و شرحہ اندر المحتار ص ۳۳۲ ط سعید)

(۲) کنز دین سماء بحس لا یاسی بالحدیث - بطییر ان لم یطییر فہ اثر المحس بعد الطیح ذکرہ الحلیمی (میزر الانصار و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ بخلاف - عدوہ صارت رماداً (قرلہ ذکرہ الحلیمی) و عللہ بقولہ لا یصح لالہ اسحاسہ بالار و روال اثرھا (رد المحتار ص ۳۱۵-۳۱۶ ط سعید)

كتاب الختان والخفاح

بے ختنہ بالغ شخص دوسرے سے ختنہ کرا سکتا ہے۔

(سوال) زید کے موضع اور نواح میں یہ جہ نہ ہونے رواج سنت نبوی (ختنہ) اکثر معمر و جوان آدمی بے ختنہ ہیں جب کہ وہ لوگ اس کو تابی سے آگاہ ہوتے ہیں اس کئی کو پورا کرنا چاہتے ہیں لیکن اول تو بہت سے لوگ یہ کہہ کروری دل خود ختنہ کرنے سے قاصر ہیں، دوم اگر موافق سنت شریف لونڈی سے کراہیں تو اس زمانے میں معدوم ہیں اب یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ تارک فرض ہو کر کسی تجربہ کار شخص سے ختنہ کراویں یا تارک سنت رہیں اگر کوئی صورت امکان کی ہو تو مطلع فرمائیں؟

(جواب ۳۶۳) صورت مہولہ میں اگر یہ شخص خود ختنہ نہیں کر سکتے ورنہ کل باندیوں بھی نہیں ہیں جو ختنہ کر سکیں تو وہ اپنا ختنہ کر سکتے ہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں۔

(سوال) اگر کوئی شخص اپنے بڑے کے ختنے میں کسی کو دعوت نہ دے نہ کھانا کھلانے تو کیا صم ہے؟ ایک شخص نے ایسا کیا تو لوگوں نے ایک مائیکٹ کر دیا پھر اس نے قربانی کی تو لوگوں نے قربانی کا گوشت لینے سے انکار کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی روکا وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس نے ختنہ کی تقریب میں ہم کو دعوت نہیں دی تھی۔ المفسی نمبر ۲۶۹ شہ محمد صاحب ۶ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق یکم مئی ۱۹۳۳ء (جواب ۳۶۴) ختنے کی تقریب میں دعوت دینا اور بستنی کے دوگوں کو کھانا کھانا لازم نہیں ہے اگر کسی کو دعوت ہو ورنہ وہ اپنی خوشی سے دعوت دے دے تو سے اختیار سے لیکن دوگوں کو اس سے برداشتی دعوت لینے کا کوئی حق نہیں ہے (۱) اور نہ دینے کی وجہ سے اس کا بایکٹ کر دینا اور قربانی کا گوشت نہ لینا اور دوسروں کو بھی لینے سے باز رکھنا یہ سب ناجائز باتیں ہیں (۲) یہ لوگ شریعت سے ناواقف ہیں ان کو نرمی اور آہستگی سے تبلیغ کر کے واقف کرانا چاہیے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کیا عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ ایک کتب کا بھی ثبوت پیش کرتا ہے کہ عورتوں کا ختنہ ہونا چاہیے شرع

۱۔ قل فی حناہ الکبیر اذا امکن ان یحتسبہ فعل والا لم یفعل الا ان یمکنہ ان یتزوج و یشترى حناہ فختنہ و ذکر الکراحی فی الجامع الصغیر و حنہ الحسانی (عالمگیریہ) الباب التاسع عشر فی الحناہ ۵ ۳۵۷ ط (حدیدہ کونہ)

۲۔ لا یسعی المتخلف عن اجودہ بدحوۃ بعدہ کدعۃ العرس و لحد و حرمہ - و ان لم یکن فلا بأس (عالمگیریہ) الباب سانی عشر فی لہدیہ و لحد ۵ ۳۴۳ ط (حدیدہ کونہ)

۳۔ عن عاصمہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یکرہ لمسلمہ ان یتحرر مسلما فوق ثلثہ فاذا لقیہ سلم علیہ ثلاث مررکین ذلك لا یرد علیہ فاعلم ما یأمروا (سنن ابی داود) باب فی ہجرۃ الرجل احاہ ۲ ۳۲۵ ط (امدادیہ ملتان)

شریف میں یہ حکم ہے "المستفتی نمبر ۳۲۹ محمد ر. شاہ (ضلع مظفر) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۵) عورتوں کا ختنہ جس کو عربی میں خفص کہتے ہیں عرب میں س کارون تھا اور ایک حدیث میں یہ ذکر آیا ہے کہ ایک عورت سے جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس میں مبالغہ نہ کیا کرو بلکہ بہت تھوڑی ہی مقدار قطع کیا کرو کہ اس میں مرد اور عورت دونوں کا فائدہ ہے اور عورتوں کے ختنے کو بعض فقہانے سنت اور بعض نے مکرمات یعنی ایک اچھی اور شرفت کی بات بتایا ہے لیکن یہ سنت مؤکدہ اور ضروری نہیں ہے اگر کیا جائے تو چھپتا ہے نہ یہ جائے تو کوئی شرعی اہرام اور مواخذہ نہیں ہے خلاف ترکوں کے ختنے کے کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور محمد کاغیت مدکان اللہ۔

(۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے؟

(۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

(۳) بے ختنہ مسلمان کی ولاد کا نکاح با ختنہ مسلمان کی اور اسے جائز ہے۔

(۴) بالغ نو مسلم کا ختنہ کر دینا بہتر ہے

(۵) کیا بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے سختی کی جاسکتی ہے؟

(۶) بے ختنہ کے پیشاب کی پاکی اور نماز درست ہو سکتی ہے۔

(۷) بے ختنہ بالغ مسلمان کا ختنہ جائز ہے

(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان صحت میں حقیق کرے تو با ختنہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے

(سوال) (۱) بے ختنہ بالغ مسلمان کی ختنہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح جائز

ہے یا نہیں؟ (۳) بے ختنہ بالغ مسلمان کی ولادت سے با ختنہ بالغ مسلمان کی ولاد کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۴) ایک بالغ ہندو مسلمان ہو کر ختنہ کرنا چاہتا ہے کیا اس کا ختنہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) بے ختنہ

بالغ مسلمان کا نکاح اگر جائز ہے تو قریہ یا شہر کے غنشی لوگ ختنہ سے پرہیز میں گئے (۶) سنایا

ہے کہ بے ختنہ بالغ مسلمان کی پیشاب کی پاکی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے اس کی نماز بھی درست نہیں

ہوتی؟ (۷) بالغ ہونے کے بعد بے ختنہ مسلمان کا ختنہ حرام ہے تو اگر ختنہ کر لیا تو اس کی سزا کیا

(۱) عن م عصبہ لا عصبہ ان مرارة کانت تحت بالماء فکان یسوی لا ینھکی فان دبت حطی لیسراہ
رحم لیسراہ (سنن ابی داؤد باب فی بحث ۲ ۳۶۸ ط ممدادہ ملال)

(۲) احسنہ الرواۃ فی حبان النساء ذکر فی بعضہا ایضا سۃ حکما فی المحقق عن بعض المساجد ذکر شمس
الاسماء فی دہ افصی للمحققان حبان النساء مکرمۃ غلامگیرۃ الباب المسع عشر فی بحث ۵ ۳۵۷ ص

ختنہ کی تقریب میں ناجائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے۔

(سوال) میرا نواسہ ہے اور اس کی ختنہ ہو گئی ہے اس کے دادا کہتے ہیں کہ میں اس کا کھانا کروں گا اس میں اگر مجھے بایا جائے تو میں شریک ہو جاؤں یا نہیں؟ کیونکہ میں فی اسار تو ختنے میں شریک نہیں ہوتا جب سے مجھے معلوم ہوا ہے لیکن کھانے کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۸۵۷ محمد حیات (ضلع علی گڑھ) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۷) ختنہ کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریوشتہ کے سنے یہ کام نہ ہو ورنہ قرض ادھار لیکر یہ کام نہ کیا جائے اور کوئی ناجائز کام مشاغلہ، بجانہ ہو، محمد کفایت اللہ کان لہ۔

کیا عورت کا ختنہ بھی مسنون ہے؟

(سوال) زید کا بیان ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے ورنہ زواجہ بند کی آدمی فی الحدیث میں یہ مسئلہ تحریر ہے لیکن عمر و اس مسئلہ کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ نہیں ہے ورنہ زواجہ بند کی آدمی احادیث کو مانتا ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۳ مسماۃ فطمہ بانی صاحبہ (سبئی) ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۸) عورت کے ختنے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسے کہ شامی (۲) جلد خامس ص ۵۲۲ میں مذکور ہے بعض فقہاء اس کو سنت بعض مستحب کہتے ہیں اور اس پر سب متفق ہیں کہ اس کی کوئی تاکید نہیں ہے ختنہ نہ کرانے میں کوئی گناہ یا ملامت نہیں ہے ورنہ وہ حدیث کے خلاف نہ ہو۔ طیبہ میں ایک عورت عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی تو حضور ﷺ نے اس کو فرمایا تھا لا تنھکی یعنی ختنہ میں کھال زیادہ نہ کا، کرے۔ ورنہ (۲) میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خصال الرجال سہ و خصال النساء مکروہہ یعنی مردوں کا ختنہ سنت ہے ورنہ عورتوں کا ختنہ مکروہہ یعنی مردوں کی خوشنودی کے سنے ہے مصعب یہ کہ مردوں کے ختنے کی طرح سنت مستحبہ ہو کہ وہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔

(۱) لا یسعی سحلف عن احدہ دعوة العامة كدعوة العرس والحجاب وحرهم واماد علم فی الحصر فلا یحصرہ لانه لا یلزمہ حق الدعوة عامہ گیریہ اناب الشی عشر فی الہدایا والصیافات ۵ ۳۶۳ ص ۳۶۳ (۲) فی کتاب الطہارۃ من السراح الوہج اعمم ان حجاب سہ عبدما للرجال والنساء وقال الشافعی وحب رجال بعضهم سہ للرجال مستحب للنساء رد المحتار مسائل شتی ۶ ۷۵۱ ص ۷۵۱ (۳) باب فی الحجاب ۲ ۳۶۸ ط مدادیہ ملبان (۴) مسائل شتی ۶ ۷۵۱

نہتہ کی دعوت جائز ہے

(سوال) ختنہ میں دعوت کرنی درست ہے یا نہیں؟ حدیث طرانی الحرس والا عدار والنوکیات فیہ بالحیار سے گنج کش معلوم ہوتی ہے اور حدیث مسند حمزہ ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لہا۔ ممانعت و بدعت ثابت ہوتی ہے پس اس بارے میں کیا توجیہ ہو گی؟ المستفتی: ۲۳۶۶ محمد حسین صاحب النعمہ گڑھ اجماعی الاول ۳۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۹) ولیمۃ الختان لم یکن یدعی لہا کا مفسوم ان قدر ہے کہ یہ معمول نہ تھو و میر کا لفظ اس کو شامل ہے اس لئے فی حد ذاتہ لباحث ہے (۱) ہاں آج کل کے مصالح اسلامیہ اس کے مقتضی ہیں کہ ایسی دعوتیں جس قدر کم ہوں بہتر ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دینی

ختنہ کرنا سنت اور مسلمانوں کا شعار ہے

(سوال) ایک شخص اپنے بڑوں کی ختنہ نہیں کرتا اور اس بات سے بھی انکار کرتا ہے اور اس کے چار بڑ کے ہیں جن میں ایک بڑ کے کی عمر تیس سال اور دوسرے کی پچیس سال اور تیسرے کی انیس سال اور چوتھے کی تیرہ سال ہے مگر اس نے کسی کی ختنہ نہیں کرائی تمام ویسے ہی میں اب لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں کیونکہ اس سے قطع تعلق کر سکتے ہیں یہ کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۱۹ محمد سلوب (ہند شہر) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۰) ختنہ سنت ہے مگر مسلمانوں کے لئے سلامی شعار ہے یہ شخص کسی وجہ سے ختنہ نہیں کرتا چار بچوں کا ختنہ نہ کرنا بظاہر کسی عذر پر مبنی نہیں ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ سے بچوں کے ختنے کرائے پر مجبور کریں ورنہ اسے تو اس کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سمجھائیں یہاں تک کہ وہ اپنی ضد سے باز آجائے اگر مناسبت حد تک اس کے ساتھ سختی بھی نہ جائے تو مضائقہ نہیں (۱) سختی سے صرف یہ مراد ہے کہ مسلمان اس کو اپنی تقریبات شادی و غمی میں شرکت کی دعوت نہ دیں۔ اس کے یہاں تقریبات میں شریک نہ ہوں (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دینی

(۱) لا یعی لحلف عن حرمہ لدعویہ بعدۃ کدعویہ لعرس و الختان و نحوہما عدسگیریہ اسب لدی عشر فی اب۔ ما و اصناف ۵ ۳۴۷ ص ما حدیہ کوند

(۲) والا صل ان الختان سنة کما جاء فی الحر و حر من شعائر الاسلام و خصائصہ فلوا حنیع اهل نذۃ علی ترکہ حریم الاسام فلا یرک الا لعدو (تبریز لا ینصار و شرحہ مع رد المحتدر مسائل شنی ۶/۷۵۱ ط سب)

۳ قال سمیت عرس لحدی فی حد سب اس پس صفۃ لہجور الحدی و ہ یشوع بقدر لحدی فیس کد من اهل اعصاب سحقی الہجور سب لکالمہ کما فی قصہ کعب و صاحبہ (فتح الباری شرح صحیح الحدی باب ما یجوز من الہجور لمن عشی ۱۰/۱۵۱ ط مکتبہ مصطفیٰ مقرر)

غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے۔

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) غیر مسلم ڈاکٹر (سکھ یا ہندو) سے لڑکے کی ختنہ کرانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) وافار فی النہر تبعاً للہجر جواز التطیب بالکافر فیما لیس فیہ ابطال عیادۃ (الدر المختار) قال المحقق فی الشافیہ (قوله : وافار فی النہر) - و فیہ اشارۃ الی ان المریض یجوز لدان یستطیب بالکافر فیما عدا ابطال العیادۃ (ردالمحتار) فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ۴۲۲/۲ - ۴۲۳ ط سعید (الحمد لله الذي تتم بنعمته الصالحات)

سیرۃ اوسوٰح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ خلیفہ اردو اعلیٰ جلد (کمپیوٹر)
 سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ ۲، جلد
 رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے یکجا (کمپیوٹر)
 محسن انسانیت اور انسانی حقوق
 رسول اکرم کی سیاسی زندگی
 شمائل ترمذی
 عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین
 دور تابغین کی نامور خواتین
 جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین
 ازواج مطہرات
 ازواج الانبیاء
 ازواج صحابہ کرام
 اسوۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 اسوۃ صحابہ جلد کامل یکجا
 اسوۃ صحابیات مع سیر الصحابیات
 حیاتہ الصغیرہ جلد کامل
 طبیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم
 سیرۃ خاتم الانبیاء
 رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 سیرۃ خلفائے راشدین
 الفساروق
 حضرت عثمان ذو النورین

سیرۃ النبی پر نہایت مفصل دستند تصنیف
 اپنے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے برائے کچھ ہر
 عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب
 خطبہ جبرہ الوداع سے استناد اور مستشرقین کے اعتراف کے برآ
 دعوت و تبلیغ سے سرشار حضور کی سیاست اور ملی مسلم
 حضور اقدس کے شمال و عادات مبارک کی تفصیل پر مستند کتاب
 اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل
 تابغین کے دور کی خواتین
 ان خواتین کا ذکر جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ
 انبیاء مطہرہ السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب
 صحابہ کرام کی ازواج کے حالات و کارنامے
 ہر شعبہ زندگی میں آنحضرت کا اسوۃ حسنہ آسان زبان میں
 حضور اکرم سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوۃ
 صحابیات کے حالات اور اسوۃ پر ایک شاندار علمی کتاب
 صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات مطالعہ کے لئے راہ نما کتاب
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر پہلی کتاب
 کے حالات اور عربی تصانیف مع تراجم پر مشتمل عشق و ادب میں دینی تصنیف
 پچھلے کے آسان زبان میں مستند سیرت، مدارس میں داخلہ لے کر
 مشہور کتاب سیرۃ النبی کے معنی کی بچوں کے لئے آسان کتاب
 مختصر انداز میں ایک جامع کتاب
 حضرت عمر فاروق کے حالات اور کارناموں پر مستند کتاب
 حضرت عثمان

امام برہان الدین حبیبی
 علامہ شبلی نعمانی ترجمہ سلیمان ندوی
 قاضی محمد سلیمان منصور پوری
 ڈاکٹر حافظ محمد عثمانی
 ڈاکٹر محمد حیدر اللہ
 شیخ اکبریت حضرت مولانا محمد سعید زکریا
 احمد غفیل جمعہ
 ڈاکٹر مائدہ حفصانی میاں قادری
 احمد غفیل جمعہ
 عبدالعزیز الشناوی
 ڈاکٹر عبدالحی ماری
 شاہ معین الدین ندوی
 مولانا محمد یوسف کاندھلوی
 امام ابن قسیم
 مولانا محمد اشرف علی عثمانی
 مولانا مفتی محمد شفیع
 سید سلیمان ندوی
 مولانا محمد الشکور لکھنوی
 علامہ شبلی نعمانی
 مولانا اکبر عثمانی

سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مختصر آسان زبان میں حضرت شاہ ولی اللہ پیرا کے نبی کی پیاری صاحبزادیاں ڈاکٹر حفصانی میاں
 تاریخ اسلام ۴ حصہ جلد کامل
 اخبار الاختیار
 حالات مصنفین درس نظامی
 نقش حیات
 جہنم کے پروانہ یافتہ
 آغاز اسلام سے آخری غزوة کے زوال تک کی مستند تاریخ
 ہندوپاک کے مشاہیر صوفیہ کا مستند تذکرہ
 پورا درس نظامی تصنیف کرنے والے ائمہ و علماء کے مستند حالات
 مولانا حسین احمد مدنی کی خود نوشت سوانح
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پانچ سو سالوں کے بعد کے حالات

ناشر دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون و فیکس (۲۱) ۲۲۱۸۲۱۱ اور ممبر اسلامی و ملی تنظیمیں
 دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں بیرون ملک بھیجے گا انتظام ہے / فرست کتب مفت ڈاک میں بھیج کر طلب نہیں

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

والا شاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بجز تفسیر طبرستان جلد ۱	مولا سید محمد عثمانی، استاد مفتی انوار شاہ مولوی داری
تفسیر مظہری اردو	۱۱ جلدیں، فاضل محمد شمس الدین انصاری
قصص القرآن	۳ حصے، ۲ جلدیں، مولانا محمد رفیع سیرمدانی
تاریخ ارض القرآن	مولا سید سلیمان ندوی
قرآن اور ساحر و شیتا	انجینئر شیخ عبدالحق
قرآن تائیس اور تہذیب تمدن	ڈاکٹر مفتی میاں قادی
لغات القرآن	مولانا محمد ارشدیہ نعمانی
قاموس القرآن	فاضل زین احمد پور
قاموس الفاظ القرآن الکریم (محلہ معریزی)	ڈاکٹر عبدالحق جس ندوی
ملک البیان فی مناقب القرآن (محلہ معریزی)	مہمان پور
امسال قرآنی	مولانا شرف علی تھانی
قرآن کی بآیں	مولانا محمد سعید صاحب

حدیث

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو	۲ جلد، مولانا محمد رفیع الدین اعظمی، فاضل دیوبند
تفسیر سلیم المسلم	۲ جلد، مولانا محمد زکریا انصاری، فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی	۲ جلد، مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابو داؤد و شریف	۲ جلد، مولانا محمد رشید عالم فاضل دیوبند
سنن نسائی	۲ جلد، مولانا فضل احمد صاحب
مسند ابی الدیث ترجمہ و شرح	۲ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات	۲ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
ریاض الصالحین مترجم	۱ جلد، مولانا فضل احمد صاحب
الادب المفرد کمال ترجمہ و شرح	۱ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
مظاہر حق جدیدہ شرح مشکوٰۃ شریف	۵ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
تقریر بخاری شریف	۲ حصے، ۲ جلدیں، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
تجوید بخاری شریف	۱ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
تکلیف الامتثال	۲ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
شرح الیقین نووی	۲ جلد، مولانا محمد رفیع نعمانی صاحب
قصص الحدیث	۲ جلد، مولانا محمد زکریا انصاری، فاضل دارالعلوم کراچی

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ لاہور ۷۵۰۰۱ پاکستان (۰۱۱) ۳۳۸۸۱۱۱

دیگر لوازم کی کتب دستیاب ہیں، مکتبہ کا انتظام ہے، فرست کتب مفت دینا، مکتبہ کو فیس نہیں دینا